

سِلْسِلَةُ الْأَوَّلِ الْمُصَيِّفِينَ

نمبر ۵۹

تالیخ اسلام

حصہ اول

عمرِ رسالت و خائفیتِ اشد

یعنی آغاز اسلام و لیکرِ خلافتِ پہلے اشد کے اختتام تک اسلام کی مذہبی،

سیاسی، تمدنی، اور علمی تاریخ،

مؤلف

شاہ معین الدین احمد مدنی بنیق دارالین

ماہنامہ مکتبہ مولوی محمد علی صاحب مدنی

— — — — —

۱۹۳۹ء

معارف برسِ عظیم گاہِ بین کی

۱۳۵۸ھ

ہرست

تاریخ اسلام حصہ اول

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳	ولادتِ نبوی	<p>دیباچہ</p> <p>عرب قبل از اسلام</p> <p>۱ - ۱۶</p>	
۱۴	حضرت حلیمہ کی پرورش اور حضرت آمنہ کا انتقال		
۱۴	الوطالب کی پرورش اور تمام کاسم	۱	وجہ تسمیہ
۱۵	ایک جنگ میں شرکت	۲	حجہ اربعہ
۱۵	تجارت کا شغل	۳	عدم تاجرج
۱۶	حضرت حدیجہ سے شادی	۴	سنت ابراہیمی
۱۷	حلف الفضول میں شرکت	۵	تیسرے
۱۷	سوت کی تمیید	۶	ابن اسحاق
<p>بعثت (ظہور اسلام)</p> <p>۱۷ - ۲۸</p>		۷	ان قریش کی میاد اور ان کا نظام
۱۷	دعوت اسلام کا مخفی آغاز	۸	نہج اسلام سے پہلے عرب اور دنیا کی
۱۸	علامہ تبلیغ	۹	مذہبی، اخلاقی اور سیاسی حالت
۱۸	مشترکین مکہ کی حالت سے مخالفت	۱۰	دعوتِ توحید کے لئے عرب کا انتخاب
۱۹	کا آغاز	۱۱	ہاتھ کے خدمات اور کارنامے
۱۹	الوطالب کے سکائیت، ان کا جواب	۱۲	عہدِ مطلب
۱۹	اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال	۱۳	شاہد
۱۹	قریش کی پیدائشی	<p>ولادت باسعادت</p> <p>۱۳ - ۱۶</p>	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	ہجرت	۲	ہیلاوی ترغیبات اور آنحضرت صلعم کا جواب،
۲۹ - ۳۵		۲۱	حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کی قولِ سلام
۹	ہجرت موسیٰؑ	۲۱	مسلمانوں پر مشرکین کا حورو و ستم
	لحاف اور سرکیس کی ماکامی	۲۲	حلتہ کی ہجرت
۱	اہل مدینہ کا اقطار	۲۲	مسلمانوں کو حلتہ سے نکلوانے کی کوشش
۱	قاریں درود اور مسجد قبا کی تائیس		اور اس میں ماکامی
	مدینہ میں داخلہ انصار کا حوالہ والوایو	۲۳	حلتہ کی دوسری ہجرت
	انصار کی قیام	۲۴	سی ہاتھ کا مقاطعہ، شعب الی طالب
۲	تعمیر مسجد اور مارا حاعت کا اہتمام		میں لڑ سکی، اور رہائی
	فما حین اور انصار میں رستہ اخوت	۲۵	معراج اور فریضہ کار
	اور انصار کا لے نظیر ایثار	۲۵	الوطالب اور حضرت حدیثہ کا انتقال
	یہود مدینہ سے جاہد	۲۶	آنحضرت صلعم کی ایذا رسانی میں ہلکی
	مکہ کا قیلہ قرار پانا	۲۶	تیلیع کے لئے طائف کا سفر، ماکامی اور
	یہودیوں کی مخالفت کا اعار		وایسی
	مسلمانوں کی عام مخالفت اور مدینہ پر	۲۷	مطعم بن عدی کی ریحانیت و فریضہ تیلیع
	حملہ کا خطرہ		من وسعت
۳۴	حفاظت اور مصلحت کی تدبیریں	۲۸	انصار کی معیت اور مدینہ میں اسلام
۳۵	مدینہ کی چراگاہ پر حملہ		کی اشاعت
	غزوات	۲۹	ہجرت کا غزم اور انصار کا عہد یمان
۳۵ - ۴۱		۲۸	صحابہ کی ہجرت مدینہ
		۳۰	صلعم کے قتل کی ساریش
۳۵	سیرہ عبد اللہ بن جحش		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۴	سائح،	۳۵	غزوہ بدر،
۵۷	غزوہ حیرا،	۳۷	اسیران جنگ حسن سلوک،
۷۰	وادی القرئی،	۳۸	قریش کا حسن انتقام اور غزوہ سویق
۷۱	اداس عمرہ،	۳۸	متفرق واقعات
۷۲	غزوہ موتہ،	۴۱	غزوہ اُحد،
۷۳	فتح مکہ،	۴۲	متفرق واقعات،
۷۴	غزوہ خین،	۴۳	مختلف سرایا،
۷۵	ادواس،	۴۴	متفرق واقعات،
۷۶	طائف کا محاصرہ،	۴۵	یہودیوں کے ساتھ معاہدہ اور جنگ
۷۷	تقسیم عائم،	۴۶	کعب بن اشرف کی فتنہ انگیزیاں اور
۷۸	غزوہ تبوک،	۴۷	اس کا قتل،
۷۹	حج اور اعلان برأت،	۴۸	آنحضرت صلعم کو قتل کرنے کی سازش
۸۰	جھوٹے جھوٹے سرے،	۴۹	غزوہ بنی نصیر،
مذہبی انتظامات ۸۱ - ۸۴		۵۰	غزوہ سی المصطلق،
		۵۱	واقفہ انک،
۸۵	تلیع و دعوت اسلام،	۵۲	غزوہ احزاب،
۸۷	وفود،	۵۳	بی قرینہ کا خاتمہ،
۸۸	دعا اور معلمین کی تعلیم،	۵۴	حضرت زینب سے کساح،
۸۹	تعمیر مساجد،	۵۵	پردہ کا حکم،
۹۰	انکہ نماز،	۵۶	عمرہ،
۹۱	مودنین،	۵۷	صلح حدیبیہ،
۹۲		۵۸	بیعت رضوان،
۹۳		۵۹	سلاطین کو دعوت اسلام اور ان کے

صفحہ	مضموں	صفحہ	مضموں
۱۷	مترکات		تاسیس حکومت
	ازواجِ مطہراتِ اولادِ مہج		۸۴ - ۹۱
	۱۰۹ - ۱۱۵	۸۵	قوج اور امیرِ الحکری،
۱۹	حضرت حدیثہؓ	"	اقبا،
۱۱	حضرت سودہ بنتِ رموؓ	"	مقدمات کا فیصلہ،
	حضرت عائشہؓ	"	کاتب،
	حضرت حفصہؓ	۸۶	اصحاب،
۱۱	ام الماسکین حضرت ریتؓ	"	عمال کا حارہ،
	حضرت ام سلمہؓ	"	حکام اور ولایت،
	حضرت ریبؓ	۸۷	محصلین صدقات،
۱۱۲	حضرت حویرہؓ	۸۸	مجال کے اقسام اور اس کے مصارف
"	حضرت ام حبیبہؓ	۹	تشریعت کی تاسیس و تکمیل،
۱۷	حضرت میمونہؓ		حجۃ الوداع
	حضرت صفیہؓ		۹۱ - ۱۰۰
"	اولاد و احماد		خلفۃ الوداع
۱۱۷	تاسمہؓ	۹۲	
"	امراہیمہؓ		وقات
"	حضرت ریتؓ		۱۰۹ - ۱۰۰
	حضرت رقیہؓ		واقفہ طاس،
	حضرت ام کلثومؓ	۱۰۲	حضرت عمرؓ کی وارثگی اور حضرت ابو بکرؓ
"	حضرت فاطمہؓ و سہارہؓ	۱۶	کا استقلال،
"	اخلاقِ نبویؐ		تجسیر و تکمیل،
۱۱	اسلام کی تعلیمات کا اثر،	۱۷	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	نظام خلافت ۱۳۷ - ۱۴۰		حضرت ابوبکر صدیقؓ ۱۲ھ تا ۱۳ھ ۶۳۳ء تا ۶۳۴ء ۱۱۷ - ۱۲۴
۱۳۷	ملکی انتظام،	۱۱۷	مختصر حالات،
۱۳۸	حکام کے انتخاب میں اعتقاد اور اس کو مفید نصیحتیں،	۱۱۸	سیقہ سی ساعدہ اور سعیت خلافت،
۱۳۹	مالی انتظام،	۱۲	حضرت علیؓ کی سعیت میں تاخیر کا سبب
"	فوجی نظام،	۱۲۱	قتال میں شورش و انقلاب کا آغاز،
۱۴۰	دیون کے حقوق کی نگہداشت،	۱۲۲	اسامہ بن زیدؓ کی فہم،
۱۴۱	مدہی خدمات،	۱۲۳	مدعیان موت کا استیصال
"	تحفظ دیں،	۱۲۴	خود سہ ماہی کے استیصال
"	مدیوں قرآن،	"	مسلمین پر زکوٰۃ کی تادیب،
۱۴۳	علمی کمالات،		فتوحات
۱۴۴	سیرۃ الصدیق،		۱۲۵ - ۱۳۶
	حضرت عمر بن خطابؓ ۲۳ھ تا ۳۴ھ ۶۳۴ء تا ۶۴۵ء ۱۲۵ - ۲۳۰		ایران و روم کی مخالف حکومتیں
۱۴۵	تذکرہ عمرؓ	۱۲۵	ایران کی سیاسی حالت،
	خلافت و فتوحات ۱۴۶ - ۱۸۳	۱۲۶	عراق پر عرب قبائل کا حملہ،
۱۴۶	عراق کی فہم اور فتوحات،	"	عراق پر وکھنی اور فتوحات،
۱۴۹	واقعہ لویہؓ اور ایرانیوں کی شکست	۱۳۲	عرب اور رومیوں کے تعلقات
		۱۳۳	شام پر وکھنی اور فتوحات،
		۱۳۴	علامت اور حضرت عمرؓ کا استخلاف،
		۱۳۶	آخری وصیتیں اور وفات،
		"	عہد صدیقی پر مختصر تصرہ،

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۱	اردن کی فتح	۱۴۹	ایرانیوں کا حوث
"	حمص و غیرہ کی فتح	۱۵۰	حضرت عمرؓ کی تیاریاں
"	ہرقس کے دربار میں رومیوں کی فریاد	۱۵۱	اسلامی سفارت
"	اوران کا حوث و حروث	۱۵۲	قادسیہ کی جنگ
۱۷۲	مسلمانوں کی تیاریاں	۱۵۵	ایران کے بایں تحت ملائیں پر قصہ
۱۷۳	یرموک کا فیصلہ کن محرمہ	۱۵۶	خلولاء کا معرکہ
۱۷۴	سیت المقدس کی فتح	"	خلولاء پر قصہ
۱۷۸	حمص کی بغاوت	۱۵۷	حزیرہ
"	حالد بن ولید کی معرول	"	تکریت پر قصہ
۱۷۹	طاعون عمواس	"	حورستان
۱۸۱	قیساریہ کی فتح	۱۵۹	عراق عجم پر وحشی اور ہمد کا معرکہ
"	مصر کی فتوحات	۱۶۱	ایران پر عام لشکر کشی
"	فسطاط کا محاصرہ اور فتح	۱۶۲	اصفہاں
۱۸۲	اسکدریہ کی تسخیر	۱۶۳	ہمدان کی بغاوت
۱۸۳	متفرق فتوحات	"	رے و غیرہ کی فتح
"	حضرت عمرؓ پر حملہ اور شہادت	"	طرساں
۱۸۴	حالتیں	۱۶۴	آدرمائیچاں
۱۸۵	آخری وصیتیں	"	آرمینیہ
"	وفات	۱۶۵	فارس
۱۸۶	اولاد	۱۶۶	کرمان
فاروقی کارنامے ۱۸۷ - ۲۲۳		"	سیستان
		"	کمران
		۱۶۸	خراسان کی فتح اور برگرد کا آخری مقابلہ
۱۸۷	فتوحات پر تصرہ	۱۷۰	شام کی فتوحات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۶	مساوات،	۱۸۹	حضرت عمرؓ کا حقیقی کارنامہ
۲۱۸	سیت المال کی حفاظت،	۱۹۰	جمہوریت،
۲۲	فضل و کمال،	۱۹۱	عہدہ داروں کا انتخاب،
۲۲۳	سیرۃ الفاروقؓ،	۱۹۲	عمال کے اختیارات، ورائس اور ان کا
۲۲۴	حیثیت الہی،	۱۹۳	جاسمہ،
۲۲۵	آیات قرآنی سے تاثر،	۱۹۴	صیغہ عدالت،
۲۲۶	حسب رسولؐ،	۱۹۵	یولیس،
۲۲۷	متعلقیں رسالت کا لحاظ،	۱۹۶	حیل خانے،
۲۲۸	یاسدی سنت،	۱۹۷	صیغہ محصل،
۲۲۹	رہد و قناعت،	۱۹۸	محکمہ آب پاشی،
۲۳۰	سادگی،	۱۹۹	اور مختلف قسم کی آمدنیاں،
۲۳۱	احتساب نفس،	۲۰۰	سیت المال،
۲۳۲	مراج،	۲۰۱	صیغہ روح،
۲۳۳	ذریعہ معاش،	۲۰۲	صیغہ تعلیم اور اساعت اسلام،
۲۳۴	عدا و لیس،	۲۰۳	تعلیم قرآن،
۲۳۵	اولیات،	۲۰۴	حدیث کی حدت،
<p>حضرت عثمان بن عفانؓ</p> <p>۳۳۵ تا ۳۲۴ھ</p> <p>۶۶۵۵ تا ۶۶۴۵ھ</p> <p>۲۸۶ - ۲۳۱</p>		۲۰۵	فقہ کی حدت،
		۲۰۶	تغیر مساجد،
		۲۰۷	حرم کی توسیع،
		۲۰۸	مسجد نبویؐ کی توسیع،
		۲۰۹	رفادہ عام کے کام،
۲۳۱	ترجمہ عثمانؓ،	۲۱۰	عدل و مساوات،
۲۳۲	پر رومہ کی خریداری،	۲۱۱	حر یہ کی بحث،
		۲۱۲	رعایا کی حر گیری،

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴۵	مندرجہ ذیل سا کی منہ انگری	خلافت اور فتوحات ۲۴۳ - ۲۴۳	
۲۴۶	اس سا کی کا سا کی کے اسباب		
۲۴۸	کو دس میں عی		
	حضرت عثمان کے خلاف پہلا ٹی	۲۴۵	پہلا مقدمہ
	اقدام		اس کے نہ کی تاوی
۲۴۹	عمال سے حضرت عثمان کا مسودہ	۲۴۶	اس کے نہ کی تاوی
۲۵۰	حضرت علی کا مسودہ		او حق فتوحات
۲۵۱	تخصیص کی مکس		عمدوں اس کی حروف
۲۵۲	اعمال کی غلطی	۲۴۷	طرابلس کی فتح
	محافل کے اہم مقامات اور اس کی	۲۴۸	اس میں پر حملہ
	حقیقت	۲۴۹	فرض کی فتح
	اکابر صحابہ سے مسودہ اور حوازی	۲۵۰	حضرت ابو بکر اعری کی حروف
	کو چھوڑنے سے انکار	۲۵۱	اموال کی تاوی اور اس پر مقدمہ
	حضرت عثمان کے خلاف پہلا ٹی		ولندس مقدمہ کی حروف
	مصر میں کی فوج		حوازی
	دوسری لوس اور علاقہ سے	۲۵۱	مخفی مسائل کی فتح
	دست برداری کا مطالبہ		کہاں اور محاسن پر مقدمہ
	معاشرہ	۲۵۲	کھل اور دوا کی فتوحات
	اہم محکمہ کے لئے عربی		سرب کی فتح
	حالیہ محکمہ کے مسودہ	۲۵۳	سوال سام و سون کا حملہ
	مقابلہ کے لئے اہل فلسطی		تہرق فتوحات
	سمادیت کی ماسی	خلافت اور حضرت عثمان کی شہادت ۲۵۱ - ۲۵۱	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸۲	سیرۃ النبی،	۲۷۱	شہادت
۲۸۳	حقیقت الہی اور رقتِ قلب،	"	تہنیز و تکلیف،
"	موافقہ قیامت کا خوف،	۲۷۲	صحابہ پر اثر،
"	حضرت عثمانؓ کے ساتھ محنت سوزی	۲۷۳	شہادت کے نتائج
"	محنت رسول،	"	ارواح و اولاد،
۲۸۴	احترام رسول،	<h2>عہد عثمانی پر تبصرہ</h2> <p>۲۷۴ - ۲۸۰</p>	
"	اتباع سنت و پاس فرمانِ رسول		
"	اتفاق فی سبیل اللہ،	۲۷۴	لغاتوں کا استیصال،
"	بیاضی،	"	فتوحات،
"	جہاد،	۲۷۵	نظامِ خلافت،
۲۸۵	صبر و تحمل،	"	مجلسِ ستوری،
"	تواضع،	"	بعض تدلییان،
"	ذریعہ معاش،	"	عمال کا احتساب اور انکی نگرانی،
۲۸۶	غدا و لباس،	۲۷۷	بیت المال کے محاصل و مصارف
<h2>حضرت علی بن ابی طالبؓ</h2> <p>۳۵ تا ۴۰ھ ۶۵۶ تا ۶۶۱ھ ۲۸۷ - ۳۶۸</p>		"	حیثیت و روح،
		"	بکری فوج اور اسلامی بیڑہ
۲۸۷	ترجمہ علی بن ابی طالبؓ،	۲۷۸	رفاہ عام کے کام،
<h2>خلافت</h2>		۲۷۹	اسند ضرور
		"	مسجدِ نبویؐ کی تعمیر
		"	مصنعت صدیقی کی استاعت،
۲۸۹	سبیت خلافت،	۲۸۰	مؤدلوں کی تحواہ
۲۹۰	قاتلین عثمانؓ کی تلاش میں ناکامی	"	متفرق خدمات،
	اور اس کے نتائج،	۲۸۱	فضل و کمال،

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۱۲	عال کا تقرر	۲۹۱	امیر معاویہ کی مغزولی اور اہل مخالفت
"	امیر معاویہ کو بیت کی دعوت	۲۹۲	امیر معاویہ کے مقابلہ کی تیاریاں
۳۱۴	تام میں حضرت علیؑ کے خلاف یروگنڈا	۲۹۳	اصلاح و قصاص کے لئے حضرت عائشہؓ کی آمادگی
۳۱۵	حضرت علیؑ کو اس کی اطلاع	۲۹۶	بصرہ کی روانگی
"	حضرت علیؑ کی تیاریاں اور مصاحبت کی کوششیں	۲۹۹	حضرت علیؑ کی تیاریاں
۳۱۸	حضرت علیؑ کی روانگی	۳	مخاطب صحابہ کی روش
"	عراقی اور سامی مقدمہ بحیثیت کا سامنا	"	مدینہ سے روانگی
"	صفین میں سابیون کی مورچہ بندی	۳۰۱	کوفہ اور بصرہ کی مدد
۳۱۹	حضرت علیؑ کا ورود اور پانی پینے کے شش	"	حضرت عائشہؓ سے مصاحبت کی کوشش
"	میدان جنگ میں مصاحبت کی کوشش	۳۰۳	سابیون کی فتنہ انگیزی
"	جنگ کا آغاز	۳۰۴	معالین صلح کی فتنہ انگیزی اور حضرت علیؑ اور طلحہ و زبیرؓ کی مصالحت اور تس
۳۲۰	مصاحبت کی آخری کوشش اور ناکامی	"	صلح کا انعقاد
"	خویر لڑائیوں کا سلسلہ	"	سابیون کی فتنہ انگیزی
۳۲۱	لیلۃ الحریہ کی فیصلہ کن جنگ	۳۰۶	حضرت زبیرؓ کی علمدگی اور شہادت
۳۲۲	عمرو بن العاص کی ایک تدبیر اور علوی روح بین اختلاف	۳۰۸	حضرت طلحہؓ کی شہادت
۳۲۳	تحکیم کی تحویر اور حکم کا انتخاب	"	ام المومنین کے اونٹ کے گرد نثار کی جاننا رسی
۳۲۴	تحکیم کا معاہدہ	۳۰۹	جنگ کا حاتمہ
۲۲۶	حکیمین کی گفتگو	۳۱۰	حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حضرت علیؑ کی حاضری اور مصافحہ
۳۲۸	فیصلہ کا اعلان	۳۱۱	کوفہ کا دار الخلافہ قرار پایا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۵۷	دیمون کے ساتھ برمی	۳۳۰	خوارج کی سرکشی
۳۵۸	عدل و مساوات	۳۳۱	نہرواں میں اجتماع
۳۵۹	ماراڑ کی نگرانی	"	خوارج کو دعوت اتحاد
"	فضل و کمال	۳۳۳	اتمام حجت
۳۶۳	سیرۃ المرتضیٰ	۳۳۵	جنگ اور خوارج کی شکست
"	زہد	۳۳۶	شام کا قصد اور علوی روح کی کمزوری
۳۶۴	عبادت و ریاضت	"	مصریہ امیر معاویہ کا قصہ
۳۶۵	انفاق فی سبیل اللہ	۳۴۰	حضرت علیؓ کے مقبوضات پر امیر معاویہؓ کی پیش قدمی اور اس کے نتائج
"	امانت و دیانت	۳۴۴	فریقین میں مصاحبت
۳۶۶	سجاعت	"	موتوحات
"	سادگی	"	بنجوتوں کا استیصال
"	لباس و عدا	۳۴۵	حضرت علیؓ یثوقا ملہ
۳۶۷	سیرۃ المرتضیٰ پر ایک جامع تبصرہ	"	ازواج و اولاد
حضرت حسن بن علیؓ ۳۶۹ تا ۳۸۷ ۳۶۹ - ۳۸۷		عبد مرتضویٰ پر ایک نظر ۳۴۸ - ۲۴۳	
۳۶۹	ترجمہ حسنؓ	۳۵۳	نظام خلافت کی اصلاح
"	خلافت	"	فوج
۳۷۰	پہلی تقریر	۳۵۴	صفینہ مال
۳۷۱	امیر معاویہ کا عارحہ اقدام	"	عمال کی اخلاقی نگرانی
۳۷۱	مقابلہ کیلئے حضرت حسنؓ کی روانگی او	۳۵۵	خزاج کی آمدنی کا احتساب
"	عراقی فوج کی عداوت	۳۵۶	بیعت الحال کی حفاظت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۱	ارواح و اولاد	۳۷۳	مصاحبت اور دست برداری،
"	حضرت حسن کا عظیم الشان کارنامہ	۳۷۴	شرائط صلح،
۳۸۲	فصل و کمال،	۳۷۶	شرائط کی رمانی تصدیق،
"	فصائل اخلاق،	"	مجمع عام میں دست برداری کا اعلان
۳۸۵	استخوانے یاری،	۳۷۷	مدینہ کا قیام،
"	حلم،	"	فتیس نئے سعد اور امیر معاویہ میں مصافحت
"	عبادت،	۳۷۸	اس کے اثرات و نتائج،
۳۸۶	اصلاح عقائد،	۳۷۹	وجات،
"	فیاضی و سرحسی،	۳۸۰	حارہ پر جھگڑا،
۳۸۷	اہل حاجت کی حاجت برآری،	"	ما تم،
		۳۸۱	خلیہ،



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وِیَاجِہ

دارالمصنفین کے پیش نظر کاموں میں ایک اہم کام ایک مکمل اور "تاریخ اسلام" یعنی ان تمام اسلامی حکومتوں کی تاریخ کی تالیف تھا جو شروع سے اس وقت تک دنیا کے مختلف حصوں میں قائم ہوئیں۔

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ اس قسم کی کتابیں یورپ کی زبانوں میں تو موجود ہوں مگر خود آٹھ کروڑ مسلمانوں کی زبان میں نہ ہو، گو اس قسم کی تاریخ اس لحاظ سے نہایت آسان ہے کہ کسی عربی فارسی برائی تاریخ کا ترجمہ کر دیا جائے، مگر اہل نظر جانتے ہیں کہ زمانہ کا رنگ بدلا ہو، مذاق کا تقاضا کیجے اور ہے تمدنی اور علمی حالات جو اس زمانہ میں بہت کم لکھے جاتے تھے، اب ان کے بغیر کسی دور کی تاریخ، تاریخ نہیں کی جاسکتی، پھر ہندوستان میں مسلمان جس راستہ پر چلے رہے ہیں اور محض کا رنگ جس طرح بدل رہا ہے اُسے دیکھ کر یہ امید بھی نہیں ہوتی کہ آئندہ مسلمان قوم اپنی تاریخ کو پڑھ کر اپنے آپ کو پہچاننے کی کوشش کرے گی، مگر حال بن کے دونوں میں احساس ہے وہ اس کے لئے مٹیاب ہیں کہ مسلمانوں کے سامنے ان کی تاریخ کا ایسا آئینہ رکھ دیا جائے جس میں ان کے چہرہ کا ہر خط و حال نمایاں ہو جائے،

ان اسباب اسلام کی اس اہم تاریخ کی تالیف کا کام دارالمصنفین میں شروع کیا گیا تھا اور

اس کی مختلف عہدیں مختلف رہا، کے سرحد کی گئی تھیں خود وقتاً فوقتاً سائبوتی رہیں گی، اس سلسلہ کی ابتدائی عہدیں خود رنوت خلافت راستہ حکومت امویہ، عباسیہ اور ان تمام سترتی حکومتوں اور ریاستوں سے متعلق ہیں جو عرب عراق، ایران، ترکستان اور افغانستان وغیرہ ان ملکوں میں قائم ہوئیں جو اس زمانہ میں سترتی ممالک کہلاتے تھے شاہ معین الدین احمد صاحب مدوی کے سرحد کی گئی تھیں، انیانیہ سالہا سال کی محنت میں انھوں نے یہ عہدین ترتیب دی ہیں ان میں کی پہلی عہد ہدیہ اطین ہے جس میں آغاز اسلام سے لیکر حضرت امام حسن مہدی ائمہ کی دست برداری تک کے حالات ہیں دوسری عہد سیامیہ اور تیسری عہد سیامیہ کی ہوگی، اس طرح کم و بیش بائیس سترتی حکومتوں کی تاریخ ہوگی،

اس پورے سلسلہ میں اسلام کے اخلاقی اثرات اور مسلمانوں کی تمدنی تاریخ کو خاص طور پر پیش نظر رکھا گیا ہے، یعنی اسلام سے پہلے دنیا کی اخلاقی حالت کیا تھی، اسلام نے کیا سبق دیا، اسی تعلیم کے اس نے کیسے نمونے پیدا کئے، انھوں نے خود کہا تک اس تعلیم پر عمل کیا، اور دوسروں کے ساتھ کہاں تک اس کو رہتا، دنیا پر اس کے اثرات کیا پڑے اور اس سیرت کو اس سے کیا فوائد پہنچے مسلمانوں نے علم و فن کی کیا خدمت کی اور انسانی تہذیب و تمدن کا قدم کمان کمان پہنچایا، اسلام کی اخلاقی تعلیمات اور اس کے اثرات و نتائج کے اعتبار سے سب سے روشن زمانہ عہد نبوت خلافت راستہ کا ہے، اس لئے اس حصہ میں اس پہلو کو خاص طور سے دکھایا گیا ہے، سیاسی تاریخ یعنی فتوحات وغیرہ میں اختصار سے کام لیا گیا ہے، اس کا کوئی ضروری پہلو چھوڑنے نہیں پایا ہے، لیکن اس کی حزوی تفصیلات سے کتاب کو طول نہیں دیا گیا ہے کہ ایسی کتابوں کی اردو زمان میں کمی نہیں ہے،

غلام مستقبہ، مختلف فیہ اور قابل تحقیق واقعات پر بحث و تنقید کے بجائے، تلف

ے اپنے نقطہ نظر سے صحیح اور مستند واقعہ لکھ دیا ہے، کہ تحقیق و تنقید کی تفصیلات میں پڑنے سے کتاب بہت بڑھ جاتی، امید ہے کہ تاریخ اسلام کا یہ پورا سلسلہ دس بارہ حصوں میں پورا اور مسلمانوں کی علمی و عملی تاریخ کا دریعہ ہوگا،

سید سلیمان ندوی

ناظم دارالافتاء،
المصنفین اعظم کتبہ

۳۱ اکتوبر ۱۳۵۶ھ
۱۹۳۹ء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرب قبل از اسلام

تسمیہ | عرب کی وجہ تسمیہ کے بارہ مین دو سیادت ہیں ایک یہ کہ عرب کے لفظی معنی فصیح اللسان اور زبان آور کے ہیں، چونکہ عرب اپنی فصاحت اور زبانی آوری کے مقابلہ میں ساری دنیا کو بیچ سکتے تھے اس لئے ایسا نام عرب یعنی فصیح اللسان اور دوسری قوموں کا غم یعنی زولیدہ میان رکھا ہی دیا یہ کہ عرب مستحق ہے "عرب" سے جس کے معنی دشت و صحرا کے ہیں، چونکہ عرب کا ٹرا حصہ دشت و صحرا پر مشتمل ہو اس لئے سارے ملک کو عرب کہنے لگے،

جغرافیہ | جغرافیہ کے اعتبار سے عرب حریرہ ماہی جس کے تین طرف یانی اور ایک سمت خشکی ہے، مغرب میں بحیرہ قلزم، آبنائے سویر اور بحیرہ روم ہے، مشرق میں بحر ہند، خلیج فارس اور بحر عمان جنوب میں بحر ہند شمال کے حدود دہست مختلف ہیں بعض جغرافیہ دان تمام ملک اس کے حدود کو دشت ویتے ہیں،

عرب کی اتنی باقاعدہ بیانیہ اور مردم شماری نہیں ہوئی ہے لیکن تخمینہ رقبہ بارہ لاکھ مربع میل ہے جو حرمینی اور فرانس سے جو گن ہے، اور آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے، ملک کا ٹرا حصہ عربیہ شام پر مشتمل ہے، ملک بھر میں پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے، عراق، بین اور شام کے خطے شاداب

زیر چیز ہیں نخل و قورع کے اعتبار سے ہر مقام کی آب و ہوا جدا جدا ہے لیکن عموماً گرم و خشک ہو،
 قدیم تاریخ عرب سانی قسم کے اعتبار سے سامی ہیں مورخین نے انہیں تین طبقات تقسیم کیا ہے
 مادہ عرب عارہ اور عرب مستعربہ عرب مادہ وہ طہیم طبقہ ہے جو تاریخی دور سے ہزاروں سال پہلے
 مٹ چکا، ماد و تمود کی قومیں اسی طبقہ سے تھیں، استعار عرب اور بعض الہامی صحیفوں کے علاوہ کسی
 سے ان کا تہ نہیں ملتا، عرب عارہ کی حوقطانی کہلاتے ہیں تاریخ موجود ہے، یہ لوگ مین کے آس پاس
 آباد تھے، یہی لوگ عرب کے اصلی باشندے ہیں اور عرب کی قدیم تاریخ اُن ہی سے وابستہ ہے، عرب میں
 ان کی بڑی بڑی اور ترقی یافتہ حکومتیں تھیں ان کے عظیم نشانِ مملکت کے کھنڈرات تک عرب میں
 پائے جاتے ہیں، حوان کے دیادی حاد و جلال کے شاہرہ ہیں، تیسرے طبقہ عرب مستعربہ کہتے ہیں حضرت
 اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ظاہر ہوا، ظہور اسلام کے وقت یہی دو طبقے عرب میں تھے، اور اسلام کی
 ابتدائی تاریخ اُن ہی سے وابستہ ہے،

نعتِ ابراہیمی | عرب کی دینی تاریخ کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ
 سارے عالم میں گمراہی اور صلاحت یحاجی ہوئی تھی، دوسے زمین پر ایک قوم بھی خالص حد سے واحد کی
 برتت کرے والی نہ تھی، انسانوں کو خدائی کا دعویٰ تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وطن بابل میں
 نمرود اینا محمہ ٹھوٹا تھا اور قوت کے زور سے اسی خدائی مونا تھا اُس تیز قرار و ور میں خدا نے حضرت
 ابراہیم کو نور ہدایت دے کر بھیجا، مگر اس عام تاریکی میں کوئی گاہ نور ہدایت کو پہچان سکی اور ہر طرف سے
 حضرت ابراہیم کی مخالفت شروع ہو گئی، مگر دے آپ کو آگ میں ڈلوایا، اعتراف خاص لے مخالفت
 کی، ماب دشمن نکلیا، اس لئے آپ ترک وطن کر کے مصر چلے گئے، رفیقوں فرما کر دے مصر لے ناموس
 پر حملہ کرنا یا ہا لیکن پھر اس کی نگاہوں سے مائل کا جواب اٹھ گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قہراً
 عزت و احترام کے ساتھ ٹھہرایا اور رحمت کرتے وقت اپنی لڑکی ہاجرہ آپ کے ساتھ بیاہ دی،

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی بیوی سارہ تھیں۔ ان کے بطن سے حضرت اسماعیل پیدا ہوئے اور
 چھ ماہ بعد کے سکھ سے حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یحییٰ نے گوارہ ملکیت میں پرورش پائی تھی اس لئے
 وہ حضرت سارہ اور حضرت اسماعیل کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتی تھیں، ان کے ساتھ مساویانہ برتاؤ دینا
 کرتی تھیں اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل اور ان کی ماں کو بے حاکم عرب میں لے کر
 تعمیر کعبہ | حضرت ابراہیم کا سب سے پہلا اور مقدم فرض گمراہ دنیا کو توحید سے آتسنا کرنا تھا، لیکن عراق و مصر و
 تمام کی تمدن و دنیا میں گھوم کر دیکھ چکے تھے کہ یہاں کوئی اس کا سننے والا نہ تھا، اس لئے توحید کی اشاعت
 و تبلیغ کے لئے ریگستان عرب کا سادہ صحرا جو انبی اصلی فطرت پر اور تمدن کی نقش آریوں سے پاک تھا
 انتخاب کیا اور حضرت اسماعیل کے مستقر مکہ میں حد سے واحد کی پرستش کے لئے بے سقف و در کا ایک
 چھوٹا سا گھر بنایا اور حضرت اسماعیل کو اس کا متولی سا کر اس گھر کی انہی و مرکزیت اور نسل اسماعیل کی برو
 کے لئے خدا سے دعا کی، روئے زمین پر پہلا گھر تھا جو خالص حد سے واحد کی عبادت کیلئے بنایا گیا
 کعبہ کی تعمیر سے پہلے اس مقام (مکہ) پر کوئی آبادی نہ تھی، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا
 مستجاب کیے انرا اور کعبہ کی کشش سے لوگ رفتہ رفتہ یہاں گمراہ آباد ہونے لگے اور سب سے پہلے حرم کا
 قبیلہ حوالی مکہ میں اگر آباد ہوا،

آل اسماعیل | حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس قبیلہ کے سردار مضاض حرمی کی لڑکی سے شادی کی ایک
 ماہ اولادیں ہوئیں، ان میں سے نابت و قیدار کی نسل بڑا دیو سی ماہ و حلال حاصل کیا، حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کی زندگی ہی میں کعبہ کو عرب میں مرکزیت حاصل ہو گئی تھی، اور یہ سلسلہ چل نکلا تھا،
 چنانچہ حضرت اسماعیل کے بعد کعبہ کی تولیت کا منصب اس کے لڑکے نابت کے حصہ میں آیا اور وہ ہی
 بنفوں کے بعد آل اسماعیل میں اسی کثرت ہو گئی کہ حصول معیت کے لئے انھیں مکہ سے ماہر نکلنا
 ان کے نکلنے کے بعد ہی حرم نے کعبہ کی تولیت پر قصہ کر دیا، آل اسماعیل سے ناہانی رشتہ کی وجہ سے

اں سے کوئی مزاحمت نہیں کی اور وہ مدتوں کلمہ کے متولی رہے کلمہ کی تولیت سارے عرب کی مادشا کے مراد تھی آلِ حرم اس کے متعلیٰ ہو سکے اور انھوں نے تولیب کے گھمڈ میں ٹری لے عوامیان ترشح کر دیں خانہ کلمہ کا چڑھاوا کھا حاتے، حجاج کو ستاتے، طرح طرح کے مطالب کرتے، حب ان کی یہ بے عوامیان حد سے سوا ہو گئیں تو آلِ سَمْعِل نے انھیں مکہ سے نکال کر پھر کلمہ کی تولیت واپس لے لی او یہ مصب نسلاً بعد نسل مستقل ہوتا ہوا عدنان تک پہنچا، یہ بڑا تاریخی شخص ہے آنحضرت صلیم اور اکثر صحابہ کا سلسلہ نسب اسی پر مبنی ہوتا ہے، اس کے زمانہ میں عرب یربخت نصر کا حملہ ہوا جس سے عربوں کو سخت نقصان پہنچا، اس حملہ سے سسٹھنے کے بعد عدنان کی اولاد دست بھلی بھولی، رسیۃ مہضر اور قصا کے نامور قبائل اسی کی نسل سے تھے، جنھوں نے عرب کی پرانی تاریخ میں بڑی عظمت و شان حاصل کی، حار، نجد، عراق اور شام وغیرہ عرب کے تمام حصوں میں ان کی حکومتیں پھیلی ہوئی تھیں، ان کا خاص پیشہ تجارت تھا،

خانہ قریش کی بنیاد آگے چل کر عدنان کی نسل سے حاد بن قریش کے مورث اعلیٰ نمر کا جس سے اس
 ان کا نظام حاد بن کی بنیاد پڑی ہے، ظہور ہوا، اس کا لقب قریش تھا، اس نسبت سے
 اس کی نسل قریشی کہلاتی ہے، قریش کے کل خانوادے اسی کی نسل سے تھے، اسکی پانچویں پشت میں
 قریش کا تاریخی شخص قحطی پیدا ہوا، قریش کی اجتماعی اور سیاسی زندگی کا آغاز اسی نامور شخص سے ہوتا ہے
 قحطی کا ماب اس کے بچپن میں مر گیا تھا، ماں نے قبیلہ سی عدہ میں دوسری شادی کر لی تھی اس لئے
 قحطی کا بچپن سی عدہ میں گزرا، حواں ہوا تو اپنے اہلی خاندان اور اسکی عظمت کا تہ جلا، عیور طبیعت نے
 اجنبیوں میں رہنا گوارا نہ کیا، اس لئے وہ بتی عدہ کو چھوڑ کر حار پہنچا، ماحیۃ اقبال پر آثارِ بلد ہی دیکھ کر
 دادھیال والوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا،

مختلف

اس زمانہ میں قریش کی حالت مہایت حراب ہو رہی تھی، ان کا کوئی نظام نہ تھا، وہ حجاز کے

گوشوں میں منتشر تھے، حرم کی تولیت برہنہ خراہہ قاضی ہو گئے تھے، اور قسطنطنیہ کے درود مکہ کے وقت حرم کی تولیت جلیل خراہی کے ہاتھوں میں تھی قسطنطنیہ کیسے نہایت حوصلہ مند، قائل و فرمانہ اور امارت پسند تھا، اسے یہ منصب جلیل غیروں کے ہاتھوں میں گوارا نہ ہوا، چنانچہ اس نے پہلے ہی کس کی مدد سے برہنہ خراہہ کو حرم سے نکالا، اس کے بعد قریش کو جو مختلف مقامات پر منتشر تھے سیٹ کر کے لایا اور ان کی تنظیم کر کے ایک چھوٹی سی ریاست قائم کی اس دن سے قریش کو حجاز میں سیاسی اہمیت حاصل ہوئی اور ان کا تاریخی دور شروع ہوا،

قسطنطنیہ نے یہ چھوٹی سی ریاست جمہوری اصول پر قائم کی اس کے کئی نتیجے تھے جو مختلف قائل میں تقسیم تھے بڑے نتیجے تین تھے، فوجی، عدالتی اور مذہبی، اور پھر یہ تینوں کئی شعبوں پر تقسیم تھے فوجی، عتبات یعنی قومی انسان کی علمبرداری، فوجی کیمپ کا انتظام، آئینہ سواروں کے رسالے کی سیر سالاری، سفارتہ دوسری حکومتوں اور قبائل کے درمیان خط و کتابت اور گفتگو وغیرہ عدالتی شعبہ، مذہب و عدالت اور قومی جلسہ گاہ کا انتظام مشورہ امور ہمسہ میں صلاح و مشورہ اسحاق جرمانہ اور مالی تاوان کی نگہداشت، حکومت مقدمات کا فیصلہ مذہبی شعبہ، سقایہ، حاجیوں کے خورد و ولوس کا انتظام، عمارت خانہ کتبہ کا انتظام، رفاہہ حاجیوں کی مالی اعانت، سلاطہ خانہ کتبہ کی کلید برداری، ایسائیتوں سے تجارت کی خدمت، اموال الحجہ تون کے جرٹھاوے کا انتظام، یہ تمام عہدے قریش کی مختلف تاجروں میں تقسیم تھے، ظہور اسلام کے وقت ان کی تقسیم یہ تھی، عتبات بنی امیہ، فہمہ اور آئینہ بنی محروم، سفارت بنی عدی، مذہب بنی عتدار، مشورہ بنی اسحاق، بن تیم، حکومت بنی سہم، سقایہ اور عمارت بنی ہاشم، رفاہہ بنی نوفل، سلاطہ بنی عتدار، ایسائیت بنی حجج اور اموال الحجہ بنی سہم،

خانہ کتبہ سارے عرب کا مرکز تھا حج کے موقع پر ہزاروں آدمی جمع ہوتے تھے، قسطنطنیہ سے پہلے

ان کی آرام و آسائش کا کوئی معقول انتظام نہ تھا، سب سے پہلے قسّی نے اس طرف توجہ کی اور قریش نے
 کہا کہ حجاج صد ہا کوس کی مسافت طے کر کے حرم کی دیارت کے لئے آتے ہیں، اس کی میزبانی ہمارا
 فرض ہے۔ اس تحریک پر قریش نے اس کام کے لئے سالانہ ایک رقم مقرر کر دی، جس سے قسّی میں
 حجاج کو کھانا کھلایا جاتا تھا، مگر ایک خشک اور بے آب گیاہ مقام ہے، قسّی نے حرمی عوص نوکر
 یانی کا معقول انتظام کیا،

قسّی کے چھ اولادیں تھیں، عبدالدار، عبدالمناف، عبدالعزیٰ، عبدالغفر، عبدالنضر، عبدالہاشم، عبدالمناف
 نے حرم کے تمام مناصب عبدالدار کو دیئے اور قریش کی سیادت عبدالمناف نے حاصل کر لی، عبدالمناف
 کے چھ لڑکے تھے، اس میں ہاشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا سے زیادہ ماثر تھے، بنی عبدالدار کی نااہلی کی
 وجہ سے انھوں نے رقبایہ اور رقادہ کے عہدے عبدالدار سے لے لئے،

طوڑ اسلام سے پہلے عرب اور
 دنیا کی مذہبی اور اخلاقی اور سیاسی
 حالت

اور یہ جو کچھ لکھا گیا وہ عرب اور قریش کی سیاسی تاریخ تھی، ان کی مذہبی تا
 اسلام سے واسطہ ہے، اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ عرب میں سب سے اول

حضرت ابراہیمؑ نے توحید الہی کا تصور بھونکا تھا، اور عدلے واحد کی پرستش کے لئے مکہ میں سب سے پہلا
 خدا کا گھر بنایا، لیکن امتداد زمانہ کے ساتھ لوگوں کے دلوں سے عدلے توحید کا اثر زائل ہو گیا تھا، اور
 نہ صرف عرب ملکہ سارے عالم میں غافل خدا کا نام لینے والا کوئی باقی نہ رہ گیا تھا، حضرت ابراہیمؑ
 علیہ السلام کے بعد بڑے بڑے اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوئے، بڑے بڑے مصلحین نے اخلاق کی اصلاح
 بلند کیں، ان کا وقتی اثر بھی ہوا، لیکن ررود و راموش انسان نے توحید و اخلاق کے یہ سبق بہت جلد
 فراموش کر دیئے، اور پانچویں صدی عیسوی کے آخر میں یہ نوبت پہنچ گئی کہ زمین گئی حقیر، کوئی
 حقیقی خدا تناسل قوم باقی نہ رہ گئی، جن قوموں میں نور الہی کی کوئی کرن تھی بھی تو اس پر ہل کے
 اتنے تو بے توجہ بڑ گئے تھے کہ اس کی اصلی صورت نہ پہچانی جاتی تھی،

ایران، روم اور ہندوستان تمام روحانی مرکروں کی مذہبی حرارت سرد ہو چکی تھی، ایرانی قوم تو حید خالص سے کبھی آستا ہی نہ ہوئی تھی، درویش اور مانی نے جو اخلاقی آگ دتس کی تھی وہ یروال اور اہرس کا گو رکھ و ہندان گئی تھی، ان کی کتاب اخلاق میں باب بیٹی اور بھائی ہنس کی کوئی تیز نہ تھی، حکومت اللہ ان میں تھی، لیکن حکمرانوں کو لڑھب کا درجہ حاصل تھا، رعایاں کی پرستش کرتی تھی، ملک کے لئے کوئی اخلاقی قانون نہ تھا، ظلم و جور کی حکومت تھی، طاقتور کے مقابلہ میں ناتواںوں کی ہستی نہ تھی، ادنیٰ اعلیٰ کا غلام تھا، اُسے دن کے سیاسی انقلابات نے ملک کو اس امان سے محروم کر دیا۔ روم و فرنگ کی حالت جو دین و دنیا اور مذہب و حکومت دونوں کے تاحہ رہ گئے تھے، ایران سے بھی زیادہ زبوں تھی، پاک اور اصلی عیسائیت مدتوں پہلے پال کے ہاتھوں مسخ اور آلودہ ہو چکی تھی، حضرت عیسیٰ، مریمؑ اور روح القدس کی شخصیت اور مرتے کی تعین لے سیوں مرتے پیدا کر دیے تھے جس میں ہمیتہ کست و خون ہوتا رہتا تھا، اور پاک روحانیت کا دامن ان کے خون سے رہتا تھا، تو حید کی جگہ تکلیف اور مشرک کا رسوم لے لی تھی، حضرت عیسیٰ اور مریم کے بتوں کی پرستش ہوتی تھی، دین کی باگ گمراہ اور دنیا پرست یا دریوں کے ہاتھوں میں آگئی تھی، ہر پادری ایک ما اختیار خدا اور مسجود خلاق تھا، اور اس کی قربادت خانہ تھی ان کی خست لب یر نظام حکومت الطیلت جاتا تھا، حکومت اور کلیسا کی گفتگو عیسائیت کی تاریک تاریخ ہے، مذہبی اجارہ داری نے یادیوں میں طرح طرح کی اخلاقی برائیاں پیدا کر دی تھیں، وہ عیسائیت جو دنیا کو امن و آسٹی اور مرد و اولاد دیوی سے احتساب کا سبق دینے کے لئے آئی تھی، جنگ و جدال، سفائی و خوریری اور عیس و ہوس پرستی کا گہوارہ بن گئی تھی، مذہبی پیشواؤں کی خانقاہیں عیس و نشاط کے گہوارے تھیں، جس میں تباہی و تباہی ہوتی رہتی تھی، باقی بھی تھا وہ ایسی کریمہ اور تکلیف دہ شکل میں، کہ اس کے تصور سے رنگے کھڑے ہو جاتے ہیں، ایسا ہی حال بھی اس سے کم اتر رہا تھا، اُسے دن کی خانہ جنگیوں اور صوبوں کی خود مختاری نے مشرقی اور مغربی

روم کو کھڑے کر دیا تھا اور چھٹی صدی کے آخر میں روم انتہائی ترل و انحطاط کے درجہ کو پہنچ گیا تھا

تیسرا روحانی مرکز ہندوستان تھا اگر یہ بھی ایران کی طرح ہمیشہ توحید جالب سے مآستانہ رہا، لیکن

یہاں کے مصلحین کرس اور گوتم وغیرہ مختلف زمانوں میں فلسفیانہ روحانیت اور اخلاق کا درس دیتے رہے لیکن یہ اساقیہ مت ہوئی فراموش ہو چکے تھے اور یرانوں کی تعلیم کا دور دورہ تھا جو قدیم ہندوستان

کا سب سے زیادہ تاریک عہد شمار کیا جاتا ہے، ترک ہمیشہ سے ہندوستان کے حیر میں تھا، پرانے دور میں

ترک انتہائی سچ چکا تھا، اوہام پرستی لے کر وروں خدا بنا دیے تھے، زمین سے لے کر آسمان تک ہر

حدائقی قبول ایک ہندو مورخ کے حواوں کی تعداد ہندوستان کی آبادی سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی

اور ایک ایک آدمی پر کئی کئی حد پڑتے تھے، یران کی تعلیم نے ترانت اسانی کو بالکل مخ کر دیا تھا، ہر چاہا

طبقہ ایسے سے بلند طبقہ کا علام ملکہ کچھ اس سے بھی مست تھا، اس کو حاکم و رول کے برابر بھی حقوق حاصل

نہ تھے، رہیں کے لئے کسی حالت میں کوئی سراہ تھی، اگر اچھوت اونچی ذات والے کو جھولیے تو اسکی

سراموت تھی، نیچے طبقے مداسی تعلیم سے قائل و نامردم کر دیئے گئے تھے،

اخلاقی حالت انتہائی ترنناک تھی، ایک ایک عورت کئی کئی سوہر کر سکتی تھی ترن کر سکتی تھی

پڑی ہوئی تھی، بدستی میں ہر گناہ تو اب نہاتا تھا، محرمات تک سے متنع بھی کار تو اب سمجھا جاتا تھا، عصمت

کی کوئی قیمت نہ تھی، بڑے بڑے دی و جاہست امرا کی عورتیں عامہ عصمت اتار سکتی تھیں،

مدہس بھی مداحلاتیوں سے محفوظ نہ تھا، ملکہ ان کا معلم مگیا تھا، بعض فرقوں میں اعضا سے

کی ریتس ہوتی تھی مندر کے پیاری مداحلاتیوں کا بیکر تھے، دیوداسیوں کی اخلاقی حالت شرمنا

حد تک گرمی ہوئی تھی، عورتوں کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی، بعض طبقوں میں لڑکیاں قتل کر ڈالی

جاتی تھیں، عورت سوہر کی موت کے بعد تمام دنیا وی لڈاؤ سے محروم کر دیا جاتی تھی، اس لئے وہ شوہر

کے ساتھ جل مر جانے کو زبردگی پر ترجیح دیتی تھی،

اس وحیاء اور تاریک دور میں اگر کسی انسان میں حق کی تلاش کا جذبہ پیدا بھی ہوتا تھا، تو جنگوں اور ہلاکتوں میں جا کر حد کو تلاش کرتا تھا اور ترکیہ روح کے لئے جہم کو ایسی درد انگیز سر زمین دیتا تھا جو طاقت رستری کی برداشت سے ماہرین،

اس عالمگیر تاریکی میں اگر کسی قوم یا جماعت سے اصلاح کی امید ہو سکتی تھی تو وہی اسرائیل تھے لیکن اسکے سرور اور گھمنے لے ابھیں برآمد کر دیا تھا، ساری فدائی میں وہ صرف ایسی قوم کو خدا کا محمود اور اس کا کلمہ سمجھتے تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ ان کی محبوبیت کی وجہ سے ان سے کوئی مواعدہ نہ ہوگا، متمر اور سرکش ایسے تھے کہ میسر و ن کی بات تک نہ سنے تھے اور ابھین قتل کر ڈالتے تھے،

ان کا مذہب اگرچہ الہامی تھا، لیکن وہ بھی ان کے دست برد سے مخدو و نازہ گیا تھا، احکام الہی کو توڑ ٹوڑ کر ایسے مقصد کے مطابق بنا لیتے تھے، اور صرف اُن ہی احکام پر عمل کرتے جوں کے مقصد کے معارض نہ ہوتے ظاہری دیداری اور لفظی موٹو گائیون کے علاوہ مذہب کی روح اس سے نخواست ہو چکی تھی، اور سیکڑوں قسم کے اوہام و خرافات نے مذہب کی جگہ لے لی تھی، اہتمام و رسم کے طمع اور لالچی تھے، اس ذیل وصف نے ابھین ٹرا کر پس نہا دیا تھا، سود خواری ان کی ولادت میں داخل ہو گئی تھی اس نے ان میں بڑی شغلات و سگدلی پیدا کر دی تھی، جمہولی زیور کی طبع میں جھوٹے چون کو قتل کر ڈالتے تھے، اگرچہ وہ مذہب کے اعتبار سے نہایت قدیم تھے، لیکن ان کی دلت نفس کی وجہ سے ان کی کوئی سیاسی اہمیت نہ تھی، ان کا مذہبی مرکز بیت المقدس تک ان کے ہاتھوں میں نہ تھا اور وہ دو گھنوں میں آوارہ پھرتے تھے اور ہر جگہ ان کے ساتھ نہایت دلت و تحیر کا برتاؤ کیا جاتا تھا، عرصہ ہفتہ، مذہب، اخلاق اور سیاست ہر اعتبار سے نئی اسرائیل ایک منہ بند قوم تھے؛

خود عزت کی حالت عثمان حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید الہی کا صور بھیونکا تھا اور خدا کی لئے تیرہ پرستش کے لئے سب سے پہلے خدا ہایا، مذکورہ اقوام سے کچھ ہتر تھی، ان کو وہ دیں ابراہیمی کے پڑ

یہ دنیا کی مذہبی اور
اطلاقی حالت کا
بیان سیرۃ النبی
۹۴ ص ۱۶۲
۱۶۹ سے لفظی نو
ہے،

لیکن اس کی صورت بالکل مسح ہو چکی تھی اور توحید کا رخ یہاں شرک اور بت پرستی کے ادھام میں جھک کر رہ گیا تھا، حدائے واحد کے ساتھ اور بہت سے کار ساز شریک ہو گئے تھے، فرشتوں کو حد کی سیلین کہتے تھے، احمہ کو الوہیت کا مرتبہ دیتے تھے، تنون کو مظهرِ خدا مان کر ان کی پرستش کرتے تھے، سیکڑون تنون کی یوگا ہوتی تھی، ان میں لاٹ، منات، ہیل اور غوثی زیادہ با عظمت تھے، ہل خاص خانہ کعبہ کی چھت پر نصب تھا، تمام عرب اس کی پرستش کرتا تھا، قبائل کے بت علیحدہ علیحدہ تھے منات، اوس و خریح کا تھا، لات ثقیف کا، غوثی غطفان کا، غوثی کی پرستش ارکانِ حج میں داخل تھی، ان تنون کے نام پر ساڈھ جوڑے جاتے تھے ان پر انسانوں کی قربانیاں ہوتی تھیں، تنون کے نام کے تیر دن کے ذریعہ سے قرعہ اندازی ہوتی تھی، ان کے علاوہ سیکڑون کلثمی اور مسالے کے خانہ ساز اور عائلی خدا بت پرستی کے علاوہ مختلف قبائل میں مختلف مذاہب رائج تھے، رسیعہ و عسان عیسائی تھے، نضام میں عیسائیت کا اثر تھا، حمیر کثانہ نو عارث، اور کدہ ہودی تھے، بنی تمیم کا قبیلہ محوسی تھا، بعض قبائل میں ستارہ پرستی رائج تھی،

ان مذاہب کے علاوہ مختلف قسم کے خیالات و عقائد پائے جاتے تھے کچھ ملحد تھے جو سرے سے خدا کے وجود کے منکر تھے، بعض خدا کے قائل تھے لیکن حسرت و ترس اور سزا و جزا کو نہ مانتے تھے، بعض انبیاء کے منکر تھے، عرض کوئی ایسا عقیدہ و خیال نہ تھا جو عربوں میں رائج نہ رہا ہو،

ضعیف الاعتقادی نے صد ہا قسم کے ادھام و خرافات و ماکی طرح بھیلادیئے تھے، اخلاقی حالت مذہبی حالت سے بھی زیادہ حراہ تھی، جگہ کوئی، انتقام لیندی، سُفا کی اور غورنریزی فطرت میں داخل تھی، معمولی معمولی ماتون پر لڑائی چھیڑ جاتی تھی، جس کا سلسلہ بیستہا پست تک جاری رہتا تھا، عربوں کی خانہ بدوشی یا عام عرب کے عنوان سے عربوں کی تاریخ کا متقل مابین آپسی ہمیت اور درندگی سے مجرمون کو مٹانا درواگیز نمائشیں دیتے تھے، تراب تو تھی گٹھی میں پڑی تھی عرب کا ہر گھر مینا تھا، بدست میں مال و دولت

سگ و ناموس سب قربان کر دیتے تھے قمار ماری بڑے خسرو سہاہات کی خیر تھی، گھر کی کل دولت
 حتیٰ کہ عورتیں تک ماری میں لگا دیتے تھے، سود خواری بھی یہودیوں کے میں سے داخل ہو گئی تھی
 اور سود و در سود سے مقررہ کو تباہ کر ڈالتے تھے، جو سربے ڈاکہ رنی بعض قائل کا مستقل پیشہ تھا، فسق و فجور
 اور بے حیائی و بے ترمی بہترین گئی تھی، بڑے بڑے ترمار ایسی عورتوں اور شریف خواتین کے
 عشق و محبت کی داستان فریہ عام محموندین میں مزے لے لے کر سناتے تھے، زنا کوئی عیب نہ تھا جو
 کی کوئی قیمت نہ تھی، لڑکیوں کو سیدھا ہوتے ہی زندہ در گور کر دیتے تھے، نکاح کی کوئی تعداد متعین نہ
 پھر مکر کی طرح جتنی عورتیں چاہتے تھے رکھ لیتے،

اس عالمگیر ظلمت میں حکم بہر طر تار کی جھانکی ہوئی تھی اور کہیں نور حق کی کوئی کرن نظر نہ
 تھی، اور خدا کی مخلوق، خدائی تعلیمات کے ساتھ انسانی اخلاق و سرائف کو بھی وراموش کر چکی تھی انسان
 کی بے قید آزادی اور خود غرضی سے نظام عالم درہم برہم ہو رہا تھا، ایک ایسے ہادی
 کی ضرورت تھی جو مصلحتی ہوئی مخلوق کو راہ راست پر لگا دے اور ایک قوم کو نمونہ عمل بنا کر دنیا کے
 سامنے پیش کر دے،

دعوت توحید کے لئے | ایران دروم اور فرما کے خطے تہذیب و تمدن کی نقش آرائیوں کی وجہ سے
 عرب کا انتخاب | بالکل منسوخ ہو چکے تھے، ان میں جدید طفرے حق کو قبول کرنے اور صدائے حق

کو سننے کی صلاحیت باقی نہ تھی، عرب کا خطہ اب تک تمدنی اثرات سے بالکل محفوظ اور فطری سادگی
 پر قائم تھا، عرب کتابی تعلیم سے نا آشنا اور تمدنی اثرات سے پاک تھے، اور ہر طرح کی برائیوں کے
 باوجود ان میں آزادی، حریت، حق گوئی، جرأت بے باکی، سجاہت اور بہادری کے بدیہانہ اخلاق
 تھے، اسلئے ان میں قبول حق کی سب سے زیادہ صلاحیت تھی، اس لئے امامت الہی کی تفویض اور مخلوق کی
 رہنمائی کے لئے ہی سادہ مگر ریوڑ قوم کا انتخاب ہوا، اور دنیا کے موجد اعظم ابراہیم خلیل اللہ کی نسل

محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ منصب جلیل تفویض ہوا،

ہاشم کے خدمات | اوپر ہاشم تک قریش کے حالات لکھے جا چکے ہیں، کعبہ کے متولیوں میں قسمی کے بعد
دکارہائے ہاشم ٹرے رتمہ کے آدمی تھے انھوں نے ایسے زمانہ میں خاندان قریش کی عظمت

قائم کی، قریش کا آبائی میتہ تجارت تھا وہ ملکوں ملکوں پھر کر تجارت کرتے تھے ہاشم نے کوشش
کر کے قیصر و نجاشی کے حدود سلطنت میں قریش کے تجارتی مال کو نیکیس سے مستثنیٰ کرایا، عرب کے سب سے

محفوظہ تھے ہاشم نے دورہ کر کے قبائل سے معاہدہ کیا کہ وہ قریش کے کاروان تجارت سے کوئی
تعرض نہ کریں گے، حرم کے متعلق ایسے مفوضہ خدمات ہدایت حوی سے ادا کرتے تھے، حجاج کو برا

خیامی اور سیر حنظل سے کھلاتے تھے، حیرمی حوضوں میں یا نبی پھر واکر سبیل لگواتے تھے ان کے خدمات
کی وجہ سے قریش میں بڑی عزت و وقعت تھی، انھوں نے مدینہ کے حامدان بنی سحر میں شادی کی

لیکن شادی کے بعد ہی تمام جاتے ہوئے انتقال کر گئے، یہ وہ یومی سے ایک درزندہ تولد ہوا،
نام سبیبہ رکھا گیا، اس کے بھائی مطلب کو حرم ہوئی تو وہ مدینہ جا کر یتیم بھتیجے کو لے آئے اور اپنے

آنحوت شفقت میں اس کی پرورش کی ان کی پرورش کی وجہ سے شیبہ کا نام عبدالمطلب یعنی مطلب
کا علام پڑ گیا، ✕

عبدالمطلب | سن شعور کو پہنچنے کے بعد عبدالمطلب باپ کی جگہ کعبہ کے متولی ہوئے اپنے زمانہ

نویت میں انھوں نے چاہہ مردم کا حواٹ کر کم ہو گیا تھا تہہ جلا کر اس کو صاف کرایا، عبدالمطلب نے

مست مانی تھی کہ اگر وہ اپنی زندگی میں اپنے دس لڑکوں کو حواٹ دیکھ لیگے تو اس میں سے ایک لڑکا

خدا کی راہ میں قربان کرینگے، جب ان کی یہ آرزو پوری ہوئی تو مست اتارے کے لئے دسوں

لڑکوں کو لے کر کعبہ گئے، عبداللہ کے ام جو تمام اولادوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے قرآن مجید عبدالمطلب

بہت پریتاں ہوئے آخر میں روسائے قریش کے مشورہ سے عبداللہ کے کھائے سو اونٹ تھیں

کر کے مت یوری کی،

عبداللہ اس کے بعد عبدالمطلب نے قبیلہ ربیعہ کے رئیس وہب بن مساف کی لڑکی آمنہ کے ساتھ عقد کی تادی کر دی، تادی کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد عبداللہ کا مدینہ میں انتقال ہو گیا، عبداللہ کو خاندان تھے، ان کی خواہش تھی کہ اس کا سارے خاندان کو صدمہ ہو،

ولادت ہوئی عبداللہ کی وفات کے چند مہینوں بعد موسم ہمارا پرل ۱۰ھ مطابق ۱۰ھ ریح الاول کو عبداللہ کے گھر میں فرزند تولد ہوا، لوڑھے اور رخم خوردہ عبدالمطلب، یوتے کے تولد کی خبر سن کر گھر آئے اور بومو بومو کچھ کو خانہ کعبہ میں بجا کر اس کے لئے دعا مانگی، ساتویں دن عقیقہ کر کے تختہ نام رکھا اور کل قریش کی دعوت کی، قریش نے اس مامور سے نام رکھے کا جواب تک رائج نہ تھا سب یوحنا عبدالمطلب کے کہنا کہ میرا فرزند ساری دنیا میں مرج و ستائش کا سراور قرار پائے،

حضرت علیہ کی پرورتن شرفائے مکہ میں دستور تھا کہ وہ عربی خصوصیات کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنے حضرت آمنہ کا انتقال

مطابق چھ مہینہ بعد عبدالمطلب نے اپنے یوتے کو ایک دایہ علیہ کے جو بچہ کی تلاش میں مکہ آئی ہوئی تھیں حوالہ کر دیا، دو برس تک اس بچے نے علیہ سعید کی گود میں پرورش پائی، پھر برس علیہ نے یہ امانت لاکر آمنہ کو واپس کر دی، ابھی اس یتیم بچے کا سن چھ سال کا تھا کہ آمنہ اسے لے کر اپنے محرم شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے مدینہ گئیں، راستہ میں مقام الوارین ان کا انتقال ہو گیا، اور یتیم بچہ چھ ہی برس کی عمر میں مان کی محبت سے بھی محروم ہو گیا، عبدالمطلب کو ترس سے میم یوتے کے ساتھ غیر معمولی محبت تھی، اس کے انتقال کے بعد یہ محبت تیشگی کی حد تک پہنچ گئی، ہر وقت یوتے کو ساتھ رکھتے، ایک بل کے لئے آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دیتے تھے لیکن یہ سایہ شفقت بھی زیادہ دلوں کا قائم نہ رہ سکا اور مان کے انتقال کے دو سال بعد دادا کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا،

الوطالب کی یروش | عبدالمطلب دیا چھوڑتے وقت یوتے کو اپنے لڑکے ابوطالب کے سیر کرتے
تھیں، ان کو نیم بھتجے کے ساتھ عتق تھا، اس کے مقابلہ میں ایسے بیٹوں کی کو

حقیقت نہ سمجھتے تھے، ابوطالب کا متعل تجارت تھا، اس سلسلہ میں وہ اکثر تمام آیا جایا کرتے تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہویں سال ان کو تمام کا سفر پیش آیا، ابوطالب آپ کو ایک لمحہ کے لئے
حدا میں کرتے تھے، لیکن سفر کی تکالیف کے خیال سے ساتھ نہیں لیا، چاہتے تھے، لیکن چلتے وقت
آپ جیسا سے لیٹ گئے، اس لئے وہ ساتھ لجانے پر مجبور ہو گئے، عام روایتوں کے مطابق بحیرہ راسب کا
واقعہ اسی سفر میں پیش آیا،

ایک جنگ میں | عربوں میں ہمیشہ لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سن رشد کو
تھیں، اس لئے آپ نے ان کا ساتھ دیا، لیکن کسی یرتو نہیں اٹھائی،
پہلے کے بعد قریش اور سی قیس میں جنگ ہوئی، قریش اس جنگ میں برسرِ حق

تھے، اس لئے آپ نے ان کا ساتھ دیا، لیکن کسی یرتو نہیں اٹھائی،
تجارت کا متعل | سن شعور کو پہنچنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسبِ معاش کی فکر ہوئی، اس وقت آپ نے
تجارت کا خاندانی اور ایک مستقل اختیار کیا، لیکن سرمایہ کی قلت کی وجہ سے مستقل کاروبار نہیں کر
تھے، خاندانی متعل کی وجہ سے آپ کو تجارت کا کافی تجربہ تھا، آپ کے تجارتی تجربے اور دیانت کی
شہرت کافی ہو چکی تھی، اس لئے سرمایہ دار منافع کی شرکت پر آپ کو سرمایہ دیتے تھے، آپ اپنا
محنت اور دیانت کے ساتھ ان کا کام کرتے، رفتہ رفتہ آپ کی دیانت اور امانت داری کی
شہرت دور دور تک پھیل گئی،

حضرت خدیجہ | حضرت خدیجہ قریش کی ایک معزز، پاکیزہ اخلاق اور دولت مند بیوہ تھیں، ان کا بھائی
سے شادی

کاروبار نہایت وسیع تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارتی تجربات اور دیانت داری کا
شہرہ سکر انھوں نے درخواست کی کہ میرا سامان فروخت کرنے کے لئے تمام لیا جائے جو معاہدہ

میں دوسروں کو دیتی ہوں، اس کا دونا آب کو دو گئی، آئیے منظور کر لیا اور خدیجہ کا سامان لیکر
 بصری تشریف لے گئے، اس سفر میں حضرت خدیجہ کا علام میسرہ بھی ساتھ تھا، اس نے آنحضرت
 صلعم کے اخلاق و عادات مشاہدہ کیے اور واپس ہو کر اپنی مالکہ سے بیان کئے، خدیجہ آپ کے
 یا کیزہ اخلاق سے پہلے ہی واقف تھیں، میسرہ کے بیان سے مزید تصدیق ہو گئی، ان کو اپنا کاروبار
 بدلانے کے لئے ایک یا کیزہ اخلاق اور امین شوہر کی ضرورت تھی، اس لئے انھوں نے آنحضرت صلعم
 سے تادی کی درخواست کی، آپ نے منظور فرمایا، اور ابو طالب نے یا نبوطلائی درہم پر کساح پڑھا
 اس وقت آنحضرت صلعم کی عمر ۲۷ سال اور حضرت خدیجہ کی چالیس سال تھی، پانچویں نشت
 پر دونوں کا نسب مل جاتا ہے،

عن الفضل میں | قبائل کی خانہ جنگیوں کی وجہ سے سیکڑوں گھرانے برباد ہو چکے تھے اور حجاز کا
 شریک

امن و امان خطرہ میں پڑ گیا تھا، جنگ حجاز کے بعد لوگوں کو ان تباہ کن نتائج
 کا احساس ہوا، چاہے آنحضرت صلعم کے چار بیرون عبدالمطلب کی تحریک پر ہی رہے اور نئی نیم
 نے آپس میں معاہدہ کیا کہ وہ ملک میں امن و امان قائم کرنے کی کوشش اور مسافروں کی حثیت
 اور غریبوں کی امداد کریں گے، اور مظلوموں کو ظالموں کے نیچے سے چھڑائیں گے، آنحضرت صلعم
 بھی اس معاہدہ میں شریک تھے، اور اس کو اس قدر پسند فرماتے تھے کہ زمانہ اسلام میں آپ
 اور شاہد فرماتے تھے کہ اگر اس معاہدہ کے بدلے مجھے سرخ اونٹ دیئے جاتے تو بھی میں نہ لیتا
 مجھ ہی اس قسم کا کوئی معاہدہ ہو تو میں اس میں شریک کے لئے تیار ہوں،

نکیر عب | خانہ کعبہ کی عمارت نشیب میں تھی، بارش کے زمانہ میں پانی سے بچاؤ کے لئے بندھنا
 تھا، لیکن وہ ٹوٹ جاتا تھا، خانہ کعبہ کی عمارت بھی اہمہ و زمانہ کی وجہ سے مکرر ہو گئی تھی،
 اس لئے قریش نے اس کو تڑوا کر از سر نو تعمیر کرایا، جب حجر اسود نصب کرنے کا موقع آیا تو

اس طرف کے حصول کے لئے قابل میں تو این نخل نہیں، آخر میں یہ طے ہوا کہ دوسرے دن سو
 جو شخص سب سے پہلے کہہ آئے وہی حکم قرار پائے، اتفاق سے دوسرے دن سب سے پہلے رسول اللہ
 صلعم تشریف لائے، آپ کی ایما داری اور دیانت پر سب کو اعما د تھا، اس لئے سب نے بالائفا
 آپ کو حکم مان لیا، ایسے رفعِ سر کی یہ صورت نکالی کہ چادر بچھا کر اس میں حجرِ اسود رکھ دیا اور
 فرمایا ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی چادر بکڑ کے اٹھا کر اس سے تیسرے ایک سو پر جگ ہوتے ہوئے رگ
 جو مکہ آئندہ چل کر آنحضرت صلعم کو ایک منصب جلیل ملے والا تھا، اس لئے حدانے اتنا ہی
 سے آپ کو فطرتِ سلیم عطا فرمائی تھی، چنانچہ یحییٰ ہی سے آپ کا دامنِ اخلاق ہر قسم کی آلودگیوں
 سے پاک رہا اور آئینے مراسمِ جاہلیت میں سے کسی میں حصہ نہ لیا،

نبوت کی تہید | یہ قانونِ قدرت ہے کہ طلوعِ آفتاب سے قبل سیدہ سحر مودار ہو جاتا ہے، بارانِ رحمت
 سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں موسمِ برنگال کا تہہ دیتی ہیں، موسمِ بہار کے آغاز میں فضا کا تعمیر بہار کی
 آمد آمد کا اعلان کرتا ہے، اس لئے جو ن جوں آپ کی عمر بڑھتی جاتی تھی اور موت کا وقت قریب
 آتا جاتا تھا آپ میں غیر معمولی تعمیرات پیدا ہوتے جاتے تھے، اور عمر کی زیادتی کے ساتھ ساتھ
 طبیعتِ دنیا سے ہٹتی جاتی تھی اور روحِ ایک لا معلوم سے کیلئے سیرا رہتی لیکن مطلوب کا تہہ نہ چلتا تھا،
 رتہ کی طبیعتِ عزت نشی کی طرف مائل ہونے لگی آپ سامانِ حورو و لوتس لیکر کر کے، ہر غارِ چلے جاتے اور دنیا
 بچا ہونے والے مجاہدہ و ریاضت اور مراقبہ میں متول رہتے تھے، جب مجاہدہ و ریاضت سے قلبِ فیضانِ الہی کے قول
 کرنے کے لئے تیار ہو گیا اس وقت نبوت کے آثار و علامات شروع ہو گئے خواب میں اسرارِ سکشف ہونے لگے جو ان کے
 وہ واقعہ کی شکل میں نظر آتا، جوں جوں یہ مدارج بڑھتے جاتے تھے فیضانِ الہی کی لہر زیادہ تیز ہوتی جاتی تھی تا کہ جب
 سنِ تشریف پالیں ل کو پہنچا تو ایک ن حکم آپ جسے معمولِ عارضہ میں تشریف رکھتے تھے فوراً غیب نظر آیا اور آپ
 (اِقْرَبِ مَا سَمِعَ رَبِّكَ الَّذِي حَلَقَ الْاَبْدَانِ) ایسے رب کا نام جس نے پیدا کیا

بعض

یہ واقعہ نہایت غیر معمولی تھا اگر واپس تشریف لائے تو سینہ حلال الہی سے لہر نہ تھا، حضرت خدیجہؓ سے واقعہ بیان کیا انھوں نے تسلی دی کہ آپؐ پریشان نہ ہوں حد کہی آپؐ کا ساتھ دھجھکا اور آپؐ کو اپنے عزیز و رقبہ بن لوں کے پاس جو تو ریت و اخیل کے عالم تھے لے گئیں انھوں نے یہ ماجرا سن کر کہا "یہ تو وہی ناموس ہے جو موسیٰؑ پر اترا تھا کاش میں اس وقت تک رہ رہتا جب آپؐ کی قوم آپؐ کو نکالے گی اس وقت آپؐ کی مدد کرتا" اس واقعہ کے بعد کئی برس تک وحیؐ کی رہی، پھر یہ حکم نازل ہوا یا آیتھا الْمُدَّةُ مَرَّةٌ فَادْبِرْ اِلَیْہِ

دعوت اسلام کا تھی ایک ایسی قوم کو جو صدیوں سے ترک اور بت پرستی کی ضلالت میں مبتلا تھی،
آغاز
توحید کی دعوت دینا خصوصاً اس حالت میں کہ اس سے رؤسائے قوم کے

چمکے ہا بھیل کے اقتدار کا حاتمہ ہوا حاتمہ تھا، آساں نہ تھا، اس لئے اول اول ایسے ان مقررانِ رہا
کہ دعوت دی وہ آپؐ کے عادات و خصائل سے اچھی طرح واقف تھے، چنانچہ عورتوں میں سب سے
اول آپؐ کی رفیقہ نجیات حضرت خدیجہؓ صدیقہ، مردوں میں آپؐ کے قدیم رفیق و محرم راز حضرت ابوبکرؓ
صدیق، غلاموں میں آپؐ کے محبوب غلام ربیعہؓ و عروہؓ میں آپؐ کے حیرے بھائی حضرت علیؓ نے
دعوت حق کا جواب دیا، اور آپؐ تین سال تک خاموشی کے ساتھ اس فرض کو انجام دیتے رہے پھر
ابوبکر صدیقؓ بڑے با اثر تھے، ان کے اثر سے حضرت عثمان بن عفان، امیر بن عوام، عبدالرحمن بن عوف، سعید
بن ابی وقاص، طلحہ بن مریر رضی اللہ عنہم متصرف اسلام ہوئے، ان کے قبول اسلام کے اثر سے اسکا

دائرہ بڑھے لگا، جیانیہ حضرت حباب بن ارت، عمار بن یاسر، سعید بن زید، عبداللہ بن مسعود وغنا
 اس منطقہ، الولعیدہ، حبیب، رارقم رضی اللہ عنہم وغیرہ نے اسلام قبول کیا، اور ایک چھٹی
 جماعت دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی، یہ تمام کام حصیہ ہوا، لیکن آپ کا فرض تھا حصیہ تبلیغ اور
 چند آدمیوں کے ہدایت یا ہونے پر رحم نہ ہو جاتا تھا، کہ سارے عالم کو عیسایہ دعوت دینا تھا اسلئے حکم آیا،
 ماصدح مساؤمر "تھکو جو حکم دیا گیا ہے، وانگاف کہ دے؛

علائیہ تبلیغ | اس حکم پر آپؐ کو صفایہ چڑھ کر آواز دی یا معتر قریب، اسے قریشیو، آپ کی آواز
 پر لوگ جمع ہو گئے، آپؐ اں سے سوال کیا کہ "اگر میں تم سے کہوں کہ یہاں کی بیت سے ایک لشکر
 تیار آ رہا ہے تو تم کو یقین آئے گا؟" سب نے اک رمان ہو کر جواب دیا، ہم نے تم کو ہمیشہ سچ ہی بولتے
 پایا ہے۔ فرمایا تو میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم یہاں نہ لاؤ گے تو تم پر سخت عذاب نازل ہوگا، یہ غیر
 اور ایسے معتقدات کے خلاف بات سن کر سب گر پڑ گئے،

واقعہ کے حیدر دلوں بعد آپؐ ایک دعوت کا انتظام کیا اور عبد المطلب کی اولاد کو جمع
 کر کے ان سے فرمایا "میں وہ حیر لیکر آیا ہوں جو دیں و دنیا دونوں کی کھیل ہے، اس بار گران کو
 اٹھانے میں کون میرا ساتھ دیتا ہے سب خاموش رہے صرف حضرت علیؑ نے جواب دیا، گو مجھ
 آشوب چشم کی تسکایت ہے، میری ٹانگیں تیلی ہیں اور روعمر ہوں، لیکن میں آپؐ کا ساتھ دوں گا،
 علاوہ سب خاموشی کے ساتھ لوٹ گئے،

مستورین کہہ کی جاسکتے | اب مسلمانوں کی تعداد چالیس تک پہنچ چکی تھی، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مخالفت کا آثار | ایک دن حرم میں جا کر توحید کا اعلان کیا، اس حرم پر مستورین ٹوٹ پڑے
 حارت بن ابی ہارہ نے آپؐ کو بجائے کی کوشش کی، اس میں وہ مقتول ہوئے، یہ ماہِ خدا میں پہلا
 خون تھا،

اب تک مترکین نے اسلام کی دعوت کو زیادہ اہمیت نہ دی تھی لیکن چون خون اسلام کے پرستاروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا تھا مترکین کی مخالفت بڑھتی جاتی تھی، انکی مخالفت کے بہت سے اسباب تھے، اسلام ان کے صدیوں کے عقائد و رسوم کو باطل کر رہا تھا، ان کے معنوں کو جن کی وہ پرستش کرتے تھے آگ کا ایندھن بتاتا تھا، قرآن علانیہ قریش کی بدعلاقوں کی پردہ ورسی کرتا تھا، اور متونی کعبہ کی حیثیت سے عربی راں کا حواقدار قائم تھا، اسلام اس کا حاتمہ کئے دیتا تھا، بنی ہاشم اور بنی امیہ باہم پرانے رقیب تھے، اس لئے بنی امیہ آل ہاشم میں نبوت کے اعزاز کو برداشت نہیں کر سکتے تھے اس لئے یہ سب زیادہ مخالفت میں پیش پیش تھے،

الوطالب نے نکایت ان کا جواب ان اسباب کی بنا پر سارا قریش اسلام اور آنحضرت صلیع کی مخالفت رسول اللہ صلیع کا استقلال پر کمر بستہ ہو گیا، تاہم شروع میں انھوں نے سختی کے بجائے صلح و رشتہ

سے آنحضرت صلیع کو مار رکھے کی کوشش کی، جب اس میں مایوسی ہوئی تو معزین قریش کا ایک وفد آئے جیسا اوطالب کے پاس گیا، انھوں نے سمجھا بھلا کر واپس کر دیا لیکن آنحضرت صلیع ایسے نصیب سے دستکش نہیں ہو سکتے تھے، قریش نے جب دیکھا کہ آپ کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تو دوبارہ اوطالب کے پاس پہنچے اور اس سے کہا ”تھار اھتجا ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے، ہمارے مذہب کی مذمت کرتا ہے، ہمارے معزین کو نا سمجھ بتاتا ہے، اس لئے یا تو تم درمیان سے ہٹ جاؤ ورنہ پھر میدان میں آؤ کہ تم ہم فیصلہ کر لینا“ اوطالب نے یہ رنگ دیکھا تو رسول اللہ صلیع کو ملا کر سمجھایا کہ ”میٹا اچھا یہ ناقابل برداشت بارہ ڈال اور ایسی قوم کی مخالفت جھوٹے دے“ آپ کا ظاہری سہما جو کچھ تھے اوطالب تھے، ان کی زبان سے اس قسم کی باتیں سن کر آپ نے اندیدہ ہو کر فرمایا ”اچھا حال“ خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر آفتاب اور دوسرے ہاتھ پر ماہتاب لا کر رکھیں تو بھی میں اس مریضہ سے دستکش نہیں ہو سکتا، آنا کہ میں کامیاب ہوں، یا اسی راہ میں ہلاک ہو جاؤں

الوطالب یہ جواب سکر سحت متاثر ہوئے، کہا "خود جو دل میں آئے کرو میں کسی حالت میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔"

قریش کی ایذا رسانی | الوطالب سے مایوں ہونے کے بعد قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح کی ادیتیں دینی شروع کیں، آپ کی راہ میں کاٹے بچھا دیتے، مار پیڑھتے، بیت مارک پر بجا کا بار لاکر لا دیتے، دریا ہاں کرتے، ایک مرتبہ آپ حرم میں مار پیڑھ رہے تھے عقبہ بن معیط نے گردن مارک میں چادر ڈال کر اس رو سے گھسیٹا کہ آپ گھٹنوں کے تل گر پڑے، آپ تمام سختیوں کو خندہ بدیتی کے ساتھ برداشت کرتے تھے، اور ایسا فرض برادر ادا کئے جاتے تھے، دنیاوی ترعیات | قریش سخت متحیر تھے کہ آپ یہ تمام سختیاں کیوں جھیلتے ہیں، انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب، اپنی مجددیہ ارجیال کے مطابق قیاس کیا کہ آپ کا مقصد صرف دنیا

جاہ و دولت اور نام و نمود کی خاطر ہے، اس لئے انھوں نے عقبہ بن ربیعہ کو آپ کے پاس بھیجا، اس نے آپ سے کہا "مجھ کیا جانتے ہو، مکہ کی ریاست کسی بڑے گھرانے میں تادی و دولت کا دارخیزاں ان میں سے ہر شے تمہارے لئے مہیا کر سکتے ہیں، بشرطیکہ تم ان باتوں سے باز آؤ اور ترعیات کے جواب میں آئیے سورہ حم کی چودہ آیتیں تلاوت فرمائیں، عقبہ نہایت عزم اور متاثر کے ساتھ ان کو سنتا رہا، یہاں سے واپس ہوا تو اس کا رنگ بدل چکا تھا، قریش سے جا کر کہا کہ "خدا کا کلام پیش کرتے ہیں وہ نہ سحر ہے، نہ کمانت نہ شاعری وہ کچھ اور ہی ہے، اس سے بہتر کلام آج تک میرے کانوں نے نہیں سنا، میری رائے میں تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو، اگر وہ کامیاب ہوئے تو بھی تمہاری عزت ہے، اور اگر عرب کامیاب ہوئے تو بھی تمہاری عزت ہے۔" لیکن قریش نے ان کی رائے منظور نہ کی،

حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا قبول اسلام | حیدرون کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ اور قیدہ

کے منصب دار عمر کے اوقات میں ملے ہوئے تھے۔ اور ایسی ہی حالت دوسرے رؤساء قریش کی طرح اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے، اور ایسی ہی اور ہسبائی کو جو مسلمان ہو چکے تھے، اسلام کے حرم میں سرادینے کے لئے گئے تھے، لیکن قرآن کی تحریفوں آتیں سکھر مسخ ہو گئے، اگر یہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد چھی ہو چکی تھی، لیکن وہ ٹری بے کسی کی حالت میں تھے، ان کے لئے علایہ ما یطہرنا بھی ممکن نہ تھا، حضرت عمرؓ نے حرہ اور دمدہ و شکوہ کے تھیں تھے، ان کے مسلمان ہوتے ہی دفعہ حالت بدل گئی، انہوں نے پھر جمع میں ایسے اسلام کا اعلان کیا، مشرکین نے اول قتل ان پر بھی ٹری سہی کی، لیکن ان کی تاسہ قدمی نے انہیں تسکت دی، اور حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو لے کر علایہ حرم میں نماز ادا کی،

مسلمانوں پر مشرکین | جب اسلام غبار اور کمزوریوں سے بڑھ کر ارکان و عمائدین بھیلنے لگا اور مشرکین حور و کسٹم | ان کے مقابلہ میں مجبور ہو گئے، اس وقت ان کا عقدہ عرب اور لے جائی

مدوگار مسلمانوں پر ٹوٹے لگا، چاکہ اھین ستانے کے لئے سئے سئے ادا و ستم ایجاد کئے، ٹھیک نصف النہار کے وقت تیتے ہوئے سنگریوں پر لٹا کر سینہ پر بھاری تھیر کھدیتے کہ غریب بسے نہ بایں، ادھکتے ہوئے انکاروں پر لٹا تو اس وقت تک خنث نہ کرنے دیتے جب تک رخنوں کی رطوبت سے آگ کچھ نہ جاتی یا بی بی عوط دیتے، رسی باندھ کر گھیسٹے، حضرت ملال، حباب، عمار و صہیب رضی اللہ عنہم وغیرہ اس ستم رسیدہ جماعت کے سرگروہ تھے، مرو تو مر و مسلمان عورتیں تک ان ظالموں کے ظلم سے محفوظ نہ تھیں، حضرت ملالؓ غیہ کی طرح حضرت سمیہؓ، زبیرہؓ اور لبنیہؓ بھی مشق ستم تھیں، سمیہ کو ابو جہل نے نیرے سے چھید چھید کر ہلاک کر دیا، لیکن یہ تمام سفکیان کسی ایک مسلمان کو بھی جادہ اسلام سے نہ ہٹا سکیں،

عسہ کی ہجرت | جب مشرکین کی ستم راسیاں حد سے سوا ہو گئیں اور ارض حرم میں جہان حاوروں

تک کو ستانے کی ماحنت ہے مسلمانوں کے لٹو سانس لیہ کی گنجائش مافیہ رسی، اس وقت آنحضرت صلم نے ان کو ارضِ حشرہ جو ادیکھے لئے مالوس، مقام تھا، جیلے جانے کا حکم دیا، اس حکم پر شہہ نعت میں گیارہ مردوں اور چار عورتوں کا محضر فائدہ حشرہ رواہ ہو گیا قریش کو حشر ہوئی تو انھوں نے سدرگاہ تک تہائف کیا، لیکن مسلمان رواہ ہو چکے تھے،

مسلمانوں کو حشرہ سے بکھولنے کی کوشش اور اس میں ناکامی

حشرہ کا مادتاہ کاشی نہایت رحمدل اور مصف مرح تھا، اس کی علت کی دور دور تک سہرت تھی، اس لئے حشرہ بھی کمر مسلمانوں کو اطمینان کی سانس لیہ کا موقع ملا، لیکن قریش اسے بھی گوارا نہ کر سکتے تھے، چنانچہ عروسِ اعلا اور عبد اللہ ابن ربیعہ ہدایا و تحائف لے کر حشرہ بھیجے اور کاشی کے درباریوں کو ہموار کر کے کاشی سے درخواست کی کہ ہمارے چند سادہ لوح و خوالوں نے ایسا آمانی مذہب چھوڑ کر ایک یا دین جو ہمارے آئیکے دلوں کے مذہب کے خلاف ہے اختیار کیا ہے اور آئیکے ملک میں بھاگ گئے ہیں، اس لئے ان کو ہمارے حوالہ کیا جائے، امرائے دربار نے بھی تائید کی، کاشی نے نوادر مسلمانوں کو ملا کر ان سے یوچھا تم نے وہ کو سادین ایجاد کیا ہے جو تیرستی اور نصراست دو لوں کے خلاف ہے، اس کے استفسار پر حضرت حشر نے حسبِ دلیل تقریر کی۔

”ایہا الملک ہم لوگ جاہل تھے، تو ان کو یوجھے تھے، مردار کھاتے تھے، مدکاریاں اور قطع رحم کرتے تھے، ہمسایوں کے ساتھ زیادتی سے پیش آتے تھے، ہمارا قوی نہایت کو کھا تھا، ان حالات میں ہم میں حدانے ایک پنجم بھیجا جس کی صداقت یا کما زنی امانتہ امی اور حسبِ نسبت ہم سب واقف ہیں، اس نے ہم کو حدائے واحد کی طرف بلایا اور بین تسلیم دی کہ ہم تو ان کی پرستش چھوڑ دیں، صرف حدائے واحد کی پرستش کریں، سچ لوئیں امانتداری اور صلہ رحمی کریں، اسالوں کا حق ادا کریں، خوربری اور حرام باتوں کو چھوڑ دیں، بھیدہ عورتوں پر تمہمت

میں، ارادہ پختہ کر لیا، ان کو لڑنے کا ارادہ دیا، ہم اس پیغمبر ایمان لائے، اُن کی تعلیمات کو قبول کیا، تسکین چھوڑ کر حلال و حرام کو سمجھنا، اور تمام اعمالِ بد سے باز آئے، اس حرم میں ہمارے تمام گناہیں دُشمن ہو گئیں، اور ہم کو طرح طرح کی امتیاز دیتی ہے کہ ان باتوں کو چھوڑ کر پھر کراہی اختیار کر لیں۔

یہ تقریر سن کر خاشی نے کہا اگر تم کو کچھ کلامِ الہی یاد ہو تو سناؤ، حضرت جعفرؑ نے کہیصل کا امداؤی حصہ سنا یا، اسے سکر خاشی اور اس کے بھائیوں پر بے اختیار رقت طاری ہو گئی اور اس نے کہا "خدا کی قسم یہ کلامِ ادرِ علیؑ کا کلام ایک ہی حیرانِ گز کے دویر تو ہیں" اور قریش کے سفیروں کو صاف جواب دے دیا کہ یہ مظلوم تمہارے حوالہ نہیں کئے جاسکتے،

اس ماکانی کے بعد دوسرا حصہ دوسری حال چلے اور دوسرے دن درمیانِ حاکم کہا ان لوگوں سے درِ علیؑ کے متعلق تو پوچھیے کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟ اس نے پھر مسلمانوں کو بلایا یہ بڑا آرمائش کا موقع تھا، قرآنِ حضرتِ علیؑ کے متعلق عیسائیوں کے گمراہ کس عقائد کا سخت مخالفت تھا، لیکن حضرت جعفرؑ نے فیصلہ کیا کہ خواہ تیجہ کچھ ہی ہو، وہ صحیح اسلامی عقائد بیان کرتا جیسا کہ خاشی نے جب ان سے پوچھا کہ "علیؑ کے متعلق تم لوگوں کا کیا عقیدہ ہے؟" تو حضرت جعفرؑ نے جواب دیا کہ "قرآن کی رو سے وہ خدا کے بندے اس کے پیغمبر اور اس کی روح ہیں" خاشی نے ایک منہ اٹھا کر کہا کہ تم نے جو کچھ بیان کیا، علیؑ اس تیکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہیں، خاشی کی زبان سے یہ الفاظ سن کر اس کے بھائیوں پر ہم ہو گئے، لیکن اس نے کوئی پرواہ نہ کی اور قریش کی سفارت ناکام لوٹ آئی،

حشر کی دوسری | چند دنوں حشر میں قیام کے بعد مسلمان اہل مکہ کے اسلام کی غلط خبریں سن کر ہجرت | مکہ لوٹ آئے، قریب پہنچ کر حقیقت معلوم ہوئی، کچھ لوگ تو پھر حشر سے لوٹ گئے۔

لیکن اکثر جھپ کر مکہ چلے آئے اور کسی نہ کسی کی اماں میں آگے قریشی یہی سہارت کی، ماکامی یہ بہت چلے ہوئے تھے، اس لئے اب انھوں نے ستم رانی کا تسکھ اور دیر یادہ کس دیا اس لئے دوبارہ ایک سو دو (۱۲۰) مسلمانوں کو حرمین ۸۳ مرد اور میں عورتیں تھیں ترک وطن کر مایہ،

یہ ہاشم کا مقاطعہ، تنحالی طالب | قریش کی ہر طرح کی مدتوں اور ستم آباؤں کے باوجود اسلام کا دوا
میں نظر سدھی اور رہائی، | رد و رد و وسیع ہونا جاتا تھا اس لئے انھوں نے آپس میں طے کیا کہ اگر

نئی ہاشم محمد کو قتل کے لئے حوالہ نہ کریں تو اس کا مکمل مقاطعہ کیا جائے، ان کے ساتھ شادی سیاہ کے تعلقات منقطع کر لئے جائیں، ان کے ہاتھ خرید و فروخت سد کر دیجائے، ان کے یاس کھانے پیے کا سامان نہ جانے دیا جائے، ان سے کسی قسم کا ربط و ضبط نہ رکھا جائے، غرض ہر قسم کے معاشرتی تعلقات ان سے منقطع کر لئے جائیں،

مشرکین کی شرط اسی تھی کہ کوئی ماجیت ہاشمی اسے یوری کرنے کے لئے تیار نہ ہو سکتا تھا اس لئے ابوطالب ایسے حادثوں کو لے کر ایک گھائی میں حواہجہ کے نام کی سست سے شغب ابی طالب متصور تھی چلے گئے اور کمال میں سال تک انتہائی مصیبتوں کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے، ماہر سے ان کے یاس کھانے پیے کی کوئی تسہ نہ بھیجے یا قی تھی، بعض رحمدل چرا جھیا کو غلہ پہنچا دے کرتے تھے جس پر ان لوگوں کی زندگی کا مدار تھا تین سال گزرنے کے بعد خاندان نبی ہاشم کے بعض قریبی اسوہ کو رحم اور رحم کے ساتھ حمایت آئی، انھوں نے طے کیا کہ جس طرح ہو سکو ان لوگوں کو اس سے نکالنا چاہئے، چنانچہ ہاشم محرومی، زمرہ بن الاسود، مظہم بن عدی اور زبیر نے مجاہدہ مامہ چاک کر دیا اور حاکم بنی ہاشم کو قید سے نکال لائے،

مسترح اور | اسی ستم میں معراج ہوئی اور آنحضرت صلیم کو عالم افلاک اور رحمت و دوزخ کی سر
ورضیہ نثار | کرائی گئی، معراج ہی میں نماز بیگناہ فرض ہوئی،

الوطالب اور حضرت قید تھائی سے نکلنے کے چند دنوں بعد آنحضرت صلیم کے چاہتے چچا اور طاہری
حدیث کا انتقال دیا۔ ہاں الوطالب کا انتقال ہو گیا اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد آب کی رفیقہ

حیات حضرت حدیبہؓ نے بھی سفر آخرت کیا اور سال کے اندر ادرائیکے دو جس اٹھ گئے،

آنحضرت صلیم کی ایدارسانی | الوطالب کی حمایت اور حضرت حدیبہؓ محمد لیقہ کی مالی وجاہت رسول اللہ
میں لے مائی صلح کے دوڑے طاہری سہارے تھے، ان کے بعد قریش کو کسی کا یاں

و بخاطر ماتی نہ رہ گیا، اور ان کو مہایت آرا دی کے ساتھ ایسے دل کی بھڑاس نکالے کا موقع ملا، چاک
انھوں نے مہایت بے مائی کے ساتھ آب کو ستا متروع کر دیا،

تیلع کے لئے طائف کا سفر | اگر یہ ستم کنی کوئی نئی سے نہ تھی اور آنحضرت صلیم عرصہ سے اسے برداشت
ما کامی اور وایسی کرتے چلے آ رہے تھے اور اس راہ کے ہر کانٹے کو بھول سمجھتے تھے،

لیکن اہل مکہ کی متروکہ روش سے آب کو ان کے قول حق کی امید باقی نہ تھی، اس لئے دوسرے سنگ
حد کے کا لون میں توحید کی آواز بھیجانی کے لئے طائف تشریف لے گئے اور یہاں کے رؤس کے
سامنے اسلام پیش کیا لیکن یہاں بھی وہی جواب ملا، جو مکہ میں سن چکے تھے اور وہی متروکہ روشی نظر
آئی جس کا مشاہدہ مکہ میں ہو چکا تھا، مکہ والے پھر بھی اپنے تھے سب کو وہ سہی بھون کو آب کا یاں
تھا، طائف والے بالکل بے گانہ تھے اس لئے انھوں نے اہل مکہ سے بھی زیادہ گستاخانہ سلوک کیا، اور
کو آیکے پیچھے لگا دیا، حوٹا لیان بجا کر آب کا تسمہ اڑاتے تھے اور تھیر برساتے تھے، تھیر برساتے برساتے
آب کو لوہاں کر دیا، اس لئے آب یہاں سے بھی مایوس ہو کر بھیہ کہ لوٹے،

مطمح بن عدی کی | اس متمطمح بن عدی نے ایکو اپنی حمایت میں لے لیا اور حرم میں جا کر اعلان کر دیا کہ میں نے
ریحایت و نصیب محمد کو اپنی اماں میں لے لیا ہوں کہ فی انھیں ستانے کا ارادہ نہ کرے، مطمحن بن عدی کی امان
تبلیغ میں دست میں آنے کے بعد آئیے اور زیادہ وسعت کے ساتھ ایسا فرض ادا کرنا متروع کیا، عام محعون میں عکاظ

اور دی الحار کے مارا رون میں حج کے موقع پر بھی سامرا، ہسی، فرارہ، عسان، مرہ، حیمہ، سلیم، عس،
موصرا، کندہ، کلب، غدرہ، احصارہ، وغیرہ قبائل کا دورہ کر کے لوگوں کو بیجا محق سبایا، دس اسلام
اواب ہر جگہ ساتھ ساتھ جاتا تھا اور کہا تھا یہ دیں سے پھر گیا ہے، جھوٹ بکتا ہے اس کی باتیں نہ سلو،

انصار کی ہیئت اور مدینہ میں اسلام کی اتاعت
عیں ان حالات میں حدائے قبیلہ اوس و حرج کے بعض اصحاب کو اسلام
کی توفیق عطا فرمائی، اس سے اسلام کی تالیف کا ایک یا دور شروع ہوا،
اوس اور حرج قحطانی نسل کے دو مشہور مدنی قبیلے تھے، اگرچہ یہ بھی مشرکین

مکہ کی طرح تیرست تھے لیکن یہودیوں کی ہمسایگی کی وجہ سے مدہبی کتابوں سے بھی تفصیت
رکھتے تھے، ان یہودیوں کا ٹرا اتر و اقتدار تھا، لیکن طور اسلام سے کچھ پہلے ان کو ٹری حد تک
اس سے آزادی حاصل ہو گئی تھی، مدینہ اور اس کے حوا میں ان کے بہت سے قلعے تھے یہ بھی حج
کے لئے مکہ آیا کرتے تھے، موسم حج میں تبلیغ کے سلسلہ میں آنحضرت صلم لے اور قبائل عرب کے ساتھ قبیلہ
حرج کے حید آدمیوں کے سامنے بھی ہو مکہ آئے ہوئے تھے اسلام میں کیا، انھوں نے جن کی تعداد
چھ تھی اسلام قبول کر لیا، اس کے دوسرے سال مارہ آدمی اس شرف سے سرف ہوئے، انھیں
صلعم نے ان کی درخواست پر مصعب بن عمیر کو انھیں احکام سکھانے کے لئے ان کے ساتھ کر دیا،

مدینہ کے رئیس سعد بن زید کے مہمان مقیم ہوئے، مدینہ آنے کے بعد انھوں نے گھر گھر پھر کر اسلام
کی دعوت شروع کر دی، ان کی کوششوں سے حید دلوں میں مدینہ میں اچھا خاصہ اسلام پھیل گیا، اس
سلسلہ میں قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ بھی مسلمان ہو گئے، ان کا اسلام گویا پورے قبیلہ کا اسلام
تھا، دوسرے سال حج کے موقع پر ستر اہل مدینہ لے آنحضرت صلم کے دست حق پرست کی

اگرچہ آفتاب اسلام کی کرین مکہ کی پہاڑیوں سے پھوٹ کر مدینہ کے افق تک پہنچ گئی لیکن
حواہل مکہ کے فرد و سرکشی کا اب تک وہی حال تھا، گویا ابھی ایک معتدہ جماعت اسلام کا

تھی لیکن رؤسا و اسلام کی راہ کا سبک گراں تھے، تاکہ صلوات پر قائم تھے، مگر اسلام کی ترقی کے ساتھ ساتھ ال کا خون اور زیادہ تیر موتا جاتا تھا اور عیسائی ملالوں پر اھوں نے مکہ کی زمین تک کر رکھی تھی،

ہجرت کا عزم اور انصار | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض عرفہ حیدر اسلام کو | راستہ دکھانے پر ختم ہو گیا
عہد و بیواں | تھا انکو سارے عالم کو ہڈ لے، اس کے سامنے جھکا جاتا تھا اور خانہ کعبہ کو جو دنیا

میں سب سے پہلا حد اکھڑتا تھا توں کی آلائش سے پاک کرنا تھا اور یہ اہم مرض مکہ میں رہ کر پورا ہوا
مکن نہ تھا، آب کی محنت کو اب تیرہ سال ہو چکے تھے اس تیرہ سال کی جانکاہ محنت اور طرح طرح کی ادیتوں کو برداشت کرنے کے بعد اتنا کتنے اہل مکہ مسلمان ہوئے تھے اس لئے خدا کے دین کو زیادہ آزادی اور وسعت کے ساتھ پھیلانے کے لئے کسی پر اس مقام کی ضرورت تھی، اس طرح کے قبول اسلام سے مدینہ میں اسلام کی ایک نئی سیاح جماعت پیدا ہو چکی تھی جو انیاس میں دھن سب اسلام پر سے تار کر کے کو تیار تھی، اس لئے آئیے اسلام کا تبلیغی مرکز مکہ سے مدینہ منتقل کر دیے کا عزم فرمایا، انصار کے لئے اس سے زیادہ سعادت کیا ہو سکتی تھی، وہ انھیں قرآن پڑھ کر کے لئے تیار ہو گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چاچا حضرت عباسؓ نے جو اگرچہ اب تک اسلام نہیں لائے تھے لیکن اس میں خون کی محنت موجود تھی ال بہتر انصاریوں سے چھوٹے حال میں اسلام قبول کیا تھا، فرمایا کہ ”گر وہ حرج محمدؐ ایسے حامداں میں مغرور و مخترم ہیں، ہم ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ سپر رہے، اب وہ تمھارے یہاں جایا رہتے ہیں، اگر تم لوگ مرتے دم تک ال کا ساتھ دینے کا وعدہ کرتے ہو تو بہتر ور رہی صاف جواب دیدو“ یہ سنکر راز انصاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ”ہم لوگ تمہاروں کی گود میں بیٹے ہیں، وہ آسا ہی کہنے یائے تھے کہ الو انتم انصاری نے بات کاٹ کر کہا“ یا رسول اللہ ہم میں اور یہودیوں کے تعلقات ہیں سو یکے کو دلوٹ جائیں گے ایسا نہ ہو کہ جب آپ کو اقتدار حاصل

ہو، اس وقت آپ ہم کو چھوڑ دین اور اپنے وطن لوٹ آئیں، آپے مسکرا کر فرمایا: ہمیں تمہارا خون میرا خون ہے، تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔

اس گفتگو کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت الصاریں سے مارہ نقیب مقرر و ماکران سے بیعت لی، سعد بن ابی وقاص نے کھڑے ہو کر اسی جماعت سے کہا: تمہاری جو حر ہے، کس حیر سے بیعت کر رہے ہو؟ یہ بیعت عرب و عجم اور حبش و انص کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے، اس نے یک زبان کہا: ہاں ہم اسی بیعت کرتے ہیں۔

صحابہ کی ہجرت مدینہ مدینہ میں جاے یاہ حال ہوئے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ہجرت کی اجازت دیدی اور ہجرت کا سلسلہ شروع ہو گیا، قریش کو خبر ہوئی تو انھوں نے روک ٹوک شروع کر دی، لیکن رفتہ رفتہ اکثر صحابہ نکل گئے، صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اور وہ صحابہ جو ناداری کی وجہ سے مدینہ جانے تک کی قدرت نہ رکھتے تھے باقی رہ گئے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل مدینہ میں ہیکر مسلمانوں کو اس وسکون نصیب ہوا، اور ان کی تعداد، مائیت تیرہ کی ساری سن کے ساتھ بڑھنے لگی، اس کا تذکرہ مشرکین مکہ کے اس سے باہر تھا وہ سن سکر

بیچ و تاب کھاتے تھے اور کچھ نہ کر سکتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک مکہ ہی میں تشریف رکھتے تھے اس لئے مشرکین نے اپنی ماکالی کے غصہ میں (نعم و مانند) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا قتلہ جکا دیے کا سرمہ کر لیا جنانہ قتہ، ابوسعیان، حمیر بن مطعم، ابوہل، امیہ بن خلف اور حکم بن حرام، غیرہ دوسرے قریش نے اس مارہ میں مختلف رائیں دیں، سرخیل اعداء ابوہل نے تجویز پیش کی کہ سرے سے محمدؐ ہی کا کام تمام کر دیا جائے کہ یہ قتلہ ہی ہمتیہ کے لئے حتم ہو جائے، اور ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی اس میں شریک ہو تاکہ سب ہاشم مد نہ لے سکیں، اس تجویز سے سبے اتفاق کیا، اور رات گزرنے کے بعد کاتبہ نبویؐ کا محاصرہ کر کے آپؐ کے سر آمد ہوئے کا انتظار کرنے لگے،

ہجرت سوئی | آنحضرت صلعم کو ان کے ارادہ سے آگاہی ہو گئی، آپ کے دماغ میں کچھ باتیں تھیں حضرت علیؓ کو ملا کر یہ باتیں سیر و سیر دیکھیں اور فرمائیں آج عیدِ رواہ ہو جاوے گا، تم میرے بیگ پر جاؤ اور ڈھکے سو رہو، صبح کو سب کی باتیں بھیج دیا خدا کو ایسا ویں کمال کرنا تھا اس لئے مقرر کیا کہ آگئی اور انھیں غافل یا کر آنحضرت صلعم گھر سے باہر نکل آئے اور اس پر حضرت کلمات کے ساتھ کہ تو مجھے ساری دنیا سے زیادہ عزیز ہے، لیکن تیرے فرزند مجھ کو رہے نہیں دیتے، کچھ کو اطلاع دیا کہ کہ حضرت ابو بکرؓ کے گھر تشریف لے گئے، یہاں سوادہ وغیرہ سفر کا ضروری سامان موجود تھا فوراً دو لون روانہ ہو گئے، اور مکہ سے تین میل چل کر غارِ ثور میں روپوش رہے تین دن تک اس غار میں مقیم رہے، اس درمیان میں حضرت ابو بکرؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ راہِ رات کو عاریتاً ساتھ رہتے اور صبح سویرے مکہ چلے جاتے اور وہاں کے حالات کا یہ جلا کر تمام کو ان کی اطلاع دیتے، آپ کا غلام روزانہ دودھ پہنچا جاتا،

تغائب اور شریکیں | ادھر مکہ میں جب محاصرہ کر لے والوں کی آنکھیں کھلیں تو آنحضرت صلعم کے بجائے کی ماکہ | حضرت علیؓ کو سیر یا یہ بہت کسں تھے اس لئے معمولی تنبیہ کر کے چھوڑ دیا، اور آنحضرت صلعم کی تلاش میں نکلے، ڈھونڈتے ڈھونڈتے غارِ ثور کے دہانے تک پہنچ گئے، حضرت ابو بکرؓ آنحضرت صلعم کے خیال سے گھبرائے، آپ کے اطمینان دلایا، گھبراؤ نہیں عد ہمارے ساتھ ہے، اس اعتماد نے دستگیری کی اور تلاش کرنے والوں کی نظر آپ کو گوت پر نہ پڑی اور وہ ناکام لوٹ گئے، آنحضرت صلعم جو تھے دن غار سے نکل کر آگے بڑھے،

آنحضرت صلعم کے مکہ سے بچنے کے بعد قریش نے اشتہار دیدہ تھا کہ جو شخص محمدؐ یا ابو بکرؓ کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو سوا اونٹ دیئے جائیں گے، اس انعام کی طمع میں بہت سے آدمی تلاش کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے، آنحضرت صلعم کے مکہ سے بچنے کے وقت ایک شخص سراقہ بن حاتم نے

استقبال میں اسد آیا، عورتیں گاتی ہوئی جھٹون پر چڑھ گئیں، محصور لڑکیاں خوشی میں دف کا بجا کر گاتی تھیں، جب کو کئہ موی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان کے پاس پہنچا، اس وقت شہر میربانی کے لئے باہم سحت کٹٹس ہوئی، بالآخر قرعہ اندازی کے ذریعہ سے یہ دولت حضرت ابو ایوبؓ کے حصہ میں آئی، آئینے سات مہینہ ان کے یہاں قیام فرمایا، اسی وقت سے ہجری کا آغاز ہوا، جو تعمیر مسجد اور نماز جماعت | اب تک مدینہ میں مویشی حارہ میں ہمارے بھی جاتی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر لانے کے بعد مسجد تعمیر کر لے کا ارادہ فرمایا، آپ کے قیام گاہ کے قریب بنی نجا کا اہتمام،

کی افتادہ رہیں تھی، انھوں نے ملائمت مدد دینی چاہی مگر آپ کے مسطورہ فرمایا اور ماضی قیمت اور وہاں اور صحابہ کے ساتھ مل کر ایک محضر اور سادہ مسجد تعمیر کی، جس کی دیواریں کچی اینٹوں کی، ستون کھجور کے تنوں کے اور حیثیت یوں کی تھی، قریب ہی نادار مسلمانوں کے قیام کیلئے ایک چھوڑے تعمیر فرمایا، جیو تہ تہایح اسلام میں صفہ کے نام سے مشہور ہے، مسجد کی تعمیر کے بعد اسی سے متصل اربعہ مطہرات کھجور سے تعمیر مسجد سے پہلے نماز جماعت کا اہتمام نہ تھا، جس سے اسلام کی عبادتوں کا اصل مقصد یعنی وحدت و اجتماع فوت ہوتا تھا، تعمیر مسجد کے بعد نماز جماعت قائم ہوئی اور اعلان کیلئے شہر بھر کی راؤڑ کا طریقہ جاری ہوا،

ہما حریں اور انصاریں | مکہ کے غریب لوطل خنین اسلامی اصطلاح میں ”ہما حریں“ کہا جاتا ہے، بالکل بے رستہ اخوت اور انصاری کا | سروسامان دینے آئے تھے، اگر یہاں میں ہمتیرے صاحب حیثیت بھی تھے لے بطیرا تیار

لیکن ایسی حالت میں وطن چھوڑا تھا کہ کوئی شے مکہ سے ساتھ نہ لاسکے تھے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سہارا قائم کرنے اور ان کی احمیت دور کر کے لیے ان میں اور انصار میں رستہ اخوت قائم کر دیا، یعنی ایک ایک ہما جبر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا، یا خود حقیقی اخوت سے بڑھ گئی، اس موقع پر انصاری نے جن فیاضی جن اتیار اور جس میربانی کا ثبوت دیا، مانج

سہی ال میں پیش کر لی، اھوں نے اسے ہمارے ہاں پورے حقیقت محض عمان فی رہنے دی بلکہ
 ال کو مال دولت زمین جائادہ کھیتی باڑی، اسی ساری کائنات میں برابر کا شریک سیم بنایا، بصو
 نے جس کے وہ جہاں تھیں یہاں تک کیے، ایک کو طلاق دے کر ہمارے ہائی کی دستگی کے لئے اسکے
 عقید میں دینے کہا، ایک ایک و امویہ اس کو کو مارا نہ کیا، اگر ہمارے نے صرف قدر ضرورت
 نقد لے کر اپنا کار و بار علیحدہ شروع کیا، یا یہ سہ آقا تو ہی تھا کہ جب تک آیہ میرات نازل ہوئی اس
 تک متوفی انصار کی وراثت ہمارے کو ملتی تھی، جب حلال ہمارے کی حالت سمجھتی گئی، ہمارے
 انصار کی امارت انھیں واپس کرتے گئے،

یہودیہ سے معاہدہ | یہودیہ سے تول اور ثروت کی دھ سے مدینہ میں بڑے صاحبِ قدار تھے اور مدینوں
 سے انصار کو دہانے چلے آ رہے تھے، گو اب ان کا یہاں سا اقتدار ماتی نہ رہ گیا تھا تاہم انصار کے مقابلہ میں
 ان کی انتہائی تباہی قائم تھی، اس لئے ان کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرات تھے، چنانچہ آپ نے ان سے
 ایک معاہدہ کیا جس کی اہم دفعات یہ ہیں کہ جو نہما اور مدینہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا ہے وہ قائم رہے گا
 یہودیہ کو مدینہ کی آزادی حاصل رہے گی اور وہ مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے، فریقین میں سے
 جب کسی کو تیسرے فریق سے جنگ پیش آئے تو ماہم ایک دوسرے کی معاون و مددگار رہیں گے
 کوئی فریق قریش کو اماں نہ دے گا، جب کوئی بیرونی طاقت مدینہ پر حملہ کرے گی تو دونوں مل کر مدافعت
 کریں گے، فریقین میں سے جب کوئی کسی تیسری طاقت سے صلح کرے گا تو دوسرے کو بھی صلح کرنی ہوگی
 اللہ مدہی لڑایا ان اس سے مستثنیٰ رہیں گی، اب تک ہمارے صرف دو دو رکعتیں تھیں، سہ ماہ میں
 فجر اور عصر کے علاوہ چار چار ہو گئیں،

مکہ کا قلعہ قرار پایا | اب تک مسلمان بیت المقدس کی حاس جو یہود و نصاریٰ کا قبلہ تھا، نماز پڑھتے
 تھے، لیکن اسلام ایک مستقل مذہب تھا، اس کے استقلال و اختصاص کے لئے ایک مستقل قبلہ کی ضرورت

تھی، اسلام ملتِ ابراہیمی کی تجدید کے لئے آیا تھا، اس لئے اس کا قیلہ حانہ ابراہیم ہو سکتا تھا، خنانچہ سولہ مینے
سیت المقدس کی سمت ہارٹھسے کے بعد ۲۷ھ میں حدالے کتبہ کو مسلمانوں کا قیلہ قرار دیا،

یہودیوں کی مخالفت | انصاریوں کی مالی کمزوری اور ست پرستی کی وجہ سے، ان یہودوں سے یہودیوں
کا آغاز | کا مدہی اور مالی تقویٰ چلا آتا تھا، اسلام نے ان کی اس برتری کو نقصان پہنچا

تھا اس لئے یہودی دل سے اسلام کے خلاف تھے، لیکن ابتدا میں ان کی مخالفت بروہ میں رہی اور
جب تک سیت المقدس اسلام کا قلم رہا اس وقت تک یہود مناقبہ مسلمانوں کے بھیس میں نہ
میں بھی مسلمانوں کے ساتھ ترکیب سو جاتے تھے، لیکن سیت المقدس کو وہ کسی حالت میں نہیں چھوڑ
تھے، اس لئے تحویل قیلہ کے بعد جب ان کا یہ رہا سہا اقیار بھی جاتا رہا تو ان کی مسافت کا راز
ہو گیا اور وہ علانیہ مسلمانوں کے خلاف ہو گئے،

مسلمانوں کی عام مخالفت | ۲۷ھ سے اسلام کی زندگی میں ایک نئے باب کا افتتاح ہوا، اور
مدینہ پر حملہ کا خطرہ | پیروں کو دشمنوں کی ریتہ دوایوں سے محو ہو کر اپنی تقا و حفاظت کے

لئے تلوار ہاتھ میں لینی پڑی، اس دور حدید پر بعض کوتاہ بین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام جب تک
کہ میں کس میرسی کی حالت میں رہا، اس وقت تک وہ ہر قسم کے ستم سہتا رہا، مدینہ پہنچا جب اس
قوت پیدا ہوئی اس وقت اس نے تلوار اٹھائی، لیکن واقعہ یہ ہے کہ مدینہ آنے کے بعد بھی مسلمانوں
کو یورالطینان نہیں ہوا، یہ صحیح ہے کہ مکہ کی طرح ان کی زندگی مشق ستم نہیں رہی، لیکن ان کی مخالفت

کے اسباب اور مخالفین کی تعداد میں اور اضافہ ہو گیا، وہاں صرف ایک قریش کا مقابلہ تھا، مدینہ
مگر اس میں یہودیوں اور بعض انصار کا بھی اضافہ ہو گیا، یہودی کی مخالفت کا سبب تو کھلا ہوا ہے،

کہ اسلام ان کے صدیوں کے وقار کو مٹا رہا تھا، انصاریوں کے خاندان میں بھی بعض وہ رؤسا جنگی
راہوت خطرہ میں پڑ گئی تھی، گورمان سے کچھ نہ کہتے تھے، لیکن دل سے اسلام اور مسلمانوں کے

حلاف تھے، عبداللہ اس انی ماسق جو ہجرت سے پہلے رئیس الانصار تھا، اور انصار نے اس کی
 تاجپوشی کی رسم ادا کرنے کے لئے تاج تیار کر لیا تھا، اس کے علاوہ قریش حنین سارے عرب میں
 مذہبی سیادت حاصل تھی، تمام قبائل عرب کو جس میں اہل مدینہ بھی شامل تھے مسلمانوں کے خلاف
 بھڑکا رہے تھے، خیال نہ تھا کہ عبداللہ نے ابی کو لکھا تھا کہ تم نے ہمارے آدمی کو اپنے بیان
 نیاہ دی ہے، ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا تو تم لوگ اسے قتل کر دو یا اسے یہاں سے نکال دو
 ورنہ ہم مدینہ پر حملہ کر دیں گے، اور تم کو فنا کر کے تمہاری عورتوں پر تصرف کرینگے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
 کی خبر ہو گئی، آپ نے عبداللہ کو سمجھایا کہ کیا آپے مٹیوں اور بھائیوں سے لڑو گے، اکثر اہل مدینہ مسلمان
 ہو چکے تھے اسلئے عبداللہ قریش کے حکم کی تعمیل نہ کر سکا، انصار کی حمایت اسلام پر قریش کا جو غضب
 برا بربڑھتا جاتا تھا، اتفاق کو ہی زمانہ میں اس کے بڑے اعظم حضرت سعد بن معاذ انصاری عمرہ کیلئے
 مکہ گئے ہوئے تھے اور ایسے پرالے رفیق امیہ بن خلف کے ہمراہ تھے، قریش کے بعض افراد نے
 ان سے کہا کہ تم لوگوں نے بے دینوں کو نیاہ دی ہے، اگر تم امیہ کے ساتھ نہ ہوئے تو یہاں سے ہٹ کر
 مہینہ جاسکتے تھے، سعد نے کہا اگر تم نے مجھ کو حج سے روکا تو ہم تمہارا مدینہ کا راستہ بند کر دیں گے، یہ
 قریش نے نہ صرف مدینہ پر حملہ کی دھمکی دی، بلکہ حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں، اور یہ خطرہ اس
 قدر بڑھ گیا کہ صحابہ راتوں کو ہتھیار لگا کر سوتے تھے،

حفاظت اور مدافعت | ان حالات سے مجبور ہو کر مسلمانوں کو اپنی اور اپنے حامی انصاریوں کی
 کی تدبیر میں حفاظت کے لئے جنھوں نے اسلام کے خاطر قریش کی دشمنی خریدی تھی مدافعت

کا ردوائی کرنی پڑی، خیال نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے کاروان تجارت کی روک ٹوک شروع
 کی اور حمزہؓ علیہ السلام کی جارح اور سعد بن ابی وقاصؓ کو تھوڑی جماعت کے ساتھ مکہ کی طرف بھیجا
 لے، تجارتی باسلام علی جہاد فیہا سلم والا فرقہ سنن ابی داؤد رحمہما اللہ نے صحیح بخاری کتاب الفاری میں بھی بتایا ہے کہ ان کے

لیکن تصادم کی نوبت نہیں آئی، اس کے بعد مدینہ کی حفاظت کے لئے مدینہ کے آس پاس کے قبائل سے معاہدہ کیا، سب سے پہلے قبیلہ ہمدانیہ سے معاہدہ ہوا کہ وہ قرینین میں سے کسی کا ساتھ نہ دیگے، اس کے بعد قبیلہ مزینہ سے معاہدہ کیا، کہ اگر کوئی قوت ان پر حملہ آور ہوگی تو مسلمان اس کی مدد کریں گے اور جب مسلمانوں کی مدد کی ضرورت ہوگی تو وہ مدد کے لئے آئیں گے

مدینہ کی چوڑا گاہ و حملہ | اس معاہدہ کے ایک مہینہ بعد مکہ کے ایک رئیس کر رہن جابر بن نفی نے مدینہ کی چوڑا گاہ پر حملہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موتی لوٹ لئے، مسلمانوں نے تعاقب کر کے موتی چھین لئے، لیکن کرز یح کر کل گیا، اسی سہ ماہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحجہ شریف یحاکری مدینہ کی چوڑا گاہ پر

غزوات

سہ ماہی عبداللہ بن جحش | رجب سہ ماہی میں آنے والے عبداللہ بن جحش کو مارہ آدمیوں کی مختصر جماعت کے ساتھ قریش کے کارواں تجارت کی نقل و حرکت کا تہہ جلا لے کے لئے بھیجا، اتفاق سے قریش کے جند آدمی جو تجارتی سامان لئے ہوئے شام سے واپس آرہے تھے مل گئے، عبداللہ نے اس پر حملہ کر دیا، اور ایک آدمی قتل اور دو گرفتار کر کے مدینہ لائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس فعل پر مایوسیدگی ظاہر فرمائی کہ میں نے تم کو جنگ کی اجازت نہیں دی تھی اور عیسیت کا مال بھی قبول نہ فرمایا، صحابہ نے بھی مایوسیدگی ظاہر کی، (سیرۃ ابن ہشام ص ۱۰۷، ۳۶، و طبری ص ۵۲، ۱۲، عروہ مدر) سو، اتفاق سے جو لوگ قتل و گرفتار ہوئے تھے وہ معرین قریش تھے اس لئے

قریش جو پہلے سے مدینہ پر حملہ کا ارادہ کر رہے تھے، اس واقعہ سے اور زیادہ متعل ہو گئے، اسی دوران میں مکہ میں یہ حرارت لگی کہ مسلمان قریش کا کارواں تجارت لوٹنے کے لئے آرہے ہیں اس خبر پر قریش بڑے رور شور کے ساتھ حملہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے صحابہ سے مشورہ طلب کیا، مہاجرین نے جان تار مار تقریریں کیں لیکن آپ انصاف

کا عہد یہ لیا جاتے تھے، قبیلہ خزرج کے رئیس حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرس کیا تھا کی قسم اگر
 آپ فرمائیں تو ہم سہمدریں کو وڑیں، دوسرے معز بن انصاریؓ نے بھی یروش تقریریں کیں
 ان کی آمادگی پر آپؐ نے رمضان پہلے میں تین سو تیرہ مسلمانوں کو لے کر حنین میں ساٹھ ہزار
 اور مائے انصار تھے، مدینہ سے روانہ ہوئے، اس درمیان میں قریش کا لشکر جس میں ایک ہزار
 سیاہ اور سو سو اتر تھے، عتہ بن ربیعہ کی قیادت میں مدینہ کے قریب پہنچ گیا، اور مناسبت قبول
 پر قبضہ کر لیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہ مد کے قریب اس کی اطلاع ملی، آپ وہیں ٹھہر گئے، لیکن قریش
 کو ان سے بڑا ہوا، آگے بڑھ کر ایک حتمہ پر جمے رہے، اور رات بھر دعا و مناجات میں
 مصروف رہے، صبح کو فوج مرتب کر کے دعا فرمائی، "ہدایا تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے
 پورا کر، اگر تیرے یہ حید بدے مٹ گئے تو پھر قیامت تک یہ پورا جائے گا۔"

یہ بڑے امتحان و آزمائش کا موقع تھا، جب دونوں فوجیں آسمان سے سامنے ہوئیں تو مسلمانوں
 کو نظر آیا کہ عدوان کے برگ اور ان کے قلب و فکر کے ٹکڑے تلواروں کے سامنے ہیں، لیکن اسلام
 کی محبت نے تمام رستوں کو بھلا دیا تھا، چنانچہ میدان جنگ میں حضرت ابو بکرؓ کی تلوار اپنے تخت
 حاکم عبدالرحمن کے مقابلہ میں بے پیام ہوئی، حضرت عمرؓ کی تلوار ایسے ماموں کے خون سے رنگین ہوئی
 حذیفہؓ کو اپنے والد عتہ کے مقابلہ میں آیا،

پیلے ورد و آفتاب ہوا اور دونوں فوجوں میں سے ایک ایک آدمی میدان میں آیا، مقتول
 عامر کے بھائی عمرو کو حضرت عمرؓ کے غلام نے قتل کیا، قریش کے سپہ سالار عتہ کا کام حضرت حمزہؓ اور
 حضرت علیؓ نے تمام کیا، اس کے بھائی شیبہ کو علیؓ کی تلوار نے ختم کیا، عتیدہ بن سیدہ کو حضرت زبیرؓ نے
 مارا، اس کے بعد عام جنگ شروع ہو گئی، اور دونوں فوجیں آپس میں گتھ گتھ گئیں، دو انصاری لو حنان

سے استیجاب ذکر عبدالرحمن بن ابی بکرؓ، سیرۃ النبیؐ،

مودود اور عفرات ابولہل کی تاک میں تھے، نظر پڑتے ہی اس کا کام تمام کر دیا، ابولہل کے لڑکے نے
 جھپٹ کر مودود پر تلوار کا وار کیا ہاتھ تسمہ سے ٹک گیا، صرف تسمہ لگا رہ گیا، مگر وہ اس وقت
 بھی لڑتے رہے، لیکن کٹا ہوا ہاتھ تلوار جلا لے میں مزاحم ہوتا تھا، اس لئے تسمہ کاٹ کر اگے کر دیا
 ابولہل کے قتل سے قریش میں مدد ملی پھیل گئی، لیکن ابھی ایک اور سردار امیہ بن حلف مائی تھا
 عبدالرحمن بن عوف اس کے حلیف تھے، اس لئے وہ مسلمانوں کی نظر کا کر اسے نکال دینا
 چاہتے تھے، اتفاق سے حصرت مدائن نے جو کہ میں اس کے متفق رہ چکے تھے دیکھ لیا، انھوں نے
 انصار کو جبر کر دی، وہ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے حصرت عبدالرحمن بن عوف کے لئے امیہ بن حلیف
 گئے، لیکن مدائن کی زیادہ کے مقابلہ میں لوگوں نے اس کی پرواہ نہ کی اور میرے سے جیسے چھید کر قتل کر دیا
 اسیران جنگ سے صلح | امیہ کے قتل ہوتے ہی کھارے میدان چھوڑ دیا، مسلمانوں نے گرفتار کرنا
 شروع کر دیا، متاثرہ قریش میں حصرت عباس، عقیل، لؤل، اسود، عمنس، رمعہ وغیرہ بکڑے گئے
 آنحضرت صلعم نے تمام قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم کر کے انھیں آرام سے رکھنے کا حکم دیا، اس پر صحابہ نے
 اس تدبیر سے غل کیا کہ خود کھجور کھا کر سر کرتے تھے اور قیدیوں کو کھانا کھلا لے لیتے تھے، جس کے
 یاس کیڑے نہ تھے انھیں کیڑے دیئے، اس کے بعد آنحضرت صلعم نے اسیران جنگ کے بارہ میں
 صحابہ سے مشورہ کیا، حصرت ابو بکر نے رائے دی کہ حدیبیہ لے کر چھوڑ دیا جائے، لیکن حصرت عمر کی
 رائے تھی کہ قتل کر دیا جائے اور مسلمان خود اپنے ہاتھوں سے اپنے اعزہ کو قتل کریں، آنحضرت
 صلعم نے حضرت ابو بکر کی رائے پسند فرمائی اور حدیبیہ لے کر سب کو ہار کر دیا، جو لوگ ناداری کی
 وجہ سے حدیبیہ نہ ادا کر سکتے تھے ان میں سے جو لوگ لکھا جاتے تھے ان کے متعلق حکم ہوا کہ وہ بن مس
 لڑکوں کو لکھنا سکھا دیں تو وہ رہا کر دیئے جائیں گئے
 قریش کا خوش انتقام اور عروہ بنی قریظ | اس جنگ میں بہت سے رؤساء قریش مارے گئے تھے ان کے

لکھنؤ میں ۱۳۸۸
 لکھنؤ میں ۱۳۸۸
 ح ۱۰۱

لعداوسعیان بن حرب اموی قریش کی مسند ریاست پر بیٹھا، عرب کی روایات کے مطابق اس وقت اس کا مقدم فرض مقتولین بدر کا انتقام لیا جانا چاہیے اس نے ہمد کیا کہ جب تک وہ ایسے مقتولین کا انتقام نہ لے لیگا اس وقت تک سر میں تیل نہ ڈالے گا، اور دوسو سواروں کا دستہ لے کر حصہ مدینہ پہنچا، اسی نصیر کے سردار سلام بن مسکیم یہودی نے یر تکلف دعوت کی اور مدینہ کے محمی اردو سے آگاہ کیا، اس سے حالات معلوم کرنے کے لعداوسعیان نے عریض پر حملہ کیا، اور ایک انصاری کو قتل کر کے مکانات اور گھاس کے ذخیرہ جلا دیئے، آنحضرت صلعم کو اطلاع ہوئی تو آپ اس کے قتل میں نکلے لیکن اوسعیان نکل گیا،

متفرق واقعہ | اسی سہ یعنی ۱۲ھ میں رمضان کے روزے فرض ہوئے اور پہلی مرتبہ عید گاہ میں ہمارے عید ادا ہوئی اور آنحضرت صلعم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ کے ساتھ عہد قیمت کی رہ کے مہر پر نکاح کیا اور ایک چار دیا بیٹی چھڑے کا گدا ایک جھانگل، دو عکیان اور دو مٹی کے گھڑے

ہیز میں دیئے،

عردہ احد | اگر عہد عریض پر حملہ کر کے اوسعیان کی قسم فی الحکمہ پوری ہو گئی، لیکن جس جن لوگوں کے انزہ بدر میں قتل ہوئے تھے وہ اوسعیان کے یاس بیٹے اور کما محمد نے قریش کو تہا کر دیا ہے، اس کا انتقام ضروری ہے، اس کے اخراجات کے لئے اس مرتبہ کا روانہ قریش کا ممانع ہم کو دلا دیا جائے سب نے اسے سختی مسطر کر لیا اور بڑے حوش و حروش کے ساتھ تیاریاں شروع ہو گئیں، اور رسول اللہ ﷺ میں بڑے سرداران سے قریش مدینہ روانہ ہوئے حضرت عباسؓ نے جو اسلام لائے تھے، اور مکہ ہی میں مقیم تھے آنحضرت صلعم کو جمعہ اطلاع ہوا، آپ نے یہ خیال لے کے لئے آدمی بھیجے معلوم ہوا کہ قریش کا لشکر مدینہ کے قریب عریض تک پہنچ چکا ہے،

دوسرے دن صبح کو آپ صحنہ سے متورہ کیا، اکثر فاتحین اور قہرہ کار انصار نے رائے دی کہ عورتوں کو تہ کے باہر تعلقوں میں بھیجا جائے اور تہرین یا ہ گہر ہو کر مقابلہ کیا جائے لیکن یوحنا کو حوالوں کو اصرار تھا کہ باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے، ان کے اصرار پر آنحضرت صلعم ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ احد کی طرف جہاں شرکین مکہ خمیر رں تھے ٹہرے، عبداللہ بن ابی منافق تین سو سواروں کیساتھ تہ میں نکلا، لیکن پھر عذر رنگ کر کے لوٹ گیا اور مسلمانوں کی تعداد صرف سا سو رہی احد پہنچ کر یہاں کی ریت پر نصف آرائی ہوئی مصحف بن عمیر کو علم و درویشین عوام کو یہ سالاری عطا ہوئی، یہاں کی ریت سے مشرکین کے حملہ کا خطرہ تھا اس لئے پچاس آدمیوں کا دستہ اس ریت کی حفاظت پر متعین کر کے تاکید فرمادی کہ فتح و شکست کی حالت میں تم لوگ اپنی جگہ نہ چھوڑنا، قریش تعداد اور سر و ساماں ہر تہ میں مسلمانوں سے زیادہ تھے انھوں نے ٹہرے اہتمام کے ساتھ صف بندی کی، ہمنہ بر خالد بن ولید، مسرہ بر عکرمہ بن ابی جہل، سواروں پر صفوں میں امیہ تیر اندازوں پر عبداللہ اس رسیعہ تھے، علم طلحہ کے ہاتھوں میں تھا،

قریش کی صف سے پہلے انعام دینہ مدینہ کا باشندہ اور کچھ دنوں سے مکہ میں متوطن ہو گیا تھا، اور اس کی رائدہ زندگی کی وجہ سے اہل مدینہ پر اس کا ٹرا اتر تھا میدان میں آیا، اور یکراں اہل مدینہ ا مجھے بھیجتے ہو، میں کون ہوں؟ انصار نے جواب دیا مدکار ہم تجھے خوب جانتے ہیں، خدا تیری آرزو بر نہ لائے، اس کے بعد قریش کا علمبردار طلحہ ٹھا اور طرح پر یکراں کون ہے جو مجھے ہنم بھیجے یا میں اسے تحت میں بھیجا دوں؟ حضرت علیؑ نے بڑھ کر ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا، اس کے بعد عام جنگ شروع ہو گئی، حضرت علیؑ، حمزہؑ اور انود جاہ انصاری نے اپنے اپنے جہاں سے مشرکین کی صفیں درہم درہم کر دیں، حمزہؑ خوش شجاعت میں دور تک و تسموں کی صفوں میں گھسے چلے گئے، جیسے بن مطعم کے غلام و حتی لے جواب کی تاک میں تھا، نیزہ مار کر تہید کر دیا،

قریب ٹری شجاعت سے لڑ رہے تھے، ان کے علم و ادب سے قتل ہو رہے تھے، لیکن علم سرگرم نہیں ہونے یا تا تھا، مگر حضرت علیؑ اور اودود جانہ انصاری کے بے یارہ حملوں نے آخر میں یاؤن اکھاڑ دیئے، ان کے یاؤن اکھڑتے ہی مسلمانوں نے لوٹ شروع کر دی، یہاں کی ریت پر عورتیں متعین تھیں اس لئے بھی ایسی جگہ چھوڑ دی، اس کے ہٹتے ہی خالد بن ولید نے ریت سے حملہ کر دیا، حیرت منظم لے جو اب تک ایسی جگہ پر تھے جہاں ساروں کے ساتھ روکا، مگر سب تہید ہوئے، اور خالد نے ٹھہر کر لوٹے والے مسلمانوں پر حملہ کر دیا، یہ لوگ بالکل غافل تھے، اس لئے اس ناگہانی حملے کی تاب نہ لائے اور ایسے مدحواں ہوئے کہ ایسے اور بیگالے کی تمیز ماتی نہ رہی، ایسے ہی میں ایک دوسرے کو مار لگے، مصعب بن عمیر جو آنحضرت صلیم کے پاس تھے تہید ہو گئے، ان کی شہادت پر خنجر اڑ گئی کہ رسول اللہ صلیم نے وفات پائی، اس حشرے مسلمانوں کے رہے سے اوساں اور حطاکر دیئے اور بڑے بڑے ہماروں کے یاؤن اکھڑ گئے، آنحضرت صلیم کے گرد صرف جہاں سارا ماتی رہے، لیکن دو انصاری اس وقت بھی کھلی کی طرح چمک رہی تھی، حضرت عمرؓ نے دل تسکتہ ہو کر تلوار پھینک دی، کباب لڑنے سے کیا حاصل، اس نصرا انصاری نے کہا اب رمدہ رہ کر کیا کریگے، اور لڑتے لڑتے تہید ہو گئے بہت سے حاکم تار اس حالت میں بھی لڑتے جاتے تھے، عین اس وقت کعب بن مالک کی نظر رسول اللہ صلیم پر پڑی، انھوں نے یہ جان کر پکارا، مسلمانو! رسول اللہ! دھر ہن! یہ آواز سنتے ہی لوٹی ہوئی ہمت پھر سدھ گئی اور مسلمان اس سمت آگئے، کھار نے بھی ہر طرف سے سمت کر انیا پورا رور صرف کر دیا، ان کا دیکھا دیکھ کر رسول اللہ صلیم نے آوار دی کوں مجھ پر جان دیتا ہے، اس آواز پر یارح انصاری بڑھے، اور ایک ایک کر کے تار ہو گئے، عبد اللہ بن قیس بڑھتے بڑھتے رسول اللہ صلیم تک پہنچ گیا اور تھوڑا نو ریر تلوار ماری، منہ کی دو کڑیاں سیوت ہو گئیں، یہ دیکھ کر حاکم تاروں نے ہر طرف سے حصار میں لے لیا، اودود جانہ آپ کے سامنے

جھک کر سیمہ سیر ہو گئے، خیر آتا تھا اسے بیٹھ بیٹھ روکتے تھے، حضرت طلحہؓ تلوار کے وار ہاتھ بیٹھ روکتے تھے
 ایک ہاتھ کٹ کر الگ ہو گیا، ابو طلحہؓ نے تیس کمائیں توڑیں اور سینہ سامنے کر دیا کہ رسول اللہ کو حکیم رحم
 نہ بھیجے یا اے مشرکس کا ریل کچھ تھا تو آبِ حیدرِ حاکم تاروں کو لے کر مہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے،
 مشرکین کی فوج میں بھی آنحضرت صلیم کی تہادب کی حیرتیں گئی تھیں، اوسعیان لے اس کی
 تصدیق کے لئے مہاڑی پر چڑھ کر آداری محمدؐ یہاں ہیں، آنحضرت صلیم لے مسلمانوں کو جانی سے
 منع کر دیا، اوسعیان لے جواب نہ یا کر لو کہ عمر کو آداری اس پر بھی حب کوئی جواب نہ ملا اس وقت
 اس نے مسرت میں عمر لگایا کہ سب مارے گئے، حضرت عمرؓ سے صراطہ ہوسکا، بولے تمہیں صلا
 ہم سر رہے ہیں، یہ سکر اوسعیان نے ہل کا عمر لگایا، اعلیٰ ہل، صحابہؓ نے آنحضرت صلیم کے
 حکم سے جواب دیا اللہ اعلیٰ واحلّ اوسعیان یکارا لسا الحری ولا عری لکم صحابہؓ نے کہا،
 اللہ مولا سا ولا مولا لکم مسلمانوں کے سہیلے کے بعد قریش کی ہمت ہو گئی اور وہ لوٹ گئے
 اس معرکہ میں سر مسلمان شہید ہوئے، جن میں زیادہ تر انصار تھے، اختتام جنگ کے بعد قریش
 کی خواتین نے مقتولین بدر کے انتقام کے حوش میں مسلمان تہادب کے ناک کاٹ کاٹ ڈیا، اوسعیان
 کی بیوی ہند لے ان بھولوں کا ہار بنا کر ہینا اور حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکال کر جی لگائی،
 قریش کے واپس جانے کے بعد مسلمان بھی مدینہ لوٹ آئے، اس وقت مدینہ ماتم کدہ سا
 ہوا تھا، ہر گھر میں کرام بیٹھا تھا، آنحضرت صلیم کا دل بھر آیا کہ سب کا ماتم ہو رہا ہے، لیکن آئیے حیا حمزہؓ
 کا کوئی رد نہ والا ہیں، یہ اسانی فطرت تھی، حیا حمزہؓ انصار لے آئے، کاتر سکر اسی عورتوں
 کو حمزہؓ کا سوگ منانے کے لئے بھی لکے آئے، نکر یہ کے ساتھ واپس کر دیا کہ مردوں پر نوہ کرنا جائز
 نہیں ہے،

شرف و آقا اسی سال حضرت حسنؓ پیدا ہوئے، حضرت حفصہؓ آنحضرت صلیم کے عقد میں آئیں، او

حضرت عثمانؓ کے ساتھ آپؐ کی باجھڑی حضرت ام کلثومؓ کی تادی ہوئی۔ اس کا قصہ سن کر وہ بے پروا ہو کر اور مسلمانوں کا کھانا کھا کر چلا گیا،

خلف برائے ام کلثومؓ میں غلام اور جوہلہ نے اپنے قبیلہ کو جو قطن بن امادیہ، مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا، انھیں صلح معلّم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ کے ایک سوجاس سواروں کے ساتھ مقابلہ کیلئے بھیجا، لیکن حملہ آور دستبر ہو گئے اسی سال ہی لیحان کے سردار سعید بن خالد نے مدینہ پر حملہ کا عزم کیا، انھیں صلح معلّم نے خبر دی، انھوں نے بطائف اہل سعید بن خالد کو قتل کر دیا،

پھر سالہ میں نئی کلاب کے سردار اور انھوں نے انھیں صلح معلّم سے درخواست کی کہ میری قوم میں تبلیغ اسلام کے لئے کچھ آدمی بھیج دیجئے، آپؐ نے ستر آدمی ساتھ کر دیئے، انھوں نے سرعہ بن قیس کیلئے اور حرام بن لیحان کو انھیں صلح معلّم کا خط دے کر عامر بن طفیل کے پاس بھیجا اس نے ان کو قتل کر دیا اور عصبہ، رعل اور دوکان کے قاتل کو لے کر مسلمانوں کی طرف بڑھا، مسلمان حرام کی وہی کا انتقام لے کر کے ان کی تلاش میں نکلے، آگے بڑھ کر عامر کا مقابلہ ہوا، اس نے گھیر کر کل مسلمانوں کو قتل کر دیا، پھر عمروں امیہ کو چھوڑ دیا، انھیں صلح معلّم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپؐ کو سخت صدمہ ہوا،

اسی زمانہ میں قبیلہ فہل و قارہ کے چند اشخاص نے مدینہ حاضر ہو کر درخواست کی کہ ہمارے قبیلہ نے اسلام قبول کر لیا ہے، آپؐ کی تعلیم کے لئے کچھ آدمی بھیج دیجئے، آپؐ نے دس آدمی بھیج دیئے، مقام عسفان میں پہنچے، عماروں نے اسی لیحان کو اشارہ کر دیا، انھوں نے دو سو آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کو گھیر لیا اور ان سے کہا ہمارے پاس چلے آؤ تم کو ماں دیتے ہیں، سات مسلمانوں نے ان کی امان میں حامیہ نہ کیا، اور بڑا کر جان دی، حمیہ اور زید کو مسلمان اعتماد کر کے چلے گئے، کافروں نے انھیں پکڑ لیا، اور مکہ لیجا کر فروخت کر دیا، یہ دونوں مشرکین مکہ کے ہاتھوں قتل ہوئے،

مشرق و اقصا اسی سال حضرت جبریلؑ پیدا ہوئے، ام المومنین زینبؓ کا انتقال ہوا، انھیں صلح معلّم نے حضرت

مسلک کے ساتھ کیا، بعض دھرموں کے نزدیک شراب بھی ایسی سنتہ میں حرام ہوئی،
 یہودیوں کی عبادت اور جنگ | مسلمانوں کے پیہ آئے کے بعد یہودیوں کا حقوق و امتیاز دور دور
 جاتا تھا، انصاریوں کی یہودیت رک گئی تھی اور وہ ان کے قصوں سے چھوٹے جاتے تھے، قرآن
 ان کے اخلاق و مہمہ کی پرورہ دری کرتا تھا، اس لئے اب یہود علانیہ اسلام کے مقابلہ میں آگئے، اور انھیں
 صلح کو ساما شروع کیا، ایسے تیسے عرصہ و تحمل سے کام لیا اور حتی الامکان یہودیوں کو ٹھیس پہنچا دے سے
 جاتے، لیکن یہودیوں کو نظر آتا تھا کہ اسلام کے مقابلہ میں اس کی ہستی قائم نہیں رہ سکتی، اس لئے وہ
 اسلام کی بیج کنی پر آمادہ ہو گئے،

متحرکین کی کچھ ہون میں اسلام کے دفاع کو گھٹانے کے لئے ان سے کہتے کہ مسلمانوں سے تو تم آپ
 ر و قہ چھوٹ اسلام قبول کر کے مرتد ہو جاتے تاکہ اسلام کی حقانیت لوگوں کے دلوں میں نہ جھنپے جائے
 اس و خیر میں جو ہم پرانے حریف اور اسلام کے دست و مار و تھے اور اسلام نے انھیں ملا دیا تھا،
 بیٹھٹ ڈولولے کی کوشتن کرتے، ایک آدھ مرتبہ دونوں میں تلوارین نکل آئیں، لیکن عین موقع پر انھیں
 صلح نے ٹھہر کر دیا، ان سازشوں کے علاوہ وہ بھی انھیں صلح کی جاں کے بھی دریے تھے،

اگر یہ یہودیوں نے اسلام کی مخالفت کو شعار بنالیا تھا اور وہ کسی موقع پر ایسی دشمنی سے
 نہ جو کہتے تھے، تاہم اب تک علامہ تصادم کی نوبت نہ آئی تھی، ایک اتفاقی واقعہ نے اس کے سبب
 بھی پیدا کر دیے، ایک یہودی نے ایک انصاری عورت کی لے حرمی کی، ایک انصاری نے جو
 حمیت میں یہودی کو قتل کر دیا، یہودیوں نے انصاری کو مار ڈالا، آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو آپ
 ان کے ماس تشریف لے گئے اور ان سے کہا، خدا سے ڈرو ایسا نہ ہو درواؤں کی طرح تیر بھی خدا
 مازل ہو جائے، انھوں نے جواب دیا، ہم قریش میں ہیں، ہم سے معاملہ پڑے گا تو ہم تباہین گے

کہ نرائی کس کا نام ہے، یہ نصیحت ایک طرح کا اعلاںِ جنگ تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آ
 دوں کی ریتہ دو ایوں کے سد ماب کرے کا فیصلہ کر لیا، یہود قطعہ مد ہو گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ
 کر لیا، بیدرہ دن کے محاصرہ کے بعد یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی ہو گئے، آپ نے عہد اٹھائے
 ان کی تجویز پر سات سو یہودیوں کو حلائے وطن کروایا اور یہ لوگ اذراعات حاکر آباد ہوئے، یہ
 صلح کا واقعہ ہے،

کعب بن اشرف کی فتنہ انگیزیاں | مدینہ کے یہودیوں میں کعب بن اشرف بڑا نام اتر یہودی تھا،
 اس کا قتل | اس کو ابتدا ہی سے اسلام کے ساتھ سمجھتے تھے، یہ جانتے تھے، مدینہ

قریش کی تسکوت کا اس کو بڑا غم ہوا تھا، جیسا کہ اظہارِ تعزیت سے لے کر لگتا تھا، اور مقتولینِ مدینہ کا
 نہایت پرور مرتبہ لکھا تھا، اور اس کو بڑھ پڑھ کر لوگوں کو انتقام پر ابھارتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 ہجو کہ قریش کو آپ کے خلاف بھڑکاتا تھا، اوسنیاں کو خانہ کعبہ میں لیجا کر انتقام کا حلف لوائے تھا،
 مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کہہ کر سنا تھا، آپ کو حبیہ شہید کر دیے کی ساریس کی، اس کی اس فتنہ
 انگیزیوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے سکایت کی، روساؤں نے قتل کی رائے دی، جیسا کہ یہ خدمت
 محمد بن مسلمہ انصاری کے سیر ہوئی، انھوں نے اس کے گھر حاکم مطائف الجیل اس کو قتل کر ڈالا،
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے | عمروں امیہ نے قبیلہ عامر کے دو امیوں کو قتل کر دیا تھا، اس کا وہ سہا یہودی
 کی ساریس | سی نصیر کے دمہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالبہ کے لئے تشریف لے گئے

سی نصیر نے جو سہا ادا کرے کا وعدہ کیا، لیکن ایک یہودی نے اوپر سے تھیر لڑھکا کر ہلاک کر دیے
 کا ارادہ کیا، آپ کو اس کا علم ہو گیا، اس لئے آپ نبی کریم کو لوٹ آئے، حیدر دنوں کے بعد آپ نے

لے سیرۃ ابن ہشام میں مذکور ہے سی قفقاع لے سیرۃ ابن ہشام، لے الوداد ماب کیف کان احوال الیہود

لے ایضاً جیس ص ۱۵۵ طے تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۱۵۵، رقبانی ج ۳ ص ۹۳،

ی قرطہ کے یہودیوں سے معاہدہ کی تحدید کی، لیکن ہی نصیر کے یہود اس میں ترک نہیں ہوئے اور آپ کو تین آدمیوں کے ساتھ ایسے علماء سے مسافر کے لئے ملا بھیجا آئیے مسطور فرمایا، لیکن پھر معلوم ہوا کہ یہود اس معاہدہ سے قتل کے لئے بلاتے ہیں،

عروہ ہی ان سیم مخالفوں کی نایر آئے ہی نصیر کا محاصرہ کر لیا یہ اس غلط فہمی میں تھے کہ سی قرطہ نصیر کے ساتھ دیگے، لیکن وہ معاہدہ کر چکے تھے اور علاوہ حمایت نہیں کر سکتے تھے، اس لئے بدرہہ دوں کے محاصرہ کے بعد ہی نصیر نے مدینہ چھوڑ دیا اور خیر جا کر آباد ہوئے،

پہلے تنہا قریش کی مخالفت کا مقابلہ تھا اب یہود بھی حریف بن گئے، دونوں نے مل کر مکہ سے لے کر مدینہ تک تمام قبائل میں مسلمانوں کے خلاف آگ لگا دی اور سنے اسی ایہی حکم پر مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں، پہلے امارہ و نعلہ نے بیتِ قدس کی آنحضرت صلیع کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ محرم شہ میں چار سو صحابہ کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے نکلے امارہ و نعلہ اٹھی پورے تیار نہ تھے، اس لئے پہاڑوں میں بھاگ گئے، اس کے بعد ربیع الاول سنہ مذکور میں کھارے دو مہ احمد بن ابی اسحاق، آنحضرت صلیع ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ ان کی طرف بڑھ رہے تھے، عروہ ہی مصطلق حواء کا قبیلہ قریش کا حلیف تھا، ان دونوں میں باہم قرابت و اربابان ہوتی تھیں

اس لئے حواء کو قریش کے ساتھ ایک خاص تقرب و اختصاص تھا، اس قبیلہ کی ایک شاخ ہی مصطلق مدینہ سے تھوڑی مسافت پر مقامِ مریع میں آباد تھی، اس کے رئیس حارث بن ابی صراہے مدینہ پر حملہ کا ارادہ کیا، اس لئے آنحضرت صلیع تنہا شہ میں مداعت کے لئے نکلے، حارث بھاگ گیا لیکن مریع کی اور آبادی نے مقابلہ کیا، مسلمانوں نے شکست دی اور دس اہل مریع مقتول اور چھ سو

لے فتح الحارثی، ج ۲، ص ۲۵۵، س ۱۵ اس سعد و وہ ذات الرقاع، س ۱۵ ابن سعد حصہ معارف

ردہ کرتا رہوے، اور سب سالِ عظمت ہاتھ آیا،

مسیح کے معرکہ کے بعد مالِ ہیبت کی لایح میں بہت سے منافقین بھی ملناون کے ساتھ تھے
ہو گئے جو ہر موقع پر منتہر یا کسی کو تش کرتے تھے، ایک سو دس جہز یہ مانی لیے میں ایک ہزار
اور ایک الساری میں جھگڑا ہو گیا، دونوں نے ایسی ہی جمعیت کو اسی، برتیس کی تواریں کل
آئیں، جید آدمیوں نے درمیاں میں برکریج بجا کر دیا، اس واقعہ سے میں السافیں سردار شہ بن، بی کو
بھڑکانے کا موقع مل گیا، اس نے السار سے کہا "تم نے یہ ملاحد مولیٰ ہے، ہماریں کو تم نے سا
سرجہا دیا ہے کہ اب وہ تمہارے مقابلہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں، اگر اب بھی تم اس کی دستگیری
چھوڑ دو تو یہاں سے چلے جائیں گے، حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو وہ عتہ سے تیاب ہو گئے، آنحضرت
صلعم سے عرض کیا، اعارت ہو تو اس کی گردن اڑا دوں، آپ نے فرمایا تم یہ چرچا پسند کرتے ہو کہ تم
ایسے ساتھیوں کو قتل کرنے میں، عبداللہ کے لڑکے مسلمان ہو چکے تھے اور اسلام کے سچے سید لئی
تھے، انھیں ضرر ہوئی تو آنحضرت صلعم کی حدت میں آکر عرض کیا کہ: "نیا جاتی ہے کہ میں والد کا کتا
الاعت گزار ہوں، لیکن اگر آپ کی یہ مرضی ہے تو مجھی کو حکم لے میں ہا کران کا سر کاٹ لاتا ہوں،
ایسا ہو کہ آپ کسی دوسرے کو حکم دیں، اور میں محبت اور غیرت کے عوس میں قاتل کو قتل کر دوں"
آپ نے اطمینان دلایا کہ میں قتل نہ کروں گا، بلکہ اس کے ساتھ ہم مانی سے یوں آؤں گا،

انک ۱۔ ایک نبی رسول اللہ صلعم کی ہم نہت کھے کا واقعہ عروہ موسیع میں آیا لیکن ذاک
نے خود اس کی پردہ درسی کر دیا ہے، اس لئے اسے لکھے کی نہ یہ نہیں،

غزوہ احزاب | اوپر گد رچکا ہے کہ ہامی معاہدہ کی ساری قریطہ مسلمانوں کی مخالفت میں فی نصیر
الک تھے لیکن پھر حیدر لون کے بعد روسائے نصیر کی کوششوں سے دال مل گئے اور سہ میں

لے ساتھ چھوڑ دیا ہے، موسمِ ماحولنگوار ہے ان حالات میں محاصرہ لے کر رہے، محاصرہ اٹھا کر لوٹ گیا قرین کے بعد سنی قریطہ نے بھی میدان چھوڑ دیا، اس جنگ میں مسلمانوں کا کم نقصان ہوا، صرف ایک صحابی حضرت سعد بن معاذ زخمی ہوئے جسکے صدمہ سے حاضر نہ ہو سکے، اس جنگ کا نام قرینہ صدق یا احزاب ہے،

بنی قریظہ کا قاتل | بنی قریظہ لے اسی جاسے معاہدہ توڑا تھا، پھر عروہ احزاب کی دہائی کے وقت مسلمانوں کے سے بڑے دشمن حمی اس احط کو ایسے یہاں لیتے گئے تھے، اس لئے عروہ احزاب کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے، اگر اس وقت بھی بنی قریظہ ایسی غلطی پر مادم ہو کر مصالحت کا ہاتھ بڑھاتے تو مکمل تھا صلح ہو جاتی، لیکن اس کے رکس حب سماں قریب بھیجے تو ہی قریظہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیوں دیں شروع کیں، اس لئے آئے ان کا محاصرہ کر لیا، ایک ہیستہ تک محاصرہ قائم رہا، احزاب میں بنی قریظہ نے محور ہو کر سیر ڈال دی، اور کہلا بھیجا کہ سعد بن معاذ (جو ابھی تک زندہ تھے) جو فیصلہ کر دیں وہ ہم کو مسطور ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قول فرمایا، حضرت سعد لے یہود کی کتاب تورات کے مطابق یہ فیصلہ کیا کہ تمام بڑے والے قتل کر دیئے جائیں، عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے جائیں اور اس کا مال و اسباب مال عیبت سمجھا جائے، یہ فیصلہ تورات کے حکم کے مطابق تھا، اس لئے یہودیوں کو چار و باچار قبول کرنا پڑا، اور صحیح روایت کی رو سے چار سو یہودی ح میں دورانِ محاصرہ کے مقتولین ہی شامل ہیں قتل کئے گئے،

حضرت ریسے کج | اسی سہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بھوکھیری بہن، حضرت زینبؓ کے کج کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آقا و غلام کی تیسرا ٹھالے کے لئے ریسے کا عقد ایسے غلام اور تین حضرتؓ کے ساتھ کیا تھا، لیکن دونوں کے اختلاف طبع کی وجہ سے نہ سہ سکی، اس لئے ریسے نے طلاق دیے

کا ارادہ کیا، آنحضرت صلعم نے روکا، مگر ناخواستہ گواہی مراد برپا ہو گئی، اس لئے رید نے آخر میں طلاق دیدی، عرب میں متنی بیٹوں کی بیوی کے ساتھ نکاح مقبوض سمجھا جاتا تھا، آنحضرت صلعم نے اس خیال کو مٹا دیا، اور زینت کی دلجوئی کے لئے خود ان کے ساتھ نکاح کر لیا،

یہ وہ حکم | اس وقت تک عورتیں جاہلیت کے طریقہ پر بے پردہ نکلتی تھیں، اور بے ماکہ نہ جیتی تھیں، اسی سال یہ حکم نازل ہوا کہ ترہ عورتیں گھروں سے نکلیں تو چادر اوڑھ کر منہ چھپا کر سیر یہ اکیل ڈال کر چلیے میں کھلی نہ کریں، پردے کی اوٹ سے لولیں، آوار میں ساوٹ نہ سیدھا کریں، اردو ج مہطرات ماحرموں کے سامنے نہ آئیں، اسی سال عورتوں پر ہتھ باندھنے والوں پر ہمد جاری کر کے حکم نازل ہوا، یا نبی صلی علیہ وسلم کی صورت میں تیمم کی عادت نہ تھی، اور صلوة خوف کا

عمرہ | چھ برس سے مسلمانوں نے کعبہ کو غلط امدار نظر سے بھی نہ دیکھا تھا، اس لئے ولید بن عمرہ آنحضرت صلعم جویدہ سے مسلمانوں کے ساتھ عمرہ کی سیست سے کہہ روا ہوئے، اور اس احتیاط کے خیال سے کہ قریش کو حگ وغیرہ کا تہ نہ ہو، احرام مادھ کر فرمانی کے اوٹ ساتھ لے لئے اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ کوئی شخص ہتھیار مادھ نہ کرے، چلے، صرف تلوار ساتھ ہو وہ بھی پیام کے اندر دو اعلیٰ بھیج کر قرمانی کی ابتدائی زمین ادا کین، قریش کو حسرت ہوئی تو انھوں نے آپ کو روکا جایا، اور خالد بن ولید کو جو بھی تک اسلام ہمیں لائے تھے تھوڑی سی روح کے ساتھ یہ لگانے کیلئے بھیجا انھوں نے جا کر قریش کو خبر دی کہ مسلمان عجم تک پہنچ چکے ہیں، اس کے جانے کے بعد مسلماناں ٹھہر کر حدیبیہ میں پہنچے، صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان | قسیدہ حراۃ مسلمانوں کا حلیف تھا، اس کے رئیس مدین نے حاکم رسول اللہ صلعم کو خبر دی کہ قریش مکہ میں داخل نہ ہوئے دیگئے، آئیے سر یا قریش سے حاکم کہہ دو کہ ہم

لے اس سعد اس ہسام،

لڑے کے لئے نہیں آئے ہیں، بلکہ عہدہ کی عرض سے آئے ہیں، ہتھیار ہے کہ قریش ہم سے ایک مدت معیہ کے لئے معاہدہ کر لیں، اور اگر اس پر وہ راضی نہیں ہیں تو اس حد کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری حال ہے میں اس وقت تک لڑوں گا، جب تک میری گردن الگ نہ ہو جائے اور صلیباً نہ ہو کر دوئے۔" مدینہ کے مکہ حاکم قریش کو یہ پیام سنا جایا، مآثر مودہ کا رواج اس قدر خوش سے لہر نہی تھے کہ سسے کے لئے بھی تیار نہ ہوئے، لیکن تحریک کاروں نے آمادگی ظاہر کی، مدینہ کے بھڑے صلح کا پیام اور ایک شرائط سائے یہ شرائط سن کر اس کی جماعت کے ایک معتمد تحریک کار شخص عروہ بن مسعود تقی نے کہا، محمد نے بڑی معقول شرطیں پیش کی ہیں، مجھ کو احارث، دوین خود ہمارے معاملہ طے کر آؤں، قریش کو ان پر یور اعتماد تھا، اس لئے وہ ان کی جابستہ رسول اللہ صلح کے پاس گئے، اور کہا محمد فرض کرو تم نے قریش کا استیصال کر دیا تو میں تم سے یو جھیتا ہوں کہ اس کی دنیا میں کوئی مثال مل سکتی ہے کہ کسی شخص نے ایسی قوم کو جو دیو ہاتھوں برما کر دیا ہو عروہ ہمدی گفتگو کر کے لوٹ گئے اور تحصرت صلح کے ساتھ صحابہ کی جو حیرت انگیز عقیدت دیکھی تھی قریش کو سائی،

سویت رسول | اسکے بعد تحصرت صلح نے مصالحت کی گفتگو کے لئے حراتس امیہ کو بھیجا قریش نے اس کو قتل کر ڈالا یا ہا، مگر ان کے قبیلہ کے آدمیوں نے بچا لیا، حراتس کی واپسی کے بعد قریش نے مسلمانوں پر حملہ کے لئے ایک دستہ بھیجا، مگر وہ گرفتار کر لیا گیا، تحصرت صلح نے درگزر سے کام لے کر اسے رہا فرما دیا قریش کی اس مخالفانہ روش کے باوجود آئیے ایک مرتبہ پھر مصالحت کی کوشش کی، اور دوبارہ حصرت عثمان کو قریش کے پاس بھیجا، انھوں نے آپ کو روک لیا، مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ عثمان قتل کر دیئے گئے، تحصرت صلح کو سخت صدمہ ہوا آئیے قصاص کے لئے صحابہ سے جانباری کی سعیت لی، اس سعیت کو تاریخ اسلام میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور سعیت صلیب

لے اس سعد حصہ معاری ص، لے ایضا، لے جاری کتاب الشروط والمصالحتہ مع اہل الحرب،

کے نام سے مشہور ہے، ہیت کے بعد معلوم ہوا کہ قتل کی خسر غلط تھی،

اس دوران میں قریش کو انبی غلطی کا احساس ہوا، اور وہ مصالحت کے لئے آمادہ ہو گئے اور ان کے حلیت سہیل سے عمرو سعیرس کر آئے، ٹڑی رد و قدرح کے بعد اس تزلزل پر صلح ہوئی،

(۱) مسلمان اس سال بصرہ کئے لوٹ جائیں گے،

(۲) اگلے سال آئیں گے اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں گے،

(۳) ہتھیار لگا کر نہ آئیں گے، صرف تلواریں ساتھ ہوگی، وہ بھی پیام میں،

(۴) مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں ان کو مسلمان ایسے ساتھ نہ لیجائیں گے، اور جو مسلمان

مکہ میں رہنا چاہتے ہیں ان سے قیام سے نہ روکیں گے،

(۵) اہل مکہ یا مکہ کے مسلمانوں میں سے اگر کوئی شخص مدینہ چلا جائے گا تو مسلمان اسے واپس

کر دینگے، اور اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ چلا آئے گا تو اسے روایں کیا جائیگا،

(۶) قتال عرب کو اختیار ہوگا کہ فریقین میں سے جس کے چاہیں ساتھ ہو جائیں،

ابھی اس معاہدہ کی کتاب ہو رہی تھی کہ سہیل کے لڑکے ابو جہل جو مسلمان ہو چکے تھے اور

اس حرم میں طرح طرح کے مصائب پھیل رہے تھے، کسی طرح چھوٹ کر مسلمانوں کی فرد گاہ

پر پہنچ گئے، سہیل نے انھیں دیکھ کر کہا، محمد یا سدی عہد کا یہ پہلا موقع ہے، آئیے فرمایا ابھی معاہدہ

مکمل نہیں ہوا ہے، سہیل نے کہا تو ہمیں صلح منظور نہیں ہے، آنحضرت صلیع لے خوش اسلوبی کے ساتھ

سہیل کو سمجھانے کی کوشش کی، مگر وہ نہ مانا، آنحضرت صلیع لے مجبور ہو کر ابو جہل کو حوالہ کر دیا، انھوں

نے جسم کے نیل دکھا کر مسلمانوں سے فریاد کی کہ کیا پھر اسی عذاب کے لئے کھار کے حوالہ کئے دیتے

مسلمان ان کی درد انگیز فریاد سن کر تڑپ اٹھے، لیکن آنحضرت صلیع نے انیا مصلہ قائم نہ کیا، صلح کے بعد

آنحضرت صلیع لے قرمانی کے اورٹ ذبح کر کے مال ترسوائے، اور احرام کھولا،

گو صلحِ حدیبیہ ظاہر ہو کر ہوئی تھی، لیکن عدائے اس کو فتح سے تعمیر کیا، اور سورۃ انا فتحنا
 لک فتحاً مبیناً، نازل ہوئی، کہ تیغ کے اعتبار سے یہ صلح رُحیقت فتح کا دیا جہ تھی، صلح سے
 پہلے مسلمان کافروں سے الگ تھلگ رہتے تھے، اس کے بعد دونوں میں میل جول و آمد و رفت شروع
 ہوئی، ہر مسلمان اسلام کی سچی تصویر تھا، اس تصویر کو دیکھ کر اور تادلہ حیالات سے کھار کے دل خود
 اسلام کی طرف کھینچے لگے اور اسلام ہایتِ سرست کے ساتھ پھیلنے لگا، خینجہ صلح حدیبیہ سے لے کر
 فتح مکہ تک جس کثرت سے کھار اسلام میں داخل ہوئے اتنے اس سے پہلے کسی نہ ہوئے تھے!

اس مصاحبت کی رو سے مکہ کے ستم رسیدہ مسلمانوں کی کلوحلاصی کی کوئی صورت باقی نہ رہ گئی
 تھی، لیکن حدانے ملائمراطاں کے لئے راستہ کھول دیا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک متقم ستم مسلمان ابصر
 مکہ سے مدینہ بھاگ آئے قریش نے ان کی واپسی کے لئے دو آدمی بھیجے، آنحضرت صلعم نے معاہدہ کے
 مطابق انھیں حوالہ کر دیا، راستہ میں ابصر نے ان میں سے ایک کا کام تمام کر دیا، دوسرا ڈر کر مدینہ بھاگ
 آیا، اس کے عقب سے ابصر بھی مدینہ پہنچ گئے اور آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ آئیے مجھ کو واپس کر دیا تھا
 اب آپ کی ذمہ داری ختم ہوگئی یہ کہہ کر وہ ساتھی علاقے کی طرف نکل گئے اس دوسرے مسلمانوں
 کے لئے راستہ کھل گیا، چاہے وہ سب بھاگ بھاگ کے ایک جگہ جمع ہو گئے اور ان کا اچھا خاصہ
 س کیا، اور انھوں نے قریش کے کاروان تجارت پر حواں کے قریب ہو کر گدڑا تھا، چھاپہ مارنا شروع
 کر دیا، اس سے ان کی تجارت خطرہ میں پڑ گئی، آخر میں قریش نے مجبور ہو کر لکھ بھیجا کہ ہم گذشتہ شرط سے
 باز آئے، جو مسلمان مدینہ میں رہنا چاہے وہ جاسکتا ہے، اس شرط کی تسبیح کے بعد ایسے آوارہ وطن
 مسلمانوں کو مدینہ واپس ملا لیا!

سلاطین کو عیون اسلام اور ان کے تدریج صلح حدیبیہ کے بعد حسب آنحضرت صلعم کو کسی قدر اطمینان حاصل ہوا

لو آئے تہ میں قیصر دم، کھلاہ ایران، سریر مصر، کاتنی، شاہ قتل، روسائے یامہ، والی حدود تہ
 حارت عسائی، تہ خلیل س عمر والی نصری کے، ام دعوت اسلام کے خطوط بھیجے، اور علی الترتیب یہ حد
 حصرت دجیہ کلئی، عبداللہ س حدادہ سہمی، عمرو س امیہ صمری، سلیط س عمرو، شجاع س وہب، اور حار
 اس عمیر کے سیر دہوئی،

قیصر دم نے خطایا حکم دیا کہ اگر اس کے حدود سلطت میں عرب کا کوئی شخص ملے تو اسے
 حاصر کیا جائے، اتفاق سے اس وقت اوسعیان جو تجارت کے سلسلہ میں تہام آئے ہوئے تھے موجود تھے
 چاہیہ ہیں لے حاکمیت کیا گیا، قیصر نے اس سے اسلام اور آنحضرت صلیم کے متعلق حید سوالات کئے،
 اس میں جھوٹ لو لے کی گئیں۔ تھی اور کیڑے جانے کا حطرہ تھا، اس لئے اوسعیان نے صحیح
 حومات دیئے، یہ حومات سکر قیصر کو آنحضرت صلیم کی صداقت کا یقین ہو گیا، اس نے اوسعیان
 سے کہا کہ اگر تمہارے جوابات صحیح ہیں تو میرے قدم گناہ تک اس شخص (آنحضرت صلیم) کا قصہ ہوگا
 مجھ کو معلوم تھا کہ ایک عیب برانے والا ہے، لیکن یہ حیاں نہ تھا کہ وہ عرب میں ظاہر ہوگا، اگر میں اس
 تک پہنچ سکتا تو اس کے قدم دھوتا۔ قیصر کے ان خیالات کو سکر اس کے بطور تہ سحت برہم ہوئے
 لیکن اس اعتراف کے باوجود وہ تحت و تاج کی طمع میں اسلام کی دولت سے محروم رہ گیا،

ان تبلیغی خطوط میں عرب کے طریق تحریر کے مطابق حد کے نام کے بعد اور یا اندہ کے نام سے
 پہلے فرسیدہ کا نام تھا، حصر ویر ویر کھلاہ ایران اس طرز تحریر سے آئنا تھا، اس لئے اسے پی
 تحقیر مجمل کر کے سحت برہم ہوا، اور یہ کہہ کر کہ وہ میرا علام ہو کر مجھے یون لکھتا ہے "نامہ مبارک
 جاک کر ڈالا، اور ایران کے می گور کو لکھا کہ عرب کے مدعی موت کو میرے پاس بھیج دو، اس لئے
 دو آدمی مدیہ بھیجے انھوں نے آنحضرت صلیم سے حاکم کہا کہ تم کو تہمتاہ عالم لے طلب کیا ہے، اگر

لے یہ واقعہ جاری کے متعدد ابواب میں مذکور ہے،

اس کے حکم کی تعمیل نہ کرو گے تو تم کو اور تمہارے ملک کو مراد کر ڈالے گا، تہستاہ دو عالم ہے
 حوا دیا، جا کر اس سے کہہ دو کہ اسلام کی حکومت کسریٰ کے یا یہ تحت تک پہنچگی اسی یہ دو لو
 سفیر و ایں بھی ہوئے تھے کہ حسد و یر و یر کے لڑکے نے ماب کا کام ہم کر دیا،

موقوف غریہ مصر نے حوا دیا کہ مجھ کو معلوم تھا کہ ایک غیر آئے والا ہے، لیکن میں سمجھتا
 تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہوگا، میں نے آپ کے فائدہ کو عورت و احترام کے ساتھ ٹھہرایا، آپ کے لئے دو
 قبلی لڑکیاں، لباس اور حج تحفہ بھیجتا ہوں،

شاہ حسن خاشی نے حضرت حفصہؓ کے ہاتھوں پر حوا تک حسد میں مقیم تھے، اسلام قبول
 کر لیا، اور آنحضرت صلیم کو لکھ بھیجا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے پیغمبر اور اس کے رسول ہیں
 تشریف والی نصری نے آپ کے فائدہ حارت بن عمیر کو تہید کر دیا، اسی سنہ میں قریش کے دو
 نامور امتخاص خالد بن ولید و فاتح عراق تام اور عمرو بن العاص فاتح مصر اسلام لائے،

عودہ خیر شد عرب میں یہودیوں کی قوت کا سب سے بڑا مرکز حیر تھا، یہودی ہی اسلام کے خلاف
 تھے، بنی نصیر نے حیر حلاے وطن ہوئے کے بعد یہاں کے یہودیوں کو بھڑکا م شروع کیا، قریب ہی
 عرب کا ممتاز قبیلہ عطفان آباد تھا، جو یہود حیر کا حلیف و ہم عهد تھا، سلام س الی الحقیق نے جو حیر بن
 کے بعد یہودیوں کی مسند ریاست پر بیٹھا تھا، بڑا اثر تھا، اس نے عطفان اور اس کے آس پاس کے
 قبائل کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کر لیا، اور ایک عظیم نشان و ج لے کر مدینہ پر حملہ کی تیاری
 کیں، آنحضرت صلیم کو اس کی فتنہ انگیزی کی خبر ہوئی تو آپ کے ایام سے ایک نصاریٰ عہد شد بن عتیک
 نے حیر حاکم خاص سلام س الی الحقیق کو قتل کر دیا،

سلام س الی الحقیق کے بعد اسیر بن ررام مسند ریاست پر بیٹھا، اس نے یہودیوں کو جمع کر کے

اس سے کہا کہ میرے میترودون نے محمد کے مقابلہ میں خود سیرین اختیار کی تھیں وہ غلط تھیں خود محمد کے دارالریاست پر براہ راست حملہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ عطفان وغیرہ کا دورہ کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ایک لشکر تیار کیا، آنحضرت صلعم کو اس کی تیاریوں کی خبر ہوئی، تو آیے عبداللہؓ رداہ کو تحقیقات کے لئے بھیجا، انھوں نے ذات خود تحقیقات کر کے اس کی تصدیق کی، آنحضرت صلعم نے پہلے مصالحت کے ذریعہ سے اس فتنہ کو دبا لے کی کوشش کی اور عبداللہؓ رداہ کو اس وقت آہر کولائے لئے بھیجا کہ مدینہ بلو اگر حیریں اس کی حکومت کی تصدیق دیاویں، چنانچہ اسیر عبداللہؓ کے ساتھ رداہ ہوا، راستہ میں اس کو بدگمانی پیدا ہوئی، اس نے عبداللہؓ رداہ کے ایک ہمراہی مسلمان عبداللہؓ بن انیس کی تلوار چھین لی، عبداللہؓ نے اس کی مدد پر اسے قتل کر دیا، اس کے قتل پر فریقین میں تلواریں بکلی آئیں، اسیر کے ساتھ تھی مارے گئے، صرف ایک زندہ بچا،

یہودی پہلے سے تیار بیان کر رہے تھے، اسیر کے قتل سے انھیں ایک ہمارا ہاتھ لگ گیا اور وہ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بالکل آمادہ ہو گئے، سب سے پہلے ان کے حلیف سی فزادہ محرم سلمہ میں دی ترد کی جیلا گاہ پر جس میں آنحضرت صلعم کے مولتی جیرا کرتے تھے، حملہ کر کے جبرائیل وٹھیان لوٹ لے گئے، لیکن سلمہ بن اکوع صحابیؓ نے اس کا تعاقب کر کے اوٹھیان جین لین،

اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلعم کو بھی اس کے مقابلہ میں آنا پڑا، چنانچہ آب محرم سلمہ میں سولہ مسلمانوں کے ساتھ خبر کی طرف بڑھے، مقام رجیع میں عورتوں اور مرداروں کا سماں چھوڑ کر خیروا ہوئے، راستہ میں عطفان ہتھیار لگا کر کھلے، لیکن یہ دیکھ کر کہ خود ان کا گھر خطرہ میں ہے، لوٹ گئے،

جیرین یہودیوں کے چھ قلعے تھے، اس میں میں ہزار آدمودہ کا رسا ہی موجود تھے، عرب کا مشہور ہمارے حسب بھی ہیں رہتا تھا، مسلمانوں کی نقل و حرکت دیکھ کر یہودیوں نے سامان رسد

قلعہ ماعم میں جمع کیا تھا اور وہیں لطااف اور قنوس بن تھین، اس لئے مسلمانوں نے حیرت سیکر سے پہلے قلعہ ماعم پر حملہ کیا، لیکن یہاں کوئی بڑی فوجی قوت نہ تھی اس لئے آسانی کے ساتھ فتح کر لیا، اور چھوٹے چھوٹے قلعے بھی آسانی کے ساتھ تسخیر ہو گئے، سب سے اہم قنوس کا قلعہ تھا، اور جب اسی میں تھا، اس لئے آنحضرت صلعم نے اس کے لئے خاص اہتمام فرمایا اور پہلے یکے بعد دیگرے حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ کو بھیجا، لیکن قلعہ فتح نہ ہو سکا، دوسرے دن حضرت علیؓ کو علم مرحمت فرمایا، مرحمت رحلہ پڑھا ہوا تھا، مین آیا، حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دیا اس کے قتل ہوتے ہی یہودیوں کی ہمت چھوٹ گئی اور میں دن کے محاصرہ کے بعد قنوس کا قلعہ فتح ہو گیا، اس معرکہ میں تیراؤسٹ یہودی اور سیس سینا مقتول ہوئے،

حیرت فتح ہونے کے بعد مسلمانوں نے زمینوں پر قبضہ کر لیا، یہودیوں نے درخواست کی کہ زمینیں ہمارے قصہ میں رہے دی جائیں ہم اس کے معاوضہ میں لھف پیداوار دیا کریں گے، آنحضرت صلعم نے منظور فرمایا، اس حکم میں میں حیرت کی لڑکی صفیہ قید ہوئی، تھیں اور حضرت وحیدہؓ کے حصہ میں پڑی تھیں، لیکن لوگوں نے اعتراض کیا کہ قرنیہ اور لیسیر کی رئیسہ جہ کے حصہ میں نہیں جاسکتی، رسول اللہ صلعم کے علاوہ اور کوئی اس کا اہل نہیں ہے، ان کے اعتراض پر آئیے ان کو اڑ کر کے ایسے عقد میں لے لیا،

حیرت فتح ہونے کے بعد بھی یہودیوں کی نفی تہراتیں جاری رہیں، سلامن منکم یہودی کی یہی رسم تھی، آنحضرت صلعم کی دعوت کی اور کھالے مین رہر ملا دیا، آپسے بہت کم بولت فرمایا تھا اس نے آیت یہ رہر کا اترہ ہوا، لیکن ایک دوسرے صحابی شترن براہ لاک ہو گئے، آئیے قصاص مین ریب کو قتل کرادیا،

ملہ منزع اللہاں ملا دی فتح حیرت ملہ صحیح مسلم ماصل عقی الامتہ علم تروح ساو لوداؤد باب ما جانی ہم لہمی،

وہ حیر کے سلسلہ میں مقعدہ کے احکام جاری ہوئے، درمے حاور، یہم والے پردے گڈا
اور حجر حرام قرار پائے، لوڈیوں سے متع کے لئے استراہی حیدوں تک توقف کی قید ہوگی، جامہ کی
سوئے کا تادلہ نہ تفصل حرام قرار دیا گیا،

وادی القریٰ حیر کے بعد مسلمان وادی القریٰ کی سمت روانہ ہوئے، یہودی اس وقت بھی
ایسی ترار سے مارے آئے، اور تیر برسا کر آنحضرت صلیع کے علام مدغم کو تہید کر دیا، اس لئے حاکم ہو گئی
لیکن یہودیوں نے معمولی مقابلہ کے بعد سیر ڈال دی اور حیر کے شرائط پر صلح کر لی،
ادائے عمرہ | اسی سال آنحضرت صلیع عمرہ کے لئے مکہ تشریف لے گئے اور صلح حدیبیہ کے شرائط کے
مطابق بحیر اسلمہ کے مکہ میں داخل ہوئے، کفار مکہ تین دن کے لئے تہر عالی کر کے پہاڑوں پر چلے گئے،
آنحضرت صلیع تین دن قیام کے بعد عمرہ پورا کر کے مدینہ واپس تشریف لائے، ”رمل“ کی سنت اسی عمرہ
میں جاری ہوئی،

عروہ موتہ شہد | اوپر گد ریکا ہے کہ آنحضرت صلیع کے فاصد حارت میں عمیر کو تہر حیل، انی نصری نے
قتل کر دیا تھا، آپ کو اس کا سحت صدمہ تھا، لیکن یہودیوں کی محالعاہ روش کی وجہ سے ادھر توہ کے
کا موقع نہ ملا، ان کی حاسب سے اطمینان حاصل کر لے کے بعد مدینہ حارتہ کو تیں ہر اہر کی حمیت کیستہ
حارت میں عمر کے اتقام کے لئے بھیجا، اور ہدایت وادی کہ اگر مدینہ شہید ہوں تو حصر امیر ہوں، وہ تہید
ہوں تو بعد اللہ بن رواہہ، تہر حیل کے حاسوسون نے اسے مسلمانوں کی میتقدی کی خر کردی وہ ایک لکھ
فوج لے کر مقابلہ کے لئے بڑھا، مدینہ حارتہ لے آنحضرت صلیع کو اطلاع دیے کا قصد کیا، لیکن بعد اللہ بن
رواہہ نے روک دیا، کہ ہمارا مقصد فتح مکہ نہیں بلکہ تہادت ہے، اور وہ ہر حالت میں حاصل ہو سکتا ہے،
چنا کیہ حوس تہادت میں تیں ہر اہر مسلمانوں کا گردہ ایک لاکھ لکھ کے مقابلہ میں آیا، اس تہاس کے اوخو
لے ہستی، باب الحمد و ذکر علول،

مسلمانوں نے بڑی بہادری اور حاساری سے مقابلہ کیا لیکن تین ہزار اور ایک لاکھ کا مقابلہ ہی کیا، پڑتے پڑتے تہید ہوئے، ان کے بعد حضرت جعفرؓ نے علم سلحہ لا، انھوں نے بھی حام تہادت کیا، ان کے بعد عبداللہؓ روادھ نے علم لیا، یہ بھی مرتہ تہادت پر سراور ہوئے، سب سے آخر میں خالدؓ ولید کے ہاتھوں میں علم آیا، یہ بڑی بہادری اور خوش تدبیری سے ماقیادہ روح کو دشمنوں کے برے سے کھال لائے، آخرت صلعم کو حضرت جعفرؓ کی تہادت کا سخت فلق ہوا، ان کی تہادت کی حیرت انگیز لکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے،

صفحہ مکہ شہ | اب تک جو واقعات میں آئے وہ درحقیقت اصل مقصد کا دیباچہ تھے، آخرت صلعم کا سب سے مقدم فرض جائے کہ وہ جو دیباچے توحید کا واحد مرکز تھا، ان کی الایس سے پاک کر رہا تھا، لیکن قریش کی دشمنی اور قبائل عرب کی عام فحالت نے اب تک اس کا موقع نہ دیا تھا، صلح حدیبیہ کی بدولت ایک مرتہ مسلمان یادگار راہ بھی کو نگاہ غلط انداز سے دیکھ آئے تھے، لیکن قریش زیادہ دیر تک صلح حدیبیہ پر بھی قائم نہ رہ سکے، حدیبیہ کی صلح کے مطابق قبیلہ بنی حزامہ مسلمانوں کا حلیف ہو گیا تھا، اور اس کے حلیف بنی مکرہ قریش کے معاہدہ ہو گئے تھے، لیکن اوروے معاہدہ قریشین میں سے کسی کو دوسرے کے حلیف پر ہاتھ اٹھالے کا حق حاصل نہ تھا، لیکن بنی مکرہ اور ان کی حمایت میں قریش نے اس کے خلاف عین حرم میں بنی حزامہ کو قتل کیا، بنی حزامہ آخرت صلعم کے یاس و یاد لے کر آئے، ایسے قریش کے یاس کا قصد بھی کیا وہ مقتولین کا حوہا ادا کریں، یا بنی مکرہ کی حمایت چھوڑ دیں، ورنہ اعلان کر دیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا،

یہ تیرہ تین سکرہ قریش کی حاس سے قرطس عمرو نے کہا کہ ہم کو میری شرط مسطور ہے، لیکن یہ آخرت صلعم کے قاصد کے واپس آئے کے بعد قریش کو دامت ہوئی، انھوں نے ابوسفیان کو

اور اتحاد معاہدہ کے لئے مدینہ دوڑایا، لیکن اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں نہ رہنا چاہیے تھا، اور عازہ کعبہ کو تنوں سے یک کر آیا، آپ کا ضروری دس تھا، اس لئے آپ نے معاہدہ کی تحدید فرمائی، ابوسعیان نے آپ سے یوں کہا کہ اگر آپ کو عمر کو درمیان میں ڈالنا چاہا مگر ان برگوں نے اٹھ کر دیا، ان کے اٹھ کر ہر عمر علی کے متورہ سے حرم میں تحدید معاہدہ کا اعلان کر کے لوٹ گیا،

ابوسعیان کے واپس ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تطہیر حرم کی تیاریاں شروع کر دیں، اور رمضان ۶۱۰ء میں دس ہزار وحوش کے ساتھ مکہ روانہ ہوئے، راستہ میں معاہدہ قائل ساتھ ہوتے جاتے تھے، قریب پہنچ کر مکہ سے ایک منزل اور مہرطراں میں مسلمانوں نے منزل کی اور ان کے دستے دو دو تک بھیل گئے، قریشی مسلمانوں کی روانگی کی خبر سن چکے تھے، انھوں نے تحقیقات کے لئے لوہیا حکیم بن حزام، اور مدیل بن ورقا کو بھیجا، یہ لوگ یہ جلاتے ہوئے مہرطراں پہنچے، ابوسعیان نے ہر حضرت عباسؓ کی نظر پڑ گئی، وہ اس کے رفیق تھے، اس کی جاں بچانے کے لئے اسے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے، لیکن جیمہ نبوی کے محافظ دستے نے دیکھ لیا، حضرت عمرؓ کی نظر بھی پڑ گئی، وہ اسے دیکھ کر بے قابو ہو گئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! کفر کے استیصال کا وقت آگیا، لیکن حضرت عباسؓ آڑے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوسعیان کی تائید کی اس وقت ابوسعیان کے تمام بچھلے اعمال سامنے آئے، اسلام کی عداوت، مدینہ پر مار مار حملہ، قاتل عرب کا استعمال، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش ان میں سے ہر عمل اس کے خون کا دعویدار تھا، لیکن رحمۃ اللہ علیہ کی تائید اس سے بھی مالا تیر تھی، تمام گم ہون پر خط عفو بھیج دیا، پھر بھی ابوسعیان بدستور کفر و ضلالت پر قائم رہا، لیکن آخر میں حضرت عباسؓ کے ڈرانے سے مکہ توجید پڑھ لیا اور وہ سرسبز و درخشاں کے سامنے بھی نہ جھکتا تھا، آستان نبوی پر جم ہو گیا، اس کے بعد شکر اسلام کا ملا طم مکہ کی طرف بڑھا، ہر قبیلہ کا دستہ الگ الگ تھا، ابھ

۱۔ اوسمیاں کو افواج الہی کا نظارہ کرانے کے لئے ایک بلند مقام پر بھیجا، تاہم قباۃ کے رجم کیے،
 دیگرے گدرتے تھے، اوسمیاں افواج اسلامی کی صیت سے سہماتا تھا، اس سے آخرین کو کونہ سوئی نہ
 ہوا، اور ٹھیک آٹھ برس کے بعد آنحضرت صلی علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ اس سرزمین پر، فاتحانہ داخل ہوئے
 جس سے انتہائی کسی کی حالت میں محروم کئے گئے تھے،

قریش میں دس ہزار فوج کے مقابلہ کی تاب نہ تھی، اس لئے ان کی حائلوں کے لائے پڑ گئے،
 لیکن رحمتہ للعالمینؐ نے مکہ میں داخلہ کے بعد ہی اعلان کر دیا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دیگا، یاد وادار
 نہ کرے گا، یا اوسمیاں کے گھوڑے چلا جائے گا، وہ مامون ہے، صرف جہاد جہاد سرون نے معمولی
 سی مزاحمت کی، جس میں دو مسلمان شہید اور ۳۱ کفار مقتول ہوئے،

اس کے بعد آنحضرت صلی علیہ وسلم حرم مکہ میں گئے، اس وقت یہاں تین سو ساٹھ ست نصب تھے، آنحضرت
 صلی علیہ وسلم نے انہیں لکڑی سے گراما تفرغ کیا اور رماں مبارک سے فرماتے جاتے تھے حَآءُ الْحَقِّ وَدَرُ
 الْمَاطِلِ اِنَّ الْمَاطِلَ كَاثَرٌ دَهْوَقًا، خاص حال کہہ کے اندر بہت سے ست تھے، یہ سب کالہ
 گئے، آنحضرتؐ نے دیوار کی تصویریں بنائیں، ان آلائشوں سے صفائی کے بعد آنحضرت صلی علیہ وسلم
 حضرت طالت، وطلحہ کے ساتھ اندر داخل ہوئے، ہمارے تکرارہ ادا فرمائی، اس کے بعد جابرہ قریش کے دو
 توحید و رسالت پر حسب دلیل حطہ ارتداد فرمایا جس کا خطاب نہ صرف عرب بلکہ سارے عالم سے تھا

ایک ہدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا آپ

نے اپنے حاضر مندے کی مدد کی اور تمام جھوٹوں کو تباہ توڑ دیا، ان آج تمام معاصر سارے

انتقادات و تحریکات کے سب میرے قدموں کے پیچھے ہیں،

اے قوم قریش! اب جاہلیت کا دور اور سب کا اتجار خدائے مٹا دیا، تمام اسال آدم کی

لئے اس عہد کا ذکر حدیث و طہات کی تمام کتابوں میں ہے،

سلسل سے ہیں اور آدم سے سے سے ہے، اس کے بعد کلام مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی
 مَا يَتَّبِعُ النَّاسُ إِلَّا خَلْقَكَ مِنْ دَكِّ
 وَأُنْتَى وَحَقْلَكَ شُعْبًا وَقَبَائِلَ
 لِنَعَارِفْكَ إِلَّا أَكْرَمَكَ عِنْدَ اللَّهِ
 أَنْفَاكَ، إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ
 لوگو! میں نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا
 اور تمہارے قبیلے اور جاہل سائے، کہ
 ایک دوسرے سے پہچان لے جاؤ، لیکن خدا
 کے نزدیک تمہاری وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار
 ہے، خدا واما اور دافکار ہے

اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ مَعَ الْمُحْسِنِ (عَلَمٌ)
 خدا اور اس کے رسول نے تیرے کی جو بہترین حالت کر دی تھی
 حطہ کے بعد آئیے نظر اٹھا کر دیکھا تو حماراں ویش سائے تھے، ان میں وہ حوصلہ مند بھی
 جو اسلام کو مٹانے میں سب کے سرگروہ تھے، وہ بھی تھے جو میکہ اقدس کے ساتھ طرح طرح کی کتا جیا
 کر چکے تھے، وہ بھی تھے جو ہر طرح کی اذیتیں پہنچاتے تھے، وہ بھی تھے جنہوں نے سرب مسلمانوں کو
 مشقِ شتم بنایا تھا، وہ بھی تھے جنہوں نے آنحضرت صلیع کے قتل کی ساریں کی تھیں، آنحضرت صلیع نے انکی
 طرب دیکھا اور خوف انگیز لہجہ میں یوحیا، کچھ معلوم ہے میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کر لے والا ہوں ؟
 اگر یہ یہ سرکت تھے، مگر اہ تھے، اسلام کے دشمن تھے لیکن مزاح تھیں بول اٹھے، اچھ کوئی اس
 اچھ کریمہ تو شریف تھائی اور شریف مراد راہ ہے، فرمایا لَا تَنْزِيْثَ عَلَيْكَ كُفْرُ الْيَوْمِ اَدَهْلَا
 فَاَتَمَّ اَطْلَقَ۔ تم پر کوئی مواخذہ نہیں تھا تو تم سب آزاد ہو۔ اوجہ استہمار می عربوں کے علاوہ سب کے اماں دی
 نمار کا وقت آیا تو حضرت ملا نے نام کچھ پرچہ ہلکا داں دی، قوت کی قوت اور رعوت اگر
 خاک میں مل چکی تھی لیکن اب بھی حاہلی عصیت ماتی تھی، جینا نجرہ اوان کی آوار سکاں کی غیرت
 مشتعل ہو گئی، اور عتاب اسید کی رماں سے بے ساختہ بھل گیا خدا نے میرے آپ کی سرت

رکھ لی کہ اس آوار کو سسے کے لئے دیبا میں ماتی رکھا۔ تاہم ان کے لئے دامنِ رحمت کے علاوہ اور کوئی ماسیہ ماتی رہہ گئی تھی اور آنحضرت صلیع کے عفو عام نے اکثروں کے دلوں سے اسلام کی نفرت دور کر دی تھی اس لئے صد ہا پر غور و سرتاب اسلام پر جم ہو گئے، آنحضرت صلیع مقام صھا میں ایک بلد مقام پر تشریف فرما تھے اور کھار جوق در جوق اگر سیت اسلام سے مترف ہوتے تھے، بندرہ یوم قیام کرے کے بعد معاویہ بن حنظل کو مسلمانوں کی تعلیم کے لئے بھیج دیا گیا وہیں تشریف غزوہ حنین فتح مکہ کے بعد وہ خنیں ہوا اگرچہ فتح مکہ نے حارہ قریش کی قوت توڑ دی تھی اور اس کے بعد قتالِ عرب نے عام طور پر اسلام قبول کرنا شروع کر دیا، لیکن بعض سرکش قبائل یہاں تک اٹا اتر پڑا، ان میں ہواہل اور ثقیف عرب کے بڑے ممتاز اور جنگ جوقیلے تھے، اسلام کے اقتدار سے ان کا امتیاز ختم ہو رہا تھا، اس لئے ہواہل کے رؤسائے دورہ کر کے عرب قبائل کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا شروع کیا، اور سال بھر یہ کوشش جاری رہی، اتفاق سے آنحضرت صلیع کی مکہ سے لوٹنے کے وقت انھیں یہ علما حرمی کہ آپ ان پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں، اس لئے وہ بڑے رورسور کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، اور میدانِ جنگ میں تانت قدم رہنے کے لئے عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ لے لیا کہ ان کی لاج میں قدم نہ اکھڑے یا بٹن،

آنحضرت صلیع کو ان کی تیاریوں کی خبر ملی تو ان پر عبداللہ بن حذرہ کو تحقیقات کے لئے بھیجا، انھوں نے جس جا کر خفیہ تحقیقات کی، واقعہ صحیح نکلا، اس لئے آنحضرت صلیع سوال سہہ میں مارہ ہرا مسلمانوں کو لے کر بڑے سرو سامان کے ساتھ حنین روانہ ہوئے، یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمان اسی بڑی تعداد میں دشمن کے معاملہ میں نکلے تھے جیسا کہ بعضوں کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے،

لے سیرۃ ابن ہشام فتح مکہ، ص ۱۷۷، رد قالی،

خیں ہیکر در قیاس میں مقابلہ ہوا، حداد کو مسلمانوں کا عروسیہ نہ آیا، اس لئے پہلے ہی حمید بن اس
 ری طرح ان کے باؤں اٹھ گئے کہ آنحضرت صلیع کے پاس بھی کوئی باقی نہ رہ گیا، ہر طرف سے تیرون
 کا میہ رس رہا تھا، لیکن سیکر و قدس ایسی حکمہ قائم رہا، اور انصار کو آوار دی، حواسب میں آوارائی، ہم حاضر
 بن، اس نازک حالت میں آب سواری سے اتر پڑے اور حلال موت کے لہجہ میں فرمایا: میں حداد
 کا سدہ اور اس کا پیغمبر ہوں، حضرت عباسؓ نے آپ کے حکم سے ہمارے اور انصار کو بھارا، ان کی آوا
 ستے ہی مسلمان بیٹ پڑے اور اس خوش اور جانماری کے ساتھ لڑے کہ دیکھتے دیکھتے لڑائی کا رنگ
 بدل گیا، کھاران کے لئے نہا حملوں کی تاب نہ لاسکے اور میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے، ہی مالک نے
 استقلال دکھایا، لیکن ان کے سردار عثمان بن عفانہ کے قتل کے بعد، یحییٰ بھی میدان چھوڑ دینا
 پڑا، جو باقی رہ گئے وہ زندہ گرفتار ہوئے اور لے تھار مال عیثت مسلمانوں کے ہاتھ آیا،

اوطاس | حین کے شکست خوردہ کفار کچھ اوطاس اور کچھ طائف میں جمع ہوئے، ہوران کا رئیس
 اعظم درید بن صمہ بھی کئی ہزار فوج لے کر اوطاس پہنچ گیا، اس لئے حین سے واپسی میں آنحضرت صلیع
 نے ابو عامر اشعری کو تھوڑی فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا، درید کے لڑکے نے ابو عامر
 کو قتل کر کے علم چھین لیا، ابو موسیٰ اشعریؓ نے چھٹ کر اس کا کام تمام کر دیا، اور علم واپس لے لیا،
 طائف کا محاصرہ | بنی ثقیف کی ایک تہا طائف میں آباد تھی، جو اپنی تجاوت و سادری کے بڑے
 سے سارے عرب میں متاثر تھی، طائف کے گرد فصیل بنایا گیا دیواری اور قلعہ تھا، اس لئے حین کی
 شکست خوردہ فوج کا ایک حصہ طائف چلا آیا تھا اور اہل تہر سے بلکہ سامان رسد اور مقابلہ کے ضروری سامان
 جمع کر کے قلعہ بند ہو گیا، اس لئے حین سے مراعت کے بعد آنحضرت صلیع نے جنگ کا مال عیثت حصراً
 بھجوا دیا اور خود طائف تشریف لے گئے، اور اس کا محاصرہ کر لیا، بیس دن محاصرہ قائم رہا، لیکن کامیابی

نہ ہوئی، چونکہ صرف ملاحظت مقصود تھی، اس لئے میں دن کے بعض محاصرہ اٹھالیا،

تفہیم | طائف سے حورانہ تشریف لائے، حیر کے مالِ علمیت میں میں ہزار اوٹ، چالیس ہزار کینا
چار ہزار اوقیہ یا مدی اور چھ ہزار قیدی بھی تھے، حورانہ تشریف لائے کے بعد قیدیوں کے مارہ میں کئی
دن تک فدیہ کا انتظار کیا، جب کوئی چھڑائے نہیں آتا، تو آئیے ترعی اصول کے مطابق کل مالِ علمیت
مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور تالیفِ قلب کے خیال سے اس کا زیادہ حصہ حدیۃ الاسلام مسلمانوں کو
حس میں زیادہ تر حصارہ قریش تھے عطا فرمایا، اس سے بعض انصاریوں کو تنکایت پیدا ہو گئی، اور انھوں
نے عائشانہ کہا کہ ”قریش کو مالِ علمیت ملتا ہے، اور ہم حن کی تلواروں سے قریش کا خون ٹیکتا ہے محروم
رکھے جاتے ہیں، انھوں نے کہا ”مستکلات میں ہماری یاد ہوتی ہے، اور علمیت کے وقت دوسرے
کی یاد ہوتی ہے“

آنحضرت صلعم کو ان خیالات کی اطلاع ملی تو آپ نے انصار کو بلا کر یوحنا، انھوں نے عرض
کی کہ ہمارے سر پر آوردہ لوگوں میں سے کسی نے یہ نہیں کہاں جو انوں نے یہ فقرے کہے تھے، کچھ
لوگوں نے اقرار کیا، آپ نے اس مالِ حاضر دور کر لے کے بے حطہ دیا، کیا تسخیر میں ہو کہ تم گمراہ
تھے، حدانے میرے دربیہ سے تمھاری ہدایت کی تم مستتر اور براگدہ تھے، خدا نے میرے دربیہ سے
تم میں اتفاق پیدا کیا، تم مفلس تھے، حدانے میرے دربیہ سے تم کو دولت مند بنایا، انصار ہر ہر رشتہ
پر کہتے جاتے تھے کہ ”خدا اور رسول کا احسان سب سے بڑھ کر ہے“

آپ نے فرمایا میں تم پر یہ جواب دو کہ تمہارے وقت لوگوں نے تجھ کو جھٹلایا اس وقت ہم
تیری تصدیق کی، جب لوگوں نے تجھ کو جھوڑ دیا، اس وقت ہم نے تجھ کو یاہ دی تو اپنے یہاں
سے مفلس آیا تھا ہم نے ہر طرح کی تیری مدد کی، تم یہ کہتے جاؤ میں جواب دیتا جاؤنگا کہ ہاں تم سچ کہتے ہو

لیکن کیا تم کو یہ نہیں یاد آئے کہ اس وقت اور کمریاں سے جائیں اور تم محمد کو لے کر ایسے گھر جاؤ؟
 یہ سنا کر یہودیوں نے ہنسنے لگے کہ تم کو صرف محمد صلعم درکار ہے، ان ترون کا یہ حال ہوا کہ
 روئے دوسرے ہتھیاروں سے اس کے حوالے کیا، اس کو بھی یا کہ مکہ کے لوگ حدید الاسلامین
 ان لوگوں سے جو یہودیوں کے دوست تھے ان کی مایہ نہیں بلکہ صرف تالیف قلم کے لئے،
 اسی سال آنحضرت صلعم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور آپ کی صاحبزادی
 ریسٹ کا انتقال ہوا۔

عروہ تو کہ اس وقت میں عروہ تو کہ پیش آیا تو کہ اس وقت اور شام کی سرحد پر ایک مقام ہے
 یہ رومیوں کی حکومت میں تھا اور عرب کے سرحدی علاقے میں رومی حکومت کی جانب سے
 عرب سرحد پر حکومت کرتے تھے، تشریل دانی نصری بھی ان ہی سرداروں میں تھا، جنگ موتہ
 کے بعد ہی رومیوں نے عرب پر حملہ کا ارادہ کر لیا تھا اور عام کے عسائی حامدان کو حوض عروہ
 مدہا عیسائی تھا، اور رومی حکومت کے ماتحت حکومت کرتا تھا، اس ہم پر مامور کیا تھا، اس وقت
 سے عرب پرانے حملہ کی اواہین راہیں رہتی تھیں، اسی زمانہ میں تمام کے مصلیٰ سوداگروں نے
 حوض نیہ آیا کرتے تھے اطلاق دی کہ تمام میں رومیوں نے بہت بڑی فوج جمع کی ہے، اور اس کا
 مقدمہ تجسٹ ملقا تک پہنچ چکا ہے، یہ بھی اواہیل گئی کہ عیسائی عربوں کی درخواست پر ہرقل نے
 یا لیس ہراہ فوجیں بھیج دی ہیں،

جو مکہ رومیوں کی حالت سے عرصہ سے حملہ کا حطرہ تھا، اس لئے ان خبروں کے یقین کرے
 کوئی تامل نہ ہوا، اور آنحضرت صلعم جب سہمہ میں حضرت علیؑ کو مدینہ میں چھوڑ کر تیس ہزار مسلمانوں
 کے ساتھ جس میں اس پر اس وقت تمام روانہ ہوئے، تو کہ یہی کہ معلوم ہوا کہ حملہ کی اواہین غلط

لے یہ واقعات بجا رہی ہیں علیؑ اور فتح الساری میں یہ تفصیل ہیں، لے مواہب لدنہ،

تھیں تاہم آپ نے میں دن تک توک میں قیام فرمایا، المیہ کے سردار یوحنا نے حاضر ہو کر حریم قبول کیا اور ایک حجرہ میں بیٹھ گیا، آپ نے اس کو ایک ردا عطا فرمائی، حرما، اور ادرج کے عیسائیوں نے بھی اگر حزیہ پر صامدی ظاہر کی، دو مہ احمدی کا حکم اکیڈر قیصر کے ماتحت تھا اس کی جانب سے حطرہ تھا، اس لئے آپ نے خالد بن ولید کو چار سو آدمیوں کے ساتھ دو مہ احمدی بھیجا، خالد نے اسے گرفتار کر لیا، اکیڈر مصاحت کے لئے آمادہ ہو گیا، خالد نے اسے اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ آنحضرت صلیم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرائط صلح پیش کرے، میں دن توک میں قیام کے بعد اس یاس کے حکمرانوں کو جس کی جاس سے حطرات تھے مطیع ماکہ مدینہ واپس تسلیف لائے، یہیں اکیڈر حاضر خدمت ہوا، اور آپ نے اسے ماہ عطا فرما کر واپس کر دیا،

حج اور اعلانِ رات | مکہ شہ میں فتح ہو چکا تھا، لیکن اس سال مشرکین ہی کے اہتمام میں حج ادا ہوا تھا، اس لئے غزوہ توک سے واپسی کے بعد واقعہ شہ میں آنحضرت صلیم نے حضرت ابو بکرؓ کی امارت میں تین سو حجاج کا ایک قافلہ حج کے لئے روانہ فرمایا اور حضرت علیؓ کو مصعب نقابت تفویض ہوا، قرآن لے کر اس حج کو حج اکبر کہا ہے، اس لئے کہ یہ ہیلاموقع تھا جب سنتِ انبیاء کے مطابق حج کے ارکان ادا ہوئے، اور خانہِ ہدایں عہدِ جاہلیت کے اقسام اور حکومتِ اسلام کے آغاز کا اعلان کیا گیا، اور زمانہِ جاہلیت کی تمام رسمیں باطل قرار پائیں، مکہ پہنچ کر حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کو مساکِ حج کی تعلیم دی، قرآنی کے دن خطبہ میں مسائلِ حج بیان کئے، حضرت علیؓ نے سورہ رات کی چالیس آیتیں پڑھ کر سنائیں اور اعلان کر دیا کہ اب کوئی مشرک خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو سکے گا، کوئی رہنہ حج کرنے یا سکے گا، اور وہ تمام معاہدے جو مشرکین سے ہیں ان کے نقض عہد کے باعث آج سے چار مہ بعد لوٹ جائیں گے؟

اسی سال رکوۃ کا حکم مارل ہوا، اور سود حرام قرار پایا،

چھوٹے چھوٹے | مذکورہ بالا غرواات کے علاوہ آنحضرت صلعم نے مختلف اوقات میں بکثرت چھوٹے
سریے

چھوٹے دستے عرب کے مختلف حصوں میں بھیجے، انہیں اصطلاح میں سرایا کہا جاتا ہے۔
ان سرایا کو عموماً لوگ جنگی دستوں سے تعبیر کرتے ہیں، جو صحیح نہیں ہے، یہ دستے مختلف ضروریات
کے لئے بھیجے جاتے تھے، مثلاً

(۱) دستوں کی نقل و حرکت کی سرعہ رسانی کے لئے،

(۲) دستوں کے حملے کی جہازن کر مداخلت کے لئے،

(۳) قریش کے کارواں تجارت کی روک ٹوک کے لئے،

(۴) اس و امان قائم کر کے لئے،

(۵) اتاعت اسلام کے لئے ابھین تاکید کر دی جاتی تھی کہ وہ تلوار سے کام نہ لیں،

(۱) پہلی قسم کے سرایا میں عبداللہ بن جحش کا سریہ تھا، جسے آپ ﷺ میں مکہ کی طرف بھیجا تھا

اس میں صرف بارہ آدمی تھے اور ایک خطہ دے کر ہدایت فرمادی تھی کہ 'دووں بعد اسے کونیا'
دودن بعد عبداللہ نے اسے کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ 'براہ رشتے چلے جاؤ اور مکہ اور طائف کے درمیان
مقام مکہ میں ٹھہر کر قریش کی دیکھ بھال کرتے رہو اور ان کی خبریں معلوم کرو۔'

(۲) دوسری قسم یعنی مداخلت کے سرایا میں سریہ عطفان ﷺ، اس کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت

صلعم کو معلوم ہوا تھا کہ قیدی ہی قلعہ اور محارب کی ایک جماعت دی، تم میں حکم کرنے کے قصد سے جمع ہوئی
ہے، سریہ ابوسلمہ ﷺ طلحہ اور زبیدہ کے مقابلہ کے لئے حکم معلق معلوم ہوا تھا کہ آنحضرت صلعم سے جنگ لے

کے لئے روانہ ہوئے ہیں بھیجا گیا تھا، سریہ عبداللہ بن ابی اسلمہ ﷺ یہ ابوسمیان بن خالد کے حلقے کو

خوفنا لہا جمع ہوا تھا منتشر کر کے لئے بھیجا گیا تھا، سریہ فدک علی بن ابی طالب ﷺ یہ ہی سہل کے

مقابلہ کے لئے جو جو یہودیہ کی مدد کے لئے مدد میں جمع ہوئے تھے روانہ کیا گیا تھا، سریہ تبوک ﷺ

اس کا سب یہ تھا کہ نصرتِ صلح کو معلوم نہ تھا کہ خطہ سر کا ایک گروہ تمام حساب میں جمع ہوا ہے اور عیسائی جس ان سے مل کر مسلمانوں پر حملہ کرے گا ارادہ رکھتا ہے، مگر یہ وائٹ سلاسلِ شہ عمروں لیاصل نہ قلعہ کے مقابلہ کے لئے جو مدد کی طرف دیکھتے تھے بھیجا گیا تھا، (۳) تیسری قسم کے سراپا کا سب یہ تھا کہ قریش نے مسلمانوں کو حج اور عہد سے روک دیا تھا اور قبیلہ کا مایہ عورتوں کی تجارت تھی، اس کے رک جانے سے ان کو سخت نقصان پہنچا تھا، اس لئے انھوں نے صلح لے ان کے کاروان تجارت کی روک ٹوک شروع کی تھی تاکہ قریش محصور ہو کر مسلمانوں کو کعبہ خانہ کی اجازت دیدیں، یہی وہ ہے کہ اس قسم کے سراپا صحیح حدیسیہ سے پہلے بھیجے جاتے تھے، جب صحیح حدیسیہ کے بعد جب قریش نے حیدر تلک کے ماتحت عہد کی اجازت دیدی تو اس سراپا کا سلسلہ مدہم اگرچہ اس سے مقصود صرف قریش کو ہٹانا تھا، لیکن اس سلسلہ میں کسی کہی تصادم بھی ہو جاتا تھا، (۴) چوتھی قسم کے سراپا کا سب یہ تھا کہ قبائل عرب میں ہمتیہ جنگ و جدال کا سلسلہ برپا رہا، اس کی وجہ سے راستے بالکل غیر محفوظ ہو گئے تھے، تجارتی قافلے دن دھاڑے لوٹ لے جاتے تھے، اسلام کا ایک ہم درویش اس نام قائم کر رہا تھا، اس لئے انھوں نے صلح مدہم کی سرنگران کے اسناد کے لئے سراپا رواہ فرماتے تھے، اس سراپا میں،

پہلا سر یہ سلسلہ میں زید بن حارثہ کی سرکردگی میں بھیجا گیا تھا، اس کا سب یہ ہوا کہ حضرت زید سامان تجارت لے کر تمام گئے ہوئے تھے، وہی میں مقام وادیِ انقریٰ میں بنی حارثہ نے ہارینٹ کل سامان جھینپا، انھوں نے صلح لے لیں ورنہ کی تمہید کے لئے ایک دستہ رواہ فرمایا،

سریہ زید بن حارثہ سلسلہ اس کا انت یہ تھا کہ بہت شخص سپید نے انھوں نے صلح کے مقاصد دہم کلی کا حق فیصلہ روم کے پاس حصے کر گئے تھے کل سامان جھین لیا تھا، انھوں نے صلح لے اس کے بدلہ کے لئے زید بن حارثہ کو ایک جماعت کیساتھ رواہ فرمایا، اس قسم کے سر یہ عموماً خانہ بدوش

اوریشہ و رعائے مگر تہائی کی طرف بیٹھے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے یہ سب دیکھا ہے۔

(۵) یا پھر جس قسم اتناعت اسلام کے سرایا تھے۔ اسے عرب میں بیٹے ہوئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس کے کانوں تک اسلام کی وارد ہو چکا تھا۔ اس نے آپؐ و متوفیاً اسلام کی اتناعت کے لئے ان میں مسلمانوں کی جماعتیں بھیجتے تھے، یا کسی کسی خود قائل کی درخواست پر دعاۃ اور معلمین روانہ فرماتے تھے، اور چونکہ ہم انہی عام ہی اس لئے یہ لوگ مسلح بھیجے جاتے تھے، کسی کسی ال میں اور مخالفین اسلام میں جنگ کی نوبت آجاتی تھی،

مشرقیہ میرٹھ سلسلہ فقید کلام کے رئیس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے یہاں دعاۃ اسلام بھیجنے کی درخواست کی تھی اس کی درخواست پر انہی نے مشرملیں بھیجے تھے، میرٹھ کے قریب یہ سب کے سب قائل رعل اور دوکان کے ہاتھوں شہید ہوئے، صرف ایک شخص بچ گیا جس نے مدینہ منورہ کی اطلاع دی، مشرعیہ مرتدس انی مرتد عمومی سلسلہ یہ دس مسلمانوں کی جماعت تھی جو فقید رعل اور قاترہ کی درخواست پر اسناد و تعلم کے لئے بھیجی گئی تھی، مقام رجب میں سی جہاں نے حملہ کر کے ایک کے سوا سب کو شہید کر دیا، مشرعیہ ان ابی العواہ سلسلہ اس میں اس ابی العواہ کی ماتحتی میں مشرعیہ سی سلیم کے پاس بھیجے گئے تھے، بنی سلیم نے اس کی دعوت کا جواب تیررا اور تھروں سے دیا، مسلمانوں نے بھی محوڑا مقابلہ کیا، لیکن اس ابی العواہ کے سوا باقی سب شہید ہوئے، مشرعیہ کعب بن عیرشہ یہ مدینہ منورہ کی جماعت کعب بن عمرو عزاری کی ماتحتی میں ذات اطلاق اتناعت اسلام کے لئے بھیجی گئی تھی، یہاں کے ماسدوں نے بھی سی سلیم کی طرح تیر و تلک سے جواب دیا اور ایک کے سوا کل مسلمان شہید ہوئے،

اگرچہ یہ تبلیغی سرایا اپنی حفاظت کے لئے مسلح بھیجے جاتے تھے، لیکن انہیں خاص طور سے تاکید کر دی جاتی تھی کہ تلوار سے کام نہ لیا جائے، یہ کسی کسی انصاریہ واقعات میں آجاتے تھے،

اگر یہ واقعات مسلمانوں کی غلطی سے پیش آتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا سخت صدمہ ہوتا اور آپ کی یوری تلافی فرماتے تھے، فتح مکہ کے بعد آپ علیہ السلام نے ولید کو تیس آدمیوں کے ساتھ دعوت اسلام کے لئے نئی حدیمہ بھیجا اور چلتے چلتے تاکید فرمادی کہ صرف اسلام کی دعوت، دنیا خاک مقصود نہیں لیکن خالدؓ غلطی سے تلوار اٹھا دی اور بہت سے آدمی قتل ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ کو سخت تکلیف ہوئی اور قلمہ روک کرے ہو کر فرمایا خایا بن خالدؓ کے اس فعل سے سری ہوں، پھر حضرت علیؓ کو بھیج کر تمام مقتولین حتیٰ کہ کتوں تک کا حوں سہا د افرمایا،

اسی سلسلہ کی کڑی وہ سرایا بھی ہیں جو مختلف اطراف میں ست تکبی کے لئے بھیجے گئے، سارے عرب میں منکروں کا ایک حال پھیلا ہوا تھا، ہر ہر قبیلہ کا ست خدا تھا، اس لئے کوئی خطہ تنکروں سے خالی نہ تھا، فتح مکہ کے بعد اکثر مائل مسلمان ہو چکے تھے اور انھوں نے ست پرستی چھوڑ دی تھی، لیکن صدیوں کی پرستش کی وجہ سے ان کے دلوں سے تنوں کی ہیبت ڈھٹی تھی اور وہ ان کو ہاتھ لگاتے ہوئے ڈرتے تھے، طائف کے باشندوں نے اسلام قبول کرتے وقت یہ شرط پیش کی تھی کہ ان کا تنہا نہ ایک سال تک نہ توڑا جائے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسترد فرمادیا، اس وقت انھوں نے کہا اچھا ہم اپنے ہاتھوں سے نہ توڑیں گے، اس قسم کے خوف و ہراس کو مٹانے کے لئے راسخ العقیدہ مسلمان تنکروں کو توڑنے کے لئے بھیجے جاتے تھے، جیسا کہ سر یہ خالدؓ ولیدؓ عری کے صہم کہہ کو، سر یہ عمروؓ انصاریؓ سوانہ کے تنہا کو، سر یہ سعد بن ربیعہ ماتہ کے صہم جالہ کو، سر یہ ابوہبہ دمیہہ لات کی پرستش گاہ کو، سر یہ جریرؓ دمیہہ اخلصہ کے مدبر کو، سر یہ طویل بن عمروؓ دمیہہ الفیس کی مورت کو، سر یہ علیؓ ابی طالبؓ فلس کی عبادت گاہ کو توڑنے کے لئے بھیجے گئے تھے،

اس کے علاوہ سلسلہ میں سر یہ عکاتہ بن محسبؓ و سر یہ علیؓ ابی طالبؓ میں سر یہ عمرؓ

شہدین، سر یہ کھس، سر جھوٹے جھوٹے سرا یا مختلف سمتوں میں دسموں کی حرص کر بھیجے گئے اور
سرا یا بھی ہیں، لیکن ان کا استقصا مقصود نہیں ہے، اس کے حالات اس سعد اور رسانی سے لے گئے ہیں

مذہبی انتظامات

تبلیغ و دعوت اسلام | انھیں صلح کا اصلی کام نہ صرف عرب ملکہ ساری مخلوق کو توحید الہی کی دعوت
دیا اور سارے عالم میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت تھا، لیکن کھارعت کی مسلسل مزاحمت اس
میں سنگ گران بنی رہی، اس مزاحمت کی مدافعت نے حکم کی شکل اختیار کر لی جس کے
حالات اوپر گزر چکے ہیں، ورنہ یہ لڑائیاں مقصود الدات نہ تھیں، لیکن ان مزاحمتوں کے ماخوذ
تبلیغ اسلام کا کام برابر جاری رہا اور آہستہ آہستہ اسلام پھیلتا رہا، اور جس قدر مزاحمتیں دور ہوتی
گیں اسلام کی اشاعت کی رفتار بڑھتی گئی، تا آنکہ فتح مکہ کے بعد حب قریش کی قوت کا حاتمہ
ہو گیا اور عربوں کا یہی مرکز کہتے تھے مسلمانوں کے قصہ میں آگیا، اس وقت سارے عرب میں
اسلام کی روشنی پھیل گئی اور یہی رسالت کا حقیقی کارنامہ ہے،

انھیں صلح کا اصلی کام نہ صرف عرب ملکہ ساری مخلوق کو توحید الہی کی دعوت
دیا اور سارے عالم میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت تھا، لیکن کھارعت کی مسلسل مزاحمت اس
میں سنگ گران بنی رہی، اس مزاحمت کی مدافعت نے حکم کی شکل اختیار کر لی جس کے
حالات اوپر گزر چکے ہیں، ورنہ یہ لڑائیاں مقصود الدات نہ تھیں، لیکن ان مزاحمتوں کے ماخوذ
تبلیغ اسلام کا کام برابر جاری رہا اور آہستہ آہستہ اسلام پھیلتا رہا، اور جس قدر مزاحمتیں دور ہوتی
گیں اسلام کی اشاعت کی رفتار بڑھتی گئی، تا آنکہ فتح مکہ کے بعد حب قریش کی قوت کا حاتمہ
ہو گیا اور عربوں کا یہی مرکز کہتے تھے مسلمانوں کے قصہ میں آگیا، اس وقت سارے عرب میں
اسلام کی روشنی پھیل گئی اور یہی رسالت کا حقیقی کارنامہ ہے،

انھیں صلح کا اصلی کام نہ صرف عرب ملکہ ساری مخلوق کو توحید الہی کی دعوت
دیا اور سارے عالم میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت تھا، لیکن کھارعت کی مسلسل مزاحمت اس
میں سنگ گران بنی رہی، اس مزاحمت کی مدافعت نے حکم کی شکل اختیار کر لی جس کے
حالات اوپر گزر چکے ہیں، ورنہ یہ لڑائیاں مقصود الدات نہ تھیں، لیکن ان مزاحمتوں کے ماخوذ
تبلیغ اسلام کا کام برابر جاری رہا اور آہستہ آہستہ اسلام پھیلتا رہا، اور جس قدر مزاحمتیں دور ہوتی
گیں اسلام کی اشاعت کی رفتار بڑھتی گئی، تا آنکہ فتح مکہ کے بعد حب قریش کی قوت کا حاتمہ
ہو گیا اور عربوں کا یہی مرکز کہتے تھے مسلمانوں کے قصہ میں آگیا، اس وقت سارے عرب میں
اسلام کی روشنی پھیل گئی اور یہی رسالت کا حقیقی کارنامہ ہے،

اں مساعی کے ساتھ ساتھ ایسے قرتی اسات بھی پیدا ہوئے۔ یہ اسلام کا
 وزیر بن گئے، اگرچہ سارے عرب کفر و بت پرستی میں مبتلا تھا، لیکن ان کے ساتھ ہی
 بن کچھ حدایرست یا کم کم متلاشی حق ہو گئے، رفتہ رفتہ مسلمان بن گئے، عثمان بن
 الحویرث اور مدینہ منورہ کے لوگوں وغیرہ اس متلاشیان حق میں آ گئے، اں جماعت میں سے
 جھون لے اسلام کا رمانہ پایا وہ خود اس دولت سے سرفراز ہوئے اور اپنے ساتھ اپنی برادر
 جماعت کو بھی اس سے ہوا، مثلاً حضرت ابوذر غفاریؓ جو مسلمان ہوئے، اور اپنے پورے قبیلہ
 کو مسلمان بنایا، پھر قبیلہ غفار کے اثر سے اس کا ہم حواری قبیلہ غفار مسلمان ہوا،

حضرت سلمان فارسیؓ بھی اں لوگوں میں تھے جو سولہ سال سے دیں حق کی تلاش میں گمراہ
 تھے، ان کے علاوہ متعدد متلاشیان حق، انحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف ماسلام ہوئے
 بعض حالات میں خود قریش کی مخالفت تبلیغ کا سبب بنتی تھی، وہ انحضرت صلعم کو بھی
 یعنی بے دیں اور ممنوع متہور کرتے تھے، اور لوگوں کو آپ کے پاس جانے سے روکتے تھے، اس
 سے اں میں تدریجاً آپ کے ملتوق پیدا ہوتا تھا اور وہ آپ کے بعد محبوب ہوجاتے تھے
 قبیلہ ادرستہ کے رئیس حماد بن تلعہ رہا، ماہِ حلیت کے انحضرت صلعم کے دوست بن گئے،
 ایک مرتبہ وہ مکہ آئے تو ساجد ہو کر حوٹ ہو گیا ہے، انھیں جھاڑ بھوک میں رچل تھا، اس لئے
 اور راہ محنت و ہمدردی آپ کے علاج کے لئے بھیجے، آپ نے اں کو کلام اللہ کی چند آیتیں سائیں، ان
 سحر آفرین اثر سے وہ مسلمان ہو گئے، پھر ان کی دعوت پر ان کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا،

طیلس عمرو دوسی حرب کا متہور شاعر تھا، قاتل یرشتر کا طاقتور تھا، اں لئے قریش نے
 عمرو کو انحضرت صلعم سے ملنے سے روکے کی ٹی کوشش کی لیکن ایک مرتبہ انھیں اس نے آپ کو

لے مسلم باب اسلام الی در ۲۷ مسلم باب تحفیل الصلوۃ و الخطبہ،

قرآن پڑھتے سُنیں اور اس کے آدھے مسلمان ہو گیا، اس کے قبیلہ پر اس کے اسلام کو ٹرا کر پڑا
 بعض لوگ سیکے، غوی موت کے حالات سکڑا سیکے طبع کے متوق میں آتے تھے، اور موت
 کی برتاہیں سکڑا سیکے، عمر و بن عبد العاص ہی مرگے میں تھے، یہ آپ کے دعویٰ موت
 کے حالات سکڑا سیکے آئے اور آنحضرت صلعم سے مل کر موت اور اسلام کے متعلق حیدر سوالات کر کے
 آپ کی بیرونی پر آمادہ ہو گئے، لیکن اس وقت آپ کھار کے رعب میں گھرے موت تھے سُنئے
 واپس کر دیا کہ اس حالت کے بدلے کے بعد آنا، چاہیہ اس وقت وہ واپس چلے گئے اور ہجرت کے
 بعد دوبارہ حاضرت ہوئے؛

اس طرح اسلام آہستہ آہستہ پھیلتا رہا، شہ کے بعد حبشہ اور احرام میں مسلمانوں نے
 قریش کو، اعطفا اور اسد کے متحدہ قبائل کو شکست دی اور قریش کا ترکہ کسی قدر کم ہوا، اس وقت
 ان قبائل نے خواہ اسلام کی طرف مائل تھے، لیکن قریش کے خوف سے اس کے اظہار کی ہمت نہ
 پڑتی تھی، اور وہ دیکھتے تھے کہ قبیلہ خزیمہ چار سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ اگر تشریف لے
 اسی زمانہ میں قبیلہ خزیمہ کے سو آدمی مدینہ آئے اور آنحضرت صلعم سے کہا کہ ہم لڑنا نہیں چاہتے
 بلکہ چاہتے ہیں کہ ہمارے آپ کے درمیان معاہدہ ہو جائے، آنحضرت صلعم نے قبول فرمایا، پھر صلح کے
 بعد یہ لوگ خود بخود مسلمان ہو گئے؛

قبیلہ خزیمہ ان ہی قبائل کے آس پاس آباد تھا، وہ بھی آنحضرت صلعم کی دعوت پر مسلمان ہو
 اور اکثر عرواۃ میں مسلمانوں کا تمزیک حال رہا،

لیکن صلح حدیبیہ تک امتیاع اسلام کی رفتار سست رہی، صلح حدیبیہ کے بعد حب

لہ ررقانی و مسلم کتاب الایمان، ص ۳۸، صحیح مسلم باب الاوقات التي يحسن الصلوة فيها، ص ۲۸، طحاوی
 حرواۃ لقمہ ۲ ص ۳۸، ص ۳۸، ایضاً ص ۴۸، ص ۴۸، ص ۴۸

مسلمانوں اور غیر مسلموں کو آزادی کے ساتھ ایک دوسرے سے ملے جلے اور گفتگو کر لے کا موقع ملا اس وقت مسلمانوں کے اخلاق و عمل اور اسلام کے رہنمایہ سیکر کو دیکھ کر اور ان سے اسلام کو سمجھ کر کثرت کھا مسلمان ہوئے طرہی کا سیاں سے، کہ

”کوئی سمجھ ر آدمی ایسا نہ تھا جس نے اسلام پر گفتگو کے بعد اس کو قبول نہ کر لیا ہو، تھے لوگ سرور سے اس وقت تک مسلمان ہوئے تھے، صرف دو برسوں کے اندر ان کے رار یاں سے ریا تعداد بن مسلمان ہوئے“

پھر بھی فتح مکہ تک یہ رفتار مقابلہ مست رہی، لیکن فتح مکہ کے بعد ہر طرف سے لوگ قبول اسلام کی حاجت پیش کر لے گئے، اس کا سبب یہ تھا کہ تولیت مکہ کی و سے قریش سارے طرف کے مقتدا اور پیرو تھے، اور سب کی نگاہیں ان کی طرف لگی ہوئی تھیں، فتح مکہ کے بعد حب کہہ سلا کے قصہ میں آگیا اور قریش کی قوت ختم ہو گئی، اس وقت قائل اسلام کی طرف ٹوٹ پڑے، بحاری کی روایت ہے کہ عرب قریش کے اسلام کا اسطا کرتے تھے کہ محمد کو ان کی قوم (قریش) پر چھوڑ دو، اگر محمد صلعم ان پر غالب آگئے تو بے شک وہ سچے پیغمبر بن، پس حب کہہ فتح ہو تو ہر قبیلہ نے اسلام کی طرف پیش قدمی کی،

فتح مکہ کے بعد ایک طرف قائل نے خود قبول اسلام کی جانب سقت کی دوسری طرف قریش کی قوت ختم ہونے کے بعد انھیں صلعم کو زیادہ آزادی اور وسعت کے ساتھ تبلیغ اسلام کا موقع ملا اور آجکے ہر طرف دعاۃ اور مبلغین روانہ فرمائے، ان میں سے بعض مبلغین اور مقامات کے ام ہیں،

قبیلہ ہمدان، حدیمہ اور مدح،

حضرت علیؓ

لے طرہ ص ۱۵۵، لے جاری اب فتح مکہ،

خالد بن ولیدؓ، اطراف مکہ،

معیروں شیعہؓ، کربن

عمرو بن العاصؓ، عاں،

ورین یحسؓ، اسامے فارس،

فاحرس ابی امیہؓ، عارت س عند کلال تنزادہ یمن،

ع کے تمام صولون میں سے زیادہ درجہ و سیر حاصل اور عرب میں تمدن و تہذیب کا

سہایت قدیم مرکز ہے، حمیر اور سا کی عظیم انسان حکومتیں تھیں، ہجرت سے پہلے یہاں اسلام

کی دعوت پہنچ چکی تھی، چنانچہ قبیلہ دوسرے میں اسلام پھیل چکا تھا، لیکن یہاں کا سرے متا اور

بڑا قبیلہ یہاں تھا، سرے کے آخر میں آنحضرت صلی علیہ وسلم نے خالد بن ولیدؓ کو یہاں میں دعوت اسلام

کے لئے مین بھیجا، یہ چھ مہینے تک دعوت دیتے رہے لیکن کامیاب نہ ہوئے اس لئے رسول اللہ

صلی علیہ وسلم نے انھیں واپس ملا لیا اور حضرت علیؓ کو اس کی جگہ بھیجا، آپ کی کوششوں سے پورا قبیلہ

مسلمان ہو گیا۔

یمن ہی میں ایک دوسرا قبیلہ مدح تھا، اس میں آنحضرت صلی علیہ وسلم نے ان میں تبلیغ

اسلام کی خدمت بھی حضرت علیؓ کے سپرد کی، انھوں نے حاکم اسلام کی دعوت دی، لیکن اس

حوالہ تیر اور تیروں سے ملا، حضرت علیؓ نے بھی مدافعت کی، اس مدافعت میں میں مدح کی کام

آئے، امانی جھاگ نکلے، اس کے بعد خود رسالے قبائل نے حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا، اور دوسرے

کی طرف سے اسلام کا اعلان کیا۔

حضرت علیؓ کے علاوہ حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ انصاریؓ بھی دعوت اسلام

لے زر قافی ملے اس سعد حصہ معاری

کے لئے یوں کے اصلاح میں بھی گئے۔ من کے قریب ہی نحران کا علاقہ ہے، یہاں
عیسائیت کا مرکز تھا، ان میں تلحہ کی بہت معرہس تھیں، یہودی، عیسائیوں نے قرآن
پر بعض اعتراضات کئے، معیرہ ان کا جواب دے سکے اور ان پر جیلے آئے، اس کے بعد
حوداں عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ آیا،

نحران میں عیسائیوں کے علاوہ مشرکین بھی آ رہے تھے ان میں ایک قبیلہ سارت بن ریا
تھا، سلسلہ میں آنحضرت صلعم نے خالد بن ولید کو نحران بھیجا، ان کی کوششوں سے سارا قبیلہ مسلمان
ہو گیا۔
مکر بن ایران کے حدود حکومت میں داخل تھا، یہاں عرب قبائل بھی آباد تھے ان میں عبد
مکر بن وائل اور تمیم مشہور خاندان تھے، عبد القیس کے قبیلہ کے ایک شخص مقد بن حمال ایک مرتہ
تجارت کے سلسلہ میں مدینہ آئے، اور آنحضرت صلعم کی دعوت پر مسلمان ہو گئے، آنحضرت صلعم نے انکو
ایک دریاں عطا کیا، وطن واپس جانے کے بعد مقد نے اسلام کو مخفی رکھا، لیکن ان کی بیوی نے
ایک دن ان کو مار پیڑھتے دیکھ لیا اور ایسے باب مدرسے سکایت کی انھوں نے مقد سے
دریافت کیا اور جو مسلمان ہو گئے اور آنحضرت صلعم کا دریاں لوگوں کو بڑھ کر سنایا اسے سُر کر
یورے قبیلہ نے اسلام قبول کر لیا،

شہ میں آنحضرت صلعم نے علاء صبری کو مکر بن بھیجا، اس زمانہ میں یہاں حکومت ایران
کی حالت مدینہ سا وی گور رہی تھی، اس نے اسلام قبول کیا، اور اس کے ساتھ تمام عرب او
کچھ عجم جو یہاں مقیم تھے مسلمان ہو گئے، مکر بن کے علاقہ "بجر" کا حاکم سیحہ تھیں، سیحہ کی دعوت پر اسلام لایا،
عمال میں قبیلہ ارد تھا، عبید اور حصر یہاں کے حاکم تھے شہ میں آنحضرت صلعم نے اورید

لے جاری کتاب المعاری، تہ ترمذی تفسیر سورہ مریم، تہ زرقانی ج ۳ ص ۱۱۶، تہ زرقانی،

تہ ایضاً، تہ فوج اللہاں ملاری و ذکر کریں،

کی بعض صرف سیاسی معاہدہ کے لئے آتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے بعد مسلمان ہو جاتے تھے، یا محض معاہدہ کر کے واپس چلے جاتے تھے، اس قسم کے وفود کی تعداد مختلف روایت میں ۱۰۰ سے لے کر سو سے اوپر تک ہے، یہ وفود مختلف اوقات میں آتے رہے، لیکن زیادہ تعداد ملکہ دو چار کے باقی کل فتح مکہ کے بعد آئے ان میں بعض کے نام یہ ہیں،

مرثیہ، اسد، تمیم، عس، قرآہ، قرہ، ثعلبہ، محارب، سعید بن کلاب، عقیل بن کعب، سی الکبار، کناہ، استیع، مایہ، سلیم، ہلال بن عامر، عامر بن صعصعہ، ثقیف، رسیع، عذقیس، مکر بن وائل، ثعلب، حنیفہ، شیبان، طے، مراد، رسید، کعدہ، صدق، سعد ہدیم، تی، ہزار، عدہ، سادہاں، حنیفہ، کعب، حرم، ارد، غسان، حارث بن کعب، ہمدان، یحییٰ، حنظل، اشقر، ارد، دوس، اسلم، حدام، قرہ اور حمیر وغیرہ،

ان میں سے جید کے سوا اگر دولت اسلام سے متصرف ہوئے، اس سجدے طقات میں ان کے تفصیلی حالات لکھے ہیں،

عرب جید رسول کے اندر اندر سارے عرب میں اسلام پھیل گیا، بسا دعاۃ اور معلمین کی تعلیم دیا کے مستیر مدابہ میں مدہبی فرائض کی ادائی کے لئے خادماں اور طقات مخصوص ہیں، یہودیوں میں اس خدمت کے لئے ایک مخصوص خادماں تھا، اس کے علاوہ دوسرا سے انجام دے سکتا تھا، عیسائیوں میں اگر یہ خادماں کی تخصیص نہ تھی لیکن ایک طبقہ نے ان خدمات کو اپنے لئے خاص کر لیا تھا، ہندوؤں میں برہمن کے علاوہ دوسرا اس کا حار ہیں، دوسری قوموں میں کم و بیش یہی حال ہے،

لیکن اسلام میں ہر مسلمان داعی مذہب، مبلغ، معلم، واعظ اور مختب ہے، لیکن مذہبی تعلیم اور تربیت کے اوامر و نواہی سے اقیقہ کے یہ فرض صحیح طور سے ادا نہیں کیا جاسکتا۔

لے اس سجدہ اول ق ۲ میں ان وفود کے تفصیلی حالات ہیں،

اور ہر شخص کو یوری تعلیم و تربیت، موقع نہیں مل سکتا، اس لئے ضرورت تھی کہ ایسی جماعت تیار کی جائے جو تربیت کے اوامر و لواہی کی واقفیت کے ساتھ، تب و ثور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہ کر اس طرح اسلامی رنگ میں ڈوب جائے کہ اس کی گھٹا کر درست و برحاست، قول و عمل ہر سترے اسلامی تعلیمات کا زندہ نمونہ بن جائے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدہبی تعلیم و تربیت کے دو طریقے رکھے تھے، ایک غیر مستقل، حسین ع کے مختلف قباہل کے آدمی مدینہ آکر چند دن قیام کر کے ضروری مسائل سیکھ کر واپس جاتے تھے اور ایسے قیدیہ کو تعلیم دیتے تھے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ع کے ہر قبیلہ کا ایک گروہ جاتا تھا اور آپ مدہبی امور دریافت کر کے دیں میں تفقہ حاصل کرتا تھا۔ اس قسم کے متعلیم کے حالات حدیث و طغاف کی کتابوں میں کثرت ہیں، انہیں چند دن تعلیم دیے کے بعد آپ ان کے قبیلہ میں واپس بھیج دیتے تھے، جیسا کہ مالک بن نویر کی سفارت کو میں دن کی تعلیم کے بعد حکم دیا کہ آپے حادان میں واپس جاؤ، اور ان میں رہ کر ان کو اوامر و تربیت کی تعلیم دو اور جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے، اسی طرح نماز پڑھو۔ دوسرا طریقہ مستقل درس و تعلیم کا تھا، اور اس کے لئے طبع کی درگاہ مخصوص تھی، اس میں وہ لوگ تعلیم حاصل کرتے تھے، جو علاقہ دنیاوی سے کنارہ کش ہو کر اپنے کو دینی تعلیم اور عبادت و ریاضت کے لئے وقف کر دیتے تھے، اس درگاہ میں دو حلقے تھے ایک درس و تعلیم کا دوسرا ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت کا، سنن ابن ماجہ میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہ اقدس سے رآمد ہوئے تو مسجد میں دو حلقے تھے، ایک حلقہ کے لوگ تلاوت دعا میں مصروف تھے، اور دوسرے حلقہ کے تعلیم و تعلم میں، آپ نے دونوں کی تحسین فرمائی اور خود یہ لے تعبیر فارغ تفسیر و ماکال الصوموں لیبر واکافہ، لے ساری اب رحمۃ البہائم،

قرار لے میں نہ علم مار کھینچا گیا ہوں درس و تعلیم کے حلقہ میں بیٹھ کر لے

۱۔ کی درس گاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اکابر صاحب علم صحابہ بھی تعلیم دیتے تھے
حضرت عمادہ بن صامت کا بیان ہے کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے چند لوگوں کو قرآن مجید
اور لکھنے کی تعلیم دی، ان میں سے ایک شخص نے مجھ کو کہا ہدیہ دی،

۲۔ اس کا سارا وقت درس و تعلیم میں گزرتا تھا، حضرت انس کا بیان ہے کہ اصحاب صفہ میں سے ستر
رات کو ایک علم کے پاس جاتے تھے اور صبح تک درس میں مشغول رہتے تھے،

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ جو اس درس گاہ کے تعلیم یافتہ تھے، یہاں پہنچے کہ ہمارے ہمارے بھائی، ابراہیم
بن ابی کار و مار میں لگے رہتے تھے، اور انصار ایسی کھنٹی ماری کی دیکھ بھال میں میں محتاج آدمی
تھا، میرا سارا وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزرتا تھا، اور جس اوقات میں وہ لوگ حو
رہ ہوتے تھے میں موجود رہتا تھا، اور جس چیزوں کو وہ بھلا دیتے تھے میں محفوظ رکھتا تھا،

۴۔ اصحاب صفہ کی زندگی سہایت پر مستقیم اور پر محنت تھی، کھانے کا کوئی سہارا نہ تھا، پہلے
کے لئے صرف ایک کپڑا ہوتا تھا جس کا گردن سے مادہ کر گھٹنوں کی طرف چھوڑ دیتے تھے
کہ چادر اور تھمد دونوں کا کام دیتا تھا

۵۔ ان میں سے کچھ لوگ دن کو تیریں یا بی بھر لڑتے اور گھل سے لکڑیاں جی لڑتے
ان کو بیچ کر ان کی آمدنی سے گدراوقات کرتے تھے

۶۔ اس درس گاہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کو قرار کہا جاتا تھا، یہ لوگ تعلیمی اور تبلیغی ضروریات کے

۱۔ سن ۱۱۰ مابین اصحاب فضل العلماء و اہل علم، ۱۱۱۔ اود و دکاب السیوع، ۱۱۲۔ انکس العلم،

۱۱۳۔ مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۳۱، ۱۱۴۔ مسلم صائلی الی ہریرہ، ۱۱۵۔ بخاری ج ۱ ص ۱۱۵، ۱۱۶۔ الامارۃ ماب

توث الحکمۃ للتہذیب،

مختلف مقامات پر چمکے جاتے تھے جیانیہ قبیلہ عربیہ کی درخواست پر ان ہی میں سے شرفوار کتب و دست کی تعلیم دینے کے لئے بھیجے گئے تھے، جس کو ان لوگوں نے رعبہ کے سے تہید کر دیا تھا،

عہد نوی میں ان قرائ کی تعداد سیکڑوں سے متجاوز ہو گئی تھی، جیانیہ یمامہ کی حاکمین جو آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد ہی آثار عہد صدیقی میں ہوئی، ستر حطاط شہید ہوئے، تعمیر مساجد اسلام کا سب سے بڑا مقصد عبادت اور تسبیح و تقدیس الہی تھا، اس لئے مسجد کی تعمیر سے مقدم درج تھا، عبادت و ریاست کے علاوہ مسجد مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا مرکز بھی تھی، اہل مسلمان دن میں یا کچ مرتبہ جمع ہوتے تھے، اسی لئے رسول اللہ صلعم نے نماز جامعہ کی سخت تاکید فرمائی ہے،

جب کوئی قبیلہ مسلمان ہوتا تھا تو اس کے لئے مسجد ضروری ہوجاتی تھی، بڑی بڑی آبادیوں میں ایک ایک مقام پر کئی کئی مسجدوں کی ضرورت پیش آجاتی تھی، جیانیہ عہد نوی میں صرف مدینہ میں مسجد نبوی کے علاوہ نو مسجدیں تھیں جن میں علیحدہ علیحدہ بار ہوتی تھی، ان کے نام یہ ہیں مسجد سی عمرو، مسجد سی ساعدہ، مسجد سی عید، مسجد سی سلہ، مسجد سی راح، مسجد سی رریق، مسجد سی غفار، مسجد سی اسلم، مسجد حمینہ،

ان کے علاوہ مختلف مقامات پر حسبِ دِل مساجد کے نام ملتے ہیں،

مسجد سی حد رہ، مسجد بنی امیہ (انفار کا ایک قبیلہ) مسجد سی سیامہ، مسجد سی الحلی، مسجد سی عصیہ، مسجد سی یصلی، مسجد سی دیار، مسجدانی بن کعب، مسجد انانہ، مسجد ابن عدی، مسجد طحارت بن حریر، مسجد سی حطہ، مسجد یصلی، مسجد سی حارہ، مسجد سی طفر، مسجد بنی عبد الاشمل، مسجد واثم، مسجد بنی معاویہ،

لے مسلم کتاب الامارت، ماب توت الحکمۃ للشہید،

حدائقِ مسجد سی و سیط، مسجدی وائل، مسجدِ اشرف،
 عرصِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کے گوشہ گوشہ میں صدائے واحد کا گھر تعمیر
 ہو گیا تھا تھاں ہر بیابان وقت اسکا نام لیا جاتا تھا،

ائمہ اربعہ | مساجد کی تعمیر کے ساتھ اس کے لئے ائمہ بھی مقرر فرماتے تھے، معمولاً ہر قسید کے بڑے
 حافظ قرآن کو یہ منصب عطا ہوتا تھا اور اس میں آقا و غلام اور جھوٹے بڑے کا فرق نہ تھا، غلام
 آقاؤں کی امامت کرتے تھے، ہجرتِ موسیٰ سے پہلے مدینہ میں تو ہماریں آچکے تھے، حضرت
 ابو جہلہؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالمؓ اُن کی امامت کرتے تھے، آئیے امام کے استیصال کے
 لئے یہ اصول مقرر فرمایا تھا کہ "جماعت کی امامت وہ کرے جو سب سے زیادہ کلام اللہ پڑھا ہو اگر
 اس وصف میں سب برابر ہوں تو اس میں جو سب سے زیادہ سنت سے واقف ہو، اگر اس میں بھی
 مساوات ہو تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو، اگر اس میں بھی برابر ہوں تو جس کی عمر زیادہ ہو،

جن جن مقاموں پر مدینہ سے محال مقرر ہو کر جاتے تھے عموماً وہی ۱۰ ہاں کے امام بھی
 ہوتے تھے، بعض بڑے مقاموں پر محال اور امام کے وراثت ملحدہ علیحدہ دو شخصوں سے بھی ملتی
 ہوتے تھے،

سیرت کی کتابوں میں عہدِ موسیٰ کے اماموں کی نام نہ نام تفصیل نہیں ملتی، مختلف روایات
 اور بیانات سے حسب ذیل اماموں کا تہہ جلتا ہے،

مصبیٰ بن عمیرؓ	مدینہ منورہ	ہجرتِ موسیٰ سے پہلے مدینہ میں انصار کی امامت کرتے تھے،
سالمؓ حضرت ابو جہلہؓ		ہجرتِ موسیٰ سے پہلے ماجرہ میں مدینہ

لے عیسیٰ ترح بخاری ج ۲ ص ۴۶۸، لے مسلم ص ۳۷۸، لے مسند احمد ج ۴ ص ۱۸۰

کے آرا کر دو عداہم ،	مدینہ	کی امامت کرتے تھے ،
ابن ام ماکرؓ	,	مودوں تھے اور آنحضرت صلعم کے پیرو
حضرت الوکرؓ ،	"	سے ماہر تشریف یحائے کے راہ میں
عتاں بن مالکؓ ،	نبی سالم	امامت کی خدمت بھی احکام دیتے تھے
معاویہ بن جہلؓ ،	سی سلمہ	آنحضرت صلعم کے مرض الموت میں امت
ایک انصاریؓ ،	مسجد قبا	کی خدمت احکام دی تھی ،
عمرو بن سلمہؓ ،	نبی حرم	ایسے قلیلہ کے امام تھے ،
اسید بن حفصہؓ	"	"
اس بن مالکؓ یا کوئی اور	نبی حار	"
صحابیؓ ،		"
مالک بن نویرتؓ ،		"
عتاب بن اسیدؓ	مکہ	"
عتاں بن ابی العاصؓ ،	طائف	"
الورید انصاریؓ ،	عمان	"
مؤدیں عائلاً اداں کی خدمت کے لئے کوئی خاص شخص نہیں ہوتا تھا ، تاہم حیدر برگ اس		
خدمت کے لئے مخصوص تھے		

سردوں	پیسہ سو رو	سرت ملال
مسوقہ	مرولی ہار	سہام کتبہ
سعد حرم	ملکہ	سعد القرقطہ
		الومحدور صمعی

مرض آنحضرت صلعم نے یہاں سے سفر کرنے پر بیتر حد اسے واحد کی عبادت کے حملہ
استقامات مکمل فرمائے،

تاسیس حکومت الہی

آنحضرت صلعم کی نعت کا حقیقی مقصد دعوتِ توحید، اصلاحِ اخلاق اور تزکیہ نفس تھا۔
اس کے علاوہ دوسرے کام صمعی تھے اور صرف اس حد تک جس حد تک مذکورہ بالا مقاصد کے
حصوں میں معاون اور قیام اس کے لئے ضروری تھے، اسلام دنیا میں تباہنشاہی قائم کرے کے
ہیں، بلکہ اسے مٹانے اور اس کے حوالہ پر خلافت الہی قائم کرے کے لئے آیا تھا اور اپنے
ساتھ ایک دائمی سرعیت اور ایک مکمل قانون لایا تھا، جو انسانوں کی دیوبی اور انرویی فلاح کا
حاصل تھا، اس قانون کے تحفظ و اداء اور قیام اس کے لئے ایک نظام کی ضرورت تھی، اس لئے
اسلام کی تبلیغ و اساعت کے ساتھ ساتھ خلافت الہیہ کی بھی تشکیل ہوتی گئی، یہ کوئی تباہنشاہی نظام
نہ تھا، بلکہ اسلام کی محدود ضروریات کے مطابق ایک سادہ اور مختصر نظام حکومت تھا، وقتاً فوقتاً
حضورِ یات یس آتی جاتی تھیں ان کے مطابق نظام متاعا تھا،

اگرچہ ذات اقدس حملہ مدہی و انتظامی امور کا مرجع تھی، لیکن تنہا ایک ذات عظیم اتنا

لے ان کے نام حدیث کی تمام کتابوں میں ہیں،

مدہبی دہمہ داریوں کے ساتھ انتظامی امور کی تکمیل نہیں ہو سکتی تھی، اس لئے انہیں مختلف سے قائم کر کے انہیں اکا رصحاء کرام کے متعلق فرامات تھا، اس لئے اسلام حکومت یہ تھا،

فوج اور امیر العسکری | یونکہ اسلام جنگ کے لئے نہیں آیا تھا اس لئے اس کی کوئی ناقصہ اور مسطح بھی نہ تھی، لیکن حق و باطل کی معرکہ آرائی کے وقت مسلمان مجاہد تھا، اور ان کو مکر صدیق سے لے کر ایک معمولی غلام تک میدان جہاد میں سرکف نظر آتا تھا، بڑے بڑے معرکوں میں آنحضرت صلعم نہیں قیادت فرماتے تھے، بدر، احد، جبر اور فتح مکہ وغیرہ میں آپ ہی امیر العسکر تھے کہ اس معرکوں کا مقصد جو بریری اور فتح تھا، بلکہ وح کی اخلاقی و روحانی نگرانی اور اصول و آئین جنگ کی تائید بھی تھا، مجاہدین اسلام کی جس حرلی نے اعتدالیوں پر اپنے گرفت فرمائی اس کی تفریح و غوات کے حالات میں موجود ہے، لیکن چھوٹے چھوٹے سراپا میں کما رصحاء امیر العسکر ہوتے تھے جس کے حالات اور گد ریکھے ہیں،

اقبال | اقبال کے ورائض آپ خود انجام دیتے تھے، لیکن بعض صاحب علم صحابہ بھی اس خدمت کو بحال لاتے تھے،

مقدمات کا فیصلہ | مدینہ اور حوائی مدینہ کے قضیے آپ جو فیصلہ فرماتے تھے، لیکن اگر اقبال یا روہ صاحب علم صحابہ جو متعلم نہ کر بھیجے جاتے تھے اس خدمت کو انجام دیتے تھے، حضرت علی اور حضرت معا د بن جمل کو اپنے مین کا قاضی مقرر فرمایا تھا، انصواء (اسے) مقرر کیا گیا،

کاتب | آپ دعوت اسلام کے خطوط بھیجتے تھے، قبائل، اقوام سے تحریری معاہدے ہوتے تھے مسلمان قبائل اور عمال و محصلین کو احکام و ہدایات بھیجتے تھے، اس لئے کاتب کا شعبہ نہایت ضروری تھا، اس کا کوئی ماحاطہ محکمہ نہ تھا، لیکن بہت سے صحابہ اس خدمت کو انجام دیتے تھے، حضرت رید بن ثابت انصاری اور آخر میں امیر معاویہ کاتب وحی تھے،

اعتساب | ایسی قوم کے اخلاق و عادات، سیر و سرائے اور معاملات داد و ستد کی گمرانی کا نام ہے۔
 محکمہ عہد سہوی میں یہ تھا، لیکن اس کی بنیاد اسی زمانہ میں بڑھ گئی تھی، آپ بہ لیس لیس ان امور کی
 گمرانی فرماتے تھے، لوگوں کو حریاتِ اخلاق کی تعلیم دیتے تھے، اور اس قسم کی روگذاستوں پر عہدہ
 فرماتے تھے، تجارت میں ایسے بہت سی اصلاحات جاری کیں، اور اس پر سختی کے ساتھ عمل
 کرایا، جو لوگ تحمینہ سے عہدہ دیتے تھے، ان کو اس مات پر سزا دی جاتی تھی کہ ایسے گھروں میں
 مستقل کرنے سے پہلے اس کو خود اسی عہدہ سے جرح دیں!

کسی کسی تحقیقات کے لئے خود مارا ترس رہا لیا جاتے تھے، ایک مار آب مارا رہے
 گدرے تو عہدہ کا ایک انار نظر آیا، اس کے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھا تو لمبی محسوس ہوئی، کاغذ
 سے پوچھا، اس نے جواب دیا، مات سے بھیک گیا ہے، فرمایا تو اس کو دیر کیوں نہیں
 کر لیا کہ ہر شخص کو نظر آتا، جو لوگ فریب دیتے ہیں وہ ہم میں سے نہیں ہیں!

عمال کا حائرہ | ورائے احتساب میں سب سے مقدم ورس عمال کا احتساب ہے، جیسا چرچ
 عمال رکوۃ اور صدقہ وصول کر کے لاتے تھے تو آپ حائرہ لیتے تھے کہ انھوں نے کوئی جا
 طریقہ تو ہمیں اختیار کیا ہے، ایک مرتبہ ایک صحابی ابن اللہیہ کا حوصدہ وصول کر کے لائے
 تھے حائرہ لیا، انھوں نے کہا یہ مال مسلمانوں کا ہے، اور یہ مجھ کو ہدیہ ملا ہے، آپ نے فرمایا، لیکن
 بیٹھے بیٹھے تم کو یہ ہدیہ کیوں ملا؟ اس کے بعد ایک عام خطبہ دیا جس میں اس کی سخت ملامت کی
 حکام اور ولایۃ | مقدمات کے فیصلہ، اقامت عدل اور قیام ان کے لئے مختلف مقامات پر حکام
 دولۃ مقرر فرمائے، ان حکام اور ان کے مقاموں کے نام یہ ہیں،

مذاہب و مذاہب	ہرام گور کے خاندان سے تھے، سلاطین عجم میں سے پہلے
---------------	---

لے کاری کتاب البیوع، لے صحیح مسلم کتاب الایمان، لے کاری کتاب الاحکام،

مترت ماسلام ہوے، آنحضرت صلعم نے ان کو یس کا والی
مقرر فرمایا،

مادان بن سامان کے بعد صغار کے والی مقرر ہوئے، تہریں
مادان مارے گئے تو ان کی جگہ والی مقرر ہوئے،
آپ نے ان کو کندہ اور صدق کا والی مقرر فرمایا تھا، لیکن
وہ ابھی رواہ نہ ہوئے تھے کہ آپ کا انتقال ہو گیا،

والی حرموت،

والی حد،

والی نحران،

والی تیماء،

والی مکہ،

مستولی احاس میں،

والی عاں،

والی حریں،

تہریں ماواں،

خالد بن سید بن العاص،

ہما حرن ابی امیہ مخزومی،

ریادہ بن لید انصاری،

معاذ بن جبل،

عمر بن حرم،

یرید بن ابی سعیاں،

عتاب بن اسید،

علی بن ابی طالب،

عمر بن العاص،

علاء بن حصری،

مصلین اگرچہ مسلمانوں کا خوشایاں ہر قبیلہ کو اپنے صدقات و رکوۃ خود لاکر پیش کر لے یا
کرتیا تھا، لیکن ایک وسیع ملک کے محصل کی تحصیل کے لئے ایک باقاعدہ نظام کی ضرورت تھی
اس ضرورت کے لئے آنحضرت صلعم نے ہر قبیلہ میں صدقہ اور زکوۃ کے محصل مقرر فرمائے، عموماً
ہر قبیلہ کے سردار کو یہ منصب سیرد ہوتا تھا، ان کے نام یہ ہیں،

مقام	محلہ	مقام	محلہ
بولیت	الوجہ بن مدلیہ	طے و بنی اسد	عدی بن حاتم
سی ہریم	ایک مدلیہ	سی عمرو	صحوال بن صحوال
مدیہ	عمر فاروق	سوحطہ	مالک بن یویرہ
کمران	عید بن اسد	عقاد واسلم	ریدہ بن حصیب السی
تھر حیر	عبداللہ بن راحہ	سیلم و مریرہ	عماد بن شتر اللاتہلی
حضر موت	ریاد بن لید	ہنیہ	رائع بن کیت جسی
صوبہ میں	الوموسیٰ اتتری	سوسعد	دربقاں بن مدر
"	عالد بن ولید	"	قیس بن عامم
کمری	آماں بن سعید	سوفراہ	عمرو بن العاص
تیار	عمرو بن سعید العاص	سوکلاب	صحاک بن سفیان کلابی
تحصیل حسن	محمد بن حرر	سوکوب	سرس سفیان الکعبی
ہو تمیم	عیسیٰ بن حصص واریا	نودیاں	عبداللہ بن اللتیہ

یہ محصلین تو انین صدقات و رکوۃ کے عالم ہوتے تھے لگو ایک و زمان عطا ہوتا تھا۔
 نہ تصریح بنا دیا تھا کہ کس قسم کے مال کی کتنی تعدادیں رکوۃ کی کیا مقدار ہے حجات کر مال
 لیے اور حق سے زیادہ لیے کی اجازت نہ تھی،

محصل کے اقسام اہد سوی میں محصل کی یا حج قہیں تعلیمت ہے، رو، ہریہ اور حراج
 اس کے مہار غنیمت یعنی حوالہ دہتموں سے فتح کے موقع ملتا تھا یہ کوئی مستقل آمد
 نہ تھی، اس کو قرآن نے حد کی ملک قرار دیا ہے اور اس کا یا یحواں حصہ خدا اور رسول کے نام

سے حکومت کے مصالح اور اغراض کے لئے مخصوص کر دیا ہے یعنی یہ سیاہیوں کی ملکیت نہیں ہے، بلکہ امام وقت مصالح کی مابین صرف میں چاہے اس کو صرف کر سکتا ہو، لیکن ایک موقع کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کے بعد کل مال عیبت مجاہد میں رار رار تقسیم فرمادیتے تھے، سوار سیاہیوں کو تیس حصے ملتے تھے اور سیدل کو ایک حصہ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سوار کو دو ملتے تھے، خمس کا مال بھی عموماً آب دوی القرنی، تیمائی، مساکین اور عریب الدیار مسافریں میں تقسیم فرمادیتے تھے،

زکوٰۃ، صرف مسلمانوں پر فرض تھی اور چار مدوں سے وصول ہوتی تھی، نقد و بیہ بھل اور سید اور مویشی (ماستناے گھوڑے) اساب و سامان تجارت، دوسو درہم چاندی اور میں متقال سونے اور یاج اونٹ سے کم پر زکوٰۃ نہ تھی سیدوں کی زکوٰۃ کے لئے سید اور کایاج و منق سے زیادہ ہوا ضروری تھا، مویشیوں کی زکوٰۃ مختلف جنس کی مختلف تعداد کے لحاظ سے ہے، سید اور میں حواریں مانتے پانی سے ہوتی ہے، اس میں سونے حصہ ہے اور حواریں پانی کے درجہ سے ہوتی ہے اس میں بیسواں حصہ ہے، زکوٰۃ کے مصرف کی تعیین خود قرآن نے کر دی ہے، فقہاء مساکین، نو مسلم وہ علام حسن کو اور ادا کرنا ہوا، مقروض مسافر، محصلین زکوٰۃ کی حوائج،

بھرنیہ، غیر مسلم رعایا سے اُس کی حفاظت کی ذمہ داری کے معاوضہ میں لیا جاتا تھا، سکی نقد امتیں نہ تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے زمانہ میں ہر مستطیع اور مانع مرد سے ایک دینار سانا وصول کرنے کا حکم دیا تھا، اکیس اور عورتیں اس میں دھل نہ تھے،

لے ابو داؤد حکم اس حیرت انگیز کتاب الزکوٰۃ باب العروس ادا کانت للتجارة ثلثہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ

خراج غیر مسلم کا تنگ کردن سے حق مالک نہ کے معاوضہ میں رہیں کی سید اور کا جس قدر حصہ ماہمی معاہدہ سے ملے ہو جائے، حیر، حدک، وادی القریٰ اور تیمار و غیرہ سے جراح ہی وصول ہوتا تھا

حریر اور جراح کی آبی سیاہیوں کی تنخواہ اور جنگی مصارف میں صرف ہوتی تھی اور وصول ہو کر آتا تھا، انحصار صلح ہی وقت مجاہدین میں تقسیم فرما دیتے اس کے نام درج رجسٹر تھے، اہل و عیال والوں کو دوجھتے ملتے تھے اور محروک ایک لے،

شرعیات کی تائیس تکمیل تمام مذاہب عالم میں یہ امتیاز صرف اسلام کو حاصل ہے کہ وہ تہا و عبادت اور عبادات کا مجموعہ ہیں ہے، ملکہ اپنے پیروں کے ترکیہ اخلاق، اور ان کی آخری اور صلاح کے ساتھ ان کے حملہ دیاوی ضروریات کا بھی کھیل ہی، اس لئے وہ اپنے ساتھ ایسا مکمل قانون لایا جو مسلمانوں کی روحانی تربیت کے ساتھ ان کی دنیاوی اور مادی زندگی کے تمام شعبوں پر بھی حاوی ہے، اور امت مسلمہ کے لئے دستور حیات بھی ہے اور ایک مسلمان کی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے اسلام میں اصولی ضابطہ موجود ہے، اس قانون کو اسلامی اصطلاح میں شریعت کہتے ہیں اس قانون کی تائیس کا آغاز رعیت بنی سے ہوا اور اختتام آپ کی وفات پر بھی کامل تکمیل کی مدت میں حسب ضرورت بتدریج مکمل ہوتا رہا، اس کی چار شاخیں ہیں، عقائد، عبادات، معاملات اور عام اخلاق ان میں سے دینی عقائد و عبادات خدا اور سہ کے درمیانی تعلقات اور ترکیہ روح و اخلاق سے متعلق ہیں، اور دینی معاملات اور اخلاق انسانوں کے ماہمی تعلقات سے متعلق ہیں، عقائد میں توحید، رسالت، ملائکہ، قیامت، اور خیر و شر اور ہر اور حرار، پر ایمان، عبادات میں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ پر عمل (حلال و حرام کے ضوابط بھی اس سے متعلق ہیں)، معاملات، وراثت و وصیت، وقف، نکاح و طلاق، حدود و تعزیرات، تجارت

اور پس دیں وغیرہ یعنی مسلمانوں کی دنیاوی معاشرتی زندگی سے متعلق صواب و اقواء، اخلاق، اس کے ایک دوسرے کے ساتھ اخلاقی ورائس،

کلام اللہ میں اس کے متعلق اصولی احکام موجود ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قول سے ان کے حزیات کی تشریح فرما کر اور عملاً اس کو برت کر دکھایا، اور اپنی زندگی میں ایک جماعت موعود علی سادہ، اسلامی تربیت خود ایک مستقل اور وسیع موضوع ہے، لیکن اس کی تفصیل ہمارے موضوع سے خارج ہے یہ سب اسلام پر لکھے والے کام ہے،

حجۃ الوداع

حسارے عرب میں اسلام پھیل چکا، حد کی پھٹکی ہوئی مخلوق اپنے اصلی مرکز پر تھی اسلام کے عقائد اعمال اور تربیت کے اصول و فروع کی تکمیل ہو چکی، حکومت الہی کا قیام عمل میں آچکا، اور سارے عالم کی رہائی کے لئے ایک جماعت تیار ہو چکی، اس وقت یہ حکم نازل ہوا:

اِذَا حَضَرَ لَكُمْ اللهُ وَالْهَيْدُ ذُرِّيَّتُ

النَّاسَ تَدْحُلُوْكَ فِيْ دِيْنِ اللهِ

اَفْوَاخًا فَيَسِيْرُ حَيْثُ رَزَقْتَ وَاسْتَعْمِدْ

اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا

استنصار کرو، حد اتو نہ قبول کر لے والا ہے

اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ متاے الہی معلوم ہو گیا کہ اب آپ کے کام ختم ہو چکے اور دنیا میں آپ کے رہنے کی ضرورت باقی نہیں رہی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حزیرة العرب کے مسلمانوں کے سامنے خصوصاً اور ساری دنیا کے لئے عموماً اسلام، اس کی تربیت اور اخلاق کے تمام اساسی اصولوں کا اعلان کر لے کے لئے حج کا اعلان فرمایا، اس حشر کے پھیلنے ہی مسلمانوں کا ایک نئے

تشریف ہم کو ان کے لئے امڈ آیا اور ۲۷ ریلوے سٹیشن کو آبِ مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے، تمام ادوارِ مطہرات ساتھ تھیں، ذوالحجہ پہنچ کر احرام باندھا، اس وقت اسالوں کے ہجوم کا یہ حال تھا کہ آگے بھیجے، دائیں مائیں جہاں تک نظر جاتی تھی اسالوں کا دریا مثلِ طغیانا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ کر رہتے تو عام مسلمانوں کی صدائے مار گت سے دست و پا ہو جاتے تھے، مکہ کے قریب مقامِ سرف میں قیام فرمایا، دوسرے دن غسل کر کے مکہ میں داخل ہوئے کہہ کر نظر پڑی تو فرمایا اے خدا اس گھر کو اور زیادہ تشریف و عزت دے، پھر کعبہ کا طواف کیا، طواف سے درانت کے بعد مقامِ ابراہیم میں دو گاہ ادا کیا، پھر کعبہ سے تشریف لے گئے اور یہ الفاظ ارشاد فرمائے

» خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لئے سلطنت، ملک اور جہ ہے، وہ مارتا اور علنا ہے اور تمام حیرتوں پر قادر ہے کوئی خدا نہیں، مگر وہ ایک ہے۔ اے ایسا وعدہ یوں کیا، اور ایسے وعدہ کی مدد کی، اور اکیلے تمام مسائل کو شکست دی۔

پھر صفا سے اتر کر کعبہ مردہ پر تشریف لے گئے اور طوافِ سعی سے فارغ ہونے کے بعد ان لوگوں کو جن کے ساتھ قربانی کے حاور ہیں تھے عمرہ تمام کر کے احرام کھولنے کا حکم دیا، پھر تین دن کے دل آٹھویں تا یحییٰ میں قیام فرمایا،

حطۃ الوداع | نویں دی اکھ کو نمازِ فجر کے بعد مسلمانوں کے ساتھ عرفات تشریف لے گئے، اور ناقہ پر سوار ہو کر وہ آخری اور مشہور و معروف حطہ دیا، جو تاریخِ اسلام میں حطۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے، یہ حطہ سلامی تعلیمات کا خلاصہ اور عطر ہے، یہ پہلا دن تھا کہ اسلام اپنے

یورے جاہ و جلال کے ساتھ نمودار ہوا، اور جاہلیت کے تمام یہودہ مراہم مٹا دیئے گئے جیسے
آپ نے اعلان فرمایا،

”ہاں جاہلیت کے تمام دستور میرے ماؤں کے نیچے ہیں
مخلوق الہی طہقات و مراتب کے امتیاز سے سٹی ہوئی تھی، غلام آقا کی ہمسری نہیں کر سکتے
تھے، شرف اراذنی طہقوں سے بالاتر مخلوق سمجھے جاتے تھے عامی، علماء کے ساتھ گفتگو کرنے کے نمی
نہ تھے، آپ نے یہ ساری حدیں توڑ کر انسانیت کی ماہوار سطح کو برابر کر دیا،

”لوگو! ہاں لے شک تمہارا رب ایک ہے، اور تمہارا بایک ہے، ہاں عربی
کو غنی ویرا و غنی کو عربی یا سرح کو سیاہ ویرا و سیاہ کو سرح کو کوئی ہصیلست نہیں، مگر
تقدیمی کے سبب سے؟“

اسلام کے رستہ لے اساموں کو ماہم بھائی سادیا،
ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اور سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں
غلاموں کے ساتھ برابر کا سلوک کرنا چاہئے،

تمہارے غلام، تمہارے غلام، جو خود کھاؤ وہی ال کو کھلاؤ، جو خود پیو وہی
ال کو پیناؤ،“

عرب میں اگر ایک شخص کسی کے ہاتھ سے قتل ہو جاتا تھا تو قاتل و مقتول کے قبائل
میں تینتالیشت تک انتقام کا سلسلہ جاری ہو جاتا تھا، اور ایک ایک قتل کے بدلہ میں
سیکڑوں برس تک جوں کی بدیاں ہتھی جیتی تھیں، آپ نے اس جاہلی حیمیت کو مٹا دیا،
اور سب سے پہلے اپنے خاندان کا خون ہر کیا،

لے الوداؤ، لے ایہ وسلم لے مسداحہ بن صل، لے مسدک حاکم ج اول ص ۹۳، لے اس سود،

جاہلیت کے تمام حوں (انتقام) مائل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں (ایسے حامداں کے)
ریسہ س حارت کے بیٹے کا حوں مائل کرتا ہوں؛

سارے عرب میں سہایت وسیع سودی کاروبار پھیلا ہوا تھا، سرمایہ دار غلام کا خون چوستے
تھے، ہر مقروض اپنے قرضخواہ کا غلام تھا آئیے اس دامن کا حلق اللہ جس کا صید زلوں تھی، تارتا
الگ کر دیا، اور سب سے پہلے ایسے چچا حضرت عباسؓ کا سودا مائل کیا،

جاہلیت کے تمام سودا مائل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے ایسے حامداں عباسؓ س مطلب
کا سودا مائل کرتا ہوں؛

عورتوں کا کوئی درجہ نہ تھا، ان کی حیثیت ملک حاد اسے زیادہ نہ تھی، ان کو حقوق میں
مساوات عطا ہوئی،

’عورتوں کے معاملہ میں حد اسے ڈرو، تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے؛‘

عرب میں جان و مال کی حفاظت کی کوئی ضمانت نہ تھی، سسکو حو جاتا تھا قتل کر دیتا تھا
اور جس کا مال جاتا تھا، جھپٹ لیتا تھا، ان دونوں کی حرمت قائم کی گئی،

’تمہارا حوں اور تمہارا مال با قیامت ایسی طرح حرام ہے، جس طرح یہ دل اس سبب
میں اور اس سہر میں حرام ہے؛‘

پھر آبے امت کی رہنمائی کے لئے ہدایت ربانی کا مجموعہ امت کے سپرد کیا اور
تسکیر فرمائی،

میں تم میں ایک حیر حوڑتا ہوں، اگر تم نے اس کو مصبوط کیڑا یا تو گمراہ نہ ہو گے،

لے سلم و اللوداؤد، لے حضرت عباسؓ سودی کاروبار کرتے تھے اور سب سے لوگوں کے ذمہ ان کا سودا ماتی
تھا، لے سلم و اللوداؤد، لے ایسا، شہ طری داں ہتام، لے سحاری و سلم،

وہ حیر کیا ہے، کتاب اللہؐ،

اس کے بعد چند اصولی احکام بیان فرمادئے،

”ہدا لے ہر حق دار کو (داروے و رات) اس کا حق دیدیا، اب کسی وارت کے لئے

وصیت حائر نہیں ہے“

’لڑکا اس شخص کا ہے جس کے ستر سریدار ہو، ربا کار کے لئے تیر ہے، اور اں کا حساب

ہدا کے دہ ہے،

جو شخص ایسے مایہ کے علاوہ کسی اور کے مست ہوئے کا دعویٰ کرے اور جو غلام

ایسے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف ایسی مست کرے اس پر ہدا کی لعنت ہے،

ہاں عورت کو ایسے توہر کے مال میں سے اسکی اجارت کے بغیر کچھ لیا حائر نہیں

ہے، قرص ادا کیا جائے، عاریت واپس کیجائے، عطیہ لوٹایا جائے، صامس تاواں

کا دمہ دار ہے،

یہ احکام بیان فرما کر مجمع سے سوال کیا،

”تم سے ہد امیری مست یوحجے کا تو تم کیا جواب دو گے؟“

صحابہ نے عرض کی ”ہم کہیں گے آئیے خدا کا پیغام بھیجا دیا اور اپنا مرض ادا کر دیا“ آئیے

آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور فرمایا،

”اے خدا تو گواہ رہا، اے خدا تو گواہ رہا، اے خدا تو گواہ رہتا“

وہ

میں اس وقت جب آپ نبوت کے آخری فرائض ادا فرما رہے تھے، یہ آیت نازل ہوئی

لے صحاح، لے یہ احکام حدیث اور سیرت کی مختلف کتابوں میں ہیں، لے سلم و لوداؤد، لے ایضاً

شہ بخاری و مسلم،

النَّوَّةَ الْمَلَكُ نَكَمُ دَسْكَوْ وَانْتَمَتْ
آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اور

عَلَيْكُمْ لِعَمَّتِي وَرَصِنْتُ لَكُمْ
اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے

الْإِسْلَامُ دَسَّاهُ
مہربان اسلام کو اتھا کیا،

حطہ سے فارغ ہونے کے بعد طہ و عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی، پھر ماقہ یرسوا ہو کر موقف
تشریف لائے، اور کھڑے ہو کر قلمہ رو دیر تک دعائیں مصروف رہے، آفتاب ڈوتے
وقت یہاں سے روانہ ہوئے، مردقہ پہنچ کر معرب کی نماز ادا فرمائی، رات بھر آرام کر کے نماز
نحر کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے، مردقہ کی طرف کوچ فرمایا، راستہ میں سائیں حج کے مسائل
پوچھتے جاتے تھے، آپ جواب دیتے تھے اور رورور سے مساک حج کی تعلیم دیتے جاتے تھے،
حجرہ پہنچ کر رمی حمار کیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا،

’مہربان علو اور مالہ سے نچو کیونکہ تم سے پہلے کی قومیں اسی سے مراد ہوئیں‘

اسی دوران میں یہ بھی فرمایا،

’حج کے مسائل سیکھ لو میں ہیں جاتا کہ تادم اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی بوت‘

رمی جمار سے فارغ ہونے کے بعد منی کے میدان میں تشریف لائے، حضرت بلالؓ کے

ہاتھ میں ناقہ کی ہمار تھی، حضرت اسامہؓ زیدؓ بھی بیٹھے ہوئے چادر سے سایہ کئے ہوئے تھے،

آگے بچھے دائیں بائیں ایک لاکھ مسلمانوں کا مجمع تھا، ۳۰ سالہ فرائض نبوت اور جاسکاہ

محنت کے ثمرات و نتائج لگا ہوں کے سامنے تھے، زمین سے آسمان تک قبول و اعتراف

حق کا نور برس رہا تھا، اب ایک نئی تشریعت نئے نظام اور نئے عالم کا آغاز ہو رہا تھا، اس لئے

ارشاد فرمایا،

لے اس امر و سن سائی، اللہ مسلم و اللہ اود،

اتدائیں حدائے حب آسمان درمیں کو بیدار کیا تھا، رمانہ پھر پھر اگر پھر اسی نقطہ پر گیا۔
 ابراہیم خلیل اللہ کے طریقہ عبادت حج میں عربوں نے ایسے اغراض کی ناپرست سی
 ترمیمیں کر دی تھیں، حج کے مہینوں میں حوریری حرام ہے، اس لئے حکمِ عربِ حجاز
 کے لئے مہینوں کو گھٹا کر دیتے تھے، لیکن اب پھر حج ایسی شکل و صورت میں آ رہا تھا،
 اس لئے آپ نے اعلان فرمایا،

”سال کے ارہ مہینے ہیں جس میں جاریہ مہینے قابل احترام ہیں، تین متواتر دو قعدہ دو لکھ
 اور محرم اور جو تھا جب معرکہ ہندو حجاجی اتنی اور ستعاں کے سچ میں ہے،
 دنیا میں عدل و انصاف اور امن و امان کا مدار تین حیرت انگیز چاند مال اور آسمان کی حفاظت
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن پہلے کے حطہ میں اس کی حرمت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تھے، لیکن
 اور چون اشام عربوں کو ذہن نشین کرانے کے لئے زیادہ تاکید کی ضرورت تھی، اس لئے دوبارہ
 آپ نے ہدایت طبع انداز میں اس کا اعادہ فرمایا اور اس سے مخاطب ہو کر یوحنا،

”کچھ معلوم ہے آج کو سادہ ہے لوگوں نے عرض کیا، خدا اور اس کا رسول ریا
 ہوتا رہتا ہے، آپ کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا ”کیا آج قرمانی کا دن نہیں ہے؟“
 لوگوں نے کہا ہاں متیک ہے، پھر ارشاد ہوا، یہ کو سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے پھر اسی
 طریقہ سے جواب دیا، آپ نے پھر کچھ دیر سکوت کے بعد فرمایا ”کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟“
 لوگوں نے کہا ہاں متیک ہے، پھر یوحنا کو سا سہرہ ہے ”لوگوں نے دستور
 جواب دیا، آپ نے پھر سکوت کے بعد فرمایا ”کیا یہ ملحدہ الاحرام نہیں ہے؟“ لوگوں نے
 عرض کیا ہاں متیک ہی،

لے روایت الیٰ کرہ ۷۱۱۱

اس طریقہ استفسار سے جب لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پوری طرح جاگزین ہو گیا کہ
 آج کا دن، ہیثمہ اور تھر سب محترم ہے یعنی اس دن، اس مقام پر جنگ جو بریری جائز نہیں تو فرمایا
 ”تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری آرزو (بقیامت) اسی طرح محترم ہے جس طرح
 یہ دن، اس ہیثمہ میں اور اس تھر میں محترم ہے،

قوموں کے لئے سسے زیادہ تباہ کن ان کی ماہی خانہ جنگی ہے، اس لیے مسلمانوں کی متحدہ
 قومیت کے دوام و ثبات کے لئے فرمایا،

”ہاں میرے بعد مگر وہ ہو جا کہ جو دایک دوسرے کی گردن مار لے لگو تھو کہ
 سامنے حاضر ہو یا بڑے گا، اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی ماریس کرے گا،
 یہ ظلم عالمگیر تھا کہ اگر کسی سے کوئی جرم سرزد ہوتا تھا تو سارا خاندان محرم سمجھا جاتا تھا، اور اصلی
 محرم کے فرار ہو جانے کی صورت میں باپ کے عوض میں بیٹے اور بیٹے کے بدلہ میں باپ سے
 مواخذہ کیا جاتا تھا، اس ظلم کی ان الفاظ میں بکلی فرمائی گئی،

”ہاں محرم اپنے جرم کا آپ ذمہ دار ہے، ہاں باپ کے جرم کا بیٹا ذمہ دار ہیں
 اور بیٹے کے جرم کا باپ ذمہ دار ہیں۔“

قبل از اسلام عرب کی پراگندگی اور بدظمی کا ایک بڑا سبب ان کی خود سری تھی کہ ان کا
 ہر فرد ایسا حکمراں سمجھا جاتا تھا اور دوسرے کی ماتحتی اور فرمانبرداری عارضہ شمار کرتا تھا، چنانچہ
 مسلمانوں کی تیرازہ بندی کے لئے انھیں انقیاد و طاعت کی تعلیم دی،

”اگر کٹی ہوئی ناک کا کوئی جستی بھی تمہارا امیر ہو اور وہ تم کو خدا کی کتاب کے مطابق
 لے بیٹھ تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو،“

لے روایت ابوکرہؓ، یعنی، ”لے ابن امیر دیندی، لے مسلم،“

اس وقت سارا عرب اسلام کے نور سے مود ہو چکا تھا، کھر و ترک کا نام و نشان باقی نہ رہ گیا تھا، تمام مخالف قوتیں یا مال ہو چکی تھیں، اس کا اعلان ال العاطین فرمایا،
 ”ہاں شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ اب تمہارے اس سہمیں اسکی
 یرستن قیامت تک نہ کھائے گی، اللہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کی بیروٹا کر دے
 اور وہ سن یرعوش ہوگا،“

خطبہ کے آخر میں ایک مرتبہ پھر اسلام کے فرائض یاد دلوائے،
 ”اے یرور و کار کو یوحنا، یا یحییٰ وقت کی غار پڑھو، مہینہ بھر کے روزے رکھو، اؤ
 میرے احکام کی اطاعت کرو، حد کی حد میں داخل ہو جاؤ گے۔
 خطبہ تمام کرنے کے بعد مجمع سے مخاطب ہو کر یوحنا،
 (الاهل ملت) کیوں میں نے میعام حدارہ مدی سادیا؟

س نے جواب دیا، ”ہاں“ فرمایا،

اللہم شہدا، اے حدانگو گواہ رہا،

بھرگو گون سے فرمایا،

فیصلع الشاہد العائب، جو لوگ اس وقت موجود ہیں وہ ان کو پہنچا دیں

جو موجود نہیں ہیں،

خطبہ کے اختتام کے بعد آجپے تمام مسلمانوں کو الوداع کہا،

اس خطبہ کے بعد بقیہ مناسک حج ادا فرمائے، ۱۳ اردی الحہ تک منیٰ ہی میں قیام رہا،
 ۱۳ اردی الحہ کو یہاں سے نکل کر وادی محصب میں قیام فرمایا، پچھلے پہر کو اٹھ کر خانہ کعبہ تشریف

لے ان ماہ و ترمذی، ۱۵ سدرک حاکم ۱۵ ص ۱۵۸

لے گئے اور آخری طواف کر کے وہیں ٹھہر کر نماز ادا کی ہزار کے بعد مدینہ کی طرف کوچ فرمایا،
راستہ میں مقام خم غدیر میں صحابہ کے سامنے ایک مختصر خطبہ دیا،

”خدا و خدا کے بعد اسے لوگوں میں بھی اتنے ہوں، مگر میں ہوں خدا کا فرستہ خدا کا ہے اور

مجھے (موت) قبول کرنا پڑے، میں تمہارے دریاں ڈوبھارتی جیروں جھوٹا ہوں

ایک خدا کی کتاب جس کے اندر ہدایت اور روشنی ہے، خدا کی کتاب کو مصبوطی سے

یکڑو، اور دوسری چیز میرے اہلبیت ہیں میں ایسے اہلبیت کے بارہ میں تکوین کرنا دلا

وفات

جزیرۃ العرب سے کفر و شرک کے استیصال اسلام کی اتاعت، تسریع و مکارم اہل
کی تکمیل تحت اوداع میں تکمیل دین کے آخری فرائض سے سکروشی اور ایوہ اکملت لکم دینکم

کی تصدیق کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد پورا ہو چکا تھا، اس کے بعد روح قدسی کو عالم

سمانی میں رہنے کی ضرورت ماقی نہ رہ گئی تھی، اس لئے تحت اوداع ہی میں آپ نے مسلمانوں

کو اوداع کہا اور مدینہ و اس تشریف لانے کے بعد عالم آب و گل چھوڑ لے اور رفیق اعلیٰ سے

ملنے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے، زیادہ وقت مسیح و تمیل میں بسر ہو لے لگا،

شہداء دین تہدائے اہل نے بڑی بے کسی سے حان دی تھی، اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

دل بڑا تر تھا، اس لئے مدینہ سے واپسی کے بعد اس سے رخصت ہونے کے لئے ان کی قروں

پر تشریف لے گئے اور اس سے اس طرح رخصت ہوئے جس طرح ایک مرنے والا اپنے لئے

کو وداع کہتا ہے!

۱۔ صحیح بخاری کتاب الحج،

اس کے بعد ایک ٹمنہ حطہ دیا جس میں فرمایا،

”میں تم سے پہلے حرمِ سرا ۶ ہوں، اس کی وسعت تھی سے اُختی ایلہ سے جھٹک تک، کھوکھو
تمام دیا کے حراؤں کی کچی دی کی ہے، مجھ کو کس کا خوف ہیں ہے کہ میرے بعد تم
ترک میں مبتلا ہو گے لہذا اس سے ڈرتا ہوں کہ دیا میں مبتلا ہو جاؤ اور اس کے لئے
آئیں میں کست و حوں کرو اور اس طرح ہلاک ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلے کی تھیں
ہلاک ہوئیں!“

ادیر غزوات میں گد رچکا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ کو ایمون نے شہید کر دیا تھا،
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آغازِ غزوات سے ایک دن پہلے ان کے لڑکے اسامہ کو حکم دیا کہ وہ فوج لیکر
جائیں اور اپنے والد کے خوں کا انتقام لیں،

۱۸ یا ۱۹ صفر ۳؎ کو آپ مسلمانوں کے گورِ عریانِ حتمہ الشیعہ تشریف لے گئے وہاں سے
وایں ہوئے تو مراجعِ ناساز ہو گیا، بیماری کی حالت میں بھی آپ ابراہہ عدل ماری ماری سے
ازواجِ مطہرات کے گھروں پر بسر و مات تھے، حبِ مرض زیادہ بڑھا تو اس سے اجازت
لے کر حضرت عائشہؓ کے یہاں مستقل قیام فرمایا،

حب تک چلنے کی طاقت رہی مگر مسجد میں ادا فرماتے رہے، آخری نمازِ معرب کی
پڑھائی، بعض روایتوں میں ہے کہ طرکی، عشاء کی نماز کے لئے کئی مرتبہ مسجد کا قصد کیا، مگر مص کی
شدت و نقاہت سے ہر مرتبہ عتق آگیا، اس لئے حضرت ابو بکرؓ کو مار پڑھانے کا حکم دیا، پھر
عائشہؓ نے معدرت کی کہ وہ رقیقِ اقلب ہیں، آپ کی جگہ ان سے نہ کھڑا ہو جائے گا، لیکن
آپ نے دوبارہ حکم دیا، اسکے بعد کئی دن تک حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھاتے رہے،

لے ماری، لے ماری اب الامانہ واس سعد وفات ہوئی،

واقعه قرطاس | وقت سے یار دن پہلے (جمعرات کو) آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ داوات کا عدلاؤ
 میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں س کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے، حضرت عمرؓ نے لوگوں سے
 کہا رسول اللہ کو مرض کی سبب ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے، جو تمہارے لئے کافی
 ہے، اس پر حاضرین میں اختلاف ہوا بعض کہتے تھے نبیل ارشاد کیجائے، بعض حضرت عمرؓ کی
 تائید کرتے تھے، اس اختلاف پر حبشہ کے دو بزرگ رٹھا تو لوگوں نے کہا آپ مرض کی شدت میں
 بے حواسی کی باتیں کرتے ہیں، آپ سے پھر بوجھ لو، دوبارہ حب لوگوں نے استفسار کیا تو
 ایسے فرمایا مجھے میری حالت پر بھڑ دو، میں س تمام میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف
 تم مجھے لاتے ہو؟

لے قرطاس کی روایت حنیف تغیر کے ساتھ بخاری اور مسلم کے مختلف ابواب میں ہے یہ واقعہ اہل سنت اور
 شیعوں کے درمیان بڑا معرکہ الارامیت میں کیا ہے، شیعوں کا دعویٰ ہے کہ آنحضرت صلیم حضرت علیؓ کی خلافت
 کا وراثت لکھا جاتا ہے، جسے حضرت عمرؓ نے رد کیا، اسی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلیم کو واقعی مرض کی شدت
 تھی، وہیں مکمل ہو چکا تھا، شریعت کا کوئی حکم تعلیم کے لئے ماقی نہ دے گیا تھا خود قرآن لے لیا وہ کھلت لکھ
 دیکھ کی آیت سے تکمیل دین کی نہ کر دی تھی، ایسی حالت میں حضرت عمرؓ نے مرض کی شدت میں آپ کو تکلیف
 دینا مناسب نہ سمجھا اگر کوئی ضروری اور دینی حکم ہوتا تو آنحضرت صلیم کسی کے رد کے سے نہ رک سکتے تھے، پھر
 اس کے بعد یاروں تک رہ رہے، مرض میں اسی تکلیف بھی ہوئی کہ آپ طیبہ دیا، اس میں آپ بیاں دیا، پھر
 باز مانی لکھا دیتے، یہ جس قیاس ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت کا وراثت لکھا جاتا ہے، مکمل ہے آپ حضرت
 ابوبکرؓ کی خلافت کا وراثت لکھا جاتا ہے رہے ہوں، بخاری میں ایک روایت بھی ہے کہ آپ عبداللہؓ سے انی
 کو ملا کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا وراثت لکھا جاتا ہے تھے، لیکن پھر اسے ضروری نہیں سمجھا اور دیا خداؤ
 اہل اسلام ابوبکرؓ کے سوا کسی کو پسند نہ کریں گے، پھر قرطاس کی روایت کے یہ الفاظ قابل غور ہیں "دعویٰ"

اس کے بعد ایسے چند وصیتیں وراثت،

”کوئی متحرک عرب میں رہے یا اے سہرا کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح

ایکے زمانہ میں کیا جاتا ہے، تیسری راوی کو یاد ہیں رہی،

اس دن نمازِ طہر کے وقت طہیّت کو کچھ سکوں ہوا تو غسل فرما کر حضرت علیؓ اور حضرت

عباسؓ کے سہارے مسجد تشریف لے گئے جماعت کھڑی ہو چکی تھی، حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے

تھے، آپؓ کی آہٹ یا کرتے بھیجے ہوئے، ایسے اشارہ سے روکا اور اس کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی،

نماز کے بعد خطبہ دیا، آپؓ کی زندگی کا آخری خطبہ تھا،

”ہدائے اپنے سدا کو اختیار دیا ہے کہ خواہ وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرے یا خدا کے

باس و العالیات میں اس کو لے، اس نے ہدای کے پاس کی جبریں قبول کیں

سب سے زیادہ میں جس کی دولت و صحت کاموں ہوں وہ ابو بکرؓ ہیں، اگر میں دنیا میں

کسی کو انبی امت میں سے دوست سا سکتا تو ابو بکرؓ کو مانتا، لیکن اسلام کا رستہ دوستی کے

کافی ہے، مسجد کے رخ کوئی دریغ ابو بکرؓ کے دریکہ کے سوا مانتی نہ رکھا جائے، ہاں تم سے

پہلے قوموں نے ایسے معیروں اور رنگوں کی قروں کو عبادت گاہہ سالیانہ ہے، دیکھو تم

ایسا نہ کر مابین تم کو مع کرتا ہوں،

اس کے بعد انصار کے متعلق جو اسلام کے قوتِ ماز و تھے، فرمایا۔

(بیضاوی ص ۱۲) دالیدی انا ہدیہ حیدر مانتا دعو سی عظیمہ یعنی مجھے میری حالت یہ چھوڑ دو جس مقام پر میں ہوں

وہ اس سے بہتر ہے، جس کی طرف تم مجھے ملائے ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ اسی طرف سے ہیں بلکہ کسی مظلوم

تخص کے جواب میں کچھ لکھا اچاہتے تھے، لیکن پھر لکھا نامنا سہہ سمجھا، اے بھاری باب و ہاتھ بی صلہ و مسلم

کتاب الوصیۃ، اے بھاری و مسلم، اے بھاری و مسلم، اب النبی عن نزار، المسجد علی القصور،

ایٹا الناس میں انصار کے مارہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں، عام مسلمان بڑھتے جائیں گے
لیکن انصار اس طرح کم ہو کر رہ جائیں گے، جس طرح کھان میں مکہ وہ پن مرف سے بنا
فرض ادا کر چکے، انہیں ان کا فرض ادا کرنا چاہئے، وہ میرے (حمین ہنر لہ) معدہ کے ہیں
جو تمہارے نفع و نقصان کا متولی (یعنی حلیہ) ہو اس کو چاہئے کہ ان میں سے جو بیکو کار
ہوں، ان کو قبول کرے، اور جس سے خطا سرزد ہو ان کو معاف کر دے؛

اوپر اسامہ بن زید کو اس کے والد کے خون کے انتقام کے لئے بھیجے گا ذکر گذر چکا ہے بعض
لوگوں کو (روایتوں میں تصریح ہے کہ وہ منافق تھے) اسامہ کی سرداری پر اعتراض تھا کہ بڑے
بوڑھوں کو ہوتے ہوئے ایک نوجوان کو یہ منصب کیون عطا ہوا، اس اعتراض کے متعلق فرمایا
اگر اسامہ کی سرداری پر تم کو اعتراض ہے تو اس کے باپ کی سرداری پر بھی تم اعتراض
کر چکے ہو، خدا کی قسم وہ اس منصب کا مستحق تھا اور مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا اور اب
اس کے بعد یہ سب سے زیادہ محبوب ہوئے؛

اسلام کی شریعت کے تمام احکام بجانب اللہ ہیں، آنحضرت مصلیٰ کا صرف یہ کام تھا کہ اپنے
قول و فعل سے بندوں تک ان کو پہنچا دیں، دوسرے مذاہب کے پیروں نے اپنے پیغمبروں
کو واضح قانون مان کر اور پیغمبری منصب کی تعیین میں افراط کر کے اس کا درجہ شریک بلکہ کفر
تک پہنچا دیا، اس لئے مسلمانوں کو اس غلطی سے بچانے کے لئے اختلاف فرمایا،

حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کی جائے، میں نے وہی چیز حلال کی ہے جو
خدا نے اپنی کتاب میں حلال کی ہے اور وہی چیز حرام کی ہے جو خدا نے حرام کی ہے،

سارے الہامی مذاہب میں انسان کی جزا و سزا اس کے ذاتی اعمال پر ہے بعض مذاہب

لے بخاری مناقب انصار علیہ بخاری مناقب زید بن حارثہ و نبی اسامہ علیہ مسند امام شافعی باب استقبال انصار و بھی مسند
وقات نبوی

غشی ہونے لگی، اس حالت میں یہ الفاظ فرمائے،

مع الدین العمد اللہ علیہم، ان لوگوں کے ساتھ جس پر حدائے عام دریا

اللہم فی الریق الاعلیٰ، ہذا وما تراریق سے،

اسی حالت میں اپنے ہاتھ سے مسواک و مائی سے میر کے وقت سانس اٹھ گئی اور بان ^{بکرا} رکھ

الصلوۃ و ما ملکت ایماکم نماز اور غلام

پاس ہی یانی کی لگس رکھی ہوئی تھی، اس میں بار بار ہاتھ ڈال کر یہہہ یہ ملتے تھے، اسی دوران میں

ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا

یل الریق الاعلیٰ، اب کوئی اور نہیں اس وہی ریق درکار ہے

یہ کہتے کہتے روح عالم قدس میں پہنچ گئی،

حضرت ابو بکر کا انتقال | اس حادثہ عظیم نے صحابہ اور مقررین خاص کو دیوانہ بنا دیا، حضرت عمرؓ کو فرط

محنت و عقیدت میں آب کی وفات کا یقین نہ آتا تھا، اور وادہ شکی کے عالم میں تلوار کھینچ کر

کہتے تھے، جو شخص کہے گا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے وفات پائی اس کا سر قلم کر دوں گا،

وفات کے دن صبح کو آب کی طبیعت کال دیکھ کر حضرت ابو بکرؓ کی اجازت سے جان

ان کی بیوی رہتی تھیں چلے گئے تھے، وہاں سے واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا وصال ہو چکا

تھا اور مسجد نبوی کے دروازہ پر وارفتگانِ محبت میں شور برپا تھا، آپ سیدھے حضرت

عائشہؓ کے حجرہ میں تشریف لیگئے اور رُخ انور سے نقاب اٹھا کر پیشانی مبارک کو بوسہ دیا، او

رو کر کہا،

”میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں خدا کی قسم آپ پر دو موتیں حید ہیں سبقتیں

لے وفات کے حالات نہری کے مختلف الواسطے ماحول ہیں،

وہ موت جو آپ کے لئے مقدر تھی، آپ کی اس کے بعد دوسری موت نہ آئے گی،
 حجرہ سے نکل کر دیکھا تو حضرت عمرؓ کو کھا کر وفات نبویؐ کا انکار کر رہے تھے، یہ بڑا نازک
 وقت تھا، اگر محرم اسلام موت کی دینی بصیرت اس وقت مسلمانوں کی دستگیری نہ کرتی تو معلوم
 ہیں کہ تاریخ کھٹے آئیے حضرت عمرؓ سے فرمایا بیٹھ جاؤ لیکن انھوں نے وارثی میں کچھ نہ
 خیال کیا، تو آئیے الگ مسلمانوں کو مخاطب کر کے یہ بصیرت آموز تقریر فرمائی،
 ”جو لوگ حجہ کی پرست کرتے تھے تو تیک وہ مر گئے، اور جو وہ کو بوجھے تھے تو تیک
 وہ مردہ ہے اور کبھی نہ مرے گا،

یہ یہ آیت تلاوت فرمائی،

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ، قَدْ خَلَتْ

تجد صرف ایک رسول میں جس سے پہلے

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ،

ہست سے رسول گذر چکے ہیں،

یہ تقریر ایسی دلنشین تھی کہ دار فتنہ محبت صحابہ کی نگاہوں سے پردہ اٹھ گیا اور وہ مطمئن ہو گئے

تہمیر نکلیں | وفات کے دن شام ہو چکی تھی، تہمیر تکفین اور قبر کنی کے مراحل رات سے پہلے

انجام نہ پاسکتے تھے، صحابہ علیہ السلام بخود دوسرے دن شہید

کو عمل میں آئی، غسل وغیرہ کی سعادت اعزہ فاض، حضرت علیؓ، فضل بن عباسؓ، قثم بن عباسؓ

اسامہ بن زید کے حصہ میں آئی، حضرت ابو طلحہؓ نے قبر کھودی، اور باری باری سے مسلمانوں نے

بلا امام نماز جنازہ پڑھی اور سہ شہید ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۶۳۲ء کو کوفہ کی یہ دولت

حضرت عائشہؓ کے حجرہ کی پاک و مطہرین کے سیر دی گئی،

مردوات | شہداء کوفہ نے اپنے بعد جو میراث چھوڑی وہ یہ تھی، ام المؤمنین حضرت جویریہؓ کے

لے بخاری باب الدخول علی المیت بعد الموت، لکھ ایضاً

کئی سال پہلے کہ ہیمن ان کا انتقال ہو گیا تھا، گو ان کے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد شادیان کیں، لیکن ان کی محبت کا نقش کسی نہ سہا،

حضرت مودہؓ | حضرت ہدیجہؓ کے انتقال کے بعد آپ بہت پریشان اور غمگین رہتے تھے، اس افسردگی خاطر کو دور کر کے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجور کا ٹکڑا دیا،

بھی یہ وہ تھیں ان کے پہلے شوہر کا نام سکران بن عمرو تھا، آغاز دعوت اسلام میں دونوں میں یومی مسلمان ہوئے اور حبشہ کی ہجرت کا شرف حاصل ہوا،

حبشہ سے واپسی کے کچھ دنوں بعد سکران کا انتقال ہو گیا، ان کے انتقال کے بعد سودہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آئیں، ان کے زمانہ دنیا سے کے بارہوین بڑا احکامات ہے، بروایت صحیح حضرت عمرؓ کے آخر عمر خلافت میں وفات مائی

حضرت عائشہؓ | حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں، سلسلہ بعثت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان سے مکہ میں نکاح کیا، اس کے تین سال بعد مدینہ منورہ میں پہنچی ہوئی، حضرت عائشہؓ ظہری بن زبیرؓ کو فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غور و نظر سے ان کی تعلیم و تربیت دی، وہ نہ صرف اہل ایمان میں بلکہ بہت سے صاحب علم صحابہ کے مقابلہ میں علم میں امتیاز تھیں بڑے بڑے علماء و ہنرمندوں کی وفات میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے، انھوں نے ہر سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں گزارے، ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت حفصہؓ | یہ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں یہ بھی مودہ تھیں، ان کی پہلی شادی خنیس بن حذافہ

کے ساتھ ہوئی تھی، خنیس غزوہ بدر میں زخمی ہوئے اور اس کے صدمہ سے جان بڑھ ہو سکے، ان کے انتقال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد فرمایا، ان کے مزاج میں کسی قدر تیزی تھی، ۵۸

میں ان کا انتقال ہوا

ام الماسکین حضرت زینتؑ ان کا نام بہت تھا اور یہ کہیں کو بہت کھانی پڑتی تھیں۔
 "ام الماسکین" کہیت گئی تھی ان کے پہلے تو ہر حضرت عبداللہؑ کی محنت جگ احدیں تھیں
 ہوئے، ان کی سہاوت کے بعد رسول اللہؐ نے یہ سے کچھ فرمایا، لیکن اس شرف کے
 حصول کے دو ہی تھیں عقیوں کے حدیث انتقال کر گئیں، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز حارہ
 پڑھائی اور حمت القیاح میں مدوں ہوئے انتقال کے وقت میں سال کی عمر تھی

حضرت ام سلمہؓ منہ نام تھا ام جہ کہیت، اللہ کا ام میل تھ ان کی پہلی سادی ان کے حیرے
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسائی بھائی سید اللہ بن عبداللہ کے ساتھ رہتی تھی ان ہی کیساتھ
 آثار اسلام میں اسلام لائیں اور ہجرت کے بعد مدینہ سے مشرف ہوئیں، عبداللہ بن علیؑ
 غزوہ احد میں رنجی ہوئے اور اس کے بعد سے سب سے پہلے انتقال کر گئے، عبداللہ کے انتقال
 کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقلدین آئین، آپ کی وفات کے بعد عرصہ تک زندہ رہیں، ان کے
 سنہ وفات میں بھی بڑا اختلاف ہے، واقعہ کر ملا کے حید سال پہلے یا اسی سنہ میں
 انتقال کیا، اس وقت ۶۰ سال کی عمر تھی، علمی اعتبار سے حضرت عائشہؓ کے بعد ان ہی کا درجہ
 حضرت زینتؑ آنحضرتؐ کے ساتھ تھا پھر پھر ہی سن تھیں، ان کی شادی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
 مقربی اور غلام حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ کر دی تھی، لیکن دونوں میں نہ نکاحی اور طلاق
 ہو گئی، زید کے طلاق دینے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا، یہ بڑی عابدہ راہبہ اور
 حسین و جمیل تھیں، ان اوصاف کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انھیں بہت محبوب رکھتے تھے، انہیں
 میں یہی حضرت عائشہؓ کی ہمتھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ارواح مطہرات میں سب سے پہلے
 ان ہی کا انتقال ہوا، سنہ میں ۵۴ سال کی عمر میں وفات پائی،

حضرت حویرہؓ یہ قبیلہ ہی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی تھیں، اُن کی پہلی شادی مسطح
 ابن صفوان سے ہوئی تھی، جو غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا، اس غزوہ میں مسطح
 لونڈی غلام گرفتار ہوئے، ان ہی میں حویرہ بھی تھیں، یہ ثابت اس انصاری کے حصہ میں پڑا
 ذی وجاہت خاندان کی خاتون تھیں، اس لئے غلامی کو غیرت لے گوارا نہ کیا، ۱۹ وقبہ سونے
 پر ثبات سے رہائی کی شرط قرار پائی، لیکن یاس کچھ نہ تھا، آنحضرت صلیعم کی خدمت میں حاضر
 ہو کر اپنی گزشتہ عظمت اور موجودہ نکستیاں کر کے مدد کی طالب ہوئیں، آئیے انکی
 رضا سے تاس کی رقم ادا کر کے ان سے شادی کر لی، اس رستہ کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے
 رسول اللہ صلیعم کے ساتھ تعلق کی وجہ سے نئی مصطلق کے تمام لونڈی غلام آزاد کر دیئے،
 میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال ہوا،

حضرت ام حنیہؓ | اس نام رملہ ہے، ام حنیہ کنیت لیکن کنیت کی شہرت نے نام کی جگہ لے لی
 یہ بھی خاندان قریش سے تھیں، ایسے پہلے تو ہر علیہ اللہ بن حنظل کے ساتھ آغاز اسلام میں
 مشرف ماسلام ہوئیں اور ان ہی کے ساتھ حنظلہ کی دوسری ہجرت میں حنظلہ گئیں، حنظلہ میں
 ان کے شوہر نے عیسوی مذہب اختیار کر لیا، لیکن یہ خود اسلام پر قائم رہیں، اس لئے علیہ اللہ
 نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی، آنحضرت صلیعم کو یہ واقعات معلوم ہوئے تو آپ نے نجاشی شاہ
 کی وساطت سے ان کے یاس شادی کا پیام بھیجا، انھوں نے قبول کر لیا، اور ان کی جانب
 سے خالد بن سعید اموی اور آنحضرت صلیعم کی جانب سے نجاشی کی وکالت میں چار سو دینار پر
 عقد ہوا، نجاشی نے رسول اللہ صلیعم کی جانب سے ہر کی رقم ادا کی اور ولیمہ کیا، نکاح کے بعد حضرت
 ام حنیہ کو شہر حلیل میں حنظلہ کے ساتھ آنحضرت صلیعم کی خدمت میں مدنیہ بھیج دیا، انھوں نے
 ۶۷ھ میں وفات پائی،

حضرت مموٰۃؓ | ان کے والد کا نام عارت تھا، ان کی پہلی شادی مسعود بن عمرو النقی کے ساتھ ہوئی تھی، اس نے طلاق دیدی، طلاق کے بعد ابوہریرہؓ عن عمری نے نکاح کیا، ان کا انتقال ہوا، ان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں، ان کے سترہ وفات میں اختلاف ہے، بہ روایت صحیح شاہہ میں مقام سرف میں انتقال کیا،

حضرت صفیہؓ | اصل نام زینب ہی، یہ امام وقت کے پانچویں حصے (جس) میں بڑی تھیں جسے "صفی" کہتے ہیں، اس لئے صفیہ کہلائی گئیں، نسلاً اور مذہباً یہودی تھیں، ان کے ماں ہال اور وادھیال دونوں میں سرداری تھی، ان کا مای حی بن اخط قبیلہ بنی نصیر کا رئیس تھا، اور ان کی ماں ہی قرظہ کے رئیس کی بیٹی تھیں، ان کی پہلی شادی سلام بن مسکیم یہودی سے ہوئی تھی، اس نے طلاق دیدی، طلاق کے بعد کنازہ بنی اہیق لے نکاح کیا، کنازہ جنگ خیبر میں مارا گیا، صفیہ کے مای اور بھائی بھی اس جنگ میں کام آئے اور وہ خود گرفتار ہوئیں، حضرت وحیہ کلثمی نے ان کو ایسے لے کر لیا جس صہابہ نے حضرت صلعم سے عرصہ کیا کہ آئیے یوسفیہ اور سو قرظہ کی رئیسہ کو وحیہ کو دیدیا وہ تو صرف آیکے لائق ہیں، ان کے کہے پر ایک رئیسہ کی عزت قائم رکھنے کے لئے حضرت وحیہ کو دوسری لوٹی دیدی اور وحیہ کو ارواح سے عزت بخشی، حضرت صلعم ان کی بڑی عزت و محبت کرتے تھے، حضرت عائشہؓ اور حضرت ریمہؓ حضین ازواج مطہرات میں زیادہ خصوصیت حاصل تھی کہیں کہیں حضرت صفیہؓ پر طعن و طنز کرتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دیکھ کر فرماتے تھے،

اولاد امجاد | حضرت صلعم کی اولاد امجاد کی تعداد کے بارہ میں بڑا اختلاف ہے، مختلف روایتوں سے ان کی تعداد بارہ تک پہنچ جاتی ہے، لیکن متفق علیہ بیان یہ ہے کہ چار اولاد تھیں، دو صاحبزادے قاسم اور ابراہیم اور چار صاحبزادیاں، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور قلمہؓ

زہرا، بعض روایتوں میں دو اور صاحبزادوں طیب اور طاہر کا نام بھی ملتا ہے، ان میں حضرت ابراہیمؑ ماریہ قبطیہ کے نسل سے تھے، ان کی کل حضرت حدیثہؑ سے،

ان میں قاسم سے پہلی اولاد تھی، ان کی سیدائش نوح سے گیارہ ماہ سال پیشتر ہوئی تھی، لیکن یحییٰ بن انتقال کر گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گیت اللہ تعالیٰ ان ہی کے نام تھی، سب سے آخری اولاد حضرت ابراہیمؑ تھے، نہ شہدین پیدا ہوئے، اور کل سوا دو بیٹے زندہ رہے، ان کی موت کے دن اتفاق سے سورج کھس ہوا، لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ ابراہیمؑ کی موت اس کا سبب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تردید فرمائی کہ چاند اور سورج خدا کی نشانیاں ہیں، کسی کی موت سے ان میں کھس نہیں لگتا،

صاحبزادیوں میں زینب سب سے بڑی تھیں، یہ قاسم کے بعد پیدا ہوئیں، ان کی تنہا ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص کے ساتھ ہوئی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں شہدین انتقال کیا، ایک لڑکا علی اور ایک لڑکی امامہ یادگار چھوڑی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی محبت فرماتے تھے، ہمارے حالات میں بھی ان کو جدا نہ کرتے تھے،

زینب سے چھوٹی رقیہ تھیں، ان کی شادی قبل از اسلام ابولہب کے لڑکے عتبہ کے ساتھ ہوئی تھی، طلحہ اور اسلام کے بعد ابولہب نے اپنی کنبہ پروری میں عتبہ سے طلاق دلوادی، طلحہ کے بعد حضرت عثمان سے شادی ہوئی، ان کا انتقال بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں غزوہ بدر کے زمانہ میں ہوا، ان ہی کی تیمارداری کی وجہ سے حضرت عثمان بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے،

رقیہ سے چھوٹی ام کلثوم تھیں، ان کی شادی ابولہب کے دوسرے لڑکے عتبہ کے ساتھ ہوئی، انھیں بھی ابولہب کے طلاق دلوادی تھی، حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان کی ستادی حضرت عثمانؓ کے ساتھ کر دی، ستادی کے چھ سال بعد تک زندہ رہیں
۹۰۰ میں انتقال کیا،

سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ رہیں، ان کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا
جو کہ لڑکیوں میں یہ سب سے چھوٹی تھیں اور ان کے علاوہ سب اولادیں آنحضرت ﷺ
کی زندگی میں انتقال کر گئی تھیں، اس لئے آپ کو بہت محبوب رکھتے تھے، حضرت علیؓ
نے ان کی زندگی میں دوسرا نکاح کر لیا تھا تو آپ نے سخت مایوسی کی ظاہر فرمائی کہ ”میری
لڑکی میرا حکم گو تہ ہے جس سے اس کو دکھ بھیگا، مجھے بھی اس سے اذیت ہوگی، آپ کی
ناراضی دیکھ کر حضرت علیؓ نے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا، اور حضرت فاطمہؓ کی زندگی بھر
دوسری ستادی نہیں کی، آنحضرت ﷺ کے وصال کے چھ مہینہ بعد حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوا
اس کے پانچ اولادیں تھیں، حضرت حسنؓ، حسینؓ، محمدؓ، زینبؓ، محسنؓ کا انتقال بھی
میں ہو گیا تھا،

اخلاق سوئی | جس طرح اسلام اپنی تعلیمات کے لحاظ سے دوسرے مذاہب میں ممتاز ہے
اسی طرح اس کے پیغمبر کو ان تعلیمات کے نمونہ عمل کے لحاظ سے دوسرے ادیان و رسل
انتیار ماحل ہے،

محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی پیغمبر کی زندگی کو مکرم اخلاق کے عملی نمونہ کی حیثیت
نہیں پیش کیا جاسکتا، آپ نے دنیا کو جن مکرم اخلاق کا سبق دیا، آپ کی زندگی اس کی
عملی تصویر تھی، خود قرآن نے آپ کے اخلاق کا یہ جامع مرقع پیش کیا ہے،

اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيْمٍ، اے محمد تم اخلاق کے بڑے درجہ پر ہو،

آپ کی ذات گرامی مکرم اخلاق کی جملہ جزئیات کا محکم پیکر تھی،

رقتِ قلب، زہد و ورع، عفت و عصمت، حسنِ معاملہ، حسنِ خلق، عدل و انصاف، خود و سنا، ایثار و قربانی، محبت و رحمت، زہد و قناعت، صداقت و امانت، تواضع و مساوات، صفا و علم و عفو و درگزر، حسنِ سلوک، و تہمون، کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ برتاؤ، عبادت و تقویٰ، همان نواری سادگی و تہکلی، ہیکسوں اور محتاحول کی دھوئی، صبر و تکرہ، ترم و حیا و عزم و استقلال، تباغت و شہامت، گدگری اور سوال سے نصرت، صدقہ سے یرہیز، ہدیہ دینا اور قول کرلینا، تعظیم و سجادگی کی نایسیدگی، دھن و ن کی حاجت روائی و غیرہ۔

غرض ذاتِ گرامی ترفیتِ انسانی کے حاملہ اصنافِ کمالات کی جامع تھی، اس کے واقعات سے حدیث کی کتب میں مہمور ہیں،

اسلام کی تعلیمات کا اثر | اسلام کی اصولی تعلیمات حتہ حتہ اسلام کی تائیس و تکمیل اور جہۃ الاولیاء میں گدھکی ہیں، ان کی تفصیلات ہمارے موضوع سے خارج ہیں، ان تعلیمات اور رسول اللہ صلم کے علی مور نے چوتھائی صدی کے اندر اندر وحشی عربوں کی کایالیٹ دی، جس کا ثبوت آئندہ صفحات میں ملے گا،

ظہور اسلام سے پہلے عرب کی خصوصاً اور سارے عالم کی عموماً جو اخلاقی اور مذہبی حالت تھی، اس کی ناہام تصویر ادیر دکھائی جاچکی ہے، لیکن تھوڑے ہی مدت میں وہی عرب دنیا کے مسلم اخلاق نکلے اور پھر ان کے اثر سے یہ روشنی سارے عالم میں پھیلی، آج دنیا میں جہاں کہیں بھی توحید کی کرن لڑاتی ہے، وہ اسلام ہی کے آفتابِ عالم تاب کا پرتو ہے،

حضرت ابو بکر صدیق

۱۲۰۰ھ بمطابق ۶۳۳ء

۱۳۰۰ھ بمطابق ۶۳۴ء

محقر حالات | آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد آپ کے قدیم رفیق اسلام کے سب سے پرانے جان نثار،
محرم اسرارِ موت ثنائی تئیں فی الغار حضرت ابو بکر صدیق آپ کے حاشینِ تخت ہوئے،
آپ کا امامِ عند اللہ نکست ابو بکر اور صدیقِ عقیق لقسے، والد کا نام قحادہ تھا، آپ قریش کی
شاخِ بنی تمیم سے تعلق رکھتے تھے، چھٹی یتیم پر آپ کا سب آنحضرت صلعم سے مل جاتا ہے، ایک
گھرانہِ جاہلیت سے نہایت معزز و جلا آتا تھا، قریش کے نظامِ سیاسی میں جو سہا کے مال کی مانند رہی
کا عمدہ آپ ہی کے گھر میں تھا، اسلام سے پہلے حضرت ابو بکر کا شغل تجارت تھا، آپ املا ہی سے
نئے سلیم العطر تھے، چنانچہ زمانہ جاہلیت میں بھی آپ کا دامنِ احلاق عرب کے شائع عام مفاسد
بالکل پاک رہا اور اسی زمانہ سے لوگوں پر آپ کے حسنِ خلق، راستناری اور مناسبت و سخاوت کی کاسکہ
ہوا تھا اور شرفائے مکہ میں آپ بڑی سوت کی گاہ سے دیکھے جاتے تھے،

آپ تقریباً آنحضرت صلعم کے ہم عمر تھے، فطرت کی کیسانیت کی دم سے عین ہی سے دونوں
میں گہرے تعلقات و روالطیبا ہو گئے تھے، ان روالطی کی دم سے دونوں ایک دوسرے کے
اخلاق و سیرت سے اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے، چنانچہ آنحضرت صلعم نے جس وقت سب سے پہلی

جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنا عاشق نامزد نہیں فرمایا تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس جماعت کو فتنہ انگیزی کا موقع مل گیا، چنانچہ آپ کی وفات کے بعد ہی حکم صادر ہوا کہ ان لوگوں سے یہاں نہ ہوا تھا، منافقین کی ساری سے آپ کی جانشینی کا مسئلہ چھڑ گیا، اور انصار بے سقمہ سی ساعدہ بن جحہ ہو کر جانشینی کا دعویٰ کیا، یہ مسئلہ ایسے ناوقت چھڑا تھا کہ اگر فوراً اس کا تدارک کیا جاتا تو بڑی مازک صورت حال پیدا ہو جاتی اور عجیب ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی اسلام کا تیرا ذہ درہم درہم ہوتا جا رہا تھا، لیکن حضرت ابوبکرؓ کو بروقت اس کی اطلاع ہو گئی آپ فوراً حضرت عمرؓ اور امین الامت حضرت ابوالفضلؓ کو حرج کو لے کر سقمہ سی ساعدہ بھیجے، یہاں دیکھا تو دوسرا گل کھلا ہوا تھا، انصار مدعی تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی میں انھیں بھی حصہ ملنا چاہئے اور قریش کے ساتھ اس کی جماعت کا بھی ایک امیر یا نائب الرسول ہونا چاہئے، لیکن ایک شخص کے دو عاشق ہونے کے نتائج بالکل ظاہر ہیں، اس لئے اس صورت کے قبول کرنے کے حق و غلط ایسے ہاتھوں اسلامی نظام کا درہم درہم کرنا تھا، یہ ہو سکتا تھا کہ سہا انصاریوں ہی کو یہ مصائب ملتے لیکن اس میں یہ مسئلہ بھی کہ اولاً خود قریش بھروسہ و سرحد قتلِ خاندانِ قریش کے علاوہ اور کسی خاندان کے آگے سر نہیں جھکا سکتے تھے، پھر انصاریوں میں خود اس و خرورج دو متقابل جماعتیں ہونے لگیں، ان میں سے جسے بھی یہ مصیب دیا جاتا دوسرا اسے تسلیم نہ کرتا،

اس نازک موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے ہدایت رومی اور اتنی سے انصار کو سمجھایا اور محلِ تقریر کی کہ مجھے تم لوگوں کے مسائل و مناقب اور تمہاری خدمات اسلامی سے انکار نہیں لیکن عرب، قریش کے علاوہ اور کسی خاندان کی سیادت تسلیم نہیں کر سکتے، پھر ہمارے اپنے قدم فی الاسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاندانی تعلق رکھنے کی وجہ سے آپ کی جانشینی کے زیادہ مستحق ہیں، یہ ابوالفضلؓ اور عمرؓ ان خطاں موجود ہیں، ان میں سے جس کے ہاتھوں پر جائز

سب سے پہلے ہی حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر فرمایا کہ آپ ہم سب میں سرگرم سب میں ہنر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے مقرب ہیں، اس لئے ہم آپ کے ہاتھوں پر سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کی شخصیت ہر جماعت میں ایسی محترم تھی کہ اس انتخاب پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا، چنانچہ حضرت عمرؓ کی سعادت کے ساتھ مسلمان سعادت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ اور حضرت ابو بکرؓ کی سرمحل تقریر اور سعادت میں حضرت عمرؓ کی مستعدی سے ایک رر دست انقلاب ہوتے ہوئے ہو گیا۔ اس کے دوسرے دن مسجد نبویؐ میں عام سعادت ہوئی، اور ربیع الاول سال ۱ھ میں حضرت ابو بکرؓ مسد خلافت پر متمکن ہوئے۔

سعادت عام کے بعد آئیے حسب ذیل تقریر فرمائی،

”لوگو! میں تم پر حاکم مایا گیا ہوں، حالانکہ میں تمہاری جماعت میں سب سے ہنرمند ہوں اگر میں اچھا کام کروں تو میری اطاعت کرو، اور اگر کھروی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت، تمہارا صعیف فرد بھی میرے بر دیک تو ہی ہاں کی ہے، میں دوسروں سے اس کا حق اس کو دلا دوں، اور تمہارا تو ہی شخص بھی میرے بر دیک صعیف ہے، یہاں تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق حاصل کروں، یاد رکھو جو قوم جہاد فی سبیل اللہ جھوڑ دیتی ہے خدا اس کو ذلیل و خوار کر دیتا ہے، اور جس قوم میں مدکاری پھیل جاتی ہے خدا اس کو عام مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے اگر میں خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو، اور اگر اس کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں ہے۔“

حضرت عائشہؓ کی سعادت | سعادت عام کے بعد کچھ دنوں تک حضرت عائشہؓ اور آپ کے ساتھ بعض اور صحابہؓ میں تاہیر کا سب سے وقف کیا، اس وقف نے مسلمانوں میں عجیب تحن پیدا کر دی ہیں، مگر

حضرت علیؓ آنحضرت صلعم کے ساتھ اپنے گونا گون تعلقات کی وجہ سے خلافت کے متوقع رہے ہوں، لیکن یہ نہ صرف غلط ملکہ آپ کی ذات پر اتہام ہے، کہ خلافت نہ ملنے کے حال میں آپؐ جیہ حد تک جمہور مسلمانوں سے الگ رہے، حضرت ابو بکرؓ کے استفسار پر آپؐ نے خود اس توقف کا حوسب بیان فرمایا، وہ یہ ہے،

”میں آپ کی امارت مایند نہیں کرتا، لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن نہ جمع کروں گا اس وقت ماز کے سوا اسی جاؤں تک۔ اور ہوں گا کہ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد آپؐ نے بھی سبقت کرنی اور حضرت ابو بکرؓ کے فضائل کا اعتراف فرمایا، اگر آپؐ کو خدا نے حور تبہ دیا ہے اس پر ہم کو حسد نہیں ہے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ ہم اس کو ایسی حق تلمیٰ سمجھتے ہیں، کیونکہ رسول اللہؐ صلعم کے ساتھ قرأت کی وجہ سے ہم اسے اپنا حق سمجھتے تھے، یہ سُن کر حضرت ابو بکرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپؐ فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں رسول اللہؐ صلعم کے رشتہ داروں کو ایسے رشتہ داروں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں، رسول اللہؐ صلعم کے متروک جائیداد میں میں نے آپؐ کے طرز عمل سے سرِ مو انحراف نہیں کیا ہے، اس صاف دلی کی گھٹو کے بعد دونوں کے دل ایک دوسرے سے مائل صاف ہو گئے، حضرت ابو بکرؓ نے مجمع عام میں حضرت علیؓ کے توقف سمیت پر آپؐ کی جانب سے عذر خواہی کی اور حضرت علیؓ نے سب کے سامنے آپؐ کے فضائل کا اعتراف فرمایا،

فَسَأَلَ بَيْنَ تَوَرُّقٍ وَ | حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا آغاز بڑی مشکلات اور بڑے اہم حوادث کیساتھ
انقلاب کا آغاز | ہوا لیکن آپؐ نے ایسے تدریجاً عاقبت اندیشی اور مذہبی بصیرت سے ان سب پر قابو حاصل کر لیا، سب سے اہم انقلاب عرب کا ارتداد تھا، بہت سے قبائل نے آنحضرت صلعم کی زبردستی

میں اسلام تو قبول کر لیا تھا لیکن اس کے دلوں میں وہ رنج نہ ہوا تھا اس لئے آپ کی وہاں
 کے بعد وہ مرتد ہو گئے، دوسری حجاب متعدد دھوئے مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہو کر بہت
 قائل نے رکوۃ دیسے سے انکار کر دیا، عرض حضرت ابو بکرؓ کے مسد طاقت یہ قدم رکھتے ہی ہر طرف
 انقلاب کے آثار نمودار ہو گئے، ان مسکات کے ساتھ ساتھ موت کی ہم علیحدہ دریت تھی، آنحضرت صلیم
 نے اپنے مرض الموت میں حضرت ریدؓ حارث کے حوں کا انتقام لیے کیلئے ان کے لڑکے سارے
 اس رید کی ماتحتی میں فوج بھیجے کے لئے حکم دیا تھا، ابھی یہ ہم روانہ ہوئی تھی کہ آپ کا انتقال ہو گیا،
 اس حادثہ کے بعد حضرت بنی القلاب کے آثار نمایاں ہو کر تو صحابہ نے مخالفت کی کہ ایسی
 حالت میں فوج کو مرکز خلافت سے دور بھیجنا مناسب نہیں ہے، اس ہم سے پہلے ان انقلاب
 کا مذاک ضروری ہے، مگر حضرت ابو بکرؓ نے ہدایت سستی کے ساتھ انکار کیا، اور فرمایا قسم ہے اس
 ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر مدینہ میں اتنا سا ٹٹا ہو جائے کہ درندے اگر میری
 ٹانگیں نوچیں تب بھی میں اس ہم کو جسے رسول اللہ صلیم نے روانگی کے لئے حکم دیا، نہیں روک سکتا
 اس میں رید اعرض ان ہی حالات میں فوج روانہ کی، اور خود پایادہ مدینہ کے ماہر تک اسے
 کی ہم رخصت کر لے کے لئے پہلے رخصت کرتے وقت ہدایت کی کہ خیانت
 نہ کرنا، مال نہ چھیننا، بے وفائی سے بچنا، مثلہ نہ کرنا، بوڑھوں بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا،
 ہرے بھرے اور بھیلدار دھتوں کو نہ کاٹنا، کھالے کے علاوہ حال ورون کو بے کار ذبح نہ کرنا،
 چالیس دن کے بعد یہ ہم ایسا کام پورا کر کے فاتحانہ مدینہ واپس آئی، حضرت ابو بکرؓ نے
 ستر سے نکل کر اس کا استقبال کیا،

اسے نص روایتوں کے مطابق رواہ ہو چکی تھی، لیکن تھوری دور جا کر آنحضرت صلیم کے انتقال کی خبر سنا
 رک گئی تھی لہذا تاریخ الخلفاء ص ۱۷۱، تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۷۱، تاریخ طبری، ۱۸۵

لطاہر ایسے نازک وقت میں حضرت ابو بکرؓ کا فوج روانہ کرنا مصلحت اور تدبیر کے خلاف معلوم ہوتا ہے، لیکن اس کا اثر نہایت اچھا پڑا اس سے ایک طرف یہ دینی طاقتوں کے دلون پر خوف بیٹھ گیا، دوسرے طرف انقلاب کر لے والوں کو اس کا یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کی قوت کافی ہے، ورنہ ایسے حالات میں جبکہ اندرونی قتال میں بغاوت بیا ہے وہ بیرونی دشمنوں کے مقابلہ میں اتنی ٹری فوج نہیں بھیج سکتے تھے،

مدعیانِ موت کا | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں بعض مدعیانِ نبوت پیدا ہو گئے تھے ایسیلئے
استیصال | کد آنے اسی زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا ابلیس کی زندگی میں یہ جھوٹی آواز صدراقت کے سامنے نہ اُٹھ سکی تھی، آپ کی وفات کے بعد اور بہت سے حوصلہ مندوں کے دماغ میں یہ سودا سا گیا جیانیہ اسود علی علیہ السلام جو یلہ کنی مدعیانِ نبوت پیدا ہو گئے، مرقوم دعویٰ رتیں تک اس خط میں متلا ہو گئی تھیں جیانیہ قبیلہ تمیم کی ایک عورت سماح بنت خویلد بھی نبوت کی دعویٰ دار بن گئی تھی، اور سیدہ کد اسے شادی کرنی تھی،

موت کی ہم کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے ان جھوٹے نمبون کے استیصال کی طرف توجہ فرمائی، سیدہ بنتِ حنیملہ کی ہم حضرت تشریل بن حسنہ کے سیرد ہوئی، مکرّمہ ان کی مدد پر مامور ہوئے، خالد بن ولیدؓ علیہ السلام بن خویلد کی طرف بڑھے علیہ السلام کے متبعین کو قتل و گرفتار کر کے تیس قیدیوں کو مدینہ روانہ کیا، علیہ السلام تمام بھاگ گیا، پھر تحدید اسلام کر کے مسلمان ہو گیا، ایک روایت یہ ہے کہ حنا کی موت میں آنی علیہ السلام کے اتار میں زیادہ تر قبیلہ طے تھا، اس کے سردار حضرت عدی بن حاتم نے اسے دوبارہ مسلمان نہ لیا، باقی دوسرے اتار کو خالد بن ولیدؓ نے تکت دے کر قتل و گرفتار کیا، علیہ السلام بھاگ گیا اور وہاں حاکم مسلمان ہو گیا، حضرت تشریل بن حسنہ اور مکرّمہ سیدہ کد اب کے مقابلہ میں تھے، مکرّمہ نے میتقدی کر کے تشریل سے

پہلے ہیچکر میلہ کے اتنا ہی عرصہ پر حملہ کر دیا، لیکن انھیں شکست ہوئی، اس وقت حضرت
 خالد بن ولید علیہ سے خارج ہو چکے تھے، حضرت ابو بکرؓ نے انھیں تسلی کی مدد کے لئے
 بھیجا، میلہ کے اتنا چالیس ہزار کی تعداد میں جمع تھے، حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایک حق پریر
 جنگ کے بعد نبیؐ حنیفہ کو ہایت مائش شکست دی، میلہ حتیٰ اس حر کے ہاتھوں مقتول ہوا، اسکی
 سوی سیاح جو خود مدعیہ موت تھی تو ہر کے مقتول ہونے کے بعد بھاگ گئی، اس جنگ میں
 بہت سے حفاظ قرآن صحابہ شہید ہوئے، تیسرے سو و عسی کی جماعت میں خود احمات
 پیدا ہو گیا، اور وہ اپنے ایک ساتھی تیسوں مکتوح کے ہاتھوں نہ کی حالت میں مارا گیا، ان
 چند دنوں کے اندر تمام مدعیوں موت کا خاتمہ ہو گیا،

خود سرمد امراء کا ایصال مدعیوں موت کے بعد ان مرند سرداروں کی طرف توہ کی جو رسول اللہ
 کی زندگی میں مسلمان ہو چکے تھے، یکس ایک کے بعد پھر مرتد گئے اور اپنی اپنی جگہ آزاد حکمران بن بیٹھے، پھر
 نعمان بن منذر نے بحرین، لقیط بن مالک نے عمان میں اور متحد سرداروں قائل نے کدو کے علاقہ
 میں مرتد ہو کر خود سری کا اعلان کر دیا، حضرت ابو بکرؓ نے علاء بن حصریؓ مدعیہ بن حصریؓ اور زیاد بن
 لہید کو علی الترتیب ان سرداروں کے مقابلہ کے لئے بھیجا، علاء نے نعمان کا استیصال کیا، احدیفہ نے
 لقیط کو قتل کیا، اور زیاد نے فرار ویاں کدو کو زیر کر کے دوبارہ اسلام پر قائم کیا،

مسکینین رکوعہ کی تائید ان سب سے زیادہ اہم اور نازک معاملہ مسکینین رکوعہ کا تھا، یہ اسلام پر قائم رہتے
 ہوئے صرف رکوعہ کے مسکین تھے، اس لئے ان پر تلوار اٹھانے کے بارہ میں بعض صحابہ کبار نے اختلاف
 کیا، اور کہا "لوگ توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہیں اور صرف رکوعہ دینے کے مسکین ہیں، ان پر تلوار
 تلوار اٹھائی جا سکتی ہے" اس موقع پر بھی حضرت ابو بکرؓ اپنی دینی نصیرت اور عرفان تربیت سے

لے یہ واقعات طری اور ان آیت وغیرہ میں بہت مفصل ہیں، ہم نے محض خلاصہ لکھا ہے،

فرمایا خدا کی قسم جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مکاری کا ایک یہ زکوٰۃ میں دیتا تھا اگر وہ اس کے دینے سے انکار کرے گا تو میں اس کے مقابلہ میں ہمارا کرؤں گا آپ کے اصرار پر آخر سر حضرت عمر کو آپ کی اصابتِ رائے کا اعتراف کر پایا کہ اگر آج انھیں زکوٰۃ نہ دیے یہ جھوٹا دیا جائے تو کل صوم و صلوٰۃ کے مسکروں جائیں گے اور اسلام ایک خانہ ساز تہمت پہنچا، عرض حضرت ابو بکرؓ نے ہایت مستعدی کے ساتھ تمام منکریں زکوٰۃ قبائل کے مقابلہ میں و حیں بھیجیں، آپ کو اس معاملہ میں اتنا غلو تھا کہ نبی عیسیٰؑ کی دیاں کے مقابلہ میں خود گئے اور انھیں زیر کیا، آپ کی اس مستعدی اور استقامت سے حیدر دون میں تمام منکریں زکوٰۃ نے زکوٰۃ ادا کر دی، بعضوں نے خود مدینہ حاضر ہو کر مسیت المال میں داخل کی، اس طرح صدیق اکبرؓ کی مدہی بصیرت، اصابتِ رائے اور استقلال و استقامت سے وہ تمام فتنے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وقفہ پیا ہو گئے تھے، دس گئے اور اسلام لے گویا دوبارہ زندگی پا

فتوحات

ایران و روم کی مخالف | اندرونی انقلابات کے بعد عرب کے ناگزیر سیاسی حالات کی بنا پر یہ دو حکومتیں دشمنوں کی طرف توجہ کرنی پڑی اس زمانہ میں حمزیرۃ العرب و عظیم الشان مخالف سلطنتوں کے درمیان میں گھرا ہوا تھا، ایران میں ساسانی اور شام میں رومی دو بڑے حکومتیں عربوں کی ایرانی دشمن تھیں اور ہمیشہ سے ان کی آزادی چھیننے کے درپے رہتی تھیں، خصوصاً ایرانیوں نے کئی مرتبہ عرب کو یہ فرمان کرنے کی کوشش کی تھی اور ساسانی سلسلہ کے دوسرے فرمانروا ساسان اور بن اردشیر نے مجازاً اور حقیقتاً دونوں کو ہار گھنڈا رہنا لیا تھا، ساسانیوں نے

ایک مرتبہ تین و حار فح کر کے مدینہ تک بیچ گیا تھا یہ عربوں کا اتنا سید دشمن تھا کہ حوزہ گرفتار ہو کر اس کے قصہ میں جاتے تھے اس کے تالے اکھڑا دیتا تھا، اس لئے عربوں میں وہ دوالاکتاف یعنی ستالے والے کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، لیکن عرب کسی بیڑی طاقت سے دسنے والے نہ تھے، ~~چنانچہ~~ انھیں موقع ملتا تھا، نہ صرف اُن سے گلو حلا حاصل کر لیتے تھے بلکہ ان کا ملک دمانٹھے تھے، چنانچہ قبیلہ معدن عدنان نے عراق میں جھوٹی جھوٹی ریاستیں قائم کر لی تھیں، اسی سلسلہ کے ایک دربار والے حیرہ کو دارالسلطنت بنایا تھا، عرص عرون اور ایرانیوں میں نہایت قدیم رقابت چلی آرہی تھی، ایرانی عربوں کو نہایت حقیر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ سلسلہ میں جب آنحضرت صلعم نے دعوت اسلام کے سلسلہ میں خسرو پرویز تہمتاہ ایران کو خط لکھا تو وہ سخت عصبانک ہوا، نامہ مارک چاک کر کے بھیج دیا اور کہا "میرا غلام ہو کر مجھے یون لکھتا ہے، اور نورائین کے عامل کے نام آنحضرت صلعم کی گرفتاری کا فرمان لکھا، پہلے یہ خط کا حصہ تھا اس کے بعد جب اسلام لے سارے عرب کو متحدہ طاقت بنا دیا، اس وقت ساسانی حکومت اسے خطرہ کی نگاہ سے دیکھنے لگی تھی،

ایران کی سیاحت اس نامہ علیہ اس کی حکومت روز بروز کمزور ہوتی جا رہی تھی، خسرو پرویز تک نہایت قوی تھی، اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا شیرویہ تخت نشین ہوا، اس نے اپنے تمام بھائیوں کو قتل کر دیا، یہ کل آٹھ مہینہ تخت پر رہا اس کے بعد اس کا صغیر اس پر تخت پر بیٹھا، اسے ایک درباری اس قتل کر کے خود مادستاہ بن بیٹھا، چند دنوں کے بعد دوسرے درباریوں نے اسے قتل کر کے حوان شیر کو تخت نشین کیا، ایک سال بعد یہ بھی مر گیا، اس وقت شاہی خاندان میں ایک صغیر اس بچہ یزدگرد کے علاوہ اور کوئی نہ تھا، اس لئے

شاہی خاندان کی ایک عورت لوراں دخت کو اس شرط کے ساتھ تخت پر بٹھایا گیا کہ بزرگروں کے سن شعور کو پہنچنے کے بعد وہ بادشاہ بنایا جائے گا،

عراق یسوع قائل | ان سیم انقلابات و حوادث نے ایران کی گذشتہ عظمت و شان بر ماوردی تھی، اور ایرانی سلطنت بہت کمزور ہو گئی تھی، اس وقت ایران کے کا حلقہ

ہم جو اران عرب قائل کو جو ہمیت سے ایرانیوں کے تحتمہ متق بیتے چلے آ رہے تھے، بدلہ لینے کا موقع مل گیا، چنانچہ عراق کے عرب قبیلہ وائل کے دو سرداروں ٹیسی بن حارثہ سیسیانی اور سوید غلی نے تھوڑی سی جمعیت فراہم کر کے حرہ اور بلہ بر تاخت شروع کر دی، گو ایران کی حکومت یزوال طارمی ہو چکا تھا تاہم اس گئی گزری ہوئی حالت میں بھی وہ عرب سرداروں کے بس کی نہ تھی، اس لئے ٹیسی نے مدینہ جا کر حضرت ابومکر صدیق سے ماقاعدہ عراق یسوع کی اجازت حاصل کی، تہنی خود مسلمان تھے لیکن ان کا قبیلہ عیسائی تھا، مدینہ سے واپس ہو کر انھوں نے سب سے پہلے اپنے قبیلہ کو مسلمان بنایا، اس کے بعد اسے لے کر عراق روانہ ہوئے

عراق پر دھچکتی اور فتوحات | اس وقت حضرت خالد بن ولید مدعیان نبوت اور مرتدین کی جم سے فراغت یا یکے تھے لیکن ابھی واپس نہ ہوئے تھے، تہنی کی درخواست پر حضرت ابومکر تہنے انھیں راستہ ہی سے ان کی مدد کے لئے عراق جانے کا حکم دیا، چنانچہ وہ وہیں لیے ہوئے سیدھے عراق روانہ ہو گئے، اور تہنی کو ساتھ لے کر مالقیہ اور سار سوا کے حاکمون کو مطیع کر دیے، یہاں آ کر انھوں نے عراق کے ایرانی حاکم ہرمز کو لکھا کہ یا اسلام قبول کرو یا جزیہ ادا کرو، ورنہ تم کو ایک ایسی قوم سے لڑنا پڑے گا جو موت کی تہی ہی آرزو مند ہے، تہنی تم زندگی کی تمنا رکھتے ہو، ہرمز نے یہ خط اردشیر کے پاس ایران بھجوا دیا، اور خود خالد بن ولید کے مقابلہ کے لئے نکلا، مقام کاظمہ میں دونوں کا مقابلہ ہوا، ایرانیوں نے اپنے پیروں کو زنجیروں

سے حکم لیا تھا تاکہ میداں سے منہ نہ مڑے یا بے لیکس مسلمانوں نے اس رنجش پہن کے بھی
 ٹکڑے کر دیئے، ایرانیوں نے ہایت فاس شکست کھائی اور ہرمز مارا گیا،

دوسری طرف اردشیر نے ہرمز کا خطا پاتے ہی قارن کی ماتحتی میں ایک فوج گران
 ہرمز کی مدد کے لئے روانہ کر دی تھی، اس کو مقام مارین ہرمز کی شکست کی خبر ملی، یہ خبر سکر
 قارن پہنچ گئی، ہرمز کی شکست حور دہ فوج بھی مار ہیچ گئی، خالد کو اس کی خبر ملی تو وہ مدار
 پہنچے، دونوں میں مقابلہ ہوا، ایک خونریز جنگ کے بعد ایرانیوں نے ہایت فاس شکست
 کھائی، اس کی تیس ہزار سپاہ کام آئی اور قارن، الوستال اور قادیام بڑے بڑے افسر تھے
 اس شکست اور فوج کی مرادی کی حرایہ تحت بھیجی تو اردشیر کو نہایت ہمت سرج
 ہوا، اس نے ایرانیوں کے ممتاز رہاوردار غراور مہمن حادویہ کو ایک عظیم استان شکر کے ساتھ
 روانہ کیا، یہ دونوں سپہ سالار ایرانی سپاہ کے علاوہ حیرہ اور کسکر کے تمام باشندوں اور سپاہی
 عربوں کو ساتھ لیتے ہوئے اوتھ میں آکر جمیہ رن ہوئے،

خالد بن ولید کو اس اجتماع کی خبر ہوئی تو وہ مقابلہ کے لئے بڑھے، ایرانیوں کے لشکر کا
 کے قریب پہنچ کر تھوڑی سی فوج ساحل کے نشیب میں چھپا دی، اور خود آگے بڑھ کر صف آرا
 ہوئے، ایرانی پہلے سوتیارھے، دونوں میں نہایت خونریز جنگ ہوئی جب ایرانی تھک گئے
 تو تارہ دم مسلمانوں نے کمین گاہوں سے کل کر حملہ کر دیا، ایرانی اس حملہ کی تاب نہ لاسکے اور
 مدد اس ہو کر بھاگ نکلے مسلمانوں نے ہر طرف سے گھیر کر قتل کرنا شروع کر دیا، اور بے شمار
 ایرانی مارے گئے، اندر دروغاں بچا کر بھاگ نکلا، لیکس کچھ دور آگے جا کر پاس کی تدتس مر گیا
 اس جنگ میں ہمت سے عیسائی عرب بھی جنھوں نے ایرانیوں کا ساتھ دیا تھا مارے
 گئے تھے اس لئے اس کے انتقام میں اور تمام عیسائی قبائل مہمن حادویہ سے جو ایتس میں پڑے تھے

حاکم لگے، کسکری فتح کے بعد خالد بن ولید اُلیس پہنچے اور ایرانیوں اور عربوں دونوں کو شکست دے کر ان کی بہت بڑی تعداد مردہ گرفتار کر کے قتل کرادی، الیس سے مراعت کے بعد اعلیتا پہنچے لیکن یہاں کے ماسدے ال کا روح دیکھ کر پہلے شہر جالی کر چکے تھے،

اعلیتا کے بعد خالد فرات کے راستہ سے حیرہ کی طرف بڑھے حاکم حیرہ نے پیش سری کے طور پر پہلے ہی اپنے لڑکے آزاد کو مسلمانوں کے روکے کے لئے آگے بھیج دیا تھا، اس نے فرات کا سد مادھ دیا تھا، اس لئے کچھ دور چل کر کشتیاں رگ گئیں یہ صورت دیکھ کر مسلمان کشتیوں سے اتر پڑے، فرات کے دہانہ پر ادبہ کا مقابلہ ہوا، آزادہ شکست کھا کر مارا گیا،

آزادہ کو ختم کر کے بعد مسلمانوں نے فرات کا سد کھول کر حیرہ کا راستہ لیا، آزادبہ حیرہ چھوڑ کر آگے جا چکا تھا، اہل تہرے دروازے بند کر لئے، اس لئے خالد نے محاصرہ کر لیا، مگر ایک محاصرہ جاری رہا، آخر مین اہل تہرے محاصرہ سے گھبرا کر ایک لاکھ نوے ہزار سالانہ یہ صلح کر لی، خالد نے یہ عہد نامہ لکھ کر ان کے حوالہ کیا کہ اہل حیرہ ایک لاکھ نوے ہزار درہم سانا ادا کریں گے، ہم اس کے معاوضہ میں ان کی حفاظت کریں گے اور اگر ان کی حفاظت نہ کریں تو یہ رقم ان پر واجب ہوگی، اور اگر وہ مدد عہد کریں تو ہم سری الدہ بن مسلمانوں کی اس فتوحات اور خالد کے حسن سلوک سے حیرہ کے قرب و حوار کے ماسدون نے بھی میں ہزار درہم یہ صلح کر لی اور حنونی عراق پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا،

اس دوران میں اردتیر مر گیا تھا، اور ایران کے اندرونی اختلافات اور زیادہ بڑھ گئے لیکن مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے یوری قوم متحد تھی، جیسا کہ انھوں نے ایو اندرونی اختلاف کو مٹا کر فرخ راد کو بادشاہ بنایا، ایرانیوں میں اس وقت تھالی عراق میں اس قدر سے بیکر اتنا اور فراص تک پھیلی ہوئی تھیں، حنونی عراق کی تیسرے بعد خالد بن ولید اس کی حفاظت

کے لئے قنقاع بن عمرو کو چھوڑ کر اسارہینچے، ایرانی فوجیں قلعہ مندھیں،
 خالد بن ولید نے محاصرہ کر کے قلعہ برحہ تہ تیغ کر دیا، لیکن ایرانی حق کے اس یار سے تیرماری
 کر رہے تھے، اس لئے مسلمانوں کا حملہ کامیاب نہ ہوتا تھا، یہ صورت دیکھ کر خالد نے بھی تیرماری
 کا حکم دے دیا، مسلمانوں نے تیرماری سا کر ہزاروں آنکھیں لے کر رک دیں، اس سے ایرانی گھبرا گئے
 اور خالد نے خندق بٹوا کر فوسن یار اتار دیں، ایرانی تیرماری سے پہلے ہی گھبرا چکے تھے، مسلمانوں
 کے خندق عبور کرنے کے بعد ان کے اوساں اور حطا ہو گئے اور انھوں نے سیر ڈال کر صلح کر لی
 ایک طرف خالد نے اسارہ کا معرکہ سر کیا، دوسری طرف ہرام جوین کا لڑکا تارہم
 فوسن لے کر عین التمر پہنچ گیا، عربی قتال میں، تہ، قلع اور ایاد و غرہ بھی اس کے ساتھ تھے
 اس لئے اسارہ کا معرکہ سر کر کے خالد عین التمر پہنچے، ہرام جوین کا لڑکا ہرام متعصب تھا، اگر
 عرب قتال لے اس کا ساتھ دیا تھا، لیکن اس نے قومی عصبیت میں ابھین آگے کر دیا، بعض
 ایرانی اس پر متعصب ہوئے تو جواب دیا کہ ان کی قوم نے ہمارا ملک تباہ کیا ہے، اس لئے
 ان ہی کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے کٹنا چاہئے، مقام کرج میں دونوں کا مقابلہ ہوا، خالد
 نے عربوں کے سردار عتق بن عتقہ کو گرفتار کر لیا، اس کی گرفتاری کے بعد عربوں نے سیر ڈال دیا
 خالد نے ان کی بہت بڑی تعداد گرفتار کر لی اور ان کی قوم فروشی کی سرانیں انھیں قتل کر دیا،
 اس کے بعد ایرانیوں کے مقابلہ کے لئے حوقلہ میں محفوظ تھے پہنچے انھوں نے کل کر بدعت
 کی، لیکن ناکام ہو کر پھر قلعہ میں گھس گئے، خالد نے سرور تیر قلعہ فتح کر لیا، اور معمولی خراج کے
 علاوہ اور معقولہ علاقہ پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا،

عراق و شام کی سرحد و متہ الخندل میں عہد نوی سے عربی عیسائی قتال مسلمانوں کے

لہ یہ تمام واقعات طبری اس تیر سلسلہ و سلسلہ اور فتوح البلدان ملازمی فتوح عراق سے ملخصاً مآخوذ ہیں،

حالات سارے کیا کرتے تھے، عروہ تو گویا اسی سلسلہ میں ہوا تھا، اور خالدؓ نے یہاں کے ایک فرامروا اکیدر بن عبدالملک کو گرفتار کر کے مطیع بھی بنایا تھا، سارے زنون کا یہ سلسلہ اس تک قائم تھا، اس لئے حضرت ابو بکرؓ نے اس کے تارک کے لئے عیاض بن نعم کو مامور فرمایا، یہ نعم تنہا اس کے پاس نہ تھی، اس لئے انھوں نے خالد بن ولیدؓ سے قریب ہی موجود تھے مدد مانگی، وہ فوراً مدد کو پہنچے، اکیدر بن عبدالملک کو ایک مرتبہ خالد کا قہر ہو چکا تھا، اس لئے اس نے دوسرے فرامروا عودہ بن وغیرہ کو جنگ سے روکا، مگر عودہؓ نے مانا، اکیدرؓ نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا، اور عیاضؓ اور خالدؓ نے دومتہ الحمدؓ کا محاصرہ کر لیا، عودہؓ نے ہتھیار کیا، اور شکست کھا کر مارا گیا، خالدؓ نے بھاگ کر تلوار کر قلعہ پر قبضہ کر لیا، اسی ملک کو ایک مسلمان عاصم نے امان دے دی، مانی قاتل قتل کر دیئے گئے،

ادھر خالدؓ دومتہ الحمدؓ کی ہم میں متحول تھے، دوسری طرف عراق میں عتقلؓ نے ایرانیوں کو عراق واپس لینے کے لئے ابھارا، اور زہرا اور رورہ عربوں کو ساتھ لیکر حصید اور خنافس کی طرف بڑھے، اس درمیان میں خالدؓ ولیدؓ دومتہ الحمدؓ کی ہم سے فراغت حاصل کر کے حیرہ پہنچ گئے، اور یہ صورت حال معلوم کر کے قنقاعؓ اور اولیلہؓ کی مدد کے لئے حواریوں کے مقابلہ کے لئے حاضریا رہے تھے، حاضریا رواہ ہو گئے، عین التمرین ان سے ملاقات ہوئی، یہاں سے خالدؓ نے قنقاعؓ کو حصید اور اولیلہؓ کو حاضریا بھیجا، قنقاعؓ نے حصیدؓ کی زہرا اور رورہؓ کو شکست دے کر قتل کر دیا، مانی شکست خوردہ فوج حنافسؓ علیؓ آئی، عین اس وقت جب اولیلہؓ یہاں پہنچے تھے، انھیں دیکھ کر ایرانی مصیخؓ کی طرف ہٹ گئے، خالدؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ قنقاعؓ اور اولیلہؓ وغیرہ کو لیتے ہوئے مصیخؓ پہنچے اور بخون مار کر ایرانیوں کو ہایت فاش شکست دی،

دوسری طرف عرب سردار رمیہ اس مدیل اور ہدیل عرب قبائل کو لئے ہوئے ایرایون کی مدد کے لئے نئی اور نئے میں مقیم تھے، اس لئے یمن کے بعد خالد اور ان کے ہمراہیوں نے مکہ منی اور نئے میں عربوں پر یمنوں کے علاوہ ماتی سب مقتول ہوئے اس کے بعد و شر کے عرب جھوٹ کو صاف کرتے ہوئے، فرائض کے ارادہ سے رخصت آئے،

فرائض بہایت اہم مقام تھا، یہاں، شام عراق اور جزیرہ کی سرحدیں ملتی تھیں، اس لئے اپنی حفاظت کے لئے رومی بھی ایرایون کے ساتھ مل گئے، اور ان تینوں کی متحدہ فوجیں ورائیں جمع ہوئیں، اس لئے خالد کو ان کے مقابلہ کے لئے حاصل اہتمام کرنا پڑا اور فرائض بھی مکہ اور نئے فوجیں مرتب کیں، ایک طرف ایرانی عرب اور روم کی متحدہ طاقت تھی، دوسری طرف تہا مسلمان درمیان میں فرائض تھا، ایرانی، رومی اور عرب دستہ بخوت میں ورائیں کو بار کر کے اس بار چلے آئے، البتہ ساحل و نئے کا مقابلہ ہوا، اگرچہ اس جنگ میں مسلمانوں کے مقابلہ میں تین تین طاقتیں تھیں، لیکن ان کے جوش جہاد اور سروروشی نے تینوں کو تہا فاش شکست دی، شکست خوردہ فوجوں کے عقب میں دریا چال تھا اور سامنے مسلمان تھے، اس لئے انھیں بھاگنے کا بھی راستہ نہ ملا اور قریب قریب کل فوجیں رما دی گئیں، اس اہم معرکہ کے بعد خالد بن ولید جنگ ملتوی کر کے منی کو عراق چھوڑ کر حج کو چلے گئے وہاں سے واپس ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ نے شام کی فوج پر جہان عرصہ سے جنگ چھیڑی ہوئی تھی بھیج دیا، اس لئے سردست عراق کی فوج رک گئی،

عرب اور رومیوں | شام پر عربوں کی فوج کشی کا سبب یہ تھا کہ ان کی دوسری فوجیں ساری حکومت کے تعلقات | رومیوں کی تھی، رومیوں کی مرکزی حکومت قسطنطنیہ میں تھی، عرب کے

یڑوس شام میں ہر قل رومیوں کے ماتحت حکومت کرتا تھا، یہ حکومت گو ایرایون کی طرح

عربوں کو تحقیر کی نگاہ سے نہ دیکھتی تھی لیکن دونوں قوموں میں قدیم رقابت چلی آرہی تھی، چنانچہ زمانہ جاہلیت میں حبشہ کے عیسائیوں نے رومیوں ہی کے اشارہ سے عربوں کی مرکزیت توڑنے کے لئے کجہ یابی نایابا تھا، ظہور اسلام کے بعد فام کے رومی مسلمانوں کے سخت قہم ہو گئے تھے، چنانچہ مسلمانوں نے انھوں نے آنحضرت صلیع کے ایک سفیر حضرت دحیہ کلثی کو جو قیصر کے یاس اسلام کا دعوت نامہ لے کر گئے تھے لوٹ لیا تھا، اور دوسرے سفیر حارث ابن عمرو کو شریل حاکم ہصری نے جس کے یاس وہ خط لے گئے تھے قتل کر دیا تھا، اسی کے انتقام میں غزوہ موتہ ہوا تھا، پھر مسلمان رومیوں نے مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کیں اور آنحضرت صلیع کو ان کی مدافعت کے لئے سکنا یڑا، لیکن جگ کی نوبت نہیں آئی، آنحضرت صلیع کی وفات تک ہر وقت رومیوں کے حملہ کا خطرہ لگا رہتا تھا، اسی خطرہ کے انسداد اور شہدائے موتہ کے انتقام کے لئے رسول اللہ صلیع مصر الموت میں اسامہ بن زید کو شام بھیجنے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ آپ کا وصال ہو گیا، اور حضرت ابو بکرؓ نے سکی نکلیں کی خبر ظہور اسلام کے بعد سے مسلمانوں اور شامی رومیوں کے تعلقات نہایت کتیدہ ہو گئے تھے، اور مدینہ یراں کے حملہ کا ہر وقت خطرہ رہتا تھا،

تمام یروکلٹی اور ان اسباب کی نایر رومیوں کی حاسبے اطمینان حاصل کرنے کے لئے فتوحات ان سے ایک مرتبہ کھل کر نیڈا ضروری تھا، اس لئے مسلمان حضرت

الو کمرؓ نے کمار صحابہ کے متورہ سے شام یروکلٹی کا فیصلہ کیا، اور شام کے ہر ہر حصہ یروکلٹی علوہ و عین روانہ کیں، دمشق کی ہم یزید بن ابی سفیان مامور ہوئے، حمص یروکلٹی بن عراح ارون یروکلٹی بن حنہ اور فلسطین یروکلٹی بن العاص اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح ان

کے سیر سالار اعظم قمر بنی ہاشم کی مجموعی تعداد ستائیس ہزار تھی،
 مسلمانوں کی فوجی قوت کے وقت ہر قتل والی شام جھم میں تھا، اس کو مسلمانوں کی
 کی حیر ہوئی تو اس نے تمام مسلمان افسروں کے مقابلہ کے لئے علیحدہ علیحدہ فوجیں روانہ کیں
 تاکہ مسلمان ایک مرکز پر جمع نہ ہو سکیں، چنانچہ جس وقت مسلمانوں نے تمام کی سرحد میں قدم رکھا،
 اس وقت انھیں قدم قدم پر رومی فوجوں کا سامنا ہوا ان کی کثرت کا اندازہ کر کے مسلمانوں
 نے حضرت ابو بکر کو اطلاع دی اور دار الخلافہ سے مزید فوجیں مدد کیلئے طلب کیں، اس وقت
 میں فوج موجود تھی اس لئے حضرت ابو بکر نے خالد بن ولید کو عساق میں تھے حکم دیا کہ وہ عراق کا
 استقامت میں آئے ہاتھوں میں چھوڑ کر تمام یلے جائیں، اس حکم پر وہ فوراً تمام روانہ ہو گئے اور راستہ
 میں احدہ اور اشوی، قسطنطنیہ اور مرج راہط وغیرہ میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں لڑتے ہوئے تمام بھیجے
 سر میں تمام میں قدم رکھنے کے بعد سے پہلے بصری پر فوجی کر کے یہاں کے نظریہ
 کو تسک دی، تسک کھانے کے بعد اہل بصری نے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ حزیہ ادا کریں
 اور مسلمان اس کے معاوضہ میں ان کی حفاظت کریں گے، ادھر خالد بصری میں تھے دوسری
 عمرو بن العاص فلسطین کے مورچہ پر تھے، اور ان کے مقابلہ کے لئے اخادین میں رومیوں کا
 عظیم لشکر جمع تھا، اسلئے بصری سے فراغت کے بعد خالد بن ولید عمرو بن العاص کی مدد
 کے لئے روانہ ہو گئے، اور رومیوں کو تسک دیکر اخادین پر قبضہ کر لیا، اخادین کے بعد
 شام کے صدر مقام دمشق پہنچے اور ابو عبیدہ کے ساتھ مل کر دمشق کا محاصرہ کیا، کامل تین مہینہ تک
 محاصرہ جاری رہا، ابھی دمشق کا محاصرہ جاری تھا، کہ حضرت ابو بکر کا انتقال ہو گیا۔

علامت اور حضرت عمرؓ | حمادی التی ۱۳۴ھ میں حضرت ابو بکرؓ بیمار پڑے، اندر دن بخار
 اختلاج

رہا، آبِ خلّیۃ بہت ناتوان تھے، عمر کے تقاضے اور اس علالت نے بہت جلد مڈھال کر ڈالتا تھا۔ نہت رخاست سے معذور ہو گئے، آب کی علالت میں حضرت عمرؓ امانت کرتے تھے جب روہی سے مایوس ہو گئے تو اکابر صحابہ کو ملا کر ان سے امیدہ اپنے حاشین کے بارہ میں متورہ کیا اور اپنی طرف سے حضرت عمرؓ کا نام میں کیا، حضرت عبدالرحمنؓ عوف نے کہا کہ ان کی اہلیت میں کوئی شبہ نہیں، لیکن وہ کسی قدر سحت بن حضرت عثمانؓ نے فرمایا ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے، حضرت طلحہؓ عیاد کو آئے ہوئے تھے، انھوں نے بھی حضرت عمرؓ کی درستی مزاج اور تندہ کی سکتا ہوتی کی اور کہا جب وہ آپ کے سامنے آئے سحت بن تو آپ کے بعدہ حاشین کیا کریں گے، حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا، جب ان پر خلافت کا مار پڑیگا، تو آپ روم پڑھائیگی، ایک صحابی نے کہا کہ آپ عمرؓ کی درستی مزاج کے ماحولوں کو اپنا حاشین مانا جاتے ہیں، حد کو آپ کیا جواب دیں گے، فرمایا میں عرض کروں گا کہ خدا یا میں نے تیرے مدون میں سے ایسے شخص کو منتخب کیا تھا جو ان سب میں اچھا تھا۔

اس کے بعد حضرت عثمانؓ کو بلا کر وصیت نامہ لکھوا کر شروع کیا، ابتدائی الفاظ لکھوائے تھے کہ صنف سے عتٰی کیا، حضرت عثمانؓ نے اپنی طرف سے حضرت عمرؓ کا نام لکھ دیا، پھر دیر کے بعد جب ہوش آیا تو تحریر پڑھوا کر سی، حضرت عمرؓ کا نام سکر لے اختیار رہا، اس سے التذکرہ نکل گیا اور فرمایا "حد اتم کو جزا ہے میرے دل کی مات لکھ دی" وصیت نامہ مکمل کرانے کے بعد ایسے غلام کو حکم دیا کہ اسے لیجا کر صحابہ کے عام مجمع میں سداؤ اور خود مالا خانہ پر جا کر حاضرین سے فرمایا کہ میں نے ایسے کسی عرب کو خلیفہ نہیں بنایا، بلکہ اس شخص کو منتخب کیا ہے جو میرے نزدیک تم سب میں بہتر ہے، اس نے مالاتاق اس جن انتخاب کی تائید کی، اس کے بعد حضرت عمرؓ کو ملا کر صوری وصیتیں کیں،

آخری وصیتیں اور احبابِ خلیفہ کی اہم دہ داری سے وراثت کے بعد ذاتی امور کی طرف متوجہ ہوئے، حضرت عائشہؓ کو ملا کر فرمایا کہ میرے بعد بیت المال کا حق قرم پر ہے

وفات

دہم ہے اُسے ادا کرنا میرے یاس مسلمانوں کے مال سے ایک ٹوٹھی اور دو اونٹیاں ہیں اسے عمر کے یاس بھجوا دینا، اس کے علاوہ اگر کوئی اور چیز نکل آئے تو اسے بھی بیت المال میں داخل کر دینا، یکن کے متعلق فرمایا کہ میرے بدن پر جو کچھ ہے اسی کو دھو کر کھن دینا پھر بوجھیا آج کو تو دن ہے، معلوم ہوا دو تہہ، پوچھا رسول اللہؐ نے کس دن انتقال فرمایا تھا، عرض کیا گیا اسی دن فرمایا میری بھی بی آر وہ ہے، یہ آذر پوری ہوئی اور ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو دوسرے کا دن گزرے کے بعد تہہ کو انتقال فرمایا، انتقال کے وقت ۶۳ سال کی عمر تھی، مدتِ خلافت دو سال تین مہینہ دس دن،

وصیت کے مطابق رات ہی کو تہہ تکبیر ہوئی، آپ کی بیوی اسماءؓ دستِ عیسٰی نے غسل دیا، عمر فاروقؓ نے نمازِ خارہ پڑھائی، اور آقائے نامدار کے پہلو میں ساری عمر ص کی رفاقت میں گزری تھی سیرِ دھاک کئے گئے،

وفات کے بعد عبداللہؓ عبدالرحمنؓ، اسماءؓ اور عائشہؓ (ام المؤمنین) کئی اولادیں یاد رکھا چھوڑیں، ایک صاحبزادی وفات کے بعد پیدا ہوئیں،

عبداللہؓ بن ابی بکرؓ حضرت ابو بکرؓ صدیقؓ تعلیم اسلام کا زندہ سیکر اور اخلاق نبویؐ کی مجسم تصویر تھے، آپ کے دور کی یہ خاص خصوصیت ہے کہ اس میں کوئی کام ایسا نہیں ہوا

مختصرہ

یا، یا، جو رسول اللہؐ صلعم کے زمانہ میں نہ ہوا ہو، آپ کو کل سوا دو سال مسلمانوں کی مدت کا موقع ملا، اس قلیل مدت میں آپؐ نے مسلمانوں کی وہ گرانقدر خدمات انجام دیں، اور آئندہ حکمرانوں کے لئے ایسا نمونہ چھوڑ گئے جو دوسروں سے برسوں میں ممکن نہ تھا،

اپنے عہد میں آپ نے اس کا خاص لحاظ رکھا کہ کسی امر میں عہد موسیٰ سے سرِ موٹو نہ ہوئے پائے گو عہد رسالت کے عرب کے اثر سے اس کے تدارک کی ضرورت کم- بیش آتی تھی، لیکن جہاں ادنیٰ شائبہ بھی نظر آتا تھا سختی کے ساتھ اس کا تدارک فرماتے تھے، جہاں تک فتوحات اور نظام خلافت میں وسعت کا تعلق ہے، خلیفہ ثانی کا زمانہ آپ کے زمانہ سے زیادہ اہم مسائل تھا، لیکن یہ اسی مذاق کی تھی جو ابو بکر صدیقؓ رکھ گئے تھے، آخرت صلح کے وصال کے ساتھ ہی حدید الاسلام عربوں نے حسرتِ عرب میں سمیع اسلام کو گل کر دینا چاہا تھا اور قریب قریب سارا عرب مرد ہو گیا تھا، عو قائل اسلام یہ قائم بھی تھے، انھوں نے اسلام کے ایک رکنِ اعظم زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا، چھوٹے مدعیانِ نبوت علیحدہ اسلام کو زیرِ زور کر دینا چاہتے تھے، ان نادر حالات میں محض ابو بکر صدیقؓ کی روشنی گیری اور استقلالِ اسلام کی کتنی کوششیں ہوئیں۔ کمالاً حضرت عمرؓ بھی مرگ بھی مسکین زکوٰۃ پر تلوار اٹھانے کے حالت تھے، لیکن حضرت ابو بکرؓ کے استقلال نے روبرو ان سے زکوٰۃ وصول کر کے انھیں اسلام پر دوبارہ قائم کیا،

ملکی انتظام | چونکہ حضرت ابو بکرؓ کی یہی کام میں عہد موسیٰ سے سرِ موٹو جا کر رہا پسند کرتے تھے، آپ کے زمانہ میں حملہ امور عہد رسالت کے نظام پر قائم رہے، اسکی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس زمانہ میں کسی نظام کے بدلے کی بھی زیادہ ضرورت محسوس نہیں ہوئی، تمام اہم امور کا رصحاء کے دستور سے انجام پاتے تھے،

حریرۃ العرب کو حکمی ایک کوئی تقسیم نہ تھی، البتہ انتظامی سہولت کے خیال سے مدینہ، مکہ، طائف، صنعاء، حجاز، حضرموت، بحرین اور دوسرے اہم محل مختلف صوبوں میں تقسیم کر دیا تھا،

حکام کے انتخاب میں احتیاط | آپ حکام کے انتخاب میں بڑی احتیاط رستے تھے، اور حکومت کے
 عہدوں کے لئے ان ہی برگزیدہوں کا انتخاب فرماتے تھے جو عہد رسالت کے

ترتیب یافتہ تھے، عہد رسالت کے تمام حکام کو ان کے عہدوں پر قائم رکھا، جیسا کہ میر عتاب بن اسید،
 طائف پر عثمان بن ابی العاص، صنعاء پر معاویہ بن ابی امیہ اور رید یزید یا دس علیہ حاکم تھے، نئے حکام
 کا انتخاب اسی اصول کے ماتحت کرتے تھے اور تقرر کے وقت ان میں نہایت مفید نصیحتیں فرماتے
 ولید بن عقیل، صفحہ ۱۳۸

”علوت و علوت میں خدا کا خوف رکھو جو خدا سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے ایک ایسی
 بیل اور اس کے رقبہ کا ایسا مدیہ پیدا کر دیتا ہے جس کی گماں میں بھی نہیں آسکتا
 جو خدا سے ڈرتا ہے وہ اس کے گناہ کو دیتا ہے، اور اس کا اہم دوام لا کر دیتا ہے، مثلاً
 سد گلاب خدا کی حیرتوں ہی بہترین تقویٰ ہے، تم خدا کی راہ میں ہو جس میں اوطاق و تعظیم اور
 ایسی چیزوں سے سعادت کی گنجائش نہیں جس میں مذہب کا استحکام اور خلافت کی حفاظت
 مصر ہے اس لئے سستی اور تعامل کو راہ نہ دینا“

یزید بن ابی سفیان کو تمام کی ہم میں جاتے وقت یہ نصیحتیں فرمیں،
 ”اے یزید تمہاری فراست و ادب ہیں، شاید تم ان کو ایسی امارت سے فائدہ پہنچاؤ اور
 یہی سب سے بڑا خطرہ ہے جس سے میں ڈرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی
 مسلمانوں کا حاکم مقرر ہو اور ان پر کسی کو ملا امتحان کی شخص رعایت کے طور پر مصر سادے
 تو اس پر خدا کی لعنت ہو، اور خدا اس کا کوئی عہد اور حد یہ قول نہ فرمائے گا، یہاں تک کہ
 اس کو ہم میں داخل کرے گا“

مالی انتظام | عہد صدیقی میں زکوٰۃ، عسکر حزیہ اور عیث کی آمدنی میں کافی اضافہ ہو گیا تھا، لیکن حضرت ابو بکرؓ نے کوئی خزانہ قائم نہیں کیا، بلکہ مختلف درائع سے جو آمدنی حاصل ہوتی تھی اسلامی ضروریات میں صرف کرنے کے بعد جو کچھ بچتا اس کو ملا تفریق، اراد و غلام، ادنیٰ و اعلیٰ مرد اور عورت، عام مسلمانوں میں تقسیم دیا دیتے، چنانچہ خلافت کے پہلے سال دس دس درہم اسی اصول پر تقسیم کئے، دوسرے سال میں دس دس اس مساوات پر ایک شخص نے اعتراض کیا تو فرمایا: فصل و مسقت اور تے ہے اس کو ررق کی کمی مٹی سے کوئی علاقہ نہیں ہے،

آخر عہد خلافت میں بیت المال کے لئے ایک عمارت تعمیر کرائی تھی، لیکن اس میں کوئی رقم جمع کرنے کی نوبت نہ آئی، اسی لئے اس کی حفاظت کا بھی کوئی انتظام نہ تھا، ایک مرتبہ کبھی کہا آپ بیت المال کی حفاظت کے لئے کوئی محافظ کیوں نہیں مقرر فرماتے، فرمایا اس کی حفاظت کے لئے ایک قفل کافی ہے، اکثر ایسا ہوتا کہ روپیہ تقسیم کر دینے کے بعد بیت المال میں جھار و بھرواد تو، اسی کا نتیجہ تھا کہ وفات کے بعد جب بیت المال کا جائزہ لیا گیا تو اس میں صرف ایک درہم بچا تھا،

فوجی نظام | فوج کا بھی کوئی ماقاعدہ نظام نہ تھا، بلکہ عہد رسالت کی طرح ضرورت کے وقت مسلمان خود ہی جوش بہادری میں جمع ہو جاتے تھے، عہد صدیقی میں اتنا اللہ اصفاء ہوا کہ ضرورت کے لحاظ سے فوج کی تقسیم قابل اور دستوں پر کر دی گئی، حنیف علیہ علیہ افسر ہوتے تھے، اور اس سے پہلے ایک امیر العسکر ہوتا تھا، چنانچہ شام کی فوج عثمان بن خالد بن ولیدؓ، یزید بن ابی سفیانؓ، ابو عبیدہؓ، جراح اور عمرو بن العاصؓ کے علیحدہ علیحدہ دستے تھے اور سب کے امیر العسکر حضرت ابو عبیدہؓ تھے، فوجوں کو رخصت کرتے وقت ان کی اخلاقی نگہداشت کے لئے

معیہ ہدایات دہاتے تھے، چنانچہ شام کے افسر اوج سے یہ باتیں ارشاد فرمائیں،
 تم ایک ایسی قوم کو یاد کرو گے جنہوں نے اپنے آپ کو حدادی عادات کے لئے وقف
 کر دیا ہے، ان کو جھوڑو یا ہیں تم کو دوس ہستیں کرتا ہوں، کسی عورت بچے اور لوطہ
 کو قتل نہ کرنا، بھیل دار درختوں کو نہ کاٹنا کسی آمارہ گاہ کو دیراں نہ کرنا، کھالے کے سوا
 مکری اور اوسٹ کو لے کر درج نہ کرنا، بھلستاں نہ علانا، مال غنیمت میں عن نہ کرنا
 اور سردی نہ دکھانا۔

وحی اخلاق کی اس سے ہتر اور عام تعلیم آج بھی مکمل نہیں ہے،
 بیت المال کی آمدنی سے وحی اطراعات کے لئے ایک تم الگ کمال لیتے تھے جس
 اسلحہ اور مار سرداری کے جانور خریدتے تھے، اور ہمارے اوسٹوں اور گھوڑوں کی پرورش کیلئے
 بعض حیرانگاہیں مخصوص کر دی تھیں،

دیموں کے حقوق کی آنحضرت صلعم نے آخر وقت دیموں کے حقوق کی حفاظت کی رٹی تہا
 گمراہت فرمائی تھی، اس لئے حضرت ابو بکرؓ ان کا رٹا لحاظ رکھتے تھے، عہد رسالت
 میں ان کے حقوق متعین ہو چکے تھے، حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں بھی ان کو وہی حقوق حاصل
 رہے، اور آپ نے اس کی تجدید و توثیق فرمائی، اور نئے دیموں کو بھی وہی حقوق عطا
 فرمائے، چنانچہ حیرہ کے عیسائیوں کو ار ر و سے معاہدہ یہ حقوق دیئے،

”ان کی حالتیں اور گرجے نہ منہدم کئے جائیں گے اور وہ ان کا کوئی ایسا تھر گزایا
 جائے گا جس میں وہ ضرورت کے وقت دیموں کے مقابلہ میں قلعہ بند ہوتے ہیں
 ناتوس جانے کی ممانعت نہ ہوگی، اور ہتھوار کے موقع پر صلیب کھالے سے

روکے جائیں گے،

حزبہ کی طرح نہایت آسان تھی اور اس سے کثرتِ وحی مستثنیٰ کر دئے جاتے تھے۔
 خیالِ حیرہ کے سب ہر اہلِ ماتندون میں ایک ہر اہلِ مستثنیٰ تھے اور باقی سے دس
 درہم سالانہ لیا جاتا تھا اور یا بیع اور مادارِ ذبیون کی کفالت کا سیت المالِ دمہ دار تھا
 تحفظِ دین میں بڑا اہتمام تھا کوئی نئی بات جو عہدِ رسالت میں نہ تھی نہ ہوئے دیتے
 تھے، اگر یہ اس عہد میں اس مدارک کی زیادہ ضرورت تھی نہ آتی تھی لیکن جہاں اس کا کوئی
 سائنہ بھی نظر آتا تھا، اس کا مدارک فرماتے اس کے اہتمام کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے
 کئی صورت میں قرآن کی تدویں سے محض اس سائہ نال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا،
 حدیثوں کی روایت میں بڑی احتیاط اور چھان بین سے کام لیتے تھے، تحفظِ دین کے لئے ان کا
 صحابہ کا محکمہ اقامت تھا،

تدویں قرآن | عہدِ صدیقی کا ایک بڑا کام تھا کہ کئی شکل میں قرآن کی تدویں ہے، اس کا
 باعث یہ ہوا کہ عہدِ صدیقی کی (۱) ایونِ حصّہ یا مامہ کی جنگ میں حفاظِ قرآن صحابہ کی بڑی
 تعداد شہید ہو گئی، اس وقت حضرت عمرؓ کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر حفاظِ قرآن کی تہادت کا یہ
 سلسلہ قائم رہا تو قرآن کا بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا، اس لئے انھوں نے حضرت ابوبکرؓ سے
 جمعِ قرآن کی درخواست کی، حضرت ابوبکرؓ کو یہ عذر ہوا کہ جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 نہیں کیا، اسے میں کس طرح کروں، لیکن حضرت عمرؓ کے یہم اصرار سے آپ کے وہن میں بھی
 اس کی مصلحت آگئی، چنانچہ آپ نے حضرت زیدؓ سے ثابت کو جو عہدِ نبوی میں کاتبِ وحی تھے قرآن
 کے جمع کرنے کا حکم دیا، ان کو بھی اس بار گران کے اٹھائے میں نال ہوا، لیکن پھر ان کے ذہن میں

لے کتاب الحراج فاضی ابوالیوسف، لے الیہ

بھی مات اگئی، چنانچہ انھوں نے مختلف لکھے ہوئے احزاب اور حفاظ قرآن کے سبوں سے قرآن کی سورتوں کو جمع کر کے کتابی صورت میں مدون کر دیا،

اس روایت سے ایک عام غلط فہمی یہ پھیل گئی ہے کہ عہد نبوی میں قرآن مرتب نہ تھا یہی سبکی آیات اور سورتوں میں کوئی ترتیب نہ تھی اور نہ سورتوں کے نام رکھے گئے تھے، یہ کام حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ہوا، لیکن ایسا سمجھنا سراسر غلط ہے، قرآن کے احکام کی طرح اس کے آیات و سورت کی ترتیب اور ان کے نام بھی الہامی ہیں، اور حیات نبوی میں قرآن کی پوری ترتیب ہو چکی تھی، موجودہ قرآن اسی ترتیب کے مطابق ہے، اللہ کتابی صورت میں پورا قرآن مدون نہ تھا، حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ہی کام ہوا، حافظ اس حجر لکھتے ہیں،

”اللہ تعالیٰ نے ایسے قول یَسْتَوْحِصُ صَحُفًا مَطْهُرَةً“ میں بیاں فرمادیا ہے کہ قرآن محفوظ میں جمع ہے، قرآن صحیفوں میں لکھا ہوا موجود تھا، لیکن اس کے احزاب متفرق تھے، حضرت ابوبکرؓ نے اس کو ایک جگہ جمع کر دیا جو ان کے بعد محفوظ رہا، اور حضرت عثمانؓ نے اس کے متعدد نسخے نقل کر کے دوسرے تہذیبوں میں بھیجے۔

حدیث کی کتابوں میں اس قسم کی بکثرت روایات ہیں کہ جب کوئی سورہ آپؐ تکمیل نازل ہوتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تب وحی صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ اسے فلان سورہ میں فلان آیت کے بعد لکھا جائے اور جب ایک سورہ ختم ہو جاتی تھی تو دوسری شروع ہوتی تھی، کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ بہ یک وقت مختلف آیات نازل ہوتی تھیں، آپؐ انہیں مختلف سورتوں میں لکھواتے تھے، اس طرح قرآن کے رسولؐ کے ساتھ آپؐ کی ہدایت کے مطابق آیات و سورت کی ترتیب بھی ہوتی جاتی تھی، آپؐ کی ناروں کے سلسلہ میں اس قسم کی بہت سی روایات ہیں کہ فلان فلان وقت

کی مار میں آپسے فلاں فلاں سورتیں پڑھیں، اس سے معلوم ہوا کہ سورتوں کے نام بھی متعین ہو چکے تھے، اس سلسلہ میں بخاری کی یہ روایت عہدِ نبوی میں ترتیبِ قرآن کا نہایت بین ثبوت ہے ہر سال آپ کو ایک مرتبہ قرآن سنایا جاتا تھا اور وفات کے سال میں دو مرتبہ سنایا گیا، یہ مسلم ہے کہ آپ کی وفات سے پہلے پورا قرآن نازل ہو چکا تھا، اس لئے پورے قرآن سامنے کیے جاسکتے ہیں کہ وہ مرتب بھی تھا، بعض صحابہ کے پاس پورا قرآن جمع تھا اور وہ اس کا دور کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمروؓ انعام کا بیان ہے کہ میں نے قرآن جمع کیا تھا اور اسکو ایک رات میں تمام کر دیتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایک مہینہ میں ختم کیا میں نے عرض کیا مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے، فرمایا تو میں دن میں پڑھا کرو، میں نے عرض کیا اس سے زیادہ کی استطاعت ہے، فرمایا تو نیدرہ دن میں پڑھا کرو، میں نے عرض کیا اس سے زیادہ پڑھ سکتا ہوں، فرمایا تو دس دن میں، میں نے عرض کیا اس سے زیادہ کی قوت ہے، فرمایا تو سات دن میں پڑھا کرو، اس سے زیادہ نہیں تلو۔

اس روایت سے بھی ظاہر ہے کہ عہدِ نبوی میں پورا قرآن مرتب تھا، اور صحابہ اس کا دور کرتے تھے، حفاظِ قرآن صحابہ کی موجودگی بھی اس کا ایک ثبوت ہے، پھر ان کی تعداد سیکڑوں سے متجاوز تھی، اس قسم کی دوچارہنیں معلوم کئی روایتیں ہیں، لیکن ان کی تفصیلات میں بڑے کا یہ موقع نہیں،

علمی کمالات | جماعتِ صحابہ میں صدیق اکبرؓ کے زیادہ اسرار و شریعت کے محرم اور روحِ اسلامی کے دانائے راز تھے، قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، جملہ اسلامی علوم میں آپ کا یہ نہایت بلند تھا، قرآن پاک کے ہم و تدرین ایسا ذہن و قواد و لفظ دقیق پائی تھی کہ ان کی نظر ان کلمات تک باسانی

پہنچ جاتی تھی، جن کی طرف عام صحابہ کا دہس بھی منتقل نہ ہو سکتا تھا،

سیرۃ الصدیق | ذاتی حیثیت سے بڑے رفیق القلب، نرم جو، متواضع، خاکسار اور ہمدرد
 کا محکم پیکر تھے، اسلام سے قبل بھی آپ کا دامن اخلاق مراسم جاہلی سے داعدارہ ہوا، خلافت سے
 پہلے تجارت کرتے تھے، خلافت کی دمداری کے بعد یہ تغل عاری نہ رہ سکا حیائیت لہلہ
 سے بقدر رکھاف روزیہ مقرر کر کے تجارت چھوڑ دی اور سارا وقت مسلمانوں کی اصلاح و علاج
 تدبیر میں صرف کرنے لگے رفیق القلب ایسے تھے کہ مات مات یراکھین استکسار ہو جاتی تھیں
 تواضع اور سادگی کا یہ حال تھا کہ حملہ والوں تک کا کام اپنے ہاتھوں سے اسام دیتے تھے،
 اور یروسیوں کے مولیتی تک چراتے اور ان کا دودھ دودھ دیتے خلافت ملنے کے بعد ایک
 لڑکی کو حس کی مکر کی کا دودھ دودھ دیا کرتے تھے، بڑی فکر ہوئی، آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ خلافت
 مجھ کو خلق خدا کی خدمت سے بار نہیں رکھ سکتی، ازہد و عبادت کا یہ حال تھا کہ اکثر اتین قیام میں
 اور اکثر دن روروں میں گذرتے تھے، خنوع و حصوع کا یہ عالم تھا کہ نماز کی حالت میں جو ب
 خشک نظر آتے تھے، رقت اتنی طاری ہوتی کہ روتے روتے، بجلی مندہ جاتی، عرصہ پیری
 کا یہ حال تھا کہ دنیا کا ذرہ ذرہ ان کے لئے دفتر عبرت تھا، کوئی سرسبز درخت دیکھتے تو فرماتے
 کاش میں درخت ہوتا کہ آخرت کے خطرون سے محفوظ رہتا، بیڑیوں کو چھاتے دیکھتے تو فرماتے
 بربند و تم خوش نصیب ہو کہ دنیا میں جرتے چلتے اور درختوں کے سایہ میں بیٹھتے ہو اور قیامت
 کے محاسنہ کا کوئی خطرہ نہیں کاش لو کہ تمہاری طرح ہوتا، مات مات پر آہ سر دیکھتے تھے یہا
 کہ ”اواہ“ لقب ہو گیا تھا،

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

جلد ۱۱۴ مطابقت ۳۳۴

تاسعہ مطابقت ۴۵

تذکرہ عمر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں موت میں حضرت عمر کو، مردہ کر گئے تھے، چنانچہ ان کی دعوات کے بعد حضرت عمر ان کے حائین ہوئے، آپ کا نام عمر اور فاروق لقب ہوا، آپ قریش کی تاج سی عدی سے تعلق رکھتے تھے، آنھوین یشتیر آپ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طیب تھا، آپ کا خاندان زمانہ جاہلیت میں بھی ممتاز تھا، قریش کی سفارت اور فیصل مقدمات کا عہدہ آپ کی خاندان میں تھا، حضرت عمر کو اسلام سے قبل عرب کے مرغوب فون سیہ گری، اور حطاس سے بڑی دلچسپی تھی، معمولی لوشت و خواندہ سے بھی واقف تھے، معاش کا ذریعہ تجارت تھا، اسی سلسلہ میں دور دور کا سفر کر چکے تھے، ان سفرون نے بہت خیرہ کار اور معاملہ فہم بنادیا تھا، اس لئے قریش کی سفارت کا عہدہ ان کے متعلق تھا، ظہور اسلام کے وقت عائد قریش کی طرح حضرت عمر بھی اسلام اور مسلمانوں کے سحت دتیں تھے، اسلام ان کی نگاہ میں سسے بڑا جرم تھا، جس کا حرم ہر سر اکامتی تھا، خوشنیا مسلمان ہوتا تھا حضرت عمر کے دتیں ہو جاتے تھے، اور اسکو ہر امکانی اذیت پہنچاتے میں دریغ نہ کرتے، لیکن تھے بڑے عالی دماغ اور شکوہ و ددہ کے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اسلام کی بڑی آرزو تھی اور آپ انکے اسلام کی دعا فرمایا کرتے تھے، یہ بھی قدرت کا کرشمہ تھا کہ سسہ میں اسی دشمن اسلام کے بہن اور بھائی اسلام کے

حلقہ گوشت ہو کر حضرت عمرؓ کو خیر ہوئی تو وہ آئے سے ماہر ہو گئے اور اسی وقت ہسپتال کے یہاں
 حاکم ہسپتال کو مارتے مارتے دم کر دیا، لیکن ان کی زمانہ کلام حق سے یہ پھری ان کا
 استقلال دیکھ کر دل نے کہا کہ اس دین میں ضرور کوئی مات ہے، چنانچہ ہسپتال سے قرآن
 سنانے کی خواہش کی، انھوں نے حیدرآباد میں سائین، یہ سحر آمیز آیات سکر لے اٹھیں
 لا الہ الا اللہ بیکار اٹھے، اس وقت کم و بیش پالیس آدمی مسلمان ہو چکے تھے، لیکن اب تک
 کسی نے علانیہ عبادت کرنے کی حرارت نہ کی تھی، بلکہ ہتیرے اسلام کا اظہار بھی نہیں کر سکتے
 تھے، عمر فاروقؓ اسلام لائے تو دفعہء حالت بدل گئی، یہ کسی سے دینے والے نہ تھے، انھوں
 نے خانہ کعبہ میں حاکم نماز ادا کی، آنحضرتؐ سلم لے اس حرارتِ یزید فاروقؓ کا لقب عطا فرمایا،
 گواہ غریب نمازون کی طرح حضرت عمرؓ کو عائد قرآن میں سنا سکتے تھے، پھر بھی حصہ
 تک بھی ممکن تھا ماز نہ رہتے تھے، اسی حالت میں چند برسوں تک مکہ میں رہے، اذن ہجرت
 کے بعد ہجرت کی، مکہ چھوڑنے سے پہلے حاکم خانہ کعبہ کا طواف کیا، مارا داک کی اور مشرکین سے
 بر ملا کہا جس میں حرارت ہو ماہر میدان میں آئے، لیکن کسی نے ہمت نہ کی،

ہجرت کے بعد بدر احد وغیرہ تمام بڑے بڑے معرکوں میں شریک رہے، جنگ
 میں اپنے اعزہ کو ایسے ہاتھوں سے قتل کیا، غزوہ تبوک میں آدھا مال خدا کی راہ میں دیدیا
 غرض قبول اسلام کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی طرح انھوں نے بھی اپنی جان اور ایسا مال اسلام
 یزید کر دیا، ان کی حرارت و شجاعت اور عار و شہرت سے اسلام کو بڑی تقویت پہنچی، ایسا
 قرآنی میں حضرت ابو بکرؓ کے بعد ان ہی کا درجہ تھا،

خلافت | صحابہ میں حضرت عمرؓ کا تدر اور ان کی صداقت و حق پرستی مسلم تھی، لیکن ان کے
 تشدد سے جو ان کی حق پرستی کا نتیجہ تھا، در لوگ ڈرتے تھے، چنانچہ استخلاف کے وقت بعض

لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کے سامنے اس کا اظہار بھی کیا، لیکن انھوں نے ان کے
 تہمت دور کر کے مطمئن کر دیا اور تمام اکابر صحابہ نے اس انتخاب کو پسندیدگی کی نظر سے
 دیکھا، چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد وہ جہادِ الہامیؑ میں تحتِ خلافت
 یرئیس بن گئے،

عراق کی ہم اور آب کی تحت نشینی کے وقت تمام و عراق میں جنگ چھڑی ہوئی تھی اس لئے
 فتوحات تختِ خلافت پر قدم رکھنے کے بعد حضرت عمرؓ کا سب سے مقدم فرض ان کی

تکمیل تھی، چنانچہ سب سے پہلے ان ہمنوں کی طرف توجہ کی، آب کی بیعت کے سلسلہ میں عمرؓ
 کے تمام حصوں کے مسلمان مدینہ آئے ہوئے تھے، آب نے ان کے سامنے جہاد پر تقریر
 کر کے ان کو ایران کی ہم میں شرکت کے لئے ابھارا، لیکن اس پر ایک شخص
 نے بھی آمادگی ظاہر کی، آپ کئی دن تک مسلسل جوش دلاتے رہے
 آخر میں مسلمانوں میں حرارت پیدا ہو گئی اور بنی قریظہ کے سردار ابو عبیدہؓ نے اٹھ کر
 اپنے کو اس خدمت کے لئے پیش کیا، ان کی پیش قدمی پر ہر طرف سے آوازیں بلند ہونے
 لگیں، اور تمام مسلمان تروت جہاد حاصل کرنے کے لئے تیار ہو گئے، حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہؓ
 تقفی کو خیمہ نزار سپاہ کے ساتھ ایران کی ہم پر روانہ کیا،

عراق کی گذشتہ معرکہ آرائیوں نے ایرانیوں کو بہت ہوشیار کر دیا تھا، اس لئے
 انھوں نے از سر نو فوجی تنظیم کی، اور ان دخت نے خراسان کے مامور مدراء اور مشہور ہمارے
 کو سب سالہ مقرر کیا، اس نے ایرانیوں کے مذہبی جذبات بھڑکا کر سارے ایران میں آگ
 لگا دی اور یورپی ایرانی قوم مسلمانوں کے مقابلہ میں لئے ہمہ تن جوش بگئی اور چندوں کے
 اندر عراق کے تمام معصومہ علاقوں میں بغاوت پھیل گئی اور فوجی اضلاع مسلمانوں کے قبضہ

نخل کئے،

صدید فوجی نظم کے سلسلہ میں دورانِ دخت نے ایران کے دو مامور ہمدون و سرسی اور حاتم کو رستم کی امداد پر مامور کیا تھا، یہ دونوں فوجیں لے کر دو مختلف راستوں سے سملانہ کے مقابلہ کے لئے نخل چلے گئے، دوسری طرف سے الوعید آرہے تھے، مقامِ مارق میں اپنا اور حاتم کا مقابلہ ہو گیا، الوعید نے اسے نہایت فائق شکست دی، اس کے دو ممتاز افسر مارے گئے اور وہ خود رمدہ گرفتار ہوا لیکن س سملانہ نے اسے گرفتار کیا تھا وہ بھیجاتا تھا اس لئے حاتم نے دو عوام دے کر رہائی حاصل کر لی، بعض سملانہ نے یہاں کر دوا گرفتار کر لیا، لیکن الوعید یہ کہہ کر کہ جس کو ایک مسلمان رہا کر چکا ہے اس سے بد عہدی نہیں کیا جاسکتی، چھڑا دیا، حاتم کو شکست دیے کے بعد الوعید آگے بڑھے اور مقامِ سقاطیہ میں دوسرے افسر سرسی کو بھی نہایت فائق شکست دی، اس کی شکست کے بعد سقاطیہ کے قرب و حوار کے ایرانی امداد نے اطاعت قبول کر لی،

ان سپہ سالاروں کی خسر سکر رستم نے مردانِ شاہ کو ایک تارہ دم فوج کے ساتھ روانہ کیا، اور ایرانیوں کا مقدس علم دفن کاویانی فوج و ظفر کاستان سمجھا جاتا تھا ساتھ کر دیا ہوا شاہ نے درات کے ساحل پر فوجین اتاریں اور دوسری طرف سملانہ تھے، ہر فریق دریا کے پار جانے سے بچا جاتا تھا، لیکن الوعید فوجیں جہادیں اپنے غمور تھے کہ دوسرے سملانہ امداد کے اختلاف رائے کے باوجود درات کو غمور کر کے اس پار چلے گئے، دریا پار ہوتے ہی تنگ چھڑ گئی، سملانہ میں اتارے وہ سہایت ماموروں تھا، ایرانی فوج میں دلوں بیکر ہاتھی تھے، جن سے عربی گھوڑوں کو کبھی سابقہ نہ پڑا تھا، اس لئے وہ ہاتھیوں کو دیکھ کر بدک گئے اور سملانہ کو بیدل ہو جا یا پڑا، گھوڑوں سے اتر کر انھوں نے ہمدون کی سی

کاٹ کاٹ کر فیل تینوں کو گراا شروع کیا، ابوعلیہ نے ایک کر ایک ہاتھی بروا کیا، ایکس وار
 حالی گیا اور ہاتھی نے اس کو سوڈین لپیٹ کر یروں کے پیچے مسل ڈالا، ابوعلیہ کے شہید ہوتے ہی
 مسلمان پسا ہو گئے، ایک جگہ مست کم تھی، آگے ایرانی تھے اور پیچھے دریا، اس لئے سیا کی مین کئی
 ہزار مسلمان پانی میں غرق ہو گئے، مثنی بن حارثہ تنیہانی نے بڑی مشکون سے تیس ہزار جانیں بچا
 واقعہ بویب ایرانوں کی شکست حضرت عمرؓ نے یہ حسرتی توایب کو مسلمانوں کی جانوں کی برامی کا سحت
 قتل ہوا، ایسے اس کے انتقام کے لئے یروحت خطوں سے عربوں میں آگے
 لگا دی، عیسائی عرب بھی قومیت کے خوش میں مسلمانوں کے ساتھ ہو گئے اور حضرت عمرؓ نے
 عبداللہ مکی کی ماتحتی میں ایک تادہ دم فوج محاذ حنک یر روانہ کی، دوسری طرف مثنیٰ نے
 اپنے طور پر سرحدی قبائل کی علیحدہ ایک فوج تیار کر لی تھی،

نوران دحت کو ان تیاریوں کی خبر ہوئی تو اس نے ہراں بن حاذویہ کو بارہ ہزار منتخب
 بہادروں کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا، مسلمان بویب مین خیمہ زن تھے، اس لئے ہراں سیدھا
 بویب آیا، اور فرات کو عبور کر کے اس کے اس پار صف آرا ہوا، مسلمان پہلے سے تیار تھے
 دونوں مین نہایت سحت مقابلہ ہوا، گذشتہ جنگ مین جن مسلمانوں کے باؤں اکھڑ گئے تھے
 وہ اس کی تلافی مین اس بے جگر ہی سے لڑے کہ قریب قریب سب نے درمہ سہادت حاصل
 کیا، مثنیٰ نے اپنے قبیلہ کو لیکر اس زور کا حملہ کیا کہ ایرانیوں کی مصیفن درہم درہم ہو گئیں، اور وہ
 بے ترتیبی سے پیچھے ہٹے، اس ریلے مین ہی تغلب کے ایک آدمی نے ہراں کو قتل کر دیا، مثنیٰ
 فرات کے پل کو روک کر کھڑے ہو گئے اور مثنیٰ ایرانی سیاہے اس کو عبور کرنے کی کوشش
 کی سب کو ترتیب کر دیا، اس معرکہ کے بعد مسلمان سارے عراق مین پھیل گئے،

ایرانیوں کا خوش | اس شکست اور ایرانی فوجوں کی یر مادی کی خبر مایہ تحت پہنچی تو ایرانیوں مین

بڑا جوش پھیل گیا، انھوں نے لوراں دخت کو تخت سے اتار کر اکیس سالہ یزدگرد کو تخت پر کیا اور اسے سرفوجی انتظامات کر کے حیدر دلوں میں تمام قلعوں اور چھاؤنیوں کو جنگی سامانوں سے بھر دیا، ان انتظامات کے ساتھ ہی سازش کر کے تمام مفتوحہ علاقوں میں بغاوت پھیلادی
اس بغاوت میں بہت سے علاقے مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گئے اور مئی مجبور ہو کر عرب کی سرحد پر ہٹ آئے، اور فوراً حضرت عمرؓ کو اس صورت حال کی اطلاع بھجوائی۔

حضرت عمرؓ کی تیاریاں | حضرت عمرؓ کو یہ حالات معلوم ہوئے تو آپؓ نے تمام عرب کے مامورین، رئیسوں، خطیبوں اور اہل الرائے اسخاص کو مدیہ طلب کیا، آپؓ کی دعوت پر سارا عرب اسٹ آیا، انھیں ساتھ لے کر آپؓ نے یمن نہیں بکھنے کا ارادہ کیا، مگر اکابر صحابہ نے مخالفت کی کہ آپؓ کا در الخلافہ چھوڑنا مناسب نہیں ہے، اس لئے آپؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے اور عہد رسالت میں بڑے کارہائے نمایاں کر چکے تھے، اسے سالار اعظم مقرر کر کے یمن ہزار فوج کے ساتھ ایران روانہ کیا، اور چلتے وقت بڑی بیش قیمت فصیحین اس فوج میں شرمدری صحابی تھے، سو معیت رضوان کے جاں سار، اسی قدر فتح مکہ کے ترکیب ہونے والے اصحاب اور اسے ہی صحابہ زادے تھے، حضرت عمرؓ تجارت کے سلسلہ میں سارے عراق کا سفر کر چکے تھے، اور یہاں کے چیمپیہ سے واقف تھے، اس لئے فوج کی نقل و حرکت اس کی ترتیب و تنظیم اور مورچہ بندی سب اپنے ہاتھ میں رکھی، سعد بن وقاصؓ کو ہدایت تھی کہ وہ ہر منزل اور ہر مرحلہ کا مفصل نقشہ بھیجتے جائیں، چنانچہ انھوں نے سب سے پہلی منزل شمران کا نقشہ بھیجا، حضرت عمرؓ نے اسے دیکھ کر فوج کی تنظیم و بیت بندی کے متعلق مختلف معیدہ ایات بھیجیں۔

تراف کے بعد سعد بن ابی وقاص نے قاصسیہ کا پورا اقتہ بھیجا، حضرت عمرؓ نے اسے دیکھ آئیدہ متقدمی کے متعلق ہدایات بھیجیں، اور حکم دیا کہ جنگ سے پہلے اسلامی سفیروں کو تبلیغ اسلام کے لئے دربار ایران بھیجا جائے،

اسلامی سفارت | اس حکم پر سعد بن ابی وقاص نے قاصسیہ کے میدان میں مورچہ سدھی کی اور انیسویں قیس کدی کو حید آدمیوں کے ساتھ تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا، انھوں نے حاکم اسلام میں کیا، رستم نے یوحنا تم کس ارادہ سے آئے ہو، مسلمانوں نے جواب دیا، یہ درگرد کے دونوں میں گفتگو ہوئی، آخر میں مسلمانوں نے کہا کہ ہمارے سنی کی میتیں گولی ہے کہ ہم تمھاری زمین پر قاض ہو گئے، رستم نے اس ارادہ کی تحقیر کے لئے تھوڑی سی خاک مگا کر دی کہ تو ہماری زمین میں تمھارا یہ حصہ ہے، عمرو بن معدیکرب یہ خاک دامن میں لے کر لوٹ آئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان کے ملک پر قبضہ کے لئے یہ فال نیک ہے، رستم کے بعد ان لوگوں نے یہ درگرد کے پاس حاکم اسلام میں کیا، اس نے خوش غضب میں کہا اگر سفیرون کا قتل کرنا نارادہ ہوتا تو تم میں سے کوئی گردن سلامت نہ لیجا سکتا، اور رستم کو سخت تسمیہ کی کہ اس نے انھیں کیوں آئے دیا،

رستم کو مسلمانوں کا کافی تحریر ہو چکا تھا، اس لئے وہ جنگ سے بچنے کے لئے چلے گئے تھا، چنانچہ یہ درگرد کے تاکید کی احکام کے ماوجود جنگ کو ٹالتا رہا، اور قاصسیہ پہنچے کے بعد اس نے پھر کوشش کی اور سعد بن وقاص کو لکھا کہ وہ گفتگو کے لئے دوبارہ آدمی بھیجیں، انھوں نے منیرہ بن شمعہ کو حید آدمیوں کے ساتھ بھیجا، رستم نے انھیں موعوب کرنے کے لئے بڑے ٹھٹھا کا دربار آراستہ کیا، منیرہ اس شان سے تھے کہ تلوار بھی قرینہ کی تھی، ایام کے بحالے اور

جیتھڑے پیٹے ہوئے تھے، اسی شان سے دربار میں داخل ہوئے دولوں میں بڑی طویل گفتگو ہوئی، آخر میں رستم نے احمین طبع دلائی کہ غالباً تم لوگ معاش کی تگی اور ریشیاں حالی کی وجہ سے حگ کے لئے نکلے ہو ہم تم کو اتنا دینے کے لئے تیار ہیں کہ تمہارا سیٹ بھر جائے اور تمہاری خوفناک باتیں ہوں انہیں یوری کرنے کے لئے تیار ہیں، معیرہ نے جواب دیا کہ "نیتیک ہم بھوکے تھے لیکن حدائے ہم میں ایک میسر معصوت گیا، جس کے اتناغ سے ہماری مددگاری خوشی سے مدد مل گئی، اس نے ہم کو ایسے دین کے معاہدین کے ساتھ حجاد کا حکم دیا جو اس لئے ہم تمکو حدائے واحد کی پرستش اور سی صلح پر ایمان لائے کی دعوت دیتے ہیں اگر اسے قبول کرتے ہو تو تمہارا درہ ہمارا تمہارا مصلحہ تلوار کرے گی" یہ س کر رستم خوش غصے سے بھر گیا اور کہا آفتاب و مابہتاب کی قسم کل طلوع صبح سے پہلے تم سب کو حاکمین ملا دوں گا، مغیرہ یہ سکر لاجول ولاقوة الا ماشاء کہتے ہوئے لوٹ آئے تھے

قادیسیہ کی حگ | اس گفتگو کے بعد ہی وحون کو تیاری کا حکم دیدیا اور راتوں رات ایرانی فوجیں مرتب ہو گئیں، صبح ہوتے ہوئے قادیسیہ کے میدان میں ہر طرف ایرانی فوجوں کا سرد مورچن تھا،

مسلمان پہلے سے تیار تھے، محرم سہ ماہ میں فریقین صف آرا ہوئے، عین اس موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص کو عرق النساء کا دورہ ہوا، اور نقل حرکت سے مجبور ہو گئے، اس لئے اپنی جگہ خالد بن عوط کو یہ سالار مقرر کیا اور خود میدان حگ کے قریب ہی ایک محل میں حمان سے حگ کا پورا لقمہ نظر آتا تھا ٹھہر گئے، اور عین سے لڑائی کا رنگ دیکھ کر احکام بھیجتے رہتے تھے، بعد نماز صبح حگ کا آغاز ہوا، اور رات کی تاریکی تک نہایت گھمن

جگ ہوتی رہی، یہ قادیسیہ کا پہلا معرکہ تھا اور یوم ارمات کے نام سے مشہور ہے،
 دوسرے دن پھر مقابلہ ہوا، اور پہلے دن بھی زیادہ گھساں جنگ ہوئی، عین لڑائی
 کے وقت حضرت عمرؓ بھی ہوئی تارہ دم نوں پہنچائی اور اسکے ساتھ ہزاروں کے لئے
 تحائف آئے، سفرائے میدان جنگ میں اعلان کیا کہ امیر المومنین نے ان بہادروں کے
 لئے تحائف بھیجے ہیں جو اپنے گواہ کا حق ثابت کریں اس اہتمام کے حصول کے لئے مسلمان
 لے جائیں لڑا دین، اور صبح سے تمام تک نہایت خوریر جنگ ہوتی رہی، رات کی تاریکی
 میں دونوں الگ ہوئے، اس معرکہ میں دس ہزار ایرانی سپاہ کام آئی، اس کے بڑے
 بڑے متار اور نامور افسر مارے گئے، دو ہزار مسلمان شہید ہوئے، اور جنگ دوسرے
 دن کے لئے ملتوی ہو گئی، اس جنگ کا نام یوم انخوات ہے،

رات گزرنے کے بعد تیسرا معرکہ شروع ہوا، یہ دونوں گدستہ معرکوں سے زیادہ
 خفہ و فک تھا، اس جنگ میں مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ نقصان رسان کوہ بیکر ہاتھیوں
 کی صفیں تھیں، انھیں دیکھ کر عربی گھوڑے بھڑکتے رہے، مسلمانوں نے گھوڑوں پر چھوٹ کر
 ڈال کر اس کا جواب پیدا کیا، لیکن سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ ہاتھیوں کی قطار حد درجہ کڑی
 تھی صف کی صف درہم برہم ہوجاتی تھی، یہ صورت دیکھ کر حیدعان ماز مسلمان نیرے
 لے لیکر ہاتھیوں پر لوٹ پڑے اور ان کی آنکھیں بے کار کر دین، قنقاع نے ستان کے
 سفید ہاتھی پر ایسا وار کیا کہ سو نہ مستک سے الگ ہو گئی وہ چھر چھری لے کر بھاگا، اسے
 دیکھ اس کے پیچھے والے تمام ہاتھی بھی بھاگ سکے اور یہ دیوار آہن لوٹ گئی، اس کے
 بعد مسلمانوں کو کھل کر قوت آزمائی کا موقع ملا اور انھوں نے پوری قوت کے ساتھ حملہ کر دیا
 اور اس گھسان کارن بڑا کہ تلواروں کی کھیا کھچ، نعروں کی گونج اور گھوڑوں کی ہنہٹ

کے سوا اور کوئی آواز نہ سائی دیتی تھی، دن بھر ہنگامہ کا زرار گرم رہا، رات کو بھی اسی مدت کی جگہ جاری رہی، دوسرے دن دو پہر کو لڑائی کا فیصلہ ہوا، رستم ہایت یا مردی سے مقابلہ کر رہا تھا، لیکن آخر میں رنموں سے چور ہو کر بھاگا، راستہ میں ایک مدی تھی اس میں کود کر نکل جا گیا، مگر ایک مسلمان نے جو تعاقب میں تھا مدی سے کال کر قتل کر دیا، اس کے قتل ہوتے ہی ایرانی فوجوں نے میدان چھوڑ دیا، اس معرکہ میں میں برابر ایرانی مقتول ہوئے اور اس کی قیمت کا فیصلہ ہو گیا، گو اس کے بعد عرصہ تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا، لیکن ایرانیوں کی اصل قوت قادیسیہ کی جنگ میں ٹوٹ گئی تھی،

اس عظیم انسان مسیح کے بعد سعد بن ابی وقاص نے حضرت عمرؓ کو فتح کا مژدہ سنایا جس دن سے قادیسیہ کی جنگ پھری تھی حضرت عمرؓ کو ہایت نے عینی کے ساتھ خروگنا انتظار رہتا تھا اور آب قاصد کے انتظار میں درو راہ مدینہ کے ماہر نکل جاتے تھے، اس لئے سعد بن ابی وقاص کا قاصد شہر کے ماہر ہی ملا، اس سے حالات پوچھے وہ آب کو بھیجتا نہ تھا، اس لئے وہ سواری پر سے حالات تانا تا تھا اور حضرت عمرؓ نواری کے ساتھ دوڑتے جاتے تھے، اسی حالت میں دونوں شہر میں داخل ہوئے یہاں اسکو معلوم ہوا کہ امیر المومنین یہی ہیں، اس وقت وہ ہمت سرا سیمہ ہوا، اپنے فرمایا کچھ ہرج نہیں تم حالات بیان کرتے جاؤ، ربانی حالات سننے کے بعد مسلمانوں کو جمع کر کے سعد بن ابی وقاص کا خط انھیں سنایا اور حسب دلیل تقریر کی "مسلمانو! میں بادشاہ ہمیں ہوں کہ تم کو اعلام سنا جا رہا ہوں میں خود دعا کا اعلام ہوں، اللہ علامت کا بارگراں میرے اوپر ڈالا گیا ہے، اگر میں اس طرح تمھاری خدمت کر سکتا کہ تم تسلیم ہو کر عین سے گھر میں سوؤ تو میرے لئے عین سعادت ہے اور اگر میں خواہش کروں کہ تم لوگ میرے درو راہے پر حاضری

دیا کرو تو میری مدد کرتی ہے، اس وقت مجھے خوشی کم میسر ہوگی اور غم زیادہ،

ایران کے پایہ تخت مدائن قادیسیہ کی شکست کے بعد ایرانیوں نے مابل میں اجتماع کیا
برقصہ

مابل روانہ ہو گئے لیکن قادیسیہ کی جنگ نے ایرانیوں کی قوت بہت کمزور کر دی تھی
اس لئے وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ڈنک سکے اور وہ ان کو شکست دے کر مابل کوئی
اور سہرہ شیر و غیرہ پر قبضہ کرتے ہوئے ایران کے پایہ تخت مدائن کے قریب پہنچ گئے،
بہرہ تیسرے اور مدائن کے درمیان دحلہ جامل تھا ایرانیوں نے مسلمانوں کو مدائن پر حملہ سے
روکے کے لئے دحلہ کا میل توڑ کر کشتیاں ڈک دی تھیں، اس لئے جب مسلمان دحلہ کے
ساحل پر پہنچے تو اسے عبور کر کے کاسامان رہا تھا، سعد بن ابی وقاص نے حد کا کام لے کر
دحلہ میں گھوڑا ڈال دیا، انھیں دیکھ کر یوری فوج دحلہ میں اتر گئی، اور نہایت اطمینان کے
ساتھ تین کرتی ہوئی یا رہنچ گئی، ایرانی دور سے یہ حیرت انگیز منظر دیکھتے تھے اور متحیر
تھے، جب مسلمان کنارہ پر پہنچ گئے تو متحیر ایرانی "دیوان آمدند" دیوان آمدند کہہ کر بھاگ
سکے، ایک افسر خراو نے معمولی سی مہمت کی لیکن مسلمانوں نے اسے مغلوب کر دیا،
برادر گویا یہ تخت چھوڑ کر بھاگ گیا اور حضرت سعد بن وقاص صفر ۱۶ء میں مدائن میں
داخل ہو گئے، جمعہ کا دن قریب تھا، ایوان کسریٰ میں تخت شاہی کی جگہ سر نصب کر کے
مسلمانوں نے نماز جمعہ ادا کی، یہ پہلا جمعہ تھا جو سرزمین عراق میں پڑھا گیا، مدائن کے جزائرو
میں صدیوں کی دولت اور دروہو اہر کے علاوہ سلاطین عجم کے مادہ دروہو رعایا بات
اور نایاب یادگارین جمع تھیں، یہ تمام تاریخی نوادر حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضرت

عمر کے پاس مدینہ چھوڑ دیا وہاں لوہار میں لوستیروں والے کا لباس تھا اور ایران کا تاریخی درخت بہا
 بھی تھا، حضرت عمرؓ کے حکم سے یہ لباس ایک شخص قلم کو سینا گیا، جس وقت اس نے اسے پہنا
 حواہرات کی جگہ گھٹ سے لوگوں کی نگاہیں حیرہ ہو گئیں، اور القاب دہر کا عجب عسکر
 مسطر سامنے آگیا، درخت بہا، سلطین عجم کا ہایت تاریخی درخت تھا، اس پر وہ بہار کے موسم
 میں میٹھ کر تھرا بیا کرتے تھے اس میں اس عہد کی ساری مساعیان صرف کر دی گئی
 تھیں، بہار کی مسابیت سے حواہرات کے گل بوٹے اور پھل پھول تھے، سب کی رائے
 تھی کہ اسے یونہی محفوظ رکھ دیا جائے، لیکن حضرت علیؓ کے اصرار سے حکومت ایران
 کی طرح اس درخت بہا پر بھی حران لگئی اور وہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر دیا گیا،
 حلوٰۃ کا معرکہ [مدائن سے بکھلے کے بعد ایرانیوں نے حلوٰۃ کو مرکز پایا اور رستم کے بھائی حر
 نے یہاں ایک بہت بڑی فوج جمع کر کے شہر کے گرد حلقہ دو کر تمام راستوں پر
 لگھوڑ بچھو دیئے، اس نے سعد بن ابی وقاص نے حضرت عمرؓ کی ہدایت کے مطابق ہاتھ میں عتہ
 اور قلعہ کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ حلوٰۃ بھیجا، انھوں نے اس کا محاصرہ کر لیا، لیکن اولاً حلوٰۃ نو
 ہایت مستحکم تھیں، دوسرے یزید گردلوں سے برابر امدادی فوجیں بھیج رہا تھا، اس لئے کہ کئی
 لگ گئے، لیکن ہاتھ لے کر لیا تھا کہ بغیر فتح کے ہوئے نہیں گئے، بالآخر کئی مہینے کی فوج
 لڑائیوں کے بعد قلعہ کی تیغ سے حلوٰۃ فتح ہو گیا اور بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا،
 حلوٰۃ رقصہ [یزید گردان وقت حلوٰۃ میں تھا اسے حرا ہوئی تو وہ حلوٰۃ چھوڑ کر رے بھاگ
 گیا، اس کے حلوٰۃ چھوڑنے کے بعد قلعہ یہاں پہنچے اور حصر و دستوم کو شکست دے کر
 حلوٰۃ پر بھی قبضہ کر لیا اور عام مادی کرادی کہ جو لوگ اسلام یا حزیہ قبول کر گئے ان کی
 حال اور مال کا مال محفوظ رہے گا، اس اعلان پر بہت سے امراء ائمہ اسلام میں داخل ہو گئے

حلولاً لعراق کا آخری مقام تھا، اس کے بعد عراق کی سرحد ختم ہو جاتی ہے،

حریرہ | عراق کے زیر نگین ہونے کے بعد حضرت عمرؓ آگے قدم بڑھا مانہیں جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ "کاش ہمارے اور فارس کے درمیان آگ کا پہاڑ قائم ہو جاتا کہ وہ (ایرانی) ہم پر حملہ آور ہو سکتے اور ہم ان پر مگر عراق ہاتھوں سے نکل جائے کے بعد ایرانی صبر نہیں کر سکتے تھے اب یہ قومی مسئلہ بن گیا، پہلے صرف حکومت کا مقابلہ تھا، لیکن عراق نکل جانے کے بعد یورپی قوم مقابلہ میں آگئی اور اہل حریرہ نے جن کی سرحد عراق سے ملی ہوئی تھی تکریت میں رہایت زبردست اختیار کیا، سعد بن ابی وقاص کو ایران پر چڑھنے کے بارہ مہینے حضرت عمرؓ کے خیالات معلوم تھے اس لئے انھوں نے ان کو حالات لکھ بھیجے، ان حالات میں حضرت عمرؓ نے ہی حکم مقابلہ کے کوئی چارہ کار نہ تھا، اس لئے آپؓ عہدائش میں غم کو اس فہم پر بھیجے کہ حکم دیا،

تکریت پر قصہ | اس حکم پر وہ سلسلہ میں یاخجر اور فوج لے کر تکریت پہنچے اور محاصرہ کر کے چالیس دن تک رار حملے کرتے رہے، لیکن حریرہ کے عیسائی عرب بھی ایرانیوں کے ساتھ تھے، اس لئے کامیابی نہ ہوتی تھی، عبداللہ نے عربوں کے پاس خفیہ نامہ و پیام کر کے بھیج دیا، ان کے بعد جب مسلمانوں نے حملہ کیا تو عقیقہ عرب بھی حملہ آور ہو گئے، اور ایرانی دو یا تینوں کے درمیان یزید کر س گئے اور تکریت پر قصہ ہو گیا، اس کے بعد جب دونوں تک حریرہ کی فہم ملتوی ہوئی پھر سلسلہ میں حضرت عمرؓ نے پھر عیاض بن غم کو مامور کیا، انھوں نے حریرہ پھر مہینے میں بھیلا اور معمولی لڑائیوں کے بعد رقبہ، حرا، بصین، میافارقین، ہمساط، سررج اور قرسیا وغیرہ فتح کر کے حریرہ کا پورا علاقہ زیر نگین کر لیا،

حورستان | عراق کی فتح کے بعد اس پر قصہ قائم رکھے کے لئے یہاں ایک اسلامی سہرہ

تیار ہو چکا تھا، اس کا سرحدی علاقہ خوزستان اب تک ایرانیوں کے قبضہ میں تھا، اس لئے
لنہرہ کی حفاظت کے لئے خوزستان پر قبضہ کرنا ضروری تھا، چنانچہ ۳۳۰ھ میں لنہرہ کے والی
مغیرہس تعہ لے اہواز پر حملہ کر کے یہاں کے والی ہرم کو مطیع بنایا، لیکن حیدرلوں کے ہندہ
بھرمائی ہو گیا، اس وقت ابو موسیٰ اشعرمی لنہرہ کے والی تھے، انھوں نے ہرم کو شکست یح
اہواز پر مستقل قبضہ کر لیا،

اہواز کے بعد سوس فتح کیا، سوس کے بعد ہرم کا محاصرہ کیا، اس کے حاکم نے اٹھ لاکھ
سالارہ پر صلح کر لی، ابو موسیٰ کی فتوحات کو دیکھ کر امیر ہرم ان نے یردگر دکی خدمت میں جا کر
درخواست کی کہ اگر اہواز اور فارس کی حکومت میرے متعلق کر دی جائے تو میں عربوں کو آگے
ٹھہرنے سے روک دوں گا، یردگر دے منظور کر لی اور اسکو اہواز اور فارس کی حکومت کا پروانہ
دے کر ایک فوج بھی اس کے ساتھ کر دی، یرداہ لے کر ہرم ان تو شتر آیا اور اس کے جنگی
اتحکامات درست کر کے ایک عظیم انسان فوج جمع کر لی،

ابو موسیٰ کو اس کی تیاریوں کی خبر ہوئی تو انھوں نے حضرت عمر کو اس کی اطلاع
دے کر مزید دعا کی، آپ نے فوراً اعلان یا شتر والی کو ذ کو حکم بھیجا کہ وہ کو ذ کی فوجین لے کر
ابو موسیٰ کی مدد کو روانہ ہو جائیں، جریر بن عبداللہ کھلی بھی تھوڑی سی فوج لے کر آگئے، ابو موسیٰ
ان دونوں کو ساتھ لے کر شتر پہنچے، ہرم ان نے نہایت سادری کے ساتھ انھیں روکا
بہت سے مسلمان کام آئے، لیکن آخر میں وہ یسا ہو کر قلعہ بند ہو گیا، ابو موسیٰ نے قلعہ کا محاصرہ
کر لیا، عرصہ تک محاصرہ جاری رہا، لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی، اتفاق سے تھر کا ایک باشندہ
مل گیا، اس کے ذریعہ سے ایک مسلمان خفیہ راستہ سے تھر کے تمام راستے دیکھ آیا اور تھوڑے
سے مسلمانوں کو لیکر تھانہ کے ذریعہ سے شمر میں داخل ہو گیا اور شمریناہ کے دروازے کو کھول دیا

مسلمان ماہر دست پر تھے، ہتھ کے دروازے کھلتے ہی گھس پڑے، ہر مرآن نے قلع میں بیاہ لی اور الو موسیٰ کے پاس کھلا بھیجا کہ میں اس شرط پر کل آؤں گا کہ مجھے عمر کے پاس بھیجا دیا جائے، الو موسیٰ نے منظور کر لیا اور ہر مرآن مدینہ بھیج کر مسلمان ہو گیا، حضرت عمرؓ نے دو ہزار سالانہ اس کا وظیفہ مقرر کیا، سوتر کے بعد خندسیا پور فتح ہوا اور جو زستان کا پورا علاقہ زیر نگین ہو گیا،

عراق عجم پر وکلتی اور ہما و مد کا معرکہ

یہ درگد اس وقت مرو میں تھا، یہیں سے ختر لی کہ خورستان پر مسلمانوں کا قصبہ ہو گیا اور اس کا قوت مارو ہر مرآن بھی گرفتار ہو گیا، اتناک ایرانی

سمجھتے تھے کہ عربوں کا سیلاب سرحد پر آکر رک جائے گا، لیکن خورستان پر قصبہ کے بعد ان کو نظر آیا کہ یہ بے پناہ سیلاب سارے ایران کو بہا لیجائے گا، اس لئے انھوں نے یہ درگد کو گمانا کیا، اس نے ایران کے چھوٹے چھوٹے ماتحت و ماسداریوں کو لکھا، وہ سب ایسی اپنی فوجیں لے کر بھیج گئے اور ڈیڑھ لاکھ فوج مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے جمع ہو گئی،

یہ درگد نے ایران کے متہور ہمارو مراں تہاہ کو سیہ سالار بنا کر نہا و ندر واہ کیا، اور

ایران کا تاریخی علم درست کا دیانی جو فتح و ظفر کاستاں سمجھا جاتا تھا، ساتھ کر دیا، کوہ کے گورر

حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضرت عمرؓ کو اطلاع دی، آپؓ نے اکا رصحاء سے مشورہ کیا، حضرت

عثمانؓ نے مشورہ دیا کہ آپؓ خود اہل حرم کو لے کر مقابلہ کے لئے نکلیں، لیکن حضرت علیؓ نے مناجا

کی، انھوں نے کہا اگر آپؓ خود نکلیں گے تو اندروں عرب بغاوت کیا ہو جائے گی، آپؓ تمام

مالک مجروسہ کی ایک ایک تہائی فوج کو ایک مرکز پر جمع ہونے کا حکم دیجئے، اس مشورہ

پر آپؓ نے وحین جمع کر کے نعان بن مقرن کو سیہ سالار بنا کر نہا و ندر واہ کیا، انھوں نے

ہما و مد پہنچ کر حذیفہؓ کی ادھر منزل کی، مروان تہاہ پہلے سے موجود تھا، اس نے پہلے صلح کی

کوستس کی اور گھٹگو کے لئے مسلمان سفراء ملا بھیجے، نعان نے مغیرہ بن شعبہؓ کو سفیر بنا کر بھیجا،

مردانِ ستاہ بہایت ٹھاٹھ سے سر مرد رنگِ تاج رکے طلائی تخت پر بیٹھتا، درباری جیبِ راست تلوارین اور بیرے لگائے کھڑے تھے جس کی جھکے لگا وہیں ٹھہرتی تھی میوے لے کوئی توہرہ کی اور ایک ستان لے یادی کے ساتھ گھستے ہوئے چلے گئے راستہ میں درباریوں نے روک لیا جاہا میرہ لے کہا سہار کے ساتھ ایسا رتا وہیں کیا تا، مترحم کے دربیہ سے گفتگو شروع ہوئی، مردانِ ستاہ نے کہا کہ اہل عرب دیا میں سے زیادہ بدبخت و فاقہ مست اور محسوس کیا کہ قوم جو ہو سکتی ہے وہ تم ہو، ہماری سیاہ کھچی کا تمہارا فیصلہ کر چکی تھی لیکن تم اس قدر اہلِ حواء ہو کہ اس کے تیر بھی تمہارے مایاک خون سے آلودہ ہونا نہیں چاہتے اب بھی اگر تم واپس چلے جاؤ تو محافظ کر دیا جائے گا، ورنہ تمہاری لائیں خاک و خون میں تڑپتی نظر آئیں گی۔" میوے نے حمد و نعت کے بعد جواب دیا "تمہارا حیا حیل ہے بیشک ہم ایک ماہ میں ایسے ہی تھے، لیکن ہمارے، سول لے ہماری کاپالیٹ دی، اس نے ہم سے دنیا میں نصرت و فتح اور آخرت میں حمت کا وعدہ کیا اور اس وقت سے برابر فتح و نصرت ہمارے ہمراہ ہے، اس لئے اب ہم ہمہ وقت تک واپس نہیں جاسکتے جب تک تمہارا ملک پر قبضہ نہ کر لیں یا ہماری لائیں تڑپیں۔"

عص مردانِ ستاہ کی نخوت سے یہ سفارت ماکام رہی اور ان کی واپسی کے بعد جنگ چھڑ گئی اور ایسا خونریز معرکہ ہوا کہ عجم کی لڑائیوں کے سلسلہ میں قادیسیہ کے سوا ایسی جنگ ہوئی تھی، ورتقین نہایت توات و یا مردی سے لڑے ہزاروں لائیں خاک و خون میں سا گئیں لیکن ان مقرر زخمی ہو کر گرے رحم ملک تھا لیکن انھوں نے مع کر دیا کہ جب تک لڑائی کا فیصلہ نہ ہو جائے کوئی ان کی جانب متوجہ نہ ہو، چنانچہ ان کے گرنے کے بعد ان کے بھائی نعیم نے علم سنبھال لیا اور کسی کو کافون کان خرنہ نہ ہوئے یا ئی اور اسی درو رتور کے ساتھ جنگ جاری رہی۔

رات ہوتے ہوتے ایرانیوں کے یاؤں اکھڑ گئے مسلمانوں نے بہدان تک ان کا تعاقب کر کے ہزاروں ایرانیوں کو تہ تیغ کر دیا اس جنگ میں تیس ہزار ایرانی سیاہ کام آئی اور ان کی قوت ایسی تباہ ہوئی کہ پھر اس سر و سامان کے ساتھ کسی مسلمانوں کے مقابلہ میں نہ آ سکے، عرب اس فتح کو فتح القنوج کے نام سے موسوم کرتے ہیں،

اقتحام جنگ کے بعد متصل انہاں سے مقررین کے نیم خان لاتہ کے پاس بھیجے کچھ کچھ خان تہی، اس حالت میں بھی رماں سے نکلا مسلمانوں کا کیا انجام ہوا، جواب: یا خداے فتح دہی، فرمایا الحمد للہ عمر کو اطلاع دے، یہ مژدہ سکر جاں جاں آویں کے سیر دکی،

حضرت عمرؓ کو ہینون سے بے قراری کے ساتھ جنگ کے تیغ کا انتظار تھا، اس حال میں قاصد کسریٰ یردیر کے حواہرات کے ڈھیر لے ہوئے ہینچا، فتح کا مژدہ سکر آب کو بڑی مسرت ہوئی، لیکن حب لہمان کی تہادت کی خرسی تو نے اختیار سریر ہاتھ رکھ کر روئے لگے اور حواہرات و وحشت کر کے فوج میں تقسیم کر دیئے،

ایران پر عام سکر گئی | حضرت عمرؓ سرزمین ایران کی طرف ٹٹھنا چاہتے تھے بلکہ عراق نکل جانے کے بعد سے ایرانی عین سے نہ میٹھے تھے، چنانچہ وہ برابر وحیں جمع کر رہے تھے، معقولہ علاقوں میں مار مار لٹاوت کر دیتے تھے، یرد گرد و زمین میٹھا ہوا آئے دن فتنے اٹھا رہا تھا، اس لئے حضرت عمرؓ کو مڑا تر د تھا اور آب ان مار مار کی بغاوتوں کو مسلمانوں کی بدسلوکی کا نتیجہ سمجھتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ آئیے چند مسلمانوں کے سامنے جو عجم کی حمات میں سریک تھے اس کا اظہار بھی کیا کہ معلوم ہوتا ہے مسلمان ذمیوں کو تکلیف دیتے ہیں، اس لئے وہ مانگی ہو جاتے ہیں، ان لوگوں نے اس کی تردید کی، اخفت میں قیس نے کہا امیر المومنین اس کی اصل وجہ یہ

کہ آئیے مملکتوں کو ایران کے اندروں ملک ٹرہے سے روک دیا ہے اور اس کا مادشاہ ملک موجود ہے، جب تک وہ ماقربین کا اس وقت تک وہ براہِ عدل کرتے رہیں گے، اس لئے کہ ایک ملک میں دو مادشاہ ہیں رہ سکتے، ان کا مادشاہ ان کو بھڑکا رہا ہے، جب تک ہم کو اندرون ملک فوج کشی کر کے ان کے مادشاہ کے استیصال کی اجازت نہ ملے گی، اس وقت تک یہ صورت قائم رہے گی، جب تک وہ مادشاہ سے مایوس نہ ہوں گے اس وقت تک حاموسی سے یہ بیٹھیں گے حضرت عمرؓ نے احف کی دانتہ نہ راے بہت یس کی اور اسی وقت ایران پر فوج کشی کا ارادہ کر لیا تھا،

اس کے کچھ دنوں کے بعد ۱۹ھ میں آئیے صحابہ سے منور کیا انھوں نے بھی یہی کہہ کر جب تک ایران کے تحت کوارت موجود ہے اس وقت تک یہ قہر و فساد ختم نہ ہوگا۔ اس منورہ کے بعد آئیے ایران پر عام فوج کشی کا فیصلہ کیا اور ایران کے مختلف حصوں پر قبضے علیحدہ علیحدہ افسر مقرر کئے، احف بن قیس کے حصوں نے یردگر کے استیصال کا منورہ دیا حراساں کی فہم جہاں یردگر مقیم تھا سیرد ہوئی، اردشیر اور ساور کا علم حاسع بن مسعود کو اسطر کا عثمان بن ابی العاص کو فسا کا، ساریہ بن جہم کالی کو کرمان کا، سیل بن عدی کو سیستان کا، عاصم بن عمرو کو کرمان کا حکم بن عمیر کو، اور آدریجاں کا عتہ بن فرقد کو عطا ہوا، یہ لوگ ۱۸ھ میں اپنی اپنی مہموں پر روانہ ہوئے، ان کے علاوہ اور متفرق مقامات پر متعدد امینوں کو مامور کیا،

اصمہاں | اس سلسلہ میں سے اول عبداللہ بن عبداللہ ۱۸ھ میں اصمہاں پر فوج کشی کیا یہاں کارئیں اسیدان سواہ اصمہاں میں فوجین لئے موجود تھا، مقدتہ الجیش کی کمان آپ پر اے اور تحریر کا رہا درتہر یار کے ہاتھوں میں تھی، عبداللہ کے پہنچنے کے ساتھ دونوں میں

اک جو زیرِ معرکہ ہوا، تہربار نے مہارِ طلسمی کی عداوتِ مقابلہ میں آئے، تہربار مارا گیا، اس کے قتل ہوتے ہی جنگ کا حاتمہ ہو گیا اور اسیدان نے صلح کر لی،

ہمدان کی عداوت | نعیم بن مقرن ہمدان فتح کر چکے تھے ۲۲ مین یہاں عداوت ہوئی، نعیم

عداوت فرو کر کے حاص تہربار کا محاصرہ کیا، اہل ہمدان نے صلح کر لی، لیکن اس کے بعد ہی وطم رے اور آدرسیجان کے روساء، الو العرفان اور اسعدیاریہ اپنی اپنی فوجیں لے کر اہل ہمدان کی مدد کو بھیج گئے، نعیم کو حصر ہوئی تو مقابلہ کے لئے کھلے، وادی رودین سہایت حوریر جنگ ہوئی ایرایون نے شکست کھائی اور ان کی برسی تعداد قتل ہوئی،

اسی سہ مین رار بن عارے قروین اور رنجان فتح کئے،

رے وغیرہ کی فتح | وادی رود کے معرکہ کے بعد نعیم بن مقرن رے پہنچے، یہاں کے حاکم شیب نے جو ہرام جوین کا پوتا تھا، طرستان، قوس اور حر جان کے امراء سے مدد طلب کی سب ایسی اپنی فوجیں لے کر پہنچے،

رے کا ایک رئیس رینی حوساوش سے کسی مات پر برہم تھا، نعیم سے مل گیا اور جن میں سے رے پر مسلمانوں کا قصہ کرا دیا، یہاں قریب قریب مدائن کے برابر مال غنیمت ملا، اس خدمت کے صلہ میں نعیم نے زمیسی کو رے کی حکومت عطا کی اور ہمیں سے اپنے بھائی سوید کو بھیج کر قوس پر قصہ کرایا،

طرستان | قوس کے بعد ہی طرستان کی سرحد شروع ہو جاتی ہے، اس نے اب طرستان کا نہ تھا لیکن ملالوں کی میتقدی سہیلہ ہی سرحدی علاقہ کے باشندوں نے خود میتقدی کر کے صلح کر لی، لیکن اندرونی علاقہ اس صلح میں شامل نہ تھا، اس لئے نعیم اندرون ملک حر جان کی طرف بڑھے اور سہام بھیج کر حر جان کے حاکم زرنان سے نامہ و پیام کیا، اس نے جبر یہ قول کر کے صلح کر لی، اس

مصاحبت کی حر سکر صوبہ سرستاں کے رئیس اصہبہ نے بھی اطاعت قبول کرنی اور ۲۲ میں
طرساں کا پورا علاقہ مطیع ہو گیا۔

آدریجاں | ادریگر دیکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے غنہ میں ورد کو آدریجان کی نعم پر مامور کیا تھا، مگر اس
عدالتوں کے ترکیب تھے، یہ دونوں ۲۲ میں آدریجاں کے مختلف حصوں میں علیحدہ علیحدہ
کوہستاں حرمیدان میں آدریجان کے حاکم اسعد یار کا حودا دہی رود کی نعم سے ماکہ مواس
آ رہا تھا مگر بن عبداللہ کا ساما ہوا، اسعد یار چونکہ شکست جو روہ آ رہا تھا، اس لئے مکر نے اسے
دو مارہ آسانی سے شکست دے کر گرفتار کر لیا، اس کی بہت مالکل ٹوٹ چکی تھی، اس لئے مکر
سے یو چھا کیا جاتے ہو صلح یا جنگ مکر نے جواب دیا صلح، اسعد یار نے کہا اگر صلح جاتے ہو تو
مجھے ایسے پاس روکے رکھو، مکر نے روک لیا، اس درمیان میں غنہ میں ورد نے بھی ایسی بہت
منج کرنی اور مکر حضرت عمرؓ کے حکم سے مات کی نعم میں مدد دیے کے لئے چلے گئے، اں کے حالے
کے بعد اسعد یار کا بھائی تہام عقف کی طرف سے ٹرھا، لیکن اسے شکست پدی، اس کے شکست
کھانے کے بعد اسعد یار نے غنہ کے پاس تھا کہا کہ اب جنگ تم ہو گئی اور غنہ سے مصاحبت
کرنی، اس طرح آدریجان کا پورا علاقہ مطیع ہو گیا یہ طبری کا بیان ہے، ملا درسی کے بیان کے مطابق
آدریجاں کو حدیفہ لے فتح کیا تھا،

آرمیہ | آدریجاں کے بعد آرمیہ کا علاقہ تھا، اس پر تمام کی وفطنتی کے سلسلہ میں ۱۱۰ میں حملہ ہوا،
تھا، لیکن فتح نہ ہوا، دو مارہ آدریجاں کے ساتھ ساتھ سمرقند عمر و عبدالرحمن نے یہ وفطنتی کی چنانچہ
اس وقت آرمیہ میں جنگ چھڑی ہوئی تھی، اور مکر بن عبداللہ اور یحییٰ سے اسی نعم کے لئے
تھے، عبدالرحمن اس وقت مات بن خیمہ رن تھے، آرمیہ کا ایرانی حاکم سہر یار آرمیہ کو نہایت
دلیل سمجھتا تھا، بجا یہ وہ عبدالرحمن کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ محلو ط النسل ارمنی کتون کا کوئی

حب سب سے ہے اور کوئی سمجھدار عالی سب، عالی سبوں کے مقابلہ میں کیسوں کی مدد میں کر سکتا، اس لئے مجھ کو آمیسوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے امیر سے ملک، ارمیہ ی قوم کو تم لوگ فتح کر چکے، اس لئے میں بھی تمہارا مطیع اور مددگار ہوں، لیکن اتنی درخواست ہے کہ حمیہ لے کر مجھے دلیل اور ایسے دشمین (ارمی) کے مقابلہ میں کمزور کر دو، اس کی درخواست سکندر ارجس نے اس کو سراقہ کے پاس بھجوا دیا، اس نے سراقہ سے بھی یہی کہا انھوں نے کہا کہ حمیہ تو ان لوگوں کے لئے ہے جو حگ مین ترمیک ہیں ہوئے اور تہ یار کی درخواست منظور کر کے حضرت عمرؓ

کو اطلاع دی انھوں نے بھی اس فیصلہ پر سیدگی ظاہر کی، (اس ایتراح ص ۱۶)

ما سے وراعت کے بعد سراقہ نے کیرس عبداللہ کو موقال اور عیسیٰ بن مسلمہ اور حدیثہ کو کوہستان لان کی طرف روانہ کیا، کیرس موقال والوں کو مطیع بنایا، عبدالرحمنؓ سے رعیت ملک ترمیک کی طرف بڑھے اور اس کے یاہ تحت کے قریب مقام مہیا تک بڑھتے چلے گئے، فارس | فارس یر حملہ کے درمیان میں دریا بڑھتا تھا، اور حضرت عمرؓ مسلمانوں کو دریا کے طرات مین ڈالنا چاہتے تھے، چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش ہمارے اور فارس کے درمیان آگ کا یہاں نہ ہو جاتا کہ ہم ان کی طرف بڑھ سکتے اور وہ ہماری طرف آسکتے لیکن ایک اور نعم حاننا زعلارس حصرمی والی تحرن نے سلمہ مین حضرت عمرؓ کی اعانت کے بغیر حملہ کر دیا تھا لیکن سحت نقصان اٹھانا پڑا، اسلامی فوج کا ٹرا حصہ رما د ہو گیا اور جو بجایا اسے اہل فارس نے گھیر لیا، حضرت عمرؓ کو اطلاع ہوئی تو آب کو سحت قلق ہوا اور فوراً غتہ س غردان کو لکھ کر مدد کیلئے وحین بھجوائیں، انھوں نے ایرایوں کو تسکست دے کر باقیہ مدہ مسلمانوں کو بجایا،

اس کے بعد حب ایراں یر عام فوجی ہوئی تو ساریہ بن زیمہ کی سستہ مین فارس کی طرف بڑھے، اہل فارس اس وقت توح مین جمع تھے لیکن مسلمان ان کی طرف متوجہ ہوئے

اور جو سمت اں کے لئے متعین کر دی گئی تھی، سیدھے اسی رخ پر بڑھتے چلے گئے، اس لئے اہل فارس بھی لوح سے مستتر ہو گئے، اں کے مستتر ہونے کے بعد محتاج اس مسعود، سالور اور دتیر حیرہ کی طرف بڑھے، اور لوح میں فارسوں کا مقابلہ ہوا، مسلمانوں نے شکست دے کر لوح کو فتح کر لیا، دوسری طرف عثمان بن ابی العاص اصطر کی طرف بڑھے، یہاں کے مسلمانوں نے مقام حور میں مقابلہ کیا، لیکن شکست کھائی، عثمان نے حور اور اس کے بعد اصطر پر قبضہ کر لیا، اصطر کے بعد گاروروں، لوبدعماں، شیرار، ارعماں، سسیر اور حجاب وغیرہ فارس کے بڑے حصے پر قبضہ ہو گیا،

حضرت عمرؓ کے آخر بعد خلافت میں یرد گرد کے اشارہ سے فارس میں بغاوت ہو گئی اور ہمسے معوضہ مقامات نخل گئے، لیکن حکم بن ابی العاص نے فارس کے مراہاں تہک کو قتل کر کے بغاوت کو قابو میں کیا،

فارس کے بعض مقامات فسا اور دارالحمد وغیرہ رہ گئے تھے، ساریہ بن ریم نے سب آخر میں اں پر فوج کشی کی، اں کے مقابلہ کے لئے ایرانیوں اور کردوں کا بڑی دل اسد آیا، ایرانیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد کچھ نہ تھی، لیکن ساریہ کی ہمت و شجاعت نے یہ معرکہ بھی سر کیا اور فسا اور دارالحمد پر قبضہ ہو گیا،

کرمان اگر مان کی اہم سہیل بن عدی کے متعلق تھی، فارس کے بعد کرمان کا صوبہ سامے تھا چنانچہ سہیل بن سہیل نے عمرو نے کرمان پر چڑھائی کی، اہل کرمان قفس وغیرہ کی امداد لے کر مدافعت کے لئے نکلے، سرحد ہی کے پاس فریقین کا مقابلہ ہوا اور ممولی حکم کے بعد کرمانیوں نے شکست کھائی، یہاں کا امر زمان مارا گیا، اس کے قتل ہونے سے کرمان کے مرکزی مقامات حیرت اور سیرحان وغیرہ پر قبضہ ہو گیا،

سیستان کراں کے بعد عہدِ بن عمرو نے سیستان پر وحشی کی اہل سیستان روکے کے لئے بڑے مسلمانوں نے شکست دی اور تعاقب کرتے ہوئے دور تک بڑھتے چلے گئے ذریعہ ہیکر اس کا محاصرہ کر کے دریا کا سد کھول دیا، سارے سیستان میں سیلاب آگیا، اہل سیستان نے حضور ہو کر اس شرط پر صلح کر لی کہ اس کی تمام آراہی محفوظ قرار دی جائے، مسلمانوں نے منظور کر لیا تو اس شرط کا اسی لحاظ رکھا کہ کھیتوں کے یاس سے جلدی گدھانے تھے کہ چھوڑ جائے،

مکران | سیستان ایران کی آخری حد ہے، اسکے بعد سدھ کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے، اس لئے ایران کی سرحد کے بعد اسلام کا علم سدھ وستان کے حدود کی طرف بڑھنا یہ سیستان کی فتح کے بعد علم س عروسی مکران کی طرف بڑھے، یہاں کا فرمانروا راسل سدھ کے حکمران کی مدد سے کہ مقابلہ میں آیا دریا سے ٹھنڈ پر دونوں کا مقابلہ ہوا، ایک غوریر جنگ کے بعد راسل نے شکست کھائی، اس شکست میں کمرانیوں کی بڑی تعداد کام آئی،

کلم نے صحارہ کی کو نامہ فتح اور مال عینیت دے کر حضرت عمرؓ کے یاس بھیجا، آپ نے اس سے مکران کا حال پوچھا انھوں نے اس کا بیان یہاں کی راسیوں کا نقشہ کھینچا، اصل سہلہا محل و ماؤھا و ستل و تمرھا و قل و وعدھا و اطل و حیرھا و تھر و سرھا و طویل و الکتیرھا و قلیل، حضرت عمرؓ نے فرمایا واقعات کے بیان کرنے میں قافیہ سدی کا کیا کام صحارے عرص کیا واقعی حالات عرص کر رہا ہوں، یہ بھیجا کہ نقشہ سکر ایسے حکم کو لکھ بھیجا کہ آگے متیقہ روک دیجائے، چنانچہ مشرق میں فاروقی فتوحات کی آخری سرحد یہی ہے، لیکن ملا درسی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سدھ کے علاقہ دہل تک فہین پہنچ گئی ہیں، اگر یہ صحیح ہے تو حلافت فاروقی ہی میں سدھ وستان میں اسلام کا علم پہنچ گیا تھا،

حراساں کی فتح اور یردگرد | اس فتوحات کے دوراں میں یردگرد حراساں میں مقیم تھا اور یردگرد
آخری مقام لہ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتا رہتا تھا، حراساں کی تمام احف بن

قیس سے لڑنے والے یردگرد کے استیصال کا مسورہ دیا تھا متعلق ہوئی تھی، خیامیہ انھوں نے
۲۲۰ میں خراساں پر حرہ غانی کی بھی لیکن باخرسان کی فتح فرمانرواے ایراں کا قدم تھا
تھی، اس لئے ہم نے اس کو آخر میں لکھا ماس س سمجھا،

خراساں پر دھکشی کے وقت یردگرد حراساں کے تہمرو میں تھا، مقدس آگ ستھ
تھی، یہاں بیٹھے بیٹھے وہ ایران کے مختلف صوبوں میں عادت کرتا رہتا تھا، اس لئے
احف سیدھے مرو کی طرف بڑھے اور ہرات کو فتح کرتے ہوئے یردگرد اس کے مستقر
مرو ستا بھماں کا رخ کیا اور مطرف بن مدائن کو مینا پور اور عارتس حساں کو سرخس
روانہ کیا، مرو ستا بھماں کی طرف احمہ کا رخ دیکھ کر یردگرد، مرو اور درجلا گیا اور خاقان
میں اور ایران کے آس پاس کے سرحدی درباروں سے مدد طلب کی، احمہ کو تر
ٹی تو وہ فوراً مرو اور پریچ گئے، یردگرد یہاں سے تلخ کل گیا، احمہ بھی تفاق میں پہنچے،
یردگرد شکست کھا کر ہریار کر کے تاتاری علاقے میں کل گیا اور احمہ تلخ یر قاض ہو گئے،
یردگرد کے خراساں چھوڑنے کے بعد احمہ نے سارے حراساں میں فوجیں پھیلا دیں
اور چند دنوں میں مینا پور سی طارستان تک کا علاقہ زیر ملک ہو گیا، احمہ نے مرو اور دروا
ہو کر حضرت عمرؓ کو فتح کا قرہ لکھا، اب سک نہایت سرور ہوئے اور احمہ کو آگے بڑھنے
سے روک دیا،

یردگرد خراسان چھوڑنے کے بعد خاقان میں کے یہاں پہنچا، اس لئے بڑے احترام
کے ساتھ ٹھہرایا اور چند دنوں کے بعد ترک، فرغانہ اور صند کی فوجیں جمع کر کے یردگرد کے ہمراہ

حسان آیا اصف اس وقت مرو اور مرو میں تھے، یہیں دونوں کا مقابلہ ہوا، کچھ دنوں بعد
 میں صبح و شام جھڑپ ہوتی رہی، ایک دن حسب معمول خاقان کی روح کے تین سہارے
 کے آگے آگے طلوع و دامنہ سکا تے ہوئے کچھ اصف نے یکے बाद دیگرے تیوں کو قتل کر دیا
 خاقان نے اس سے حال مدلی، اس کو مسلمانوں کی قوت کا بھی اندازہ ہو گیا تھا، اس لئے یہ خیال
 کر کے کہ مسلمانوں سے لڑنے میں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے دوسروں کے لئے لڑ کر اچھین
 - اہم خواہ اینا دتن ہا نامنا سبے فوج کو کوچ کا حکم دیدیا،

اس کی واپسی کے بعد یزدگرد نے مایوس ہو کر خاندان کیانی کا خزانہ اور کل موروثی
 دولت لیکر خود بھی خاقان کے ساتھ نکل جانے کا قصد کیا، ایرانیوں کو خبر ہوئی تو انھوں
 نے روکا کہ جنیوں کا کوئی دین و مذہب نہیں ہے، معلوم نہیں وہ کیسا رتاؤ کریں گے، ان
 ستر مسلمان ہیں کہ وہ دین و مذہب رکھتے ہیں، عہد کے پابند ہیں، اس لئے حین جانے
 سے ہتھریا ہے کہ مسلمانوں سے صلح کر لیا جائے، لیکن یزدگرد نہ مانا اور خزانہ ساتھ لے جانے
 پر مصر ہوا، ایرانیوں نے جب دیکھا کہ ملک کی کل دولت نکلی جا رہی ہے تو ر دستہ چین
 لی، اور یزدگرد نا کام و مامرد ترکستان چلا گیا،

یزدگرد کے ملک بدر ہونے کے بعد ایرانیوں نے اصف کے پاس حاکم ان سے
 صلح کر کے کل خزانہ حوالہ کر دیا، مسلمانوں نے بھی اس کے صلہ میں ان کے ساتھ ایسا رتاؤ
 کیا کہ وہ اپنی بادشاہت بھول گئے اور مسلمانوں سے مصالحت کے بعد ان کو جو راحت
 اور فایز الہی نصیب ہوئی وہ اکامرہ کے زمانہ میں بھی میسر نہ آئی تھی، (طبری ص ۳۶۸۹)
 اس مصالحت کے بعد اصف نے حضرت عمر کو دوسرا خط لکھا، آپ اسے لے کر مسجد
 میں آئے اور مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور یہ مختصر مکتوب تقریر کی،

”آج محوسیوں کی سلطنت برآمد ہوگئی، اب اں کے ملک کی ایک حیریں بھی
اں کے قصہ میں ہیں ہے کہ مسلمانوں کو کئی قسم کا نقصان پہنچا سکیں، اللہ تعالیٰ نے
اں کی زمین اں کا ملک اور اں کی دولت کا تم کو اس لئے وارث مایا ہے کہ
تمکو آرمے، اس لئے تم ایسی حالت نہ بدلو ورنہ ابھی تمہاری حکم دوسری قوم کو مدد لگے
مجھ کو اس امت کے لئے خود اس کے فردا سے خوف ہے۔

سام کی فتوحات | اور بعد صدیقی میں گدڑ چکا ہے کہ دمشق کا محاصرہ جاری تھا کہ حضرت ابو بکر
کا انتقال ہو گیا اسلئے اس کی فتح عہد فاروقی میں عمل میں آئی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ دوران
محاصرہ میں دمشق کے طریق کے گھر کچھ پیدا ہوا، اس کے حتن میں اہل شہر نے خوب تران
پسین، اور ایسے مدست ہو کر سوئے کہ کسی مات کی حسرت نہ رہی، حال دس ولید راقون کو سوتے
تھے، بلکہ گھوم پھر کر حسرتیں کیا کرتے تھے اس لئے انھیں اس کی اطلاع ہوگئی، وہ کہہ لگا
مع چند جانازوں کے شہر بیاہ کی دیوار پر چڑھ کر شہر کے اندر اتر گئے اور بھانک کے موطون
کو قتل کر کے بھانک کھول دیئے، مسلمان باہر منتظر تھے وہ بھانک کھلتے ہی اندر داخل
ہو گئے، اہل شہر اس ناگمانی مصیبت سے گھبرا گئے، ان کی کچھ سمجھ میں نہ آیا وہ سیدھے ابو
کے پاس خود دوسری سمت متعین تھے یہیے، اور اس سے صلح کی درخواست کی، انھیں
اس صورت حال کا علم نہ تھا، اس لئے صلح قبول کر لی اور شہر کی ایک سمت سے خالد
بن ولید فاتحہ داخل ہوئے، اور دوسری طرف سے ابو عبیدہ مصالحا، ایکس ابو عبیدہ
چونکہ مصاحت کر چکے تھے اس لئے دمشق کی فتح مصالحا نہ قرار دی گئی اور نہ مال غنیمت حاصل
کیا گیا اور نہ کسی کو مدعی علام نہایا گیا یہ فتح ۳۳ھ میں ہوئی،

لے اس تاریخ ۳۳ھ، ۱۵، لے یہ طریکایاں ہنوز مذہری کایاں ہو کہ کوئی تنوار تھا اور ایک طریق لے لگا
کو اطلاع دی تھی،

اردن کی فتح^۱ دمشق تمام کامرکزی تھرتھا، اس کے کل حالے کارومیوں کو ٹراصد مرتھا، اور انھوں نے مسلمانوں کو روکنے کے لئے عبور اردن کے تھرمسیان میں وحین جمع کیں، لیکن پھر مسلمانوں کے استقلال کو دیکھ کر انھوں نے مصالحت کی کوشش کی، لیکن مصالحت نہ ہو سکی اور دی قندہ ۳۲ھ میں دونوں کا مقابلہ ہوا، کئی حوریر معرکوں کے بعد عسایوں نے نہایت فاش شکست کھائی اور اردن کا پورا صوبہ فتح ہو گیا، کل رعایا دمی قرار دی گئی، عہد نامہ میں رعایا کی پوری املاک زمین مکان، گرجے اور دوسری عمارتیں محفوظ کر دی، حصہ دعوہ کی فتح دمشق اردن کی فتح کے بعد بیت المقدس، حصہ اور انطاکیہ تین ٹرے تھمرہ گئے تھے، اس لئے الوعلیدہ اور خالد حصہ کی طرف ٹرے اور راستہ میں بعلبک پر قصد کرتے ہوئے حصہ ہینیکر اس کا محاصرہ کر لیا، یہاں حکومت کی کوئی قورج نہ تھی، تھمر کی آبادی حکومت کی امداد کی امید پر کچھ دنوں تک مداعت کرتی رہی لیکن مسلمانوں نے مدد پہچے کا راستہ بند کر دیا تھا، اس لئے سہر والوں نے مایوس ہو کر آخر میں صلح کر لی، حصہ کے محاصرہ کے دوران میں الوعلیدہ نے حماہ، شیزادر معرۃ النعمان جھوٹے چھوٹے مقامات فتح کر لئے، حصہ کی تسخیر کے بعد یہاں عداوہ بن معاویہ کو جھوٹا الوعلیدہ لا ذقیہ رواہ ہو گئے، یہ بہایت مصبوط و مستحکم تھرتھا، الوعلیدہ نے اسے ایک حاص تدبیر سے فتح کیا، لا ذقیہ فتح کرنے کے بعد ہرق کے پایہ تخت، انطاکیہ کا ارادہ کیا، لیکن حضرت عمر کا حکم سچ گیا کہ اس سال آگے ٹرے کا قصد نہ کیا جائے اس لئے رک جا یا ٹرا،

ہرق کے دار میں رومیوں کی زیادہ دمشق اردن اور حصہ کی فتوحات نے رومیوں کو حوش اس کا حوش و حوش سے لریر کر دیا، انھوں نے ہرق کے یاس جا کر فریاد کی کہ

مسلمانوں نے سارا تمام مال کر ڈالا ہے اور کوئی طاقت ابھیں روکنے والی نہیں، ان کی

فریاد پر ہر قلم نے جید معرر اور صاحب الرائے اس خاص کو بل کر اس سے پوچھا کیا وہ ہے کہ تم سے تعداد اسلحہ اور سر و سامان سرحدیں کم ہیں پھر تم ان کے مقابلہ میں کیوں کامیاب نہیں ہوتے؟ اس استفسار پر سٹ سر جھکا لیا، ایک تحریر کا رخص۔ بے جواب دیا کہ ”عجب کے اخلاق ہمارے اخلاق سے اچھے ہیں، وہ رات کو عبادت کرتے ہیں، دن کو روزہ رکھتے ہیں، کسی پر ظلم نہیں کرتے، اُس میں رابری کے ساتھ رہتے ہیں، ان کے مقابلہ میں ہمارا حال یہ ہے کہ ہم شراب پیتے ہیں، مدکاریاں کرتے ہیں، وعدہ کی یا سدی نہیں کرتے دوسروں پر ظلم کرتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے ہر کام میں حوث و استقلال ہوتا ہے اور ہمارے کام ان سے حالی ہوتے ہیں۔“

مسلمانوں کی روز افزون فتوحات اور ان کے مقابلہ میں رومیوں کی درمادگی گھٹتی گئی۔ قیصر شام جھوڑ کر قسطنطنیہ نکل جا چاہتا تھا، لیکن حق و درحق نے کس رومیوں کی فریادیں سن کر اسے غیرت انگیزی اور وہ یوری قوت سے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو گیا، اور تمام ممالکِ محمدیہ میں فوجوں کے اجتماع کے لئے وائیں جاری کر دیئے، رومی پہلے سے حدہ انتقام سے مستعد ہو رہے تھے، قیصر کے فرماں نے اور آگ لگا دی، اور اٹلیا کیہ میں فوجوں کا طوفان اُمنڈ آیا،

مسلمانوں کی تیاریاں | رومیوں کی یہ برحوش تیاریاں دیکھ کر ابو عبیدہ نے امران فوج سے متورہ کیا، اس کے مختلف رائیں دیں، آخر میں یہ قرار پایا کہ تمام منتشر فوجیں ایک جگہ جمع کر لیا جائے۔ چنانچہ دمشق میں اجتماع ہوا، چونکہ اس وقت مسلمان مقتوحہ علاقوں کے عیسائیوں کی حفاظت نہیں کر سکتے تھے، اس لئے جبریہ کی رقم خورد حقیقت حفاظت کا معاوضہ تھی، انھیں واپس

کر دی گئی، اس کا ان پر اتنا اثر ہوا کہ وہ رو رو کر مسلمانوں کی واپسی کی دعائیں کرتے تھے، دمشق میں اجتماع کے بعد ابو عیینہؓ نے حضرت عمرؓ کو اس جدید حالات کی اطلاع سچائی۔
 رومیوں کی تیاریوں کا حال سیکر اہل مدینہ میں بھی خوش پیدا ہو گیا، اور ہر شخص سرگرم میدانِ جہاد میں جانے کے لئے آمادہ ہو گیا، حضرت عمرؓ نے ٹھوڑی سی مریدانہ سیاحہ تمام رو کر دی۔
 یرموک کا فیصلہ کن | اردن کے علاقہ میں یرموک کا کھلا میدان جنگی نقطہ نظر سے مسلمانوں کیلئے
 معرکہ نہایت موزوں اور مناسب تھا، اس کی یست یرعوب کی سرحد تک کوئی رو

تھی، اس لئے ابو عیینہؓ نے رومیوں کے مقابلہ کے لئے اسی میدان کا انتخاب کیا اور کل فوجیں دمشق سے یرموک میں منتقل کر دیں، قریب ہی مقام دیر الجبل میں رومیوں کا بڑی آکر حیمہ زن ہوا، اس کی تعداد دو لاکھ سے زیادہ تھی، سپاہیوں کے مذہبی حوش کا یہ عالم تھا کہ اس کے وہ مقدس راہب تک حصوں نے کبھی حجرہ عبادت سے باہر قدم نہ نکالا تھا، حاتم بن کلکرو عام سپاہیوں کیساتھ ہو گئے تھے، مسلمانوں کی تعداد میں ہزار سی زیادہ تھی، لیکن منتخب بہادر تھے، ان میں ایک سو پندرہ اور کثیر العظام صحابہ تھے، جب بن ہبیل مقابلہ ہوا، ان میں ہلاک ہونے والے بھی زیادہ تھے، ان کے لئے ملوئی ہو گئی، التو اسے جنگ کے بعد رومیوں نے مصالحت کی کوشش کی اور گفتگو کیلئے سفیر طلب کیا، ابو عیینہؓ نے خالد بن ولید کو بھیجا، لیکن یہ سفارت نے نتیجہ نہ ہی اور دوبارہ دینی بڑے حوش و حروش کے ساتھ میدان میں آئے، آگے آگے مقدس یا درسی ہاتھوں میں لے لئے ہوئے یسوع مسیح کا نام لے لے کر حوش دلا رہے تھے، تیس ہزار رومیوں نے یرون بیڑیاں پہن لی تھیں کہ میدان سے مٹھ موڑنے کا خیال بھی دل میں نہ آنے یا بے حوش و حروش دیکھ کر خالد بن ولید نے اسے سرفروخون کو مرتب کیا اور اس کو جدید طریقہ سے چھتیس حصوں پر تقسیم کر کے صف آرائی کی، مسلمانوں کے صف آرا ہوتے ہی رومیوں نے ہدایت

جوش کے ساتھ حملہ کر دیا مسلمانوں نے بھی رار کا جواب دیا اور ایسی جو ریر اور گھساں
 حک کے ہوئی کہ میدان جنگ میں کشتوں کے پتے لگ گئے درمیان میں بعض بعض
 موقعوں پر مسلمانوں کا مارو کم دریا کیا، لیکن سام کا میدان انھیں کے ہاتھ میں رہا، رومیوں
 نے نہایت فاش شکست کھائی، ماحتاب روایت اس کی ایک لاکھ یا ستر ہزار سیاہ کام
 آئی اور مسلمانوں کا حالی نقصان کل تین ہزار ہوا، اس شکست نے رومیوں کی قوت بالکل
 توڑ دی، چنانچہ حب قیصر کو اس کی خبر ہوئی تو وہ نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ سام کو
 الوداع لکھ کر قسطنطنیہ چلا گیا۔

یرموک کی عظیم الشان کامیابی کے بعد الوعیہ نے حصہ ت عمر کو قرہ فتح بھیجا، آپ کی
 دل سے انتظار میں سوئے رہتے فتح کی خبر سیکر سعد بن کر پڑے، یرموک کے مکر کے
 رومیوں کی قوت یاس یاس کر دی تھی اس لئے مسلمانوں نے، لوتا، حومہ، سرین، توری،
 قورس، تل عرار اور دلوک، وغیرہ چھوٹے چھوٹے مقامات نہایت آسانی کے ساتھ فتح کر لئے، طلب
 قسریں اور یاہ تحت الطایکہ کے رومیوں نے کچھ مزاحمت کی، لیکن کوئی بڑی قوت اس کی
 مددگار نہ تھی، اس لئے انھوں نے بھی معمولی مزاحمت کے بعد عطااعت قبول کر لی،

سیت المقدس کی فتح | ادیر گزریکا ہے کہ فلسطین کی مهم عمرو بن العاص کے متعلق تھی، انھوں نے
 مالس، لدر، عمواس، اور سیت جبریں وغیرہ فلسطینی علاقے آسانی سے فتح کر لئے فلسطین ملک
 سام کا مرکزی شہر سیت المقدس مانی رہ گیا تھا، درمیان میں یرموک وغیرہ کی مهم پت آ جانے
 کی وجہ سے وہ سیت المقدس کی طرف توجہ نہ کر سکے تھے، یرموک کے بعد حب رومیوں کی
 حاس سے ایک حد تک اطمینان ہو گیا اس وقت عمرو بن العاص نے سیت المقدس کا محاصرہ
 لے لیا اور مادی وغیرہ میں یرموک کی جنگ کی تفصیلات نہایت طویل ہیں ہم نے محض مروری علامہ لکھا ہے،

کیا، عیسائیوں نے قلعہ مذہب کو مقابلہ کیا اس دور میں ابو عبیدہ بھی بھیج گئے، عیسائیوں نے
جہد دلوں تک بدعت کی لیکس اس کی قوت بالکل ٹوٹ چکی تھی، اس لئے آخر میں صلح
کے لئے تیار ہو گئے، دہرہ سرطائیس کی کہ امیر المومنین خود اگر صلح کا معاہدہ لکھیں، حضرت عمر کو
اس کی اطلاع دی گئی آپ نے منظور فرمایا اور حضرت علیؓ کو کہہ دیا کہ یہ مین اپنا قائم مقام بنا کر جس
میں بیت المقدس رواء ہوئے تمام مسلمان امروں کو اطلاع دیدی گئی تھی، مقام حابہ میں
انہوں نے آپ کا استقبال کیا، ان کے بدن پر دیا و حریر کی ریشم تھیں، حضرت
عمر کو اسلامی سادگی کی حکم یہ تھا ٹھہر دیکھ کر غصہ آگیا اور لکڑیاں مار کر فرمایا، تم نے اتنی علم عمی
اختیار کر لیں، ان لوگوں نے قنارہ اس اٹھا کر دیکھا کہ یہ سبھی ہتھیار ہیں، فرمایا تو پھر کوئی مضائقہ
ہیں، بیت المقدس کے عیسائی بھی حابہ آگئے تھے، چنانچہ یہیں معاہدہ لکھا گیا اور اس پر
تمام معرصہ کے دستخط ہو گئے،

یہ عہد نامہ اس حقیقت سے نہایت اہم ہے کہ جو خلیفہ اسلام نے ایک مدہی ورقہ
کے مدہی ستر کے متعلق لکھا تھا، اس سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا طرز عمل دوسرے
مذہب اور ان کی عبادت گاہوں کے ساتھ کیسا تھا، اس لئے جسے اسکا ترجمہ نقل کیا ہے،
”یہ وہ امان ہے جو خدا کے غلام امیر المومنین عمرؓ نے ایلیا کے لوگوں کو دی،
یہ امان ان کی حال، مال، گرجا، صلیب، مندرست، بیمار اور ان کے تمام مذہب
والوں کے لئے ہے کہ ان کے گرجاؤں میں سکونت کی جائے اور وہ وہاں
جائیں گے، ان کو یا ان کے احاطے کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا، ان کی
صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی کی جائے گی، مذہب کے بارہ میں ان پر
حرر کیا جائے گا، ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا، ایلیا میں ان کے تحفظ

یہودی رہے یا نہیں گئے، ایلیا والوں پر فرض ہے کہ وہ اور تہروں کی طرح حر یہ دیں اور یو مایوں کو ایسے یہاں سے نکال دیں، اہل یو مایوں میں سے جو تہر سے بچے گئے، ان کی جان اور مال محفوظ ہے جب تک کہ وہ ایسی جگہ یاہیرہ بھیج جائے اور ان میں سے جو ایلیا میں ہی سکوت اختیار کر گیا ہے اس کے لئے بھی اس جگہ سے اس کو ایلیا والوں کی طرح حر یہ دیا ہوگا، ایلیا والوں میں سے جو شخص ایسی جان و مال لیکر یو مایوں کے ساتھ نکل جاتا ہے تو وہ بھی اور ان کے گھرے اور صلیب ماموں ہیں تاکہ وہ ایسی جگہ یاہیرہ بھیج جائے، اس تحریر پر خدا، رسول، خلفاء اور مسلمانوں کا دم ہے، بشرطیکہ یہ لوگ مقررہ حر یہ ادا کرتے رہیں، اس پر خالد بن ولید عمرو بن العاص، عبدالرحمن بن عوف اور معاویہ بن ابی سفیان گواہ ہیں، اشلہ میں یہ معاہدہ لکھا گیا ہے:

کسی معقوق قوم کے حقوق میں ہی حیرون سے متعلق ہو سکتے ہیں، جان و مال اور مذہب اس معاہدہ میں یہ تینوں چیزیں محفوظ قرار دی گئیں، یہودیوں کا بیت المقدس سے اخراج عیسائیوں کی رعایت سے تھا کہ وہ ان کے قومی اور مذہبی دشمن تھے، یونانی گوسلمانوں کے حریف مقابل تھے، لیکن بیت المقدس میں ان کے قیام کی صورت میں ان کے ساتھ بھی اہل ایلیا کی طرح مراعات کی گئیں اور نخل جانے کی صورت میں بھی جان و مال اور عمارتوں کا یہیں محفوظ قرار دی گئیں، ایک غیر قوم اور غیر مذہب کے ساتھ اس سے زیادہ مصفا سلوک اور کیا ہو سکتا ہے۔

اس معاہدہ کی تکمیل کے بعد حضرت عمرؓ بیت المقدس روانہ ہوئے ابو عبیدہؓ وغیرہ

اسرائیل و بچ نے شہر کے ماہر نکل کر استقبال کیا فاتح بیت المقدس کا لباس اتنا معمولی اور مسودہ تھا کہ مسلمانوں کو مترم آتی تھی کہ عیسائی اس لباس میں دیکھ کر کیا کہیں گے اس لئے انھوں نے ترکی گھوڑا اور قیمتی یوتاں کی، حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا ”ہمارے جو حکو عزت دی ہو“

وہ اسلام کی عزت ہو، اور وہی ہمارے لئے ہے اور اسی لباس میں بیت المقدس میں داخل ہوئے، اس کے پہلے مسجد اقصیٰ میں حاکم مسجد ادا کیا، پھر عیسائیوں کے گرجے کی سیر کیلئے گئے، کا وقت آگیا تھا، عیسائیوں نے ہمارے گرجے کی اجازت دی، مگر آئے اس احتیاط سے کہ آئندہ مسلمان اس حجت پر گرجہ کو مسجد نہ بنالیں ماہر نکل کر ہمارا داکا، (فتح البلدان ص ۱۴۷)

بیت المقدس میں کئی دن حضرت عمرؓ کا قیام رہا، ایک دن حضرت بلالؓ نے بیت المقدس کی کہ امیر المومنین ہمارے افسر پرند کا گوشت اور میدہ کی روٹیاں کھاتے ہیں، اور عام مسلمانوں کو معمولی کھانا بھی نصیب نہیں، حضرت عمرؓ نے افسروں کی طرف متفہم نہ نگاہوں سے دیکھا، انھوں نے عرض کیا کہ یہاں سب چیزیں نہایت اذان ہیں، حجاز میں جس قیمت پر روٹی اور کھجور ملتی ہے، یہاں اسی قیمت پر پرند کا گوشت ملتا ہے، اس جواب پر آپؓ نے مسخ تو نہ کر سکے لیکن تنخواہ کے علاوہ سیاہیوں کی خوراک بھی مقرر کر دی،

ایک دن آئے حضرت بلالؓ سے اذان کہنے کی درخواست کی، انھوں نے فرمایا میں نے عہد کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لئے اذان نہ کوں گا لیکن آج اور صرف آج آپؐ کی خواہش پوری کروں گا، بلالؓ جب اذان دینے لگے تو صحابہؓ کی نگاہوں کے ساتھ عہد نبویؐ کا سامان پھر گیا، سب کی آنکھیں بے اختیار تنکمار ہو گئیں، حضرت معاذ بن جبلؓ روتے روتے بیتاب ہو گئے، حضرت عمرؓ کو ہچکچی لگ گئی،

حضرت عمرؓ بیت المقدس سے واپسی میں مفتوحہ علاقوں کا دورہ کر کے سرحدوں کی

حفاظت کا اتمام کرتے ہوئے مدینہ واپس تشریف لے گئے

محرم کی عبادت تحریرہ (مونیامیا) جو عراق کا حصہ ہے اس وقت تک رنج نہ ہوا تھا، اسی اور تمام کی سرحد ملی ہوئی ہے، اس لئے تمام کی حج کے بعد اہل تبریزہ کو ایسے ملک کے مارہ میں خطرہ پیدا ہوا، انھوں نے عیسائیوں کے جذبات سے فائدہ اٹھا لیا اور قیصر روم کو لکھا کہ اگر تم مسلمانوں کے مقابلہ میں دوبارہ اٹھو تو ہم ساتھ دیے کے لئے تیار ہیں یہ سہارا یا کرفیصر سے امدادی فوجیں روانہ کر دیں، دونوں نے مل کر سلسلہ میں محرم واپس لینے کی کوشش کی مگر کام نہیں،

حالد بن ولید کی ایشام کی فتوحات اور سلسلہ کے واقعات میں سب سے اہم واقعہ حضرت معرولی خالد بن معرولی کا ہے، عام طور پر مورخین کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ نے تمام خلافت سمجھالئے ہی خالد کو معزول کر دیا تھا، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، یہ واقعہ سلسلہ کا ہے، جیسا کہ جو مورخین اسے سلسلہ میں لیا کرتے ہیں، وہ بھی سلسلہ کے واقعات میں بھی سے نقل کرتے ہیں، جیسا کہ ابن اثیر نے سلسلہ میں بھی لکھا ہے، اور سلسلہ میں انکی معرولی کا عنوان الگ قائم کیا ہے، (ابن اثیر ج ۲ ص ۷۷)

یہ واقعہ اس حقیقت سے تو اہم ہوئی ہے کہ جس جانا زہارہ کی توارے عراق و تمام کی قسمت کا فیصلہ کر دیا، حضرت عمرؓ نے عین محاذ جنگ میں اسے معزول کر دیا، اس کے علاوہ اور مختلف جیتون سے نہایت سبق آموز ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ ایسے سخا مآں کاراموں کے ساتھ بعض معاملات میں لایروائی رستے تھے، جہاں جہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ سے وہ کسی فوجی مصارف کا حساب و کتاب نہیں بھیجتے تھے، حضرت عمرؓ کو اسی زمانہ سے اس کی روش پسند نہ تھی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی یہی روش قائم رہی، آپ نے انکو

تائید کی کہ وہ آئندہ سے اس کا خیال رکھیں، خالدؓ نے جواب دیا کہ میں ان لوگوں کے رمانہ سے ایسا ہی کرتا جا آیا ہوں، اب اس کے خلاف نہیں کر سکتا، حضرت عمرؓ نے دوبارہ لکھا کہ تم یہ لالہ اسی شرط پر رہ سکتے ہو کہ فوجی مصارف کا حساب باضابطہ بھیجے رہو لیکن اس وقت سے بھی خالدؓ اپنی ضد پر قائم رہے، اس پر بھی حضرت عمرؓ نے معزول نہیں کیا بلکہ حضرت ابو سعیدؓ کے ماتحت کر دیا، اس کے بعد سلسلہ میں انھوں نے ایک تنازعہ کو دس ہزار کی حیطہ رقم دے ڈالی، حضرت عمرؓ نے ان سے ماز پرس کی اور ابو سعیدؓ کو لکھا کہ اگر خالدؓ یہ رقم اپنی جیب ہی سے دی ہے تو اصراف کیا اور اگر بیت المال سے دی ہے تو خیانت کی دو لو حال تو میں وہ معزولی کے قابل ہیں،

حقاً قصہ حکم لیکر گیا تھا، اس نے خالدؓ سے پوچھا کہ یہ رقم تم نے کہاں سے دی ہے اس وقت بھی خالدؓ نے کوئی جواب نہ دیا، اس لئے قاصد نے بھرے صحن میں نشان معزولی کے طور پر ان کے سر سے ٹوپی اتار لی، اور اس کی سر تابی کی سر تابی اسی کے عامہ سے ان کی گردن مادھ دی، اس واقعہ سے خالدؓ کی قی پڑی اور حضرت عمرؓ کے مدبہ دونوں کا اندازہ ہوتا ہے کہ اتنے بڑے ہمارے کو بھرے صحن میں معزول کیا جاتا ہے لیکن یہ نہیں معزولی کے لئے خالدؓ نے مدینہ واپس آکر حضرت عمرؓ سے شکوہ کیا اور میں ہر ایک کی رقم جو ان کے پاس رائد تھی داخل کر دی، حضرت عمرؓ نے فرمایا خالدؓ "واللہ تم مجھے ویسے ہی محبوب ہو اور میں تمہاری عزت کرتا ہوں اور اعمال کو لکھ بھیجا کہ میں نے خالدؓ کو ناراضی یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے بلکہ ان کے کارناموں کی وجہ سے لوگ فتنے میں مبتلا ہو رہے تھے، اس لئے میں نے ان کو معزول کر دیا تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے،"

طاعون غوس | سلسلہ میں تمام میں مہایت سخت طاعون پھیلا، اس میں ہرست سے مسلمان صانع

ہوے بڑے بڑے مامور مرگ اس ماکا سٹکار ہو گئے حضرت عمر کو ٹراژو دیا ہوا آب
خود انتظام کے لئے تمام راہ ہوئے لیکن تمام سرخ میں بیجا معلوم ہوا کہ واکا رور بڑھا جا رہا
ہے، اس لئے صحابہ کے مشورہ سے لوٹ آئے اور حضرت ابو سعید کو بھی اس ملاحظہ کھولے
خواب دیا کہ قسمت میں لکھا ہے وہ پورا ہوگا، اس مسلمانوں کو جیو کر میں آسکتے سب سے
یہ خط پڑھ کر سب روتے اور ابو سعید کو دوبارہ لکھا کہ اگر تم میں آتے تو دعویٰ کو موقوفات
سے ہٹا دو اس حکم پر انھوں نے وہیں جاریہ میں جہاں کی آیت تو انتہور تھی مقل کر دیں،

ابو سعید پر واکا اندرونی اثر ہو چکا تھا اس لئے وہ مایہ آئے کے دن اس میں مستعد ہو کر
انتقال کر گئے، انتقال سے پہلے معادس حل کو ایسا حاشیہ بنا گئے، واکا رور بڑھتا جا رہا تھا اس وقت
الحاصل مشورہ دیا کہ اس ملا سے کل جا جایا ہے حضرت معاذ میں بھی مدب کا تہ تیر تھا
انھوں نے تقریر کی کہ "یہ ملا نہیں بلکہ خدا کی رحمت ہے" اس میں بڑے بڑے صلحاء نے انتقال
کیا ہے، یہ تقریر کر کے گھرواں ہوئے تو لڑخوٹاں بیٹے کو مارا یا وہ دیکھتے دیکھتے اٹھ گیا لیکن معاذ
کے استقلال میں اب بھی فرق آیا، مالاخرہ انھوں نے بھی اسی بیماری میں حال دی اور عمر
الحاصل کو اس کا قائم مقام مانگئے، انھوں نے فوراً فوجوں کو بہاڑی مقامات میں بھجوا دیا،

اس واماں نہیں ہر مسلمان صالح ہوئے، ہر ادوں عورتیں بیوہ اور ہر ادوں بچے یتیم
ہو گئے، اس لئے حضرت عمر نے انتظام کے لئے دوبارہ تمام کام سر کیا، اور اکثر اصداغ کا دورہ
کر کے مناسب انتظامات کئے، فوجوں میں رویہ تقسیم کیا متونی مسلمانوں کے درتہ کو ان کا
ترک دلا یا، فوج میں جو جگہیں خالی ہو گئی تھیں ان پر سے ہمدہ دار مقرر کئے کہ حدی مقامات
میں جا کر فوجی چھاؤنیاں قائم کریں، ان انتظامات سے وراعت کے بعد مدیہ واریں بے بی
ایک مصمت سے نجات ملی تھی کہ عرب میں قحط پڑا، حضرت عمر نے ہایت مستعدی

استقامت کر کے ہر اردن مسلمانوں کو بھوکوں مرے سے بچالیا،

قیساریہ کی فتح | طاعون عمواس سے پہلے ہی قریب قریب یورانا تم تیر ہو چکا تھا، ایک قیساریہ
 حواس رہا نہ مین ہایت آماد اور یرواق تیر تھا، مافی رہ گیا تھا، اس یو کی مرتہ و حکمتی ہوئی مگر
 فتح نہ ہو سکا، ملاحیر میر معاویہ نے ۱۹ مین اسے فتح کیا، قیساریہ کی فتح کے بعد تمام کا مطلع
 بالکل صاف ہو گیا،

مصر کی موت | انتم کے زیر نگین ہونے کے بعد اس کے ہم سر حد ملک مصر پر و حکمتی ہوئی، اس کی
 فتح کا سہارا مگر حضرت عمرو بن العاص کے سر ہے، طور اسلام سے قبل وہ تجارت کے سلسلہ
 مین اکرم تھا یا جا کر تھے اسی زمانہ سے مصر کی شادانی اور رجحری اس کی نگاہ مین تھی، اس کے
 علاوہ مصر پر و حکمتی کی دوسری وجہ یہ ہوئی کہ مصر کی قسطنطنیہ حکومت قیصر روم کی ماتحت تھی،
 اور رومیوں کا اس پر پورا اثر تھا اور وہ مہایت آسانی کے ساتھ قسطنطنیہ کے ولیعہد تام
 مین یا کم از کم اس کے سرحدی علاقوں مین سورتس مپا کر اسکے تھے، اس لئے تام کی حفا
 کے لئے مصر پر قصہ کر ماضی تھا، جیاجہ تام کی فتح کے بعد عمرو بن العاص نے حضرت
 عمرؓ سے مصر پر و حکمتی کی اجازت مانگی، آپ نے احتیاط کے خیال سے انکار کر دیا، لیکن
 عمرو بن العاص کے یہم اصرار پر رضامند ہو گئے اور چار ہزار سپاہ ساتھ کر دی،

حضرت عمرؓ سے اجازت لینے کے بعد عمرو بن العاص نے ۱۹ مین مصر پر و حکمتی
 کی، اور عریس کے راستہ سے فرمایا، یہاں کی رومی فوجوں نے روکا، عمرو بن العاص نے
 انھیں تنگست دی اور آگے بڑھ کر ملیس اور ام وین وغیرہ فتح کرتے ہوئے قسطنطنیہ پہنچے،
 قسطنطنیہ کا محاصرہ | قسطنطنیہ اس زمانہ مین غیر آماد تھا، لیکن یہاں حکومت مصر کا ایک مضبوط
 قلعہ تھا جس مین مصری فوجین رہا کرتی تھیں، عمرو بن العاص نے اس کا

محاصرہ کر لیا قلعہ نہایت مستحکم تھا اور مصریوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد بھی بہت کم تھی اس لئے عمرو بن العاص نے دار الحلاۃ سے مرید امدادی فوجیں مانگتے ہیں حضرت عمرؓ نے حضرت ریسؓ عوام اور حید صحابہ کو دس ہزار فوجیں دے کر بھیجا، عمرو بن العاص نے حضرت ریسؓ کو ان کے رتبہ کے لحاظ سے اصرمایا، کامل سات ہینہ تک قلعہ کا محاصرہ جاری رہا، مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی آخر میں حضرت ریسؓ ایک دن ہمت کر کے قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے بعض اور صحابہؓ نے ان کا ساتھ دیا، فصیل پر پہنچ کر ان لوگوں نے اس دور سے تکیہ کا نعرہ لگایا کہ عیسائی یہ سمجھ کر کہ مسلمان قلعہ میں گھس آئے، مدد خواہ ہو کر قلعہ سے بھاگ نکلے، حضرت زبیرؓ نے قلعہ میں اتر کر بھانک کھول دیا اور اسلامی فوج داخل ہو گئی، یہ صورت دیکھ کر کس فرما رو اسے مہرے صلح کرنی مقوقس قیصر روم کے ماتحت تھا، قیصر کو اس مصالحت کی ضرورت تھی تو اس نے مقوقس کو لکھ بھیجا کہ اگر تم مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے تو رومیوں کی تعداد کیا کم تھی تو تم نے صلح کر لی اور اسی وقت ایک لشکر گران قسطنطیہ سے اسکدریہ روانہ کیا اسکدریہ کی تسخیر مقوقس صلح پر قائم رہا اس لئے اب گویا مسلمانوں کا مقابلہ رومیوں سے تھا رومی فوجیں اسکدریہ میں تھیں اس لئے سلمہ میں عمرو بن العاص نے سطا ط کی فتح کے بعد اسکدریہ کا رخ کیا، راستہ میں حاکم رومیوں اور ان کے ساتھ قسطنطیون نے روکے کی کوشش کی، لیکن مسلمان برابر بڑھتے چلے گئے، مقام کر لون میں دونوں کا سخت مقابلہ ہوا، مسلمانوں نے نہایت فاس شکست دی، اس کے بعد پھر کسی نے راستہ میں روکے کی حرأت نہ کی، اور مسلمانوں نے اسکدریہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا، مقوقس فرما رو اسے مصر بیدات حوڑ لڑنا نہیں چاہتا تھا، لیکن قیصر روم کے خوف سے نہ ملایہ گدستہ صلح پر قائم رہ سکتا تھا اور نہ مزید صلح کر سکتا تھا، اس لئے وہ نظر ہر مقابلہ میں ڈمار ہا، لیکن خفیہ عمرو بن العاص سے طے کر

کہا اور اس کی قوم اس جنگ میں دل سے ترکیب نہیں ہے، اس لئے قتیلوں کو کوئی نقصان
 نہ پہنچے، بڑے "جناح قحطی حصہ مسلمانوں کی مدد بھی کرتے تھے، (مقریزی ج ۱ ص ۲۶۳)

عرصہ تک اسکندریہ کا محاصرہ جاری رہا، مگر کامیابی نہ ہوئی، حضرت عمر کو ٹری تنویش تھی
 انھوں نے عمرو بن العاص کو خط لکھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے قیام کے اثر سے تم لوگ
 عیسائیوں کی طرح عیث و عسرت میں بڑ گئے ہو، درمیان میں اتنی دیر نہ ہوتی، میرا خط بھیجتے
 ہی متفقہ حملہ کر دو، اس خط پر عمرو بن العاص نے وح کے سامنے حماد بن عوف لکھ کر اسے
 گرایا اور عبادہ بن صامت کو یہ سالار ماکر اس زور کا متفقہ حملہ کیا کہ ایک ہی حملہ میں
 اسکندریہ فتح ہو گیا، اسی وقت عمرو بن العاص نے حضرت عمر کو فتح کی اطلاع بھجوا دی،

متفرق فتوحات | اسکندریہ فتح کرنے کے بعد عمرو بن العاص فسطاط واپس آئے، اس مصر میں
 کوئی اہم مقام باقی نہ رہ گیا تھا، لیکن بہت سے چھوٹے چھوٹے مقاموں میں رومی پھیلے ہوئے
 تھے، فسطاط واپس ہونے کے بعد عمرو بن العاص نے حارث بن حذافہ عدوی اور عمر بن وہب
 بھی کو اس اضلاع پر مامور کیا، حارث نے، یوم، شموین، انجم، سراوات وغیرہ معین مصر کے
 علاقوں کو مطیع پایا اور غیرے، تیس، دمیاط، توبہ، دیمیرہ، قملہ، شطا، وغیرہ اور عقبہ بن عامر
 حنفی نے مصر کا تیسری علاقہ فتح کیا اور حیدرہ بن یزید مصر پر لگیں ہو گیا،

حضرت عمرؓ پر حملہ اور ۲۳؎ میں حضرت عمرؓ کی شہادت کا حادثہ عظمیٰ پیش آیا، اس کی تفصیل
 آپ کی شہادت | یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے پاس غلام الولولو نے

حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ اس کے آقا اس سے بہت بھاری ٹیکس وصول کرتے ہیں
 اور اسے کم کرائے کی درخواست کی، آپ نے پوچھا کتنا محصول لیتے ہیں الولولو نے کہا دو
 درہم، رو رہا، پوچھا تم کام کیا کرتے ہو، اس نے کہا، آہنگری، بھاری اور نقاشی، فرمایا اس میں تو

کے مقابل میں یہ رقم زیادہ بہن ہے، اس فیصلہ پر وہ ناراض ہو کر چلا گیا، دوسرے دن فجر کی نماز کے وقت حجر لے کر مسجد میں آیا، جیسے ہی حضرت عمرؓ نے نماز شروع کی اولو لو لے دئے، مڑ کر مسلسل چھ وار گئے، حضرت عمرؓ رجمی ہو کر گر پڑے، آپ کی حکم حضرت عبدالرحمنؓ نے عوفؓ نے نماز تمام کرائی، کچھ لوگ اولو لو کو گرفتار کرنے کے لئے بڑھے، اس نے انہیں بھی رجمی کیا، مگر آخر میں بکڑا گیا، گرفتار ہوتے ہی اس نے خود کشتی کر لی، نماز تمام ہونے کے بعد حضرت عمرؓ اٹھا کر لائے گئے، یوحنا میرا قاتل کوں تھا، لوگوں نے عرض کیا فیروز، وہاں اچھنڈہ کہ میرا قاتل مسلمان نہیں ہے،

رحم بہایت کاری تھا بچنے کی کوئی امید نہ تھی، آپ کو آقاؐ سے مادر کی قسمت میں مدفون ہونے کی بڑی تمنا تھی، اس لئے ان پر صاف مزادہ حضرت عبداللہؓ کو حضرت عائشہؓ کے پاس حجرہ نبویؐ میں دفن ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بھیجا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ حکم میں نے ایسے لئے محفوظ رکھی تھی، لیکن عمرؓ کو ایسے اوپر ترجیح دو گی، عبداللہؓ واپس آئے، آپ نے یوحنا کیا جواب لائے، عرض کی جواب چاہتے تھے، فرمایا سب بڑی آرزو یہی تھی، (متدرک ح ۳ فصائل عمر)

حالتیں | صحابہ نے دیکھا کہ آقاؐ خلافت عنقریب روپوش ہوا چاہتا ہے، تو عائشہؓ نے مامور کر کے لئے درخواست کی، آپ کے لئے یہ مسئلہ ہمیشہ سب سے اہم تھا، اور اکثر آپ زندگی میں اس پر غور کیا کرتے تھے، لیکن کسی پر نظر جمتی تھی، ایسے معیار سے سب میں کچھ نہ کچھ کمی پاتے تھے، بعض لوگوں نے آپ کے صاحبزادے عبداللہؓ کا نام میں کیا، فرمایا جس کو نبیؐ کو طلاق دیے کا سلیقہ نہیں ہے وہ خلافت کا مارکیسے سبھال سکتا ہے، مالاخر

لوگوں کے اصرار پر حضرت علیؓ، عثمانؓ، امیر مظلومؓ، سعدؓ اور عبدالرحمنؓ اس خوف چھ آدمیوں کو
حن کی اسلام میں ٹہری خدمات تھیں، اور جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنت کی تساری دی
تھی، مازد کر کے فرمایا کہ ان میں جس پر کثرت رائے ہو جائے، اسے امیر بنانا اور تاکید کر دی
کہ میرے بعد تین دن کے اندر اندر یہ مرحلہ طے ہو جائے، اور حضرت صہیبؓ کو حکم دیا کہ میرے
دن سے فراغت کے بعد چھوٹے آدمیوں کو ایک مکان کے اندر بند کر دیا اور جب تک
ان میں سے کسی کا انتخاب نہ ہو جائے، اس وقت تک نہ کھولنا، عبداللہؓ (آپ کے صاحبزادے)
متورہ میں شریک رہیں گے، لیکن امارت سے ابھیں کوئی تعلق نہ ہوگا، کثرت رائے کے
بعد بھی اگر کوئی شخص خلافت کا مدعی رہے تو اسے قتل کر دینا، (ابن سعد ج ۳ ص ۳۱۲ و تاریخ اقصاء)،
آخری وصیتیں | مامردگی کے مرحلہ سے فراغت کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ جو شخص خلیفہ
ہو وہ ہما حرین، انصار، اعراب، اہل عرب اور دمیون کے حقوق کا پورا خیال رکھے اور
ان میں سے ہر ایک کے حقوق کی تشریح فرما کر تاکید فرمائی کہ دمیون سے حواقر ہوئے
یور کیا جائے، ان کے دتمون سے لڑا جائے، اور ان کی طاقت سے زیادہ انکو تکلیف
نہ دی جائے، (ابن سعد ج ۳ ص ۲۴۶)

قومی امور سے فراغت کے بعد ذاتی معاملات کی طرف متوجہ ہوئے، اپنے
صاحبزادے حضرت عبداللہؓ کو وصیت کی کہ میرے بعد میرا قرص ادا کرے، اگر میرے
مترکہ مال سے ادا نہ ہو سکے تو حامدان عدی سے درخواست کرنا، اگر ان سے بھی نہ ہو
تو کل قریش سے، قریش کے علاوہ اور کسی کو تکلیف نہ دینا، (بخاری)،

ومات | ان وصیتوں کے بعد یکم محرم الحرام ۳۱ھ کو تنہا کے دن، اس دنیا کو خیر باد
کہا، وصیت کے مطابق حضرت صہیبؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آقائے نامدار کے پہلو

مین بیرو جا کئے گئے انتقال کے وقت ۶۳ سال کی عمر تھی، مدتِ حلاوت ساڑھو تیرہ سال
 اولادِ اوقات کے لحاظ سے دہل اولادیں یادگار چھوڑیں، عبداللہ، عاکم، عبدالرحمن،
 رید، مخیران میں تیں اول الذکر اولادیں زیادہ نامور ہوئیں، اولادِ امانت مین ام المومنین
 حفصہ اور رقیہؓ تھیں، آخر عمر میں حادانِ نبوت سے ترفِ استیاب حاصل کر لے کے لئے
 حضرت علیؓ کی صا حرا دی ام کلثومؓ سے چالیس ہزار ہریہ عقد کیا تھا،

فاروقی کارنامے

فتوحات کی کثرت، محافل کی فراوانی، انتظامات کی خوبی، حور و ظلم کی سچ کی عدل و انصاف، اور امن و امان کے قیام ملک کی خوشحالی اور رعایا کی فارع البالی و غیبرہ تمام اوصاف و کمالات کے لحاظ سے جو کسی حکومت یا فرمانروا کے لئے طفراسے امتیاز ہو سکتے ہیں، دنیا کا کوئی حکمران فاروقی اعظم کے مقابلہ میں نہیں پیش کیا جاسکتا،

فتوحات برصغیر | آپ کے دس سالہ دورِ حکومت میں ایران و روم کی عظیم استاں سلطنتوں کے پرے اڑ گئے، اور ہندوستان کی سرحد سے لے کر شمالی افریقہ کے حد و تک اسلام کا پرچم لہرانے لگا، اور اس احتیاط کے ساتھ کہ ان ساری فتوحات میں ظلم و جور کا ایک واقعہ بھی نہیں پیش آیا،

فاروقی فتوحات کے مقابلہ میں جیگرہ اور تیموری فتوحات گھٹتی گھٹتی کر رہ گئے کہ اسلامی فتوحات کی اہمیت گھٹا کہ اس زمانہ میں ایران و روم کی سلطنتیں کمزور پڑ چکی تھیں کس قدر غلط ہے،

بلاشبہ سکندر، جیگرہ اور تیمور نے ایک عالم کو زیرِ نگین کر ڈالا، لیکن وہ صرف جہانگیر تھے، ہما ندر نہ تھے، حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جس احتیاط اور جس قوانین کی ماسدی کیستہ ایران و روم فتح ہوئے، اس احتیاط کے ساتھ دنیا کا کوئی حکمران زمین کا ایک چپہ بھی فتح نہیں کر سکتا، جیگرہ و تیمور و غیرہ طوفان کی طرح ایک عالم پر چھا گئے، لیکن جب یہ طوفان

تھا تو اسانی لاشوں کے انسا اور تباہ شدہ کھنڈروں کے علاوہ اور کوئی سے نظر نہ آتی تھی
 وہ جن جن ملکوں سے گزرے انہیں ویراۓ بنا دیا، اس کے برخلاف عہد فاروقی میں جن
 ماحق کا ایک قطرہ بھی نہ گرنے پایا، ملکوں کا تباہ کرنا تو بڑی بات ہے، بہری بھری کھیتیں
 اور تبادا درختوں تک کو نہ کاٹتے تھے، لوڑھوں، بچوں اور عورتوں پر تلوار اٹھالے کی
 ممانعت تھی، پھر مسلمانوں نے جس ملک میں قدم رکھا ایسے عدل و انصاف اور جن احکام
 سے اس ملک کے ماسدوں کو ایسا گردیدہ سالیا کہ وہ ایسی قوم کے مقابلہ میں ان کے ٹھکانے
 و مددگار بن گئے انھوں نے نہ صرف قوموں کے دل و دماغ کو مسخر کر لیا، بلکہ بعض طاقتوں
 میں مفتوح قوموں نے ان کا مدد بھی قبول کر لیا، اسی کا نتیجہ ہے کہ اس زمانہ میں جو
 ملک فتح ہوئے وہ سب کے سب مسلمان ہیں اور آج تک مسلمانوں کے قصہ میں ہیں
 یہ ایک حد تک صحیح ہے کہ ظہور اسلام کے وقت روم اور ایران کی سلطنتوں کی پرانی
 قوت اور وہ عظمت و تباہ مافیہ رہ گئی تھی اور قسطنطین اعظم اور خسرو پرویز کا حا و حلال
 ختم ہو چکا تھا، لیکن اس احتیاط سے وہ زیادہ سے زیادہ قوی سلطنتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی
 تھیں، لیکن کیا وہ عرب جیسی بے سرو سامان قوم کی ٹکر بھی برداشت نہ کر سکتی تھیں، وہ کسی
 حالت میں بھی سہی رومی اور عجمی سہ حال عربوں سے فائق تھے، مون جگ کی واقعیت یہ
 کی وادائی، آلات جنگ کا تنوع کسی حیرت میں عرب ان کے یا سگ نہ تھے، ان کے یاں
 معمولی آلات اور تکمیری تک کا سامان نہ تھا، ایسی حالت میں عربوں سے ٹکر کر ان کا پر
 اڑنا حیرت انگیز واقعہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے ان میں ایسا حوس، عزم، استقلال
 ہمت، حوصلہ مندی، دلیری، اخلاق، حمیت، عدل و انصاف، دیانت و راست ماری پیدا
 کر دی تھی اور حضرت عمرؓ نے اس میں ایسی جلا دے دی تھی کہ دنیا کی کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی

حضرت عمرؓ کا حقیقی کارنامہ

حضرت عمرؓ کا سب سے بڑا کارنامہ اس کے عہد کی فتوحات نہیں، بلکہ یہ ہے کہ انھوں نے مذہبی بنیادوں پر ایسے آئین حکومت وضع کر دیئے اور ایسا

جمہوری اور عادلانہ نظام قائم کر دیا جو مسلمانوں کی حملہ سعادتون اور ترقیوں کا خاص تھا، اور جس سے بڑھ کر عادلانہ اور جمہوری نظام اس دور ترقی میں بھی نہیں پیش کیا جاسکتا، آئندہ سطور میں اسی نظام کا اجمالی خاکہ پیش کیا جائیگا،

جمہوریت | اسلام کا نظام جمہوری ہے، حضرت عمرؓ نے اسی بنیاد پر خلافت اسلامیہ کا نظام قائم کیا، اس نظام میں کوئی اہم کام بغیر اہل الرائے صحابہ کے متورہ کے انجام نہ پاتا تھا، خاص حالات میں عامہ مسلمین کا متورہ بھی ضروری ہوتا تھا، اب فرمایا کرتے تھے (احادیث) الا عن متورہ،

حضرت عمرؓ نے اپنی حیثیت صرف ایک متولی اور تیرا رہمدار کی رکھی تھی، بیخانیہ اسکو متعدد مواقع پر واضح کیا ہے، ایک موقع پر فرمایا ہے کہ تمہارے مال میں سے مجھ کو صرف اسی قدر حق ہے، جس قدر ایک یتیم کے مال میں متولی کا ہوتا ہے، اگر میں دولت مند ہو گیا تو کچھ نہ لوں گا، اور اگر محتند ہو گا تو صرف کھانے کے قدر لے لوں گا، میرے اوپر تمہارے متعدد حقوق ہیں، جس کا تم کو مجھ سے مواخذہ کرنا چاہئے، ایک یہ کہ ملک کا خراج نہ بجا طور سے جمع کیا جائے اور نہ بجا طور سے صرف ہونے یا نہ دوسرے یہ کہ میں تمہارے رورینہ بڑھا دوں، سرحدوں کی حفاظت کروں اور تم کو خطرون میں نہ ڈالوں، ایک دوسرے موقع پر فرمایا کہ میں تم کو محمور کروں گا کہ تم لے لو مجھ پر ڈالو، اس میں میرا ہاتھ نہ ہو، میری حیثیت تمہاری جماعت میں صرف ایک فرد کی ہے میں نہیں جانتا

کہ تم میری خواہشات کی پیروی کرو! اس سے زیادہ جمہوریت کے کیا احرا ہیں،
 روزِ راہ کے پیش آنے والے مسائل کے فیصلہ کے لئے اہل الرائے صحابہ کی مجلسِ تنویری
 تھی، اس کے علاوہ جماعتِ امور کے لئے ممتاز مذاہرین و انصار کی حاضری ہوئی تھی، ہر مسئلہ
 کو اُردی رائے اور حکومت پر مکتہِ عینی کر کے کا پورا حق حاصل تھا، معمولی معمولی مسلمان ریسر
 عام حضرت عمر کو نوک دیتے تھے،

حضرت عمرؓ نے جس وقت مسدِ خلافت پر قدم رکھا، اس وقت کوئی ٹرانسپام
 حکومت نہ تھا، آپ نے دس سالہ عہدِ حکومت میں نہایت وسیع نظام قائم کر دیا،
 تمام مہتوہ ممالک کو آٹھ صوبوں پر تقسیم کیا، مکہ، مدینہ، تمام، حیرہ، نصرہ، کوفہ، مصر اور فلسطین
 مشرق میں خراساں، آذربائیجان اور فارس کے تین صوبے علیحدہ تھے، ہر صوبہ میں حاکم اعلیٰ
 میرمنشی، دفتر فوج کا میرمنشی، کلکٹر، افسر پولیس، خراجی اور قاضی ہوتے تھے، بعض حالات
 میں سب سالار بھی الگ ہوتا تھا، لیکن عموماً فوج کی سب سالاری بھی حاکم عام سے ہی متعلق
 ہوتی تھی، اصلاً عین صرف کلکٹر، افسر خزانہ اور قاضی ہوتے تھے،

عہدہ داروں کا دوسرا مرحلہ مال کے انتخاب کا ہے، حضرت عمرؓ اس میں بڑی احتیاط رستے
 انتخاب تھے، اس معاملہ میں آپ کی نگاہ ایسی صحیح اور دقیقہ رس تھی کہ جس کام کیلئے
 جس کو منتخب کر لیتے تھے دوسرا اس کے لئے نہ مل سکتا تھا، اسی لئے حوتسہ جس سے متعلق ہوتا
 تھا اسے وہ درجہ کمال تک پہنچا دیتا تھا، اس جو ہر تناسی کے باوجود اہم عہدہ داروں کا
 انتخاب بھی متورہ سے کرتے تھے،

عمال کے اختیارات | انتخاب سے بھی زیادہ دستور مسئلہ علاج گوں کے اختیارات اور ان کے
 دافع اور انکشاف ہے | اعتبار کا ہے، اس باب میں حضرت عمرؓ کا یہ اصول تھا کہ ہر عامل کے

تقرر کے وقت اس کو ایک پروانہ دیتے تھے، جس میں اس کے اختیارات کی تصریح ہوتی تھی، یہاں وہ مقرر ہو کر جاتا تھا، وہاں یہ پروانہ مجمع عام میں پڑھ کر سایا جاتا تھا کہ وہ اپنے حدود سے آگے نہ بڑھنے پائے، ہر عہدہ دار سے عہد لیا جاتا تھا کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا، مار یک کیڑے نہ پھینکے گا، چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا، دروازہ پر دربان نہ رکھے گا، اہل حیات کے لئے ہیستہ دروازہ کھلا رکھے گا، اعمال کی روانگی کے وقت انکے سامان کی ایک فہرست محفوظ کر دیجاتی تھی، ویسی کے وقت جس کے پاس مرقومہ فہرست سے زیادہ مال اُتتا نکلتا تھا، اس سے ماریس کیجاتی تھی، اور ادھا مال ضبط کر کے بیت المال میں داخل کر دیا جاتا تھا،

تمام مال کو حج کے موقع پر مکہ میں حاضری کا حکم تھا، ان کی موجودگی میں اعلان عام کیا جاتا تھا کہ جس شخص کو جس عامل سے تسکایت ہویش کرے، چنانچہ لوگ اپنی شکایات پیش کرتے، حضرت عمرؓ فوراً اس کا تذکرہ فرماتے تھے، حج کے موقع پر تمام ملک کے مسلمان جمع ہوتے تھے، اس لئے شکایات معلوم کرنے کا یہ بہترین طریقہ تھا، اگر کوئی عامل ملاوہ کسی بر کوئی زیادتی کرتا تھا، تو حضرت عمرؓ مجمع عام میں سزا دیتے تھے، جس کے سہت سے واقعات تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہیں، کبھی کبھی عامل کی تسکایت پر تحقیقاتی کمیشن مقرر کرتے تھے، عامل کو بیچ تاں، اور عجب و عروریہ کرنے والی حیروں سے روکتے تھے، جس عامل کے بارہ میں سنتے کہ عوام اس کے بیان مار نہیں پاتے اسے فوراً موقوف کر دیتے تھے، عیاض بن عجم مال مصر کو پیش قیمت لباس پہننے اور محل نہالے کی تسکایت پر کل کا کرۃ ہیو اکر اس سے مکہ میں جروائین حضرت سعد بن ابی وقاص عامل کو ملے محل مویا، جس میں ڈیوڑھی تھی، حضرت عمرؓ

کو حرم بنی تو ڈیڑھی بن آگ لگوادی اور سب سے عاملوں کو اس قسم کی نہایتیں دیں بحال کی
اخلاقی گہذت کا بھی حاص اہتمام تھا،

صیغہ عدالت | شروع میں بعض ابتدائی استقامی دستواریوں کی وجہ سے کچھ دنوں تک استقامی
اور عدالتی صیغے ایک رہے، لیکن جب پورا نظام قائم ہو گیا تو قصا کا محکمہ مستقل کر دیا، تمام
اضلاع میں عدالتیں قائم کیں، قاضی مقرر کئے اور قصا کے اصول و آئیں پر ایک وراں لکھا
جس کا ترجمہ یہاں نقل کیا جاتا ہے،

اما بعد۔ قصا ایک ضروری فرض ہے، لوگوں کو ایسے حصوں میں ایسی مجلس میں، ایسے
الفاظ میں رہا رکھو، تاکہ کروا انصاف سے مایوس نہ ہو اور معر آدمی کو زور و
کی امید نہ پیدا ہو، جو شخص دعویٰ کرے اس پر مارتوت ہے اور جو شخص انکار کرے
اس پر قسم ہے، صلح حائر ہے، مگر وہ صلح جس سے حرام، حلال اور حلال حرام نہ ہونے
یا نہ، بل اگر تم نے کوئی فیصلہ کیا تو عور کے بعد اگر حق اس کے خلاف نظر آئے تو اس
سے رجوع کر سکتے ہو، جس مسئلہ میں مستہ ہو اور قرآن و حدیث میں اس کا ذکر نہ ہو
تو اس پر مار مار عور کرو اور اس کی مثالوں اور بطوروں کو یہاں کران پر قیاس کرو جو
شخص توت بیت کر مایا ہے اس کے لئے ایک میعاد مقرر کر دو، اگر وہ توت دے
تو اس کا حق دلاؤ، ورنہ مقدمہ اس کے خلاف فیصل کر دو، اس اتحاص کے سوا انھیں
مزایاں درے لگانے گئے ہوں، یا چھوٹی گواہی دی ہو یا دلا اور وراثت میں منگو
قصا کو ہدایت تھی کہ

مقامات میں اول قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کرو، اگر قرآن میں وہ صورت مذکور ہو

نہ ہو ان طبقات الفقہاء ہی، اور ماوردی سب سے کتاوں میں ہے،

توحید کی طرف رجوع کرو، اگر اس میں بھی نہ ہو تو اس طرح سے اور بہ احتمالاً دسے کام لو،
 قصاۃ کی خدمت بہت بڑی دسمہ داری ہے اس لئے حضرت عمرؓ قصاۃ کے انتخاب میں
 بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے اور اس کے لئے، بڑی بزرگوں کا انتخاب کرتے تھے جس کا علم تقویٰ
 و ہمت اور قوت فیصلہ مسلم تھی، چنانچہ مدینہ کے قاضی حضرت زید بن ثابتؓ تھے، کوفہ کے عبداللہ بن
 مسعود اور قاضی تریح دوسرے مقاموں کے حمیل بن العز، ابو مریم حبشی، سلمان بن ربیعہ ماہلی، عدنان
 اس ربیعہ، عمران بن حصیب اور ابو قرقہ کندی وغیرہ برگزین جن کی علمی حالات کا اندازہ رجال
 کی کتابوں سے ہو سکتا ہے، کہی کہی مرید احتیاط کے خیال سے امتحان بھی لے لیتے تھے،
 رشوت کے انسداد کے لئے میں قرار تھا میں مقرر کیں، چنانچہ سلمان بن ربیعہ اور قاضی تریح
 کی تنخواہ پانچ یا نچودرہم تھی،

یہ قاعدہ مقرر کیا کہ دولت مند اور متحرک شخص کے علاوہ مہولی آدمی قاضی نہیں ہو سکتا اور اس کی
 وجہ یہ ظاہر کی کہ دولت مند رشوت کی طرف راجع نہ ہو گا اور متحرک شخص فیصلہ کرنے میں کسی کے
 رعب و اب سے متاثر نہ ہو گا،

اس احتیاطوں کے ساتھ قصاۃ کے اصل مقصد یعنی عدل و انصاف میں مساوات کیلئے
 عملی کوششیں کیں، قصاۃ کو عدل و مساوات کا سبق دینے کے لئے خود فریق مقدمہ ن کر عدالت
 میں جاتے تھے،

ایک مرتبہ حضرت انی بن کعبؓ سے کچھ براع ہو گئی، انیؓ نے رید بن ثابتؓ کے یہاں
 مقدمہ دائر کیا، حضرت عمرؓ مدعی علیہ کی حیثیت سے پیش ہوئے، زیدؓ نے تنظیم کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا
 یہ تمہارا پہلا ظلم ہے، یہ کہہ کر اپنے فریق انیؓ کے ساتھ بیٹھ گئے، زیدؓ کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا، اور

لے کر الحال ح ۳ ص ۱۷، لے کر القدر ص ۱۷، اخبار القضاۃ محمد بن خلف الوکیع،

حضرت عمرؓ کو دعوے سے انکار تھا، انیؓ نے قاعدہ کے موافق حضرت عمرؓ سے قسم لیں جاہی لیں زید بن ثابتؓ آپ کے رتبہ کا یا س کر کے انیؓ سے کہا کہ امیر المؤمنین کو قسم سے معاف رکھو، حضرت اس ترجیح پر آروہ خاطر ہوئے اور فرما ماتحت تمہارے برویک ایک عام۔ جی اور عمر دونوں برابر ہوں اس وقت تک تم منصب قضا کے قابل نہیں ہو سکتے،

آپ کے ایوان عدالت میں ادنیٰ و اعلیٰ اور خویش و یگہ سب برابر تھے، ان میں سے کوئی بھی تالوں کی سراسر نہ یکھ سکتا تھا، ارکان حکومت کو علی الاعلان سرا دیتے تھے، ایک مرتبہ عہدہ داران حکومت کو حج کے موقع پر طلب کیا اور مجمع عام میں کھڑے ہو کر یوحنا کہ جس کو ان لوگوں سے شکایت ہوئیں کرے، ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ فلاں عامل نے مجھے سو کوڑے لگائے ہیں اور مایہ اٹھ کر مدلولہ عروین عامل بھی موجود تھے، انھیں روبرو عام عاملان حکومت کی توہین ماگوار ہوئی، حضرت عمرؓ سے کہا امیر المؤمنین اس طرز عمل سے تمام عامل بدل ہو جائیں گے۔ فرمایا لیکن میں ایسا ضرور کروں گا، اور مستعیت کو حکم دیا کہ ایسا کام کرے آخر عروین نے مستعیت کو اس پر بھی کر لیا کہ وہ دو سو دینار لے کر ایسے دعویٰ سے مارا آئے،

ایسے بیٹے اوتھمہ کو تراب پیسے کے حرم میں اسی کوڑے مارے جس کے صدمہ سے وہ قضا کر گئے، قدامہ بن مظون کو حوآب کے سالے اور مضر صھابی تھے، اسی حرم میں اسی کوڑے لگوائے، اس قیل کے ایک دُونہین سیکڑون واقعات ہیں لیکن ان کا استقصاء مقصود نہیں ہے،

یولیس | ایک متمدن حکومت کے لئے یولیس کا تنہا ہیات ضروری ہے کہ قیام اس کا مدد اسی پر ہے، حضرت عمرؓ نے اس کا مستقل حکم قائم کیا، پولیس کو احداث کہتے تھے، قیام ان کے علاوہ

لے کتاب المراج ص ۶۶ ، لے معارف اس قیہ لے اس سعدیہ قدامہ بن مظون،

پولیس کے متعلق احتساب کی حدت بھی تھی،

جیل خانے | حمد فاروقی سے پہلے عرب مین جیل حانون بکار وراج نہ تھا، غالباً اسی کی تلافی کے لئے جرائم کی سخت سرانین مقرر تھیں، حضرت عمرؓ نے جیل خانے قائم کئے، مکہ میں صفوان ابن امیہ کا گھر خرید کر اسے جیل خانہ بنایا، اس کے علاوہ اضلاع میں بھی جیل حانون کے نام ملے ہیں، چنانچہ کوئٹہ کا جیل خانہ نزل کا تھا، جیل خانہ قائم کر کے بعد حضرت عمرؓ نے نص غیر منصوص سزائوں میں تبدیلیاں کیں، مثلاً عادی شراپیوں پر حد جاری کرنے کے بجائے قید کی سزا مقرر کی،

صیفہ جیل | خراج و جمل کے نظم و نسق سے بھی عرب ما آستانہ تھے، حضرت عمرؓ نے اس کا ہیما وسیع اور مکمل نظام قائم کیا، لیکن چونکہ عرب اس سے ناواقف تھے اس لئے اشرار میں اسکی مخالفت ہوئی، چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے عراق کے مندوستان کی طرف توجہ کی تو امرایے فوج نے اس کی مخالفت کی، ان کی رائے تھی کہ معقوقہ علاقے، قاتحین کو بطور جاگیر کے دینے جائین، حضرت عمرؓ اسے حکومت کی ملک قرار دینا چاہتے تھے، اس لئے اس مسئلہ پر بڑا جھلکا رہا اور بڑے بحث و مباحثہ کے بعد بالآخر کثرت رائے سے حضرت عمرؓ کی تحویر پر فیصلہ ہوا، اس فیصلہ کے بعد حضرت عمرؓ نے بڑے اہتمام سے عراق کی بیایں کرا کے رمینون کا مندوستان کرایا، اس بدولت مین زمینداری اور تعلقداری کا سابق نظام بدستور قائم رکھا رمینین ان کے مالکوں کے قبضہ مین رہے وہی گنیں اور ان کی حیثیت اور پیداوار کے اقسام کے لحاظ سے مختلف طرح مالگزار کی تھیں کر دی گئی، اس کی کم سے کم مقدار فی حرب دو درہم اور زیادہ سے زیادہ دس درہم سالانہ تھی، شاہی خاندان کی جاگیروں، اہل تشددوں کے

اوقاف لاوارتوں کی زمینوں اور جنگلات کو حکومت کا خالصہ قرار دے کر رفاہ عام کے کاموں کے لئے مخصوص کر دیا گیا، مالگداری کی تنصیص میں دیون کی رضامندی کا لحاظ رکھا گیا اور زمینوں پر اتنی مالگداری تنصیص کی گئی کہ اس کے بعد اضافہ کی کافی گنجائش مافی رہے محصل کی وصولی کے وقت اتنی احتیاط رتی عاتی تھی کہ حسب خراج آتا تھا تو تقہ اتخاص کی شہادت سے اس کا یوراطمینان کر لیا جاتا تھا کہ اس میں ظلم و زیادتی کا کوئی حصہ نہیں ہے، اس احتیاط اور رمی کے ماوجود عراق کے خراج میں حیرت انگیز اضافہ ہو گیا، اور اسکی مقدار آٹھ کروڑ سے بڑھ کر دس کروڑ میں ہزار درہم ہو گئی!

عراق کے علاوہ اور کسی ملک میں کوئی نیاسد و بست نہیں کیا گیا، ملکہ ہر ملک کے قدیم جاہلانہ طریقوں کو منسوخ اور انتظامی غلطیوں کی اصلاح کر کے سابق نظام علی حالہ قائم رکھا گیا، مثلاً مصر میں دیون کا مقرر کردہ نظام قائم رکھا، لیکن رومی حکومت حجاج کی مقررہ مقدار کے علاوہ ایسی فوج کے لئے توجہ دیتی تھی، اسے موقوف کر دیا،

مصر کی پیداوار کا دار و مدار نیل پر ہے اس کے مد و حر کے تناسب سے پیداوار میں کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے، اور چونکہ یہ مد و حر ہمیشہ یکساں نہیں ہوتا، اس لئے مصر کی پیداوار کا کوئی دائمی تخمینہ بھی نہیں کیا جاسکتا، اسی لئے مصر کے محصل کی کوئی عام اور دائمی شرح نہیں تھی، ہر سال کی پیداوار کا شدت کاروں اور زمینداروں کے متورہ سے اندازہ لگا کر ایک مجموعی رقم تنصیص کر دیا جاتی تھی، اور وہ یرتے سے تمام مواصعات پر بھیلادی عاتی تھی نقدی مالگداری کی شرح فی حرب ایک دینار اور تین اردب غلہ سے زیادہ نہ تھی اور یہ شرح اترا داری تھی یعنی اس میں کسی اضافہ نہیں ہو سکتا تھا، تمام تین قدیم یونانی مند و ست قائم رکھا، اس سلسلہ میں حضرت عمرؓ نے اول

لے کتاب الخراج قاضی ابویوسف اور قزوچ البلدان ملا داری وغیرہ میں عراق کے مند و ست کے حالات سہایت معصل ہیں، ہم نے صرف ضروری باتیں لکھی ہیں،

ہست سی اصلا میں کین امہرو تمام وغیرہ میں جاگیر داری کا قدیم رسم جاری تھا اور ملک کی زمین کا ٹرا حصہ خالصہ شاہی ارکان دولت اور افسران فوج کی جاگیر میں تقسیم تھا ملک کے اصلی ماترہ اور کاشتکاروں کے قصصہ میں ہست کم حصہ تھا اور جس قدر تھا اس کی حیثیت بھی مالکانہ نہ تھی، حضرت عمرؓ نے یہ طریقہ توڑ دیا اور زمینیں ملک کے اصلی ماترہوں اور کاشتکاروں کے قصصہ میں دیدیں اور ان کو مسلمانوں کے قصصہ سے بچانے کے لئے یہ قانون سادیا کہ کوئی مسلمان خرید کر بھی زمین حاصل نہیں کر سکتا، مدتوں یہ قانون جاری رہا، عساسی دور میں بیست بن سعد نے مصر میں کچھ زمین خریدی تو امام مالک اور نافع بن زید وغیرہ ائمہ مدہب نے اس پر اعتراض کیا، اس کے علاوہ ان مالک کے آئندہ عربوں کے لئے رراعت کا پتہ قانوناً منسوخ کر دیا، ایک عرب نے ایک مرتہ مصر میں رراعت کر لی تو حضرت عمرؓ نے ملا کر سخت مواخذہ کیا، اور فرمایا کہ تجھ کو ایسی سزا دوں گا کہ اوروں کو عسرت ہو،

زمین کی آبادی اور رراعت کی ترقی کے لئے یہ قانون بنایا کہ جو شخص کسی غیر آباد زمین کو آباد کرے گا وہ اس کی ملک ہو جائیگی لیکن زمین لینے کے بعد تین برس کے اندر اس کا آباد کرنا ضروری قرار دیا، اس قانون سے افتادہ زمینیں بہت جلد آباد ہو گئیں،

حکمہ آب پاشی | رراعت کی سیرانی کے لئے مہرین جاری کین، سندماندھنے، تالاب بنانے یا نی کی تقسیم کے لئے دہانے بنانے، نہروں کی شاخیں نکالنے اور اس قسم کے کاموں کیلئے نہایت وسیع حکمہ قائم کیا، مقریری کا بیان ہے کہ خاص مصر میں ایک لاکھ بیس ہزار مزدور حکومت کی جانب سے اس کام میں لگے رہتے تھے، مہرون کے حالات آئندہ آئیں گے، اور مختلف قسم کی آمدیاں | خراج کے علاوہ آمدنی کے اور درائع حسب دیل تھے، رکوات، غنولہ

حرۃ اور مالی عیست، رکوۃ مسلمانوں کے ساتھ مخصوص بھی، عتور سارقتی ٹیکس تھا، پہلے یہ ٹیکس
 نہیں یہاں تھا، لیکن جو مسلمان غیر مالک میں تجارتی سامان لے کر جاتے تھے،
 ان سے وہاں کی حکومتیں دس فیصدی ٹیکس لیتی تھیں، اس لئے حضرت عمرؓ نے بھی بیرونی
 تاجروں کے سامان تجارت پر یہی قدر ٹیکس مقرر کر دیا، پھر رفتہ رفتہ ملک کے دیہاتوں اور مسلمانوں
 سے بھی یہ ٹیکس لیا جانے لگا، دیہاتوں کے لئے یا نج فیصدی تھا اور مسلمانوں کے لئے ڈھائی
 فی صدی، حضرت عمرؓ کا عند فتوحات کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں نہایت ممتاز ہے، اس لئے
 اس زمانہ میں عیست کی بھی بڑی آمدنی ہوئی، حرۃ کی تفصیل آئندہ آئے گی،

سیت المال | حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں سیت المال قائم ہو گیا تھا، اس کے لئے انھوں
 نے ایک معمولی سی عمارت بھی سوائی تھی، لیکن اس کے آباد ہونے کی بوقت میں آئی،
 حضرت عمرؓ نے دار الخلافہ اور تمام صوبوں اور مرکزی مقامات پر سیت المال قائم کئے، اور
 ان کے لئے وسیع عمارتیں بنوائیں، اور ان پر نہایت لائق اور دیاردار مقرر کئے، دار الخلافہ
 کے سیت المال کے افسر حضرت عبداللہ بن ارقمؓ تھے، کوفہ کے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ،
 اصفہان کے خالد بن حرت، کوفہ کے سیت المال کی عمارت نہایت وسیع اور تیار تھی،
 سیت المال کے مداخل و مخرج کا یہ انتظام تھا کہ ہر صوبہ کی آمدنی وہاں کے سیت المال
 میں آتی تھی، یہاں کی حکومت کے مصارف سے جو رقم بچتی تھی وہ صدر حراہی مدینہ
 منورہ کے سیت المال میں بھیج دی جاتی تھی، حضرت عمرؓ اس کے متعلق اعمال کے مام احکام
 دیتے رہتے تھے، جیسا کہ مہر کے والی عمرو بن العاصؓ کے مام ان کا یہ فرمان ملتا ہے کہ "خزانہ
 میں جو آمدنی جمع ہوئی ہو اس میں سے مسلمانوں کے وظائف اور ضروری اخراجات سے جو
 لےطری حالات آبادی کو دے،

کچھ بیچ جائے اس کو میرے پاس بھیج دو

صیغہ فوج حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں فوج کا کوئی ماقاعدہ حکمہ تھا، حضرت عمرؓ نے ۱۵ھ میں ولید بن ہشام کے مشورہ سے ہایت وسیع اور مطمئن فوج قائم کیا اور قریب واصل کے نام درج رجسٹر کر کے محتاج مدارج ان کی تحواین مقرر کیں جن کی مقدار دو سو بیس درہم سالانہ سے لیکر پانچ سو سالانہ تک تھی

تجوہ داروں کی بیوی اور ان کے بچوں کو بھی وظائف ملتے تھے جس لوگوں کی ختنی تجوہ مقرر ہوتی تھی، ان کے علاموں کو بھی اسی ہی ملتی تھی، ان میں دو قسم کے لوگ تھے، ایک وہ جو ہر وقت جنگی ہمت میں متعول رہتے تھے، یہ گویا اٹل فوج تھی دوسرے جو اپنے گھروں پر رہتے تھے اور ضرورت کے اوقات میں طلب کئے جاتے تھے، انہیں ہم آہنگی کی اصلاح میں رضا کار کہہ سکتے ہیں، لیکن تجوہ میں دونوں کو ملتی تھیں،

سارے مالک محروسہ میں فوجی مرکز قائم کئے، جمیع حد کتے تھے، جیانیمہ کوہ، لصرہ، موصل، قسطنطنیہ، مصر، دمشق، حمص، اردن وغیرہ بڑے بڑے فوجی مرکز تھے، بلکہ کوہ، بصرہ اور قسطنطنیہ فوجی ضرورت ہی کے لئے آمادہ کئے گئے تھے، ان مرکوز میں صیغہ فوج کے حسب ذیل انتظامات تھے،

(۱) و چون کے لئے چھاوینان تھیں اور بڑے بڑے اہل تھے جن میں چار چار ہزار گھوڑے ہر وقت ساز و سامان سے تیار رہتے تھے تاکہ ضرورت کے وقت فوراً سوار دستہ تیار ہو جائے،

(۲) ہر اہل کے متعلق چار گاہیں تھیں، مدینہ کی چار گاہ کا انتظام حضرت عمرؓ نے

لے کر اہل لے کر الحار اور قوت اللہ وغیرہ میں اس کا پورا نقشہ دیا، ہر ملے طریقی ۵۰۰

انہی اہتمام میں رکھا تھا، عمدہ سہل کے گھوڑوں کی پرورش کا خاص اہتمام تھا،
(۳) فوج کے متعلق جملہ کاعدات اور دفترانہی مقامات میں رہتے تھے،

(۴) رسد کے کٹے نہیں تھے، فوج کا سامان رسد جمع کیا جاتا تھا، اور زمین سے مختلف

مقامات پر بھیجا جاتا تھا،

اں مگر کی مقامات کے علاوہ تمام ممالک خروہ میں جہاں جہان ضرورت تھی
مکرت جھاؤنیان قائم کن حورستان کے علاقہ میں گلہ گلہ جھاؤنیان تھیں، عجمین ایرانی
حکومت کی جویرانی جھاؤنیان تھیں، اور سرنوان کو تعمیر کرایا، جوینا مقام فتح ہو جاتا تھا،
وہاں بقدر ضرورت فوج متعین کر دیا جاتی تھی،

سرحدی علاقوں اور ساحلی مقامات کی حفاظت کا مستقل اور جداگانہ انتظام
کیا، اس صیغہ کے افسر علی عبداللہ بن قیس تھے، ضروری مقامات میں جاکھا قلعے بنوائے،
وہی بھرتی کو اتنی وسعت دی کہ ماحرین والہار سے بڑھتے بڑھتے سارے عرب
کو محیط ہو گیا، تقریباً دس لاکھ ہتھیار مند فوج ہر وقت تیار رہتی تھی، اور اس میں ہر سال تین
فوج کا اضافہ ہوتا تھا،

فوج کے دروازہ تمام مشقہ اقوام کے لئے کھلے ہوئے تھے، اس میں عجمی رومی، یہودی
اور ہندوستانی سب شامل تھے، جن کا ذکر فتوحات کے حالات میں ملتا ہے،

سیاہیوں کی تنخواہ کم سے کم دو سو سالانہ سے تین سو تک تھی، اور افسروں کی سالانہ
سے دس ہزار تک، جو بیون کے بیون کے لئے علیحدہ دلیہ مقرر تھے، ہر سیاہی کو تنخواہ کے

طریقہ لکھوں کے تفصیلی حالات خلاصۃ الوعا میں ہیں ۷۵ طری ص ۲۶۵ ۷۵ فوج الملکان ص ۳۵،

۷۵ ایضاً ص ۱۲۸ و ۱۱۵، ۷۵ طری ص ۲۵۲، ۷۵ کرم اللہ ج ۶ ص ۱۳۳،

علاوہ میسہ میں خوراک کے لئے ایک من علہ مارہ سیر روغن ریتوں اور مارہ سیر سرکہ ملتا تھا،
استدرا میں رسد کا انتظام ضرورت کے وقت ہوتا تھا، پھر اس کا منتقل حکم کیا جسکا
مام اہر ارتھا مفتوحہ مالک سے پہلے غلہ کی صورت میں بھر نقد کی صورت میں رسد بیٹے ایک مقرر
رقم لی جاتی تھی،

فوج کی صحت و تندرستی اور آرام و آسائش کا خاص اہتمام تھا، سلسلہ میں مکان کی
صح کے بعد وہاں کی آب و ہوا کی خرابی کی وجہ سے جب فوج کی تندرستی بحراب اثر پڑا
تو حضرت عمرؓ نے غلہ سن غوان کو لکھا کہ فوجیں موسم ہمارے سرسبز و شاداب مقام پر چلی
جایا کریں،

جھاؤنی کے اتھا میں آب و ہوا کی خوبی کا خاص لحاظ رکھا جاتا تھا، بارگین وسیع
کی جاتی تھیں اور ان کے لئے کھلے میدان چھوڑ دیئے جاتے تھے، گرم ملکوں پر سردیوں
سرد ملکوں پر گرمیوں میں فوٹکشی ہوتی تھی، فوجوں کے لئے تہسوارمی، تیراندازی، تیراکی
اور سنگ یا لون دوڑے کی متن ضروری تھی، ہفتہ میں ایک دن جمعہ کا آرام کے لئے ملتا تھا
ہر چار مہینہ میں رخصت ملتی تھی،

فوج کا اسٹاف امیر حرائہ، محاسب، قاضی، مترجم اور طبیب و جراح پر مشتمل تھا،
سفر میں یعنی راستہ صاف کرنے میں شریک بنانے اور بل تعمیر کرنے کا کام مقصود قوموں سے
لیا جاتا تھا، چنانچہ مصر میں یہ خدمت قطیفوں نے انجام دی تھی،

خبر رسائی اور پہلے نویسی کا نہایت مکمل انتظام تھا، ہر فوج کے ساتھ پیرچہ نویس ہوتے
تھے جو ایک ایک بات کی ہر حضرت عمرؓ کو پہنچاتے رہتے تھے، اس کا نتیجہ یہ تھا کہ سلامتی

دو حصہ میں بھی ہوتی تھیں لیکن ان کی ماگ حضرت عمرؓ کے ہاتھوں میں رہتی تھی اور ان کے بغیر ان کا ایک قدم نہ اٹھ سکتا تھا،

صیغہ تعلیم اور اتاعتِ اسلام حضرت عمرؓ نے تعلیم کو بڑی ترقی دی، لیکن یہ تعلیم زیادہ تر مذہبی تھی، اسے صیغہ مذہبی کے تحت میں لکھا جاتا ہے، اس صیغہ کا سب سے بڑا کام اسلام کی اتاعت تھا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلام کی بڑی اتاعت ہوئی لیکن حشر سے پہلے بلکہ اسکے حجاز کی تبلیغ کے درپہ سے، حضرت عمرؓ حشر سے اسلام سوائے کے بالکل خلاف تھے، ایک مرتبہ ان کے غلام نے تبلیغ اسلام کے بعد اس کے قبول کرنے سے انکار کیا تو انھوں نے کہا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کہہ کر چھوڑ دیا،

حضرت عمرؓ نے تبلیغ اسلام کی مختلف تسکیں اختیار کیں،

حک کسی ملک پر فوجی ہوتی تھی تو اس فوج کو تاکید تھی کہ وہ پہلے اسلام میں آئے، چنانچہ سعد بن ابی وقاصؓ فاتحِ ایران کو حوط لکھا تھا اس میں تھا کہ میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ جنگ سے پہلے اسلام میں آؤ،

تبلیغ اسلام کی سب سے بڑی تدبیر یہ ہے کہ غیر مذہب والوں کے سامنے اسلام کا سیاسی نمونہ پیش کیا جائے، جسے دیکھ کر وہ خود بخود اسلام کی طرف مائل ہو جائیں، حضرت عمرؓ کا اس سلسلہ میں اصلی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنی تعلیم و ارشاد اور اقتدار سے مسلمانوں کو اسلام کی صحیح تصویر بنا دیا تھا جسے دیکھ کر غیر قویں خود بخود اسلام کی طرف کھینچتی تھیں، تمام کی فتوحات میں رومیوں کا سفیر حارث اسی اثر سے مسلمان ہوا، مہر کی حکومت کا ایک مسلمان معزز رئیس شطا، مسلمانوں کے حالات ہی سکر اسلام کا گرویدہ ہو گیا، اور دو ہزار آدمیوں

لے کر افعال ۵ ص ۹۴، لے ملا درمی فتوحات تمام،

کے ساتھ اسلام قبول کیا، دمشق کی فتح کے بعد یہاں کاتب خالد بن ولید کے ہاتھ میں
 یہ اسلام ہوا۔

اس کے علاوہ فاروقی عہد میں اور مختلف اسباب کی سبب کثرتِ غیرت میں مسلمان
 ہوئیں، افسوس ہے کہ مسلمان مورخین نے کہیں ایک حلقہٴ شاعتِ اسلام کے حالات نہیں لکھے
 ہیں، صرف صمصا کا اس کا تذکرہ ملتا ہے،

حلولاً، کی فتح کے بعد یہاں کے بڑے بڑے امراء اور روسا نے لطیف خاطر اسلام
 قبول کر لیا، قادیسیہ کے معرکہ کے بعد ایرانیوں کا ساہی رسالہ جس کی تعداد چار ہزار تھی مسلمان
 ہو گیا، یرود کے مقدمہٴ الحیش کا امیر سیاہ کئی سو ہزاروں کے ساتھ مسلمان ہو گیا، ان کے
 اسلام سے سیاح، رط، اور آمد مار کئی قومیں حوایرانی نوح میں بھرتی تھیں، مسلمان ہو گئیں، مہر
 کے قصہٴ ملیح کے کل مائتدے مسلمان ہو گئے، دمیاط کی فتح کے بعد قنارہ اور دارادہ سے
 لے کر عسقلان تک یورے علاقے میں اسلام پھیل گیا، ترمس طاطین جو حضرت عمر کے عہد
 میں آباد ہوا، مسلمانوں کے کئی محلے تھے، غرض حضرت عمر کے زمانہ میں اسلام کی بڑی
 اشاعت ہوئی جس کے تفصیل کا یہ موقع نہیں،

تعلیم قرآن ادیب اسلام کی بنیاد کلام اللہ پر حضرت عمرؓ نے اس کی حفاظت، تعلیم اور اشاعت
 کا بڑا اہتمام کیا، عہد صدیقی میں آپ ہی کے اصرار سے کلام اللہ کی تدوین ہوئی، انیسے زما
 میں انھوں نے تمام مفتوحہ ملکوں میں قرآن کی تعلیم کے مکتب قائم کئے، اور ان کے لئے
 تنخواہ دارِ عظم مقرر کئے، ان مکتبوں میں کتابت کی تعلیم بھی ہوتی تھی،

۲۸۰
 ۱۷ مقررہ ص ۲۲۶، ۱۷ معجم اللغات ذکر قطرہ ص ۱۷۶، ۱۷ معجم اللغات ص ۲۶۵، ۱۷ ایضاً
 ۱۷ ایضاً ص ۳۷۴، ۱۷ مقررہ ص ۱۷۶، ۱۷ ایضاً ص ۱۸۴، ۱۷ سیرۃ النبی،

آئیے زمانہ میں آئے دن ہر کوئی مسائل پیش آتے تھے چاہے جب اس قسم کی نئی صورت پیش آتی تھی تو آپ صحابہ سے دریافت فرماتے تھے کہ اس کے متعلق آپس کوئی حدیث نویسی معلوم ہے اس طریقہ سے احادیث کا معتد بہ حصہ جمع ہو گیا اور حدیثوں کی بڑی اتاعت ہوئی اگرچہ محدثین کے نزدیک تمام صحابہ عادل ہیں لیکن حضرت عمرؓ اس کلمہ سے خوف واپس تھے کہ حصائیں بھری سے کوئی اسال مستفی نہیں اور ایک صحابی سے بھی اسی طرح غلطی کا ہوا ممکن ہے جس طرح ایک عام سال سے، اسی لئے اتاعت حدیث کے ساتھ ساتھ وہ روایات کے قول کرے میں بڑی احتیاط اور چھان بین سے کام لیتے تھے، اور نفیر تھا کہ کسی کی روایت قبول نہ کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰٰ استمری نے ایک حدیث سنا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کا ثبوت دو در نہ میں تم کو سرا دون گا، ابو موسیٰٰ نے حضرت ابو سعیدؓ حدیث کو شہادت میں پیش کیا، اس وقت حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰٰ کو چھوڑا، اسی طریقہ سے مسند کے مسند میں مغیرہ بن شعبہ نے ایک حدیث بیان کی، حضرت عمرؓ نے مسند کی تسمات سے اسے تسلیم کیا، اور اس قبیل کے متعدد واقعات ہیں،

لوگوں کو کثرت روایت سے روکتے تھے چنانچہ قرطس کو عراق روانہ کرتے وقت خاص طور سے ہدایت کی کہ تم ایسے ملک میں جاؤ جو حمال قرآن کی آواز گونجتی رہتی ہے، تم ان کو قرآن سے ہٹا کر حدیث کی طرف نہ لگا دینا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ابو درداءؓ انصاری اور ابو مسعود انصاری کو روایت حدیث سے روک دیا تھا آپ کی اس شدت احتیاط کو دیکھ کر حضرت ابو ہریرہؓ نے حدیثیں روایت کرنا بند یا کم کر دیا تھا، ایک بڑی نکتہ سخی آئیے یہ فرمائی کہ احادیث کی اہمیت کے لحاظ سے ان کے مراتب

کو ٹوڑ رکھا، چنانچہ آئیے اہل ہی احادیث کی طرف زیادہ توجہ دے مانی جس کا تعلق عبادات، معاملات اور اخلاق نبوی اسلام کے عملی نظام سے تھا، ناقی احادیث کی طرف زیادہ اعتنا نہیں کیا، اس کا نتیجہ یہ تھا کہ آئیے زمانہ میں گو حدیثیں کم روایت ہوئیں لیکن جس قدر ہیں وہ امیر تر سے بالکل یا کثرت فقہ کی خدمت | عملی زندگی میں زیادہ ترقی سے کام لیتا ہے خصوصاً فاروقی عہد میں اسلامی تمدن کی ترقی سے صد ہائے مسائل پیدا ہوئے اس لئے اس زمانہ میں علم فقہ کی بڑی ترقی و اشاعت ہوئی، ملکہ یہ کہنا چاہئے کہ فقہ کی تکمیل حضرت عمرؓ ہی کے ہاتھوں ہوئی، آپ خود لوگوں کو فقہی مسائل بتاتے تھے، خطبوں اور تقریروں میں بیان کرتے تھے، فقہی مسائل کو صحابہ کے مجمع میں پیش کر کے طے کراتے تھے، اصحاب کے حکام اور افسروں کو فقہی احکام سکھ کر بھیجتے تھے، یہ احکام آج بھی تاریخوں میں موجود ہیں، اسلامی حکام اسطغنی دمہ داریوں کے ساتھ مدہسی معلم بھی ہوتے تھے، اس لئے حضرت عمرؓ کے تقریریں تفقہ کا حاصل لحاظ رکھتے تھے، آیت فرماتے تھے کہ میں نے افسروں کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو مسائل اور احکام بتائیں۔

عمال اور حکام کے علاوہ ملاوٹ کی مدہسی تعلیم کے لئے تمام ممالک محروسہ میں مستقل فقہاء اور معلم مقرر کئے، صرف نصرہ میں دس صاحبوں کو اس کام کے لئے بھیجا تھا، اس حوری کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل فقہاء کی تعداد میں بھی مقرر تھیں، عرصہ فاروقی عہد میں مدہسی تعلیم کا ہدایت کل انتظام تھا،

تعمیر سعادہ مذہب کی عملی خدمت کے سلسلہ میں مکرر مسجدیں تعمیر کرائیں، تمام کے عامل کو علم بھیجا کہ ہر ستر میں ایک مسجد تعمیر کجائے، گوہ میں ہر ہر قبیلہ کی مسجد علیحدہ علیحدہ تعمیر کرانی،

روصۃ الاحباب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آئینے چار تہزار مسجدیں تعمیر کرائیں، پھر اس کینے
تختہ دار امام اور موزوں مقرر کرے،

حرم کی توسیع | حرم محترم کی عمارت تک تھی، اس میں اس کی عمارت کو وسیع کیا اور اس کے گرد
دیوار کھجوا کر عام آبادی سے ممتاز کیا، کتبہ پر طبع کا حوالہ ایک معمولی کیڑا ہے، غلاف چڑھا کر تھما
آئینے قیاطی کا غلاف چڑھایا،

مسجد موسیٰ کی توسیع | مسجد موسیٰ کی توسیع کی، اور واجِ مطہرات کے گھروں کو چھوڑ کر مسجد موسیٰ
سے متصل حقے مکانات تھے سب کو خرید کر مسجد کی عمارت میں شامل کر دیا، پہلے مسجد کا طول
سو گز تھا، اس تعمیر میں اس کا اضافہ ہوا، مسجد کے گوشہ میں علیحدہ ایک چوترہ بنوا دیا کہ جن
لوگوں کو مکانات حیات کرنا ہو یا شعر پڑھا ہو وہ یہاں آکر مائیں کریں،

رفاع عام کے کام | حکومت کی تنظیم اور مدہی خدمات کے علاوہ رفاع عام کے بہت سے کام
ہوئے، رعایت کی سیرانی کے علاوہ رعایا کی ضروریات کے لئے متعدد نہریں کھدوائیں
ان میں سے بعض یہ ہیں،

نہر ابو موسیٰ | نہر بن یانی کی ٹری قلت تھی، تہر سے چھ میل کی مسافت سے
یانی لایا جاتا تھا حضرت عمرؓ کے حکم سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے دحلہ سے نویں لمبی نہر
نکا لی جو نہی کے نام سے مشہور ہوئی، اس سے گھر گھر پانی افراط ہو گیا،
نہر معقل | دوسری نہر معقل کے اہتمام میں تیار ہوئی،

نہر سعد | یہ نہر اہل انبار کی درخواست پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کھدائی تھی
لیکن درمیان میں پھاٹھا بنایا، ہوجانے کی وجہ سے ناتمام رہ گئی اور حجاج بن یوسف کے زمانہ

میں پوری ہوئی

نہرامیر المومنین، سے ٹری ہر ہرامیر المومنین تھی، ۱۸۰ھ میں حبشہ میں قحط پڑا اور حضرت عمرؓ سے طلب کیا تو تمام اور مصر کا خشکی کا راستہ دور ہونے کی وجہ سے عہدہ کسی قدر تاخیر سے پہنچا تھا، اس وقت حضرت عمرؓ نے ۹۹ میل لمبی ہر کھد کر ریل کو عمر قلم سے ملا دیا، اور مصر کے ہمارے راستے راہِ راست مدینہ کے سدر گاہ حار تک آنے لگے، اس سے مصر کی تجارت کو بھی بڑا مزہ مل گیا،

۲۔ ٹرے ٹرے تھروں میں مسافروں کی سہولت کے لئے مسافر خانے تعمیر کرائے، تاریکوں میں کوہ اور مدینہ کے مسافر حالوں کے، ملتے ہیں،

۳۔ ٹرک اور بیلوں کی تعمیر کا یہ انتظام تھا کہ مقتوحہ قوموں کے معاہدہ میں اس کی تعمیر کی شرط ہوتی تھی، چہاں یہ تمام کے سلطانے میں یہ شرط داخل تھی، مصر میں قسطنطینوں نے فوجوں کے گدہ گدہ کے لئے راستہ صاف کئے تھے،

۴۔ مکہ اور مدینہ مکر اسلام تھے لیکن ان کے راستہ ہایت حراب اور ویراں تھے، ۱۸۰ھ میں مکہ سے مدینہ تک ہر ہر میل یرو کیاں، سرائیں اور حوض تیار ہوئے،

عدل و مساوات | اور جو کچھ لکھا گیا وہ حکومت کا انتظامی ڈھانچہ تھا، اس کی اصلاحی روح رعایا کے ساتھ عدل و مساوات اور اس کی اصلاح و فلاح کی فکر ہے، اس لحاظ سے بھی حضرت عمرؓ کے مقابلہ میں نکل سے کسی فرما روا کی مثال نہیں کیجا سکتی ہے، آئیے ایوان عدالت میں تہاہ و گلہ ادنیٰ و اعلیٰ خویش و بیگاہ اور مسلم و غیر مسلم برابر تھے،

غیر قوموں کے حقوق اور ان کے ساتھ طرز عمل کسی حکومت کے عدل و مساوات کے حایجے کا سب سے

لے اس ہر کے تفصیلی حالات جس المجاہدہ اور تقریری میں ہیں ۲۴، ۲۵ ایضاً ۲۵۲۹،

ٹرامیاریہ ہے کہ غیر قوموں کے ساتھ اس کا طرز عمل کیا ہے اور ان کو اس حکومت میں کیا حقوق حاصل ہیں؟ اس معیار سے فاروقی ہمدردی و مساوات کا نمونہ تھا،

عرب کی ہمسایہ دو حکومتیں تھیں، ہم اور فارس یہی دونوں حکومتیں فاروقی ہمدردین اسلام کے زیر نگین ہوئیں، ان دونوں حکومتوں کا طرز عمل ایسی ہم قوم رعایا کے ساتھ علاموں سے مدد تھا۔ بوسری ماتحت اقوام کا کیا ذکر لیکن جب یہی قوانین اسلام کے زیر نگین ہوئیں تو دفعۃً ان کی حالت بدل گئی اور انھیں ہر طرح کے جائز حقوق اور جائز آزادی عطا کی گئی،

کسی قوم کے حقوق صرف تین چیزیں متعلق ہوتے ہیں، حان مال اور مذہب ان کے سوا اور بچتے حقوق ہیں وہ سب اہی کے تحت میں آتے ہیں، حضرت عمرؓ نے تمام معقودہ قوموں کے ان تینوں بنیادی حقوق کو محفوظ قرار دیا، بیت المقدس کے عیسائیوں کو اور رومے معاہدہ جو حقوق دیئے وہ یہ تھے،

یہ وہ اماں ہے محمد کے غلام امیر المومنین عمرؓ نے اہل ایلیا کو دی، یہ اماں حال مال، اگر جا صلیب تندرست تیار اور ان کے تمام اہل مذہب کے لئے ہے تہل کے گروہا میں سکوت اختیار کیا جائے گی نہ وہ ڈھائے جائیں گے نہ ان کے احاطہ کو نقصاں پہنچایا جائے گا نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی کی جائے گی مذہب کے بارے میں اس پر جبر نہ کیا جائے گا، نہ ان میں سے کسی کو کوئی نقصاں پہنچایا جائے گا، یہ حقوق صرف ایلیا والوں کے ساتھ مخصوص نہ تھے، بلکہ تمام معقودہ اقوام کو دیئے گئے جو ان کے ہمداناموں میں موجود ہیں، اہل حران کے معاہدہ کے الفاظ یہ ہیں کہ "ان کی جان مال اور مذہب و تفریعت سب کو امان ہے، اس میں سے کسی سے کسی تہل کوئی تعیر نہ کیا جائے گا"

آدریجاں نے معاہدہ میں ہے 'حان مال اور مدہب و سریت کو امان ہے' موقال کے معاہدہ کے الفاظ بھی یہی ہیں سب معاہدوں کا نقل کرنا طول عمل ہے، صرف جید طور پر لکھا بیٹے کے۔

حضرت عمرؓ وقتاً فوقتاً اعمال کو ان معاہدوں کی یا سدی کی تاکید لکھتے رہتے تھے، حضرت ابوعلیہؓ فاتح تمام کو لکھا،

مسلمانوں کو دیوں پر ظلم کرے ان کو نقصان پہنچائے اور بے رحمی کا مال کھائے سے روکو، اور اس سے جو ترطیں کی گئی ہیں ان کو پوری کرو،

اگر کوئی مسلمان کسی دمی قتل کر دیتا تھا، تو حضرت عمرؓ اس سے قصاص لیتے تھے، ایک مرتہ قبیلہ مکر بن وائل کے ایک شخص نے حیرہ کے عیسائی کو قتل کر دیا، حضرت عمرؓ نے قاتل کو مقتول کے ورثہ کے حوالہ کر دیا، انھوں نے اسے قتل کر دیا،

دیمون کی املاک کو کوئی نقصان نہ پہنچاتا تھا تو حضرت عمرؓ اس کا معاوضہ دلاتے تھے، ایک روح نے تمام کے ایک دمی کی راعت پامال کر دی، حضرت عمرؓ نے اس کو سیال مال سے دس ہزار معاوضہ دلایا،

اویر گدر چکا ہے کہ مالگداری کی شخص میں دیمون سے بھی متورہ لیا جاتا تھا، اس کے بعد بھی اس کا خیال رہتا تھا کہ کہیں جمع زیادہ تو بہین تحیص ہوگئی ہے، اس کا بڑا اہتمام تھا کہ خراج کی کوئی رقم حرا و ظلم سے نہ وصول کی جائے، چنانچہ جب عراق کا حراج آتا تھا تو وہاں کے دس آدمیوں کو طلب کر کے ان سے قسم لیتے تھے کہ "مالگداری کی تحیص میں سخی توہین کی گئی ہے"۔

حریہ کی بحث | اس سلسلہ میں دمیوں سے حمزیہ ایک ٹیکس ایسا ضرور لیا جاتا تھا جو مسلمانوں سے نہ لیا جاتا تھا، لیکن یہ ان کی حفاظت اور جنگی خدمات کا معاوضہ تھا، دمی جنگی خدمات سے مستثنیٰ تھے، اور مسلمان اس کے لئے مجبور تھے، اس لئے مسلمانوں سے اس کے لیے کی کوئی وجہ نہ تھی، کہ وہ مال کے بجائے جان دیے پر مجبور تھے، اکثر معاہدوں میں اس کی تصریح ہے کہ حمزیہ صرف حفاظت کا ٹیکس تھا، چاہے اہل حر جان سے جو معاہدہ ہوا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں -

ہمارے دوسرے اس شرط پر تھا، رمی حفاظت ہے کہ تم کو بقدر استطاعت سالانہ حریہ دینا ہوگا، اور اگر تم سے مدد دیں گے تو اس کے بدلہ میں حریہ معاف کر دیا جائیگا،
آذین جان کی فتح میں یہ معاہدہ لکھا گیا،

”تو لوگ کسی سال ویر میں کام کرینگے تو اس سال کا حریہ اس سے نہ لیا جائیگا“ (طبرستان ص ۷۶۷)
جیسا کہ جب کبھی دمیوں نے فوجی خدمات لی جاتی تھی تو ان کا حمزیہ چھوڑ دیا جاتا تھا
ایران کی فتوحات کے سلسلہ میں جب اس قسم کے مواقع پیش آئے تو حضرت عمرؓ نے فرائض
روح کو لکھ بھیجا کہ جن ذمی سواروں سے مدد لینے کی ضرورت ہو ان سے مدد لو، اور ان کا
حریہ چھوڑ دو،

یہ روک کے معرکہ کے سلسلہ میں جب مسلمان ذمیوں کی حفاظت سے معذور ہو گئے
یہ کل وصول شدہ رقم واپس کر دی گئی، حضرت ابو عبیدہؓ یہ سالانہ افواج تمام
تمام مفتوحہ اضلاع کے حکام کو لکھ بھیجا کہ جتنا حمزیہ وصول ہو چکا ہے سب واپس کر دیا جائے
عرب حمزیہ عارض حفاظتی ٹیکس تھا اور فوجی مصارف ہی میں صرف کیا جاتا تھا، مسلمان

معی بعض ایسے ٹیکس دیتے تھے خود دیون کو دیے پڑتے تھے، رکوۃ کی مقدار حریر سے کہیں زیادہ ہوتی تھی،

پھر جریرہ کی وصولی میں سختی۔ رتی حاتی تھی جہاں کہیں حضرت عمرؓ کو اس کا علم ہو جاتا تھا آپ سختی سے روکتے تھے،

شام کے سفر میں کسی مقام پر دیکھا کہ دیون پر سختی کیا جا رہی ہے، سب بوجھا معلوم ہوا کہ حریر نہیں ادا کیا گیا ہے، بوجھا کیوں، معلوم ہوا مادرسی کی وجہ سے، فرمایا چھوڑ دو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ لوگوں کو تکلیف نہ دو جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں خدا انھیں قیامت میں عذاب دیگا،

مادر بیکس اور معدور دی حریر سے مستثنیٰ تھے اور بیت المال سے ان کی کفالت کی جاتی تھی، حیرہ کے فتح کے معاہدہ میں اس کی تصریح ہے کہ

اگر کوئی لوٹھا دمی کام کرے سے معذور ہو جائے، یا کوئی آفت آئے یا دولتہ دی کے بعد عریب ہو جائے اور اس کے اہل مدہب اسے حیرات دیے لگیں، تو اس کا حریر موقوف کر دیا جائے گا اور اس کی اولاد کو مسلمانوں کے بیت المال سے خرچ دیا جائے گا،

یہ معاہدہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں ہوا تھا، حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی اسی پر عمل رہا بلکہ آئینے اس کو قرآنی استدلال سے اور زیادہ موکد کر دیا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک ضعیف شخص کو بھیک مانگتے دیکھا بوجھا بھیک کیوں مانگتا ہے اس نے کہا مجھ پر حریر لگا یا گیا ہے اور مجھ کو اس کے ادا کرنے کا مقدور نہیں، یہ سکر آپ اسے اپنے گھر لے گئے،

اور کچھ نقد دے کر داروغہ کو کھلا بھیجا کہ اس قسم کے معدوروں کے لئے میت امدال سے وظیفہ مقرر کیا جائے کلام اللہ کی آیہ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفَقْرَاءِ وَالْمَسْكِينِ میں فقرار سے مراد مسلمان اور مساکین سے مراد اہل کتاب ہیں، واللہ یہ انصاف ہیں ہے کہ اں لوگوں کی حوائج کی توانائی سے تو ہم فائدہ اٹھائیں اور بڑھائیے میں اں کو کمال دین لے،

آپ کو دمیوں کا آسانیاں تھا کہ اپنے آخری زمانہ میں اپنے بعد ہونے والے حلیف کے لئے حوہایت نامہ لکھا تھا اں میں دمیوں کے متعلق خاص طور سے تھا کہ

”میں اں لوگوں کے حق میں جس کو خدا اور رسول کا دہہ دیا گیا ہے، یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان سے جو سہد کیا گیا ہے اسے پورا کیا جائے اں کی حمایت میں لڑا جائے اور اں کی طاقت سے زیادہ اں کو تکلیف نہ دی جائے،

کسی غیر قوم کے ساتھ دیا کی کسی حکومت کا اس سے بہتر شرط اں اور کیا ہو سکتا ہو؟ رہنما کی سرگیری | رعایا کی سرگیری کا اتنا اہتمام تھا کہ آج اس کے واقعات افسانہ معلوم ہوئے ماحودیکہ آپ کو ہمت امور سے ساتھ رہتا تھا، لیکن رعایا کے چھوٹے چھوٹے حالات سے بھی غفلت نہ ہوئے یا تھی،

آپ نے کبھی کوئی صاحب و دربان نہیں رکھا کہ عام لوگوں کو آپ کے پاس پہچے میں وقت نہ ہو، روزانہ ہر نماز کے بعد مسجد کے صحن میں بیٹھ جاتے کہ جس کو جو کچھ کہنا سنا ہو آزادی سے کہہ سکے، چنانچہ اہل حاجت اپنی ضروریات بیان کرتے تھے، اگر کوئی نہ ہوتا تو تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھ جاتے تھے

ماہر سے جو وفد آتے ان سے ایک ایک حزوی حالات پوچھتے، حج کے موسم میں

لے کتاب المہراج ص ۲، ۳ یہ وصیت حدیث کی متعدد کتابوں میں ہر جگہ کر اعمال ص ۲، ۳،

حباً ملک و خرومہ کے سرحد کے آدمی آتے تھے، تمام حکام کو طلب کرتے تھے اور اعلانِ عالم ہوتا تھا کہ جس کو جس عامل کے خلاف تسکایت ہو پیش کرے،

مدینہ اور اس کے اطراف میں خود گھوم بھر کر حالات کا تہہ جلاتے تھے، اس قیل کے بہت سے واقعات تاریخوں میں مذکور ہیں،

ایک مرتبہ ایک قافلہ آیا اور مدینہ کے ماہر ترا آب اسکی سرگیری اور حفاظت کیلئے تشریف لے گئے، یہ رہ دے رہے تھے کہ ایک بچہ کے رونے کی آوازی، یاس حاکر اسکی ماں کو تاکید کی کہ بچہ کو ہلایے، تھوڑی دیر کے بعد بھرا دھڑ سے گدھے تو بھریہ کو دوتا یا یا، ماں کو ڈانٹا کہ تو بڑی بے رحم ہے، اس نے کہا تم کو اصل واقعہ کی خبر میں ہے خواہ مخواہ مجھے وق کرتے ہو، بات یہ ہے کہ عمر نے حکم دیا ہے کہ جب تک بچہ دودھ نہ چھوڑے اس وقت تک سیت المال سے ان کا وظیفہ مقرر نہ کیا جائے، اس لئے میں اس کا دودھ چھڑا رہی ہوں، اس پر وہ روتا ہے، یہ سکر حضرت عمرؓ سخت متاثر ہوئے اور فرمایا، ہائے عمر تو نے کتنے بچوں کا حق کیا ہوگا، اسی دن سادی کرا دی کہ جس دن سے یہ بیدار ہو اسی دن سے وظیفہ مقرر کیا جائے،

ایک مرتبہ شب کو گشت کرتے ہوئے تین میل مدینہ سے ماہر نکل گئے، دیکھا کہ ایک عورت کچھ بکا رہی ہے اور دو تین بچے رو رہے ہیں، یاس حاکر تحقیق کی تو عورت نے بتایا کہ کئی وقتوں سے بچے مالتے سوئیں، اس کے ہلنے کے لئے غالی ہانڈی جڑھا دی ہے، یہ سن کر آب اسی وقت مدینہ واپس آئے اور سیت المال سے اٹا، لگی، گوشت اور کھجور لین، اور اپنے غلام اسلم سے کہا کہ اس کو میری بیٹی پر لا دو، اسلم نے عرض کیا میں لئے جاتا ہوں فرمایا، قیامت میں میرا رتھ نہیں اٹھاؤ گے، عرض کل سامان خود لا کر عورت

کے پاس لے گئے، اور جب تک عورت نے بچا کر بچوں کو کھلانہ لیا خود بیٹھے رہے، پھر
اس جس سلوک سے بہت متاثر ہوئی اور کہا امیر المؤمنین ہوئے کے قابل تم ہو کہ عمر،
سفر میں جاتے تو ایک ایک مقام پر ٹھہر کر حالات دریافت کرتے، تمام کے سفر
میں ایک ایک ضلع میں قیام کر کے لوگوں کی تسکین سنیں اور دوسری کی، اسی سفر کی
وہی کا واقعہ ہے کہ ایک مقام پر ایک حیمہ نظر آیا قریب گئے تو ایک بڑھیا نظر آئی، اس سے
پوچھا عمر کا کچھ حال معلوم ہے، اس نے کہا ہاں تمام سے روانہ ہو چکا ہے، مجھ کو اس کے یہاں
سے ایک حصہ بھی نہیں ملا، آئیے فرمایا اسی دور کا حال عمر کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے، بڑھیا نے
جواب دیا اگر حال نہیں معلوم تو خلافت کیوں کرتا ہے یسٰن کر آب رو پڑے،

رعایا کی تکلیف یہ جواب و حور حرام ہو جاتا تھا، اس میں جب عربین قحط
تو آب پر کوہ الم ٹوٹ پڑا گوشت لکھی، مچھلی تمام لٹا دے ترک کر دیئے، نہایت خسوع و
سے دعائیں مانگتے تھے کہ حدایا میری تمام اعمال کے بدلہ میں امت محمدی کو تباہ کر
آئیے غلام اسلم کا بیان ہے کہ قحط کے زمانہ میں آب کو قحطی فکر و یریتانی تھی اس سے یہ ظہر
تھا کہ اگر قحط رفع نہ ہوگا تو وہ اسی عمر میں تباہ ہو جائیگے!

قحط کے اثرات کو روکنے کے لئے بیت المال کا کل نقد و جنس صرف کر دیا، اور تمام
امروں کو لکھا کہ ہر جگہ سے غلہ بھیجا جائے، چنانچہ حضرت ابو سعیدؓ نے شام سے ہزار اونٹ
اور عمروں العاص لے مصر سے میں حجاز غلہ بھیجا، ایک ایک جہاز میں تین تین ہزار اونٹ
غلہ تھا، اس کے ملاحظہ کے لئے خود بندر گاہ حجاز تشریف لے گئے، اور زید بن ثابت کو قحط
زدوں کا نقشہ تیار کرنے کا حکم دیا، انھوں نے بقید نام اور مقدار غلہ دستار دے، ہر شخص کو

لے یہ تمام واقعات کے اعمال ح حالات عمر میں ہیں،

حضرت عمرؓ کی دستخط شدہ ایک ایک دی گئی جس کے مطابق غلہ ملتا تھا، اس کے علاوہ مدینہ میں ایک عام نگرخانہ قائم کیا، جس میں اس اونٹ روزانہ درج ہوتے تھے، یہ تو قحط کے زمانہ کا انتظام تھا عام مانات میں بھی حضرت عمرؓ کو اس کا ٹرا حیاں تھا کہ غا کا کوئی فرد بھوکا نہ رہے یا بے، جیانیہ ملک میں جس قدر محدود و مجبور اور کار کا رقتہ آدمی تھے، ملا قید ملت و مذہب سیت المال سے سر کے روزینے مقرر تھے غیر مسلم محدود کے وظائف اور حسرت گری کا حال اوپر گد ریکھا ہے،

۱ نقطہ یعنی ان لا وارث بچوں کی پرورش کا انتظام بھی سیت المال سے تھا جس کی مائیں ابھین راستوں پر بھیجا جاتی تھیں ایسے بچوں کے لئے ابتدائی سو درہم سالانہ مقرر ہوتے تھے، پھر ان کی عمر ٹھہرنے کے ساتھ ان میں سال بہ سال ترقی ہوتی جاتی تھی، جو یتیم صاحب مال و جائداد ہوتے تھے، ان کے مال کی حفاظت اور اسے تجارت وغیرہ کے ذریعہ سے بڑھانے کا انتظام تھا، عرض عہد فاروقی میں کوئی لاوارث، محتاج محدود اور کار رقتہ بھوکا نہ رہے یا ماکھا، یہ وہ کارنامہ ہے جس کی لطیف اس ترقی یافتہ دور میں بھی نہیں مل سکتی،

مسادات | اس دور کی ایک قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے تمام سجا امتیارات کو مناکرتا ہ و گدا اور ملندہ دست کو ایک سطح پر کر دیا تھا، اس کا علی نمونہ حوداں کی ذات تھی امیر المومنین اور عام رعایا کے حقوق میں کوئی فرق نہ تھا، اعمال کو ہیبتہ تاکید ہی احکام سمجھتے رہتے تھے کہ وہ ایسے اور عام رعایا کے درمیان کوئی امتیاز نہ پیدا کریں، ادنیٰ ادنیٰ ماتون میں اس کا لحاظ رکھتے تھے، عمرو بن العاص نے مصر کی جامع مسجد میں مسربو ایلا، آب کو اطلاع

ہوئی تو لکھ بھیجا کیا تم اسے یاد کرتے ہو کہ مسلمان نیچے بیٹھیں اور تم اوپر،

ایک دفعہ کچھ لوگ مشہور صحابی حضرت ابی بن کعبؓ سے ملنے گئے جب وہ اٹھے تو لوگ تعظیماً ان کے ساتھ ہو گئے، اتفاق سے اسی وقت حضرت عمرؓ اور صرا آ گئے، یہ امتیازی نہ نہ دیکھ کر انہی کو کورٹا لگایا، انہوں نے حیرت سے پوچھا حیرت تو ہے، فرمایا کیا تم یہیں جانتے کہ اس قوم کی تعظیم مقبوع کے لئے فقہ اور تابع کے لئے دلت ہے؟

شام کا ایک مامور فرما رو اجلہ بن الایم غسانی مسلمان ہو گیا تھا، طواف میں اسکی چادر کا کوہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے پڑ گیا، جملہ نے اسے تھیر مارا، اس شخص نے برابر کا جواب دیا، جملہ نے اگر حضرت عمرؓ سے شکایت کی، آئینے فرمایا تم نے صیبا کیا ویسا یا یا، جملہ نے پیدار امارت میں کہا ہم وہ ہیں کہ اگر کوئی شخص ہم سے گستاخی سے میت آئے تو وہ قتل کا سراوار ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں جاہلیت میں ایسا ہی تھا لیکن اسلام نے ریت و ملند کو ایک کر دیا، حملہ لے کہا اگر اسلام ایسا مذہب ہو جس میں ترمیم و دلیل کا امتیاز نہیں تو میں اس سے مار آتا ہوں، لیکن حضرت عمرؓ نے اس کی کوئی پروا نہ کی،

علاموں کو ان کے آقاؤں کے برابر کر دیا، ان کے ساتھ کسی قسم کا روق و امتیاز روا نہ رکھتے تھے، اینے ساتھ بٹھا کر کھلاتے اور عاصی کو سنا کر فرماتے، حدال لوگوں پر رعت کرے جن کو غلاموں کے ساتھ میٹھ کر کھانے میں عار ہے، غلاموں کے ساتھ عامل کے برتاؤ کی تحقیقات کرتے رہتے تھے، ایک عامل کو صرف اس جرم پر معزول کر دیا تھا کہ اس نے غلام کی عیادت نہیں کی تھی، غلاموں کے وظائف ان کے آقاؤں کے برابر مقرر کئے، اس قبیل کے دو یا تیس سیکڑوں واقعات ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں،

لے کر اعمال لے سند دارمی ص ۱۷۱ اس سجدہ کرہ عمر سے طری ص ۲۴۵

اس مساوات نے مسلمانوں میں حریت اور آزادی کی وہ روح بھونک دی تھی کہ
 حضرت عمرؓ کو سرِ عام ٹوک دیتے تھے، جس کے واقعات تاریخوں میں مذکور ہیں،
 بیت المال کی حفاظت مسلمانوں کی امانت یعنی بیت المال کی حفاظت کا اتنا اہتمام
 تھا کہ آج تاہم اس کے واقعات امانت معلوم ہوں گے، بیت المال کا ایک حصہ لے
 صرف نہ ہونے یا نہ بھانے اس کی ایک ایک امانت کی حفاظت نہ لیں فرماتے تھے
 اس کے ایک ایک اونٹ کو مع حلیہ کے رجسٹر پر چڑھاتے تھے

ایک مرتبہ بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا، حضرت عمرؓ اس کی تلاش میں نکلے
 عین اسی وقت ایک رئیس احف بن قیس آسے ملے کے لئے آئے دیکھا تو حضرت عمرؓ
 دامن چڑھائے ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں، احف کو دیکھ کر فرمایا "وتم بھی میرا ساتھ دو"
 بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے، تم جانتے ہو، ایک اونٹ میں کتنے غریبوں
 کا حق ہے، ایک شخص نے عرض کیا، امیر المومنین آپ کیون تکلیف اٹھاتے ہیں کسی غلام
 کو حکم دیدیجئے وہ ڈھونڈ لائے گا، فرمایا اے عبدالعزیز منیٰ یعنی مجھ سے بڑھ کر کون علام
 ہو سکتا ہے؟

بیت المال میں تیسرو کسریٰ کے حوالے لے چلے آ رہے تھے لیکن اس میں آپ کا
 حصہ صرف قدر کفاف روزیہ تھا، اس کے علاوہ اس سے ادنیٰ فائدہ اٹھا بھی اپنے لئے
 حرام سمجھتے تھے،

ایک مرتبہ بیمار پڑے لوگوں نے دوا میں تمہ تجویز کیا، بیت المال میں شہد موجود تھا
 بہت معمولی سی چیز تھی لیکن غیر مسلمانوں سے اجازت لئے ہوئے، اسے لیا طبعیت لے

گوارا کیا مسجد موسیٰ میں جا کر مسلمانوں سے کہا اگر آپ وگت عارت دیں تو تھوڑا سا شہد
لے لوں،

ایک دفعہ مال غنیمت آیا، آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ نے اگر
عرض کیا امیر المومنین میرا حق مجھ کو دیجئے میں دوسری القریٰ میں ہوں، حضرت عمرؓ نے جواب
دیا جان یدر تیرا حق میرے ذاتی مال میں ہے، یہ تو عیبت کا مال سے تو نے اپنے مایہ کو
دھوکا دینا چاہا، یہ شک جواب س کر وہ عیب لوٹ گئیں،

انکو ایسے مہم محال کی یاد کی کچی سودا لہا محنت تھی، ایک دن اُسے بیت المال کے زیورات سے ایک مٹی
اٹھا کر ہین لٹی ایسے آردہ نہ کرنا چاہتا تھا اسلئے پیاد کر کے سلاتے رہا اور کچھ کو انکوٹھی نکال کر پورائے ڈھیر میں الٹی
تمام کی فتح کے بعد قیصر روم سے دوستانہ تعلقات ہو گئے تھے، طرفین میں خط و کتابت
رہتی تھی، ایک دفعہ آپ کی اہلیہ ام کلثومؓ نے قیصر کی ملکہ کے پاس تحفہ کے طور پر عطر کی چند
تیتیاں بھیجیں، اس نے جواب میں تیتیوں میں حواہرات بھر کر بھیجے حضرت عمرؓ کو معلوم
ہوا تو آگے بیوی سے ملا کر فرمایا گو عطر تھا، اتھا، لیکن جو مقاصد اس کو لے کر گیا تھا وہ سرکاری
تھا، اور اس کے مصارف عام آمدنی سے ادا کئے گئے تھے، یہ مکر حواہرات بیت المال
میں داخل کرادیئے اور بیوی کو ایک دینار معاوضہ دیدیا،

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ اشعرؓ نے بیت المال کا جائزہ لیا تو اس میں صرف
ایک درہم نکلا، انھوں نے اس خیال سے کہ ایک درہم کیوں پڑا ہے، حضرت عمرؓ کے
ایک بچہ کو دیدیا، حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو آپ نے فوراً بیت المال میں داخل کر دیا، اور ابو
اشعرؓ کو ملا کر فرمایا تم کو مدینہ میں آل عمر کے سوا کوئی کمزور نظر نہ آیا تم چاہتے ہو کہ قیامت کے

دل تمام امت محمدی کا مطالعہ میری گردن پر رہے؛

ایک مرتبہ ایک قرعہ اوٹ بارائین لکھتے ہوئے دیکھا دریافت کر لے یہ معلوم ہوا کہ ایکے صاحبِ ادرے عبداللہ کا ہے ان سے پوچھا یہ اونٹ کیسا ہے انھوں نے کہا میں نے اس کو خرید کر سرکاری چراگاہ میں بھیج دیا تھا اس قرعہ ہو گیا ہے اس لئے سیتا ہوں جھڑ غرے فرمایا چونکہ یہ سرکاری چراگاہ میں فرما رہا ہے اس لئے تم اسے ہی قیمت کے مستحق ہو جتنے میں خریدنا تھا اور رائد قیمت لے کر سیتا مال میں داخل کر دوں۔

ایک مرتبہ تجارت کے سلسلہ میں کچھ رویوں کی ضرورت پڑی، حضرت عبدالرحمن بن عوف سے قرص مانگا، انھوں نے کہا آپ امیر المومنین ہیں، سیتا مال سے قرص لے سکتے ہیں آپ نے فرمایا میں سیتا مال سے نہیں لوں گا، کیونکہ اگر میں ادا کر لے سے پہلے مر گیا تو تم لوگ میرے درتہ سے مطالعہ نہ کرو گے اور یہ مار میرے سر جانے لگا، اس لئے ایسے شخص سے قرض لیا جاتا ہوں جو میرے متروکہ سے وصول کر لے یہ محمود ہو، اس قبیل کے کمالات واقعات ہیں،

مصل و کمال حضرت عمر نہایت دینِ طماع، مالِ حظ، مدد اور صاحبِ الرائے تھے، چالی اور اسلامی دونوں علوم میں آپ کو یکساں کمال حاصل تھا، فصاحت و بلاغت، استا و خطابت، شاعری و لسانی سیگرمی اور بہادری وغیرہ ان تمام اوصاف و کمالات میں جو عرب میں لادنہ تفرقت سمجھے جاتے تھے، آپ کو دارِ حصہ ملا تھا، آپ کی بہت سی تقریریں اور تحریریں کتابوں میں محفوظ ہیں، جن سے آپ کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ ہوتا ہے، شاعری کا سہایت بلند اور پاکیزہ مذاق رکھتے تھے، خود بھی شعر کہتے تھے، مگر بہت کم

ابن رتیق نے کتاب العمدہ میں آئیے استعار نقل کئے ہیں بلکہ ناقدا در سخن سج بڑے اعلیٰ درجہ کے تھے،

ابن رتیق کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ اپنے زمانہ کے شعر کے سب سے بڑے نقاد اور اداس تھے۔ مشہور ادیب حافظ لکھتا ہے کہ عمرؓ اپنے ہمد کے سب سے بڑے سخن سنج تھے، عورت کے تمام بڑے بڑے شعرا کا کلام حفظ تھا اور اس پر باقدانہ رائے رکھتے تھے، امر و اقلیس، نائفہ اور بہر کو زیادہ پسند کرتے تھے، اس کی سخن سنجی کے ہر وقت واقعات کتابوں میں مذکور ہیں، اس سلسلہ میں یہ امر خاص طور سے قابل لحاظ ہے کہ آئینے عرب کی ستاری کی بڑی اصلاح کی، عربی شعرا و اشعار میں علانیت عورتوں کے نام لے لیکر اپنی عفت و محبت کی داستانیں بیان کرتے تھے، کسی تریف آدمی کی ہجو کہہ دیا معمولی مات تھی جھڑپ عمرؓ نے ان دونوں باتوں کی ممانعت کر دی،

آئیے والد خطاب قریش کے بڑے مشہور نساہ تھے، یہ فن آئینے انہی سے سیکھا تھا، چنانچہ سب کے متعلق تمام معلومات اپنے والد ہی کے حوالہ سے بیان کرتے تھے، لکھنے پڑھنے کا دوق آب کو اتنا دے تھا، اور آب اس رمار سے لکھا پڑھا جانتے تھے جب قریش میں صرف سترہ آدمی لکھے پڑھے تھے، مسد دارمی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آب کو عربی زبان سے بھی واقفیت تھی، ایک مرتبہ آب آنحضرت ﷺ کے پاس تو ریت کا ایک سہم لے گئے اور پڑھا شروع کیا، یہ پڑھتے جاتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کا رنگ متغیر ہوتا جاتا تھا،

لے کتاب العمدہ ص ۱۳ لے کتاب النبیات والتبیین ج ۱ ص ۹۷، لے ایضاح ص ۱۱۷،

لے ملادری ص ۱۷، لے مسد دارمی ص ۶۲،

ہاست لطاعی اور اصابت رائے کا اس سے بڑھ کر تو ت کیا ہو سکتا ہے کہ آپ کی
ہست سی راہنہ ہی احکام میں گنہگار، اداں کا طریقہ آپ ہی کی توجہ سے قائم ہوا، متعدد امور میں
وحی الہی نے آپ کی رائے کی تائید کی، اسیرانِ بدر کے ساتھ طرِ عمل اور اوجِ مہلرات
کے پردہ، تبرک کی حرمت، اور مقامِ ابراہیم کو مصطفیٰ سالے میں قرآن نے آپ کی رائے
کی تائید کی ہے۔

دہاست اور طاعی لے حضرت عمر کو ہدایت مکہ رس اور دقیقہ رخ سادیا تھا، آپ کی
احکامِ شریعت کے ایسے ماریک مکتوں تک پہنچتی تھی، حیر عام صحابہ کی نظر منحل سے
ہیج سکتی تھی، علم اسرار دیں کی بنیاد آئی ہے لے ڈالی،
قرآن پاک کے احکام و مسائل میں مڑا کر و تدر کر تے تھے، حویحیدہ مسائل حل نہ
ہوتے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے، کلامہ کی وراثت کا مسئلہ آپ نے اتنی مرتبہ پوچھا
کہ آئیے نگ آکر فرمایا کہ اس مارہ میں سورہ نسا کی آخری آیت کافی ہے،

اس غور و فکر اور تلاش و جستجو نے آپ میں کلام اللہ کی تفسیر و تاویل اور آیات قرآنی
سے اسبابِ احکام اور استدلال کا فطری ملکہ پیدا کر دیا تھا، حدیثوں میں اس کی ہست سی
متالین موحودین جہین سے بعض اویر گد رکھی ہیں،

اگرچہ آپ کا شمار کثیر الروایہ صحابہ میں نہیں ہے، آپ کی مرفوع روایات کی تعداد
کل سترہ ہے، لیکن حدیث کے علم میں آپ کا پایہ نہایت بلند تھا، قلت روایت کا
سبب آپ کی شدت احتیاط تھی، کلام رسول کو بیرونی امیرت سے پاک کھنے کے لئے آپ کے
شدت اہتمام کے واقعات اویر گد چکے ہیں، ورنہ نفس علم حدیث میں وہ کسی بڑے

لہ یہ واقعات کجاری کے مختلف ابواب میں ہیں، لے تفسیر اس حیر ۶ ص ۲۵

بڑے محدث صحابی سے کم نہ تھے، اسینے زمانہ میں انھوں نے جتنے احکام صادر کئے وہ سب حدیث ہی کی سدیہ تھے، اللہ تعالیٰ کی نایراں کورسول اللہ صلی علیہ وسلم کی جانب سے نہیں کیا، احادیث نبوی کی جو حدیث انھوں نے کی اس کی تفصیل اوپر گدڑ چکی ہے، فقہ میں آپ کا مقام بہت بلند تھا، بلکہ فقہ کا فن آپ ہی کا ساتھ یرداختہ ہے، حضرت عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود جو اساطیر فقہ میں ہیں آپ کے تربیت یافتہ تھے، آپ کے زمانہ میں ہزاروں سے مسائل میں آئے آپ نے انھیں ایسی قوت اعتماد سے حل کیا، آپ کے فقہی مسائل کی تعداد کئی ہزار ہے جس میں ایک ہزار اہمات مسائل ہیں؛

اصول فقہ کا فن آپ ہی کی ایجاد ہے، آپ نے تمہا حنیات کی تدوین نہیں کی، بلکہ تفریع و استنباط مسائل کے اصول و ضوابط بنا کر آئیدہ آنے والوں کے لئے اجتہاد فکر کی ایک وسیع شاہراہ قائم کر گئے، عرصہ نبوی طبری، ذہانت اور دینی بصیرت سے فقہ کے تمام متعلقات کو ایک مستقل فن بنا دیا،

سیرۃ الفاروق | عمر فاروق اسلامی تعلیمات کی محکم تصویر تھے،

حیثیت الہی | تمام محاسن اخلاق کا سرچشمہ حیثیت الہی ہے، خدا کا خوف آپ کے رگ و پے میں ساری تھا، اس کے مواعدہ کے خوف سے لرزہ برآمد رہتے تھے، فرماتے تھے کہ اگر آسمان سے ندا آئے کہ ایک آدمی کے سوا تمام دنیا جنتی ہے، تب بھی مومن کا خوف زائل نہ ہوگا کہ شاید وہ ایک بد قسمت انسان میں ہی ہوں؛

ایک مرتبہ راہ سے تنہا اٹھا کر فرمایا کاش میں بھی جس وقت شاک ہوتا کاش میں

یہ دہائی نہ کیا جاتا کاش میری مان مجھے ۔ صلی علیہ

ایک مرتبہ حضرت الموسیٰ اتھری سے یوحنا کیوں الموسیٰ اس پر راضی ہو کہ ہم لوگ اسلام، ہجرت اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی رفعت کے طفیل میں برابر سراسر جھوٹ حایل نہ ہوں گے۔ تو اب الموسیٰ نے کہا میں تو اس پر راضی نہیں ہوں، ہم لوگوں نے یکساں کی تین اس کے صلہ کی امید رکھتے ہیں، ورنہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی حاں ہے میں تو صرف اسی قدر چاہتا ہوں کہ لے مواعدہ جھوٹ حائل نہ ہو۔

آیات قرآنی سے تاثر | ہمارے عموماً ایسی سورتیں پڑھتے تھے جن میں قیامت کی ہولناکی اور خدا کی عظمت و حلال کا ذکر ہوتا، ابھین پڑھ کر راز راز روتے تھے حدیث کی کتابوں میں ابواب القلوة کے تحت میں اس کے بہت سے واقعات ہیں،

حضرت داؤد نبی سے والہانہ شیفگی تھی، خان مال اولاد ہر محبوب چیز آنحضرت صلی علیہ وسلم سے جدا تھی، جب آنحضرت صلی علیہ وسلم نے ارواح مطہرات سے مراض ہو کر حیدو لوں کے لئے ان سے علیحدگی اختیار کر لی تھی، تو حضرت عمر کا تہ نہ نوئی پر حاضر ہوئے، لیکن مار مارا دن طلب کرنے پر بھی جب ماریا بی کی اعازت نہ ملی تو یکا کر عرض کیا، خدا کی قسم میں حفصہ (ام المومنین حضرت عذرا کی صاحبزادی) کی سفارش کے لئے نہیں آیا ہوں، اگر رسول اللہ صلی علیہ وسلم حکم دین تو اس کا سر قلم کر دوں،

آنحضرت صلی علیہ وسلم کی وفات کے وقت علہ محنت میں آپ پر حودارنگی طاری ہو گئی تھی، اس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے آپ کے وصال کے بعد جب عہد سارک یاد آجاتا تو روتے روتے لے تا ہوا جاتے تھے، تمام کے سفر میں جب حضرت ملاں نے

مسجد اُضحیٰ میں اذان دی تو حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلیع کی یاد تازہ ہو گئی اور اس قدر روئے کہ
بجلی رہ گئی!

وصالِ ہومی کے بعد گوشت کی سرزمین میں سوئے یاد ہی کی گنگا بہنے لگی تھی لیکن
حضرت عمرؓ آنحضرت صلیع کی پیر عسرتِ رمدگی کی یادیں اچھا کھانا نہ کھاتے تھے،

متعلقین رسالت | حنا رسالت مآب کے تمام متعلقین کا یاس و لحاظ اپنی اولاد سے زیادہ
کا لحاظ کرتے تھے، جب صحابہ کے وظائف مقرر کرے جاہی تو اکابر صحابہ کی رائے تھی

کہ بحیثیت امیر المؤمنین کے آپ مقدم رکھے جائیں لیکن حضرت عمرؓ نے اسکا رد کیا اور آنحضرت صلیع
کے ساتھ تعلق کے قرب و بعد کے لحاظ سے وظائف مقرر کئے، چنانچہ سب سے پہلے ہی ہاتھ پیران
میں بھی حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو مقدم رکھا، اس کے بعد ہی امینہؓ کی عہدتیں، انبیؓ و اولاد
عبدالعزیٰ اپنے قبیلہ ہی مدی کو پایوں مسمر پر رکھا، تنخواہوں کی تعداد میں بھی اس ترتیب کا
رکھا، سب سے زیادہ تنخواہیں مدری صحابہ کی تھیں، اگرچہ حضرت حنین علیہما السلام ان میں سے
لیکن آنحضرت صلیع کی دریت کے تعلق سے انکی تنخواہیں مدری صحابہ کے برابر مقرر کیں، رسول اللہ
صلیع کی ازواجِ مطہرات کے وظیفے مارہ مارہ ہر مقرر کئے، آنحضرت صلیع کے غلام حضرت
رید کے صاحبزادے اسماءؓ کی تنخواہ اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ سے جو مدری صحابی
تھے زیادہ مقرر کی، عبداللہؓ نے مدد کیا تو فرمایا رسول اللہ صلیع اسماءؓ کو تجھ سے اور اسماءؓ کے
ماب کو تیرے ماب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔

یاد ہی صبا | آنحضرت صلیع کی ذات سے اس تعلق کا لازمی نتیجہ تھا کہ آپ کسی کام میں
سنتِ نبویؐ سے تجاوز نہ کرتے تھے، عبادات و معاملات کا ذکر نہیں روزانہ کی زندگی

بن اتنا رعست کا اہتمام تھا، ایک دفعہ یریدس الی سہیان کے ساتھ کھا، کھایا، معمولی کھانے کے بعد جب عمدہ قسم کے کھانے لائے گئے، تو ہاتھ کھینچ لیا، اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے، اگر تم رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی روت سے ہٹ جاؤ گے تو ہدام کو عادہ مستقیم سے ہٹا دے گا۔

وسعت کے ماوجود اتنا رعست کے چال سے بڑی تکی کی زندگی سر کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا کہ اب حدالے مرعہ الحالی عطا فرمائی ہے، اس لئے کہ یوہرم کیڑوں اور اچھی غذا سے یرمیرہ کرنا چاہئے، حضرت عمرؓ نے جواب دیا، حال یرمیرہ سے لے کر حدالے مرعہ کی عمرت کی زندگی بھول گئیں، حدالے قسم میں ایسے آقا کے نقش قدم پر چلوں گا کہ آخرت کی فراغت اور حوالی نصیب ہوئے، حال کو یا سدی رعست کے تاکید دی احکام بھیجتے رہتے رہو رعست | آپ کی کتاب احلاق کا سب سے روشن باب رہو رعست اور سادگی و

تواضع ہے، آپ کا رہدرا کا رعست میں مسلم تھا، حضرت طلحہؓ فرماتے تھے کہ قدامت اور ہجرت کے لحاظ سے رعست سے لوگوں کو عمرس الخطاب یرفصلت حاصل ہے، لیکن رہو رعست میں وہ سب سے بڑھے ہوئے تھے، حکومت کے تخت حلال یرمیٹھ کر جس رہو رعست کا نمونہ آپ نے دنیا کے سامنے پیش کیا، اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں مثل سے ملے گی،

آپ کی زندگی کا ایک رخ یہ ہے کہ ایران یرفوضیں صحیح رہے ہیں، قیصر و کسریٰ کے سپہروں سے معاملہ درمیت ہے حالہ اور امیر معاویہ سے ماریرس ہو رہی ہے، فاتح ایران و مصر کے مام فراین جاری ہو رہے ہیں، دوسرا رخ یہ ہے کہ بدن یرمیوند لگا ہوا کرتا ہے، سر یر پٹھا ہوا، عامہ یاؤن میں لوسیدہ چیل، اسی حالت میں بیوہ عورتوں کے گھروں میں پانی بھرے کے لئے کانڈھے یرمتک ہے، یا کسی وقت مسجد کے گوشہ میں کام سے تھک کر فرش

خاک پر پیدا گئی ہے؛

سادگی | سفر میں جیمہ و حرگاہ کا اہتمام نہیں، جہاں سرل ہوئی درست کے سایہ میں پڑ رہے،
آب کی سادگی کی وجہ سے اس لوگوں کو جن کی نگاہیں تان و تنوکت ڈھونڈتی تھیں،
آب کو پہچاننے میں دقت ہوتی تھی،

تمام کے سفر میں جب آب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو مسلمانوں نے اس
خیال سے کہ عیسائی امیر المومنین کو ایسی معمولی حالت میں دیکھ کر اپنے دل میں کیا کہیں گے
ترکی گھوڑا اور قیمتی لباس میں کیا، آپؐ فرمایا خدا لے ہم کو جو عزت دی ہے وہ اسلام کی عزت
ہے اور وہ ہمارے لئے کافی ہے۔

احتساب | جب کسی دل میں عجب و غرور کا رستہ پیدا ہوتا تھا، تو فوراً اس کا تدارک
کرتے تھے، ایک دن خطبہ دیا اور صرف یہ فرمایا "صاحبو! میں ایک زمانہ میں اس قدر
مادار تھا کہ لوگوں کے لئے پانی بھر دیا کرتا اور وہ اس کے بدلہ میں جھوٹے دیتے تھے
وہی کھا کر میں سر کرتا تھا" یہ لکھ کر منبر سے اتر آئے، لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ سر پر کسے کی نسی
مات تھی، آپؐ نے خود ہی جواب دیدیا کہ میری طبیعت میں ذرا عذر درگیا تھا یہ اسکی دوا تھی،
مزاج | مزاج فطرتی و تمدنی واقع ہوا تھا، اسلام سے پہلے تو فہر محرم تھے، اسلام کے بعد بھی
سخنی قائم رہی، بات مات پر تلوار لے نیاں ہو جاتی تھی، لیکن خلافت کا مار پڑنے کے
بعد ہت روم ہو گئے تھے، پھر بھی کچھ نہ کچھ اثر ماقی رہ گیا تھا، درحقیقت ان کی درستی بھی
اس کی حق پرستی پر نتیجہ تھی، وہ حق کے خلاف کوئی مات برداشت نہیں کر سکتے تھے، انکی
تذمر اجی کے عتے واقعات میں وہ سب حمایت حق کہیں، ورنہ اپنی ذات کے لئے

وہ نہایت متعل اور بردبار تھے، معاملات ملکی میں لوگ اختلاف کرتے تھے، معمولی معمولی باتوں پر ٹوکتے تھے، لیکن آپ کی اردو پر شکن تک نہ پڑتی تھی، آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میرا دل حد کے مارہ میں نرم ہوتا ہے تو جھاک سے بھی زیادہ نرم ہوجاتا ہے، اور سخت ہوجاتا ہے تو تھیرے بھی زیادہ سخت ہوجاتا ہے۔“

ذریعہ معاش | حضرت عمرؓ کا اصل ذریعہ معاش تجارت تھا، اسلام کے قبل سے اہل کا یہ مشغلہ تھا اور اسلام کے بعد بھی قائم رہا، خیر کی فتح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک قطعہ اپنی بیعت نامی مرحمت فرمایا تھا، اسی نام کی ایک اور زمین ایک یہودی سے لی تھی، لیکن یہ دونوں زمینیں انھوں نے کاجیر کے لئے وقف کر دی تھیں،

خلافت کے بعد تقدیر کا ف وظیفہ مقرر ہوا، پھر کاجیر کے وظائف کے ساتھ انکا بھی پانچ ہزار مقرر ہوا،

عدا و لباس | لیکن زندگی کے کسی دور میں آپ کی سادگی میں فرق نہ آیا، آپ کی سادگی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آپ کے گدارہ کے لئے جو وظیفہ مقرر کیا گیا تھا اس کی تعداد دو درہم دو راہ تھی، اسے بھی اس شرط سے قبول کیا تھا کہ جب مالی حالت درست ہوجائے تو یہ لین گے، فرماتے تھے کہ مسلمانوں کے مال میں میرا اتنا ہی حق ہے جتنا ایک یتیم کے مال میں متولی کا ہوتا ہے،

آپ کے لباس میں صرف چند بوڑے موٹے کپڑے ہوتے تھے، اس میں بھی بیوہ یریبہ دنگے ہوتے، ایک مرتبہ حضرت عصبہؓ نے اس مارہ میں گفتگو کی تو فرمایا کہ مسلمانوں کے مال میں سے اس سے زیادہ تصرف نہیں کر سکتا،

اں ہی کیڑوں میں رسر عام بچھتے تھے حضرت جن کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ حصہ دے رہے تھے میں نے تمہار کیا تو اں کے تہ بندین مارہ بیوند تھے، کبھی کبھی صرف ایک ہی خورارہ جاتا تھا، اسی کو دھو دھو کر بہیتے تھے؛

غذا میں غمو یا موٹے بے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی اور روغن زیتون ہوتا تھا، کبھی گوشت اور اچھی حیر بھی کھایتے تھے، کھانے کی سادگی کا یہ حال تھا کہ آپ کا کھانا دوسرے کو بشکل کھا سکتے تھے، ایک مرتبہ عتہ بن فرقد آیکے ساتھ کھانے میں تمہیک ہوئے، اٹھا ہوا گوشت اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے ان کے حلق سے نہ اترتے تھے، حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم سے نہیں کھایا جاتا تو یہ کھاؤ، عتہ نے عرض کیا امیر المومنین اگر آپ اپنے کھانے بیٹے میں کچھ زیادہ صرف کریں گے تو اس سے مسلمانوں کے مال میں کچھ کمی نہ ہو جائے گی، فرمایا اس تم مجھے دنیاوی پیش و عشرت کی ترغیب دیتے ہو۔

اولیات | حضرت عمرؓ نے ہر صیغہ میں حوئی باتیں ایجاد کیں، مورخین انہیں اولیات سے تعبیر کرتے ہیں، ان کی فہرست یہ ہے (۱) بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا (۲) عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے (۳) تاریخ اور رسمہ قائم کیا جو آفتاب عاری ہے (۴) امیر المومنین کا لقب اختیار کیا (۵) فوجی دفتر ترتیب دیا (۶) والسیرٹوں کی تحوہین مقرر کیں (۷) دفتر مال قائم کیا (۸) بیانیق کا طریقہ جاری کیا (۹) مردم شماری کرائی (۱۰) مہرین کھدوائیں (۱۱) شہر آباد کرائے (۱۲) ممالک محروسہ کو صولون میں تقسیم کیا (۱۳) غنور یعنی دہ کی مقرر کی، (۱۴) درما کی پیداوار متلاعبیر وغیرہ پر محصول لگایا (۱۵) حرئی تاحرون کو ملک میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی (۱۶) حیلانہ قائم کیا (۱۷) درہ کا استعمال کیا (۱۸) راتوں کو گشت کر

لے کر اعمال ج و ص، ۳۴، ۳۵، ایضاً، ۳۶، ایضاً، ۳۷، ۳۸

رعایا کا حال دریافت کر لے کا طریقہ نکالا، (۱۹) یولیس کا محکمہ قائم کیا، (۲۰) فوجی ماؤنٹین قائم
 کیے، (۲۱) گھوڑوں کی سل میں اصل اور نخس کی تیر قائم کی جو عرب میں نہ تھی، (۲۲) یرجہ
 یولیس مقرر کئے، (۲۳) مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک ساحروں کے آرام کے لئے جو کیاں اور
 سرانین سوائین (۲۴) راہ یریرے ہوئے بچوں کی پرورش اور یردخت کے لئے روزیک
 مقرر کئے، (۲۵) قاعدہ بنایا کہ اہل عرب علام نہیں سائے جاسکتے (۲۶) مصلوک الحال
 عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے مقرر کئے (۲۷) مکاتیب قائم کئے (۲۸) معلول اور
 مدرسوں کے مشاہرے مقرر کئے، (۲۹) حضرت ابو بکرؓ سے باصرہ کلام اللہ کی تدویں کرائی،
 (۳۰) قیاس کا اصول قائم کیا، (۳۱) فرائض میں عول کا مسئلہ ایجاد کیا، (۳۲) فخری ادا میں
 الصلوٰۃ حلیوں میں اللہ کا اضافہ کیا (۳۳) نماز تراویح جماعت سے قائم کی، (۳۴) تیل و تیل
 کو جو ایک ساتھ دی جائیں مائ قرار دیا، (۳۵) تراب کی حدائی کوڑے مقرر کی (۳۶) تجارت
 کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی، (۳۷) نئی تعاب کے عیسائیوں پر جزیہ کے سحائے زکوٰۃ مقرر کی
 (۳۸) وقف کا طریقہ ایجاد کیا، (۳۹) مار جازہ میں چار نکلیوں پر اجاع کرایا (۴۰) ساحرین و عظم
 کا طریقہ جاری کیا (۴۱) اماموں اور مودنوں کی تحوائین مقرر کیں (۴۲) مسجدوں میں دوستی کا
 اعظام کیا، (۴۳) بچہ کہنے والے کے لئے تعزیر کی سرنام مقرر کی، (۴۴) غزلیہ استار میں غزول
 کے نام لیے سے منع کیا،

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

۲۴ھ مطابق ۶۴۵ء

۳۵ھ مطابق ۶۵۵ء

ترجمہ عثمان | حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ عقیلیہ ہوئے، آپ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کی شادی ہوئی تھی اس لئے آپ دو الموریں کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے، حضرت عثمانؓ قریش کی مشہور تاج سی امیہ سے تھے، یاجوین یست پر آپ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے، بنی امیہ کا حادان زمانہ جاہلیت سے ہدایت مغیرہ و مقتدر چلا آتا تھا، قریش کے حادادون مین بنی ہاشم کے سوا کوئی ال کا مقابل نہ تھا، قریش کا مشہور عمدہ عقاب یعنی فوجی نشان کی علمداری اسی حادان میں تھی، حضرت عثمانؓ کے مورث اعلیٰ امیہ بن عمد شمس قریش کے بڑے دلدیہ و تنکوہ کے رئیس تھے، حضرت عثمانؓ ہجرت سوئی کے سینتالیس سال قبل پیدا ہوئے، بچپن کے حالات بردہ جہانین ہیں، معاش کا درجہ تجارت تھا اور اس میں اپنی دیانت اور راستبازی سے اسی ترقی حاصل کر لی تھی کہ قریش کے دو قہر مند ترین لوگوں میں شمار تھا، اپنی ثروت کی وجہ سے غنی کے لقب سے یکارے جاتے تھے،

آپ کا جو بیسواں سال تھا کہ اسلام کا ظہور ہوا، حضرت ابو بکرؓ سے حضرت عثمانؓ کے نہایت گہرے تعلقات و روابط تھے، صدیق اکبرؓ کی تبلیغ نے انہیں اسلام کی طرف مائل کر لیا اور وہ آنحضرت ﷺ کے دستِ حق پرست پر مشرف ماسلام ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی مٹھلی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا عقد اہل کے ساتھ کر دیا،

حضرت عثمانؓ کا ہمارا ال یعنی سی امیہ اسلام اور مسلمانوں کے ہدایتِ سخت دشمن تھے۔ ان کا غصہ عرب مسلمانوں پر بہت بڑھا کر رہا تھا، خود حضرت عثمانؓ کی حیا حکم اسلام کے رُے دشمنوں میں تھے، انہوں نے اسلام کے حرم میں جھپٹے کو مائدہ کر مارا تمام اعزہ لے مٹھو لیا، کچھ دن تک حضرت عثمانؓ اہل کی زیادتیوں برداشت کرتے رہے، پھر ادبِ بھر کے بعد ایسی اہلیہ حضرت رقیہؓ کو بیکر حستہ چلے گئے، اور ہجرتِ اولیٰ میں اولیت کا تشریف حاصل کیا، چند سال کے بعد قریش کے اسلام کی غلط خبر پا کر مکہ واپس آئے، اہل کے اور ساتھی تو پھر حستہ لوٹ گئے، مگر یہ مکہ میں مقیم ہو گئے، پھر چند دنوں کے بعد ہجرت کر کے مدینہ گئے، رومہ کی خریداری | حضرت عثمانؓ نہایت دولت مند تھے ان کی دولت سے اسلام اور مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہنچا، مدینہ میں بیٹھے یا نبی کا صرف ایک کنواں انہیں بھلا ایک بیوی کی ملک میں تھا، اس نے اس کو ذریعہ معاش بنا رکھا تھا، غریب مسلمانوں کو یا نبی کی سخت تکلیف تھی حضرت عثمانؓ نے اٹھ ہزار دین خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دیا،

مدینہ آنے کے بعد حضرت عثمانؓ تمام غزوات میں شریک ہوئے تھے، مدینہ حضرت رقیہؓ کی علالت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے روک دیا تھا، اور فرمایا تھا کہ تم کو شرکت کا اجر اور غنیمت دونوں کا حصہ ملے گا، احد میں بھی شریک تھے، رسول اللہ ﷺ

لے اصحاب ۷۰ تھے کہہ سجدی ست کر ۱۰۰ تھے اس سجدہ ۳۰ اول ۱۰۰ تھے امتیاع ۲۰۰ تھے ۱۰۰ تھے مناف عثمانؓ،

صلعم کی حسرت نہایت نے ایسا، جو رفتہ کر دیا کہ قدم نہ جم سکے حضرت عثمانؓ کو اس کا سخت قلق تھا، جب وحی الہی نے ان صحابہ کو جن کے یاؤن اکھڑ گئے تھے بری قرار دیا، اس وقت آپ کو اطمینان ہوا، غزوہ دات الرقاق میں مدینہ پر آنحضرت صلعم کی نیابت کا تشریف حاصل ہوا، غزوہ حدیبیہ میں بھی ہمرکاب تھے، چنانچہ سفارت کی خدمت آپ ہی کے سپرد ہوئی تھی اور آپ ہی کی حسرت نہایت پر سعیت رضواں ہوئی تھی جسکے علاوہ رسالت میں گد ر چلے ہیں، یہ حسرت عثمانؓ کا سسے بڑا عراز ہے جو کسی صحابی کو حاصل نہ ہوا، غزوہ تبوک کے زمانہ میں عرب میں سخت قحط سالی تھی، عین ان حالات میں غزوہ تبوک پیش آیا، تمام صاحب مقدرت صحابہ نے جنگی اخراجات کیلئے رو میہ دیا، حسرت عثمانؓ نے ادھی یا تہائی فوج کے اخراجات اپنے دمہ لے لئے اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے اور ایک ہزار دینار نقد طور سامان رسد کے پیش کئے، حضرت عثمانؓ کی اس خدمت کا آنحضرت صلعم پر اتنا اثر ہوا کہ آپ ال کی دی ہوئی انٹرفیون کو اچھالتے تھے اور فرماتے تھے کہ آج کے بعد عثمانؓ کو ان کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکتا، غرض عثمانؓ غنی کی جان اور ان کی ساری دولت اسلام کے لئے وقف تھی،

خلافت اور فتوحات

عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں مجلس تسویٰ کے رکن تھے اور اپنے مفید مسوون سے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتے تھے، ان کے خدمات اسلامی اور مسقت فی الاسلام کی نایر حضرت عمرؓ نے وفات کے وقت ان چھ آدمیوں میں جن میں آپ نے اپنے بعد خلافت

لے مہترک حاکم ۲ ص ۱۰۳ و ترمذی مناقب عثمانؓ،

کے لئے نامزد کیا تھا، ایک امام آپ کا بھی تھا، حضرت عمرؓ کی تجویز و تکلیف سے فراغت کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق حضرت مقدادؓ نے جھوٹے آدمیوں کو مسور بن محمدؓ کے گھر میں یکجا کیا، مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا، تیسرے دن حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا کہ انتخاب کی صورت یہ ہے کہ جھ کی تعداد کو اور کم کر دیا جائے، اور جو شخص جسے زیادہ اہل سمجھتا ہو اس کا نام مین کر دے، اس تجویز پر حضرت سعدؓ نے حضرت عبدالرحمنؓ کا نام مین کیا، لیکن آپ نے اپنا نام واپس لے لیا، اور حضرت طلحہؓ نے حضرت عمارؓ اور حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ کا نام مین کیا، اس تحریک پر حضرت عبدالرحمنؓ نے فرمایا کہ صرف دو نام رہ گئے ہیں، ان دونوں میں سے جو شخص کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور سنت صحیحین پر عمل کرنے کا عہد کرے گا اس کے ہاتھ یرسیت کیجائے گی، اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اگر آپ دونوں حضرات اس کا فیصلہ میرے اوپر چھوڑ دین تو زیادہ مناسب ہے، دونوں رضی ہو گئے، ان سے اجازت لینے کے بعد انھوں نے مسجد نبویؐ میں مسلمانوں کو جمع کر کے ایک مؤثر تقریر کی اور حضرت عثمانؓ کے ہاتھ یرسیت کر لی، آپ کی بیعت کے بعد حضرت علیؓ نے ہاتھ اٹھایا، آپ کے بیعت کرتے ہی ساری خلقت ٹوٹ پڑی، بیعت عام کے بعد محرم ۷۲ھ میں حضرت عثمانؓ منہ علامت پر متمکن ہوئے، (ابن سعد ج ۳ ق ۱ ص ۴۲ و ۴۳)

انہیں کچھ دنوں تک حضرت عثمانؓ نے فاروقی نظام میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا، صرف معیرہ بن شعبہؓ کو حضرت عمرؓ کی وصیت کے مطابق کوفہ کی ولایت سے معزول کر کے ان کی جگہ سعد بن ابی وقاصؓ کو مقرر کیا، اور تمام عہدہ داران حکومت اور افسران فوج کے نام ورائین جاری کئے، جنہیں عامل کو رہایا یا پروری کی ہدایت خلعت کی ممانعت مسلمانوں اور ذمیوں کے حقوق کی حفاظت، افسران فوج کو فوجی نظام کی باندی، تحصیلداروں کو

و اسی محفل سے زیادہ وصول کرنے کی طاقت، امانتداری، تیمون اور ذمیون کے مال میں انصاف و دیانت کی تاکید تھی، ان ہدایتوں کے علاوہ عوام کے لئے بھی اس فرماں میں مفید ہدایات تھیں،

ہیلامقدمہ | حضرت عثمانؓ کے تحت خلافت پر بیٹھے کے بعد آپ کے سامنے سب سے پہلا مقدمہ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبید اللہ کے قصاص کا پیش ہوا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے قاتل ابو لولؤ نے تو آپ کو شہید کرنے کے بعد فوراً خودکشی کر لی تھی، بعض واقعات کی بنا پر عبید اللہ بن عمرؓ کو تک تھا کہ ابو لولؤ کے ساتھ دو آدمی اور عقیہ اور ہرمزان قتل کی سازش میں شریک تھے، انھوں نے حوش غضب میں ان کو قتل کر دیا، بیعت خلافت کے بعد حضرت عثمانؓ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا، آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا حضرت علیؓ نے اسے دیکھ کر قصاص میں قتل کرنا چاہئے، لیکن دوسرے صحابہ نے مخالفت کی کہ یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ کل عمر قتل ہو چکے ہیں اور آج ان کے لڑکے کو تلوار کے حوالہ کیا جائے، اس اختلاف پر آپ نے قصاص کی سزا کو دیت سے بدل دیا، اور اپنی حیب خاص سے دیت ادا کی!

اسکندریہ کی بغاوت | مصر کا علاقہ اپنی زرخیزی کی وجہ سے رومی حکومت کا نہایت اہم حصہ تھا، اس لئے قیصر کو ہر اسکی دہائی کی فکر لگی ہوئی تھی، اسکندریہ میں رومیون کی بڑی تعداد آباد تھی، حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد ۲۵ھ میں قیصر نے انھیں خفیہ بھڑکا کر بغاوت کروائی اور قسطنطنیہ سے جنگی بیڑہ مدد کے لئے بھیجا، لیکن عمرو بن العاص نے فوراً اپنے کمر رومیون کو نہایت فاش شکست دی قبلی سابق مصالحت پر قائم تھے، انھوں نے اس بغاوت میں حصہ

نہ دیا تھا، اس لئے رومیوں نے بھاگتے ہوئے ابھیں خوب لوٹا، بغاوت فرو ہوئے کے
 بعد یہ لوگ عمرو بن العاص کے پاس دربار دے کر گئے، جہاں تک مل سکا عمرو بن العاص نے
 ان کا مال واپس کر دیا، اس کے بعد آئندہ بغاوت کے خطرہ سے حفاظت کے لئے نہریا
 مسمار کرادی،

آرمینہ اور آذربجان کی بغاوت | اسی سنہ میں آذربجان اور آرمینہ کے علاقے صلح توڑ کر
 اور بعض فتوحات، | ناغی ہو گئے، حضرت عثمانؓ نے ولید بن عقبہ کو بغاوت

مخبر کرنے پر مامور کیا، انھوں نے فوج لے کر آذربجان کو مطیع بنایا اور سلمان بن ربیعہ
 ماہلی کو آرمینہ بھیجا، ابھی یہ سرسریکا رہتے کہ معلوم ہوا کہ ایسیاے کو جیک میں رومیوں نے
 بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے، یہ اطلاع یا کر یہ ادھر بڑھے اور راستہ میں کئی قلعے فتح کئے،
 دوسری طرف حبیب بن مسلمہ نے قایقلا کا محاصرہ کیا، یہاں کے باشندوں
 نے اطاعت قبول کر لی، کچھ تو حزیہ دے کر یہیں رہ گئے، اور کچھ جہلا وطن ہو گئے،
 اسی دوران میں ایسیاے کو جیک کے طریق اعظم نے اسی ہزار فوجین حبیب کے
 مقابلہ کے لئے بھیجیں، حبیب نے انھیں شکست دے کر ہر طرف فوجین پھیلا دیں، اور
 بہت سے علاقوں کو مطیع اور اران اور گرستان کے بعض علاقوں کو فتح کیا، جبکہ
 اسی سنہ میں امیر معاویہ نے ایسیا کو چکر چوکی کی اور بروہہ تک بڑھتے چلے گئے اور اطالیہ
 اور سرطوس کے درمیان جس قدر قلعے تھے سب میں اسلامی نوآبادیاں قائم کر دیں،
 اسی سنہ میں عبداللہ بن ابی سرح والی مصر نے اولیٰ قیر حملہ کے انتظامات کئے،
 عمرو بن العاص کی معرولی | عمرو بن العاص حضرت عمرؓ کے زمانہ سے مصر کے والی تھے اسکا

ایک حصہ حوسید مسر کہلاتا ہے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے متعلق تھا، ششم خراج میں بھی ابن ابی سرح کے کچھ اختیارات تھے، اس دوٹکی کی وجہ سے دونوں میں ملتی نہ تھی، اور حضرت عثمانؓ سے ایک دوسرے کی تسکایت کرتے تھے، ابن ابی سرح کو تسکایت تھی کہ عمرو بن العاص نے خراج کی رقم گھٹا دی، اور عمرو بن العاص کہتے تھے کہ ابن ابی سرح نے وحی قوت کم کر دی، مسر کے خراج کی کمی کی تسکایت حضرت عمرؓ کے زمانہ سے چلی آ رہی تھی، حضرت عثمانؓ نے عمرو بن العاص سے اس میں اضافہ کا مطالبہ کیا، انھوں نے صاف جواب دیدیا کہ ”اوٹھی اس سے زیادہ دودھ نہیں دے سکتی“ اس لئے حضرت عثمانؓ نے ان کو معرول کر کے ابن ابی سرح کو یورے صوبہ کا والی بنا دیا، انھوں نے خراج کی آمد میں کافی اضافہ کیا، حضرت عثمانؓ نے عمرو بن العاصؓ سے کہا، دیکھ اوٹھی لے دودھ ڈا عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا ہاں لیکن مجھے بھوکے رہ گئے!

طرابلس کی فتح | عبداللہ بن ابی سرح نہایت حوصلہ مند فوجوان تھا، تہامانی افریقہ کے خوش سوار علاقے طرابلس العرب تونس، مراکش اور احرار مصر کے ہم سرحد اور بالکل سامنے تھے، ۲۵ھ ہی سے اس پر عبداللہ کی نچائیں پڑ رہی تھیں، اور وہ اسی زمانہ میں اسکا حائزہ لینے کے لئے ایک سرسری چکر لگا آیا تھا، ۲۶ھ میں اس نے قاعدہ تہامانی افریقہ پر وٹکتی کی، اس کے طرابلس الغرب کے حدود میں داخل ہونے کے بعد یہاں کا حاکم حریر ایک لاکھ میں ہزار فوج لے کر مقابلہ میں آیا، دونوں میں عرصہ تک جنگ ہوتی رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا، جب زیادہ عرصہ لگ گیا، تو حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو ایک تارہ دم ورج کے ساتھ مدد کے لئے بھیجا، ان کے آنے کے بعد بھی کچھ فیصلہ نہ ہو سکا، آخر میں عبداللہ بن زبیر نے

ایک دن روح کا ایک حصہ ایک مقام پر چھوڑ دیا اور ایک حصہ لیکر مقابلہ میں آئے، دن بھر نہایت شدت کی جنگ ہوتی رہی، آخر میں حب دونوں تھک کر الگ ہو گئے، اس وقت وہ روح حوآرام کر رہی تھی، دفعۃً بیکر حملہ آور ہو گئی، طرابلسی بالکل خور ہو چکے تھے، اس لئے مرید مقابلہ نہ کر سکے، اور حیرت لے گئیں ہر اردیارسالانہ یر صلح کر لی، طرابلس کی فتح کے بعد تونس، مراکش اور احرار وغیرہ تمام علاقے آسانی کے ساتھ زیر نگین ہو گئے، اسیں پر حملہ شمالی افریقہ کی تغیر کے بعد بحر روم کا دروازہ کھل گیا چنانچہ ۲۳۵ھ میں عبداللہ بن مافع نے اسپین پر حملہ کیا، لیکن اس وقت مستقل و حکشی کا خیال نہ تھا، اس لئے صرف یورپ کا دروازہ کھٹکھٹا کر لوٹ آیا،

قرص کی فتح | امیر معاویہ عبداللہ بن ابی سفیان کے والی تھے، حضرت عثمان نے انھیں یورپ سے تمام کا والی نہادیا تھا، انھوں نے طرابلس، الشام، عموریہ اور ملطیہ وغیرہ فتح کئے قرص پر جو سائل تمام کے قریب ہی نہایت زرخیز اور آباد جزیرہ ہے، فاروقی عہد سے امیر معاویہ کی نظر تھی چنانچہ انھوں نے آپسے اس پر و حکشی کی اجازت بھی مانگی تھی، لیکن حضرت عمر مخری جنگ کے خلاف تھے، اس لئے اجازت نہ دی، حضرت عثمان نے بھی شروع میں احتیاط برتی لیکن جب اسکا یقین ہو گیا کہ بحری جنگ میں کوئی خطرہ نہیں ہے تو اجازت دے دی، مگر یہ شرط کر دی کہ جو شخص جو تسی ترک کرنا چاہے اسے شریک کیا جائے، کسی پر جبر نہ کیا جائے، اجازت ملنے کے بعد امیر معاویہ نے قرص پر حملہ کیا، یہاں کے باشندے نہایت نرم فطرت تھے، جنگ و جدال سے گھبراتے تھے، اس لئے انھوں نے سات ہزار سالانہ یر صلح کر لی، اس صلح میں یہ شرط تھی کہ مسلمان ان کی یوری حفاظت کریں گے، اور

رومیوں کے مقابلہ کے لئے اہل قرص مسلمانوں کو، یہ جزیرہ سے گزرنے دیگئے اور رومیوں کے حالات کی مسلمانوں کو حرکتے رہا کرینگئے۔ کئی سال تک یہ صلح قائم رہی، لیکن ۳۲۲ء میں اہل قرص نے مسلمانوں کے خلاف رومیوں کو مدد دی، اس لئے امیر معاویہ نے دوبارہ فوجی کر کے قرص کو اسلامی مقبوضات میں شامل کر لیا اور یہاں مسلمانوں کی نوامادی قائم کر دی، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ۲۹ء میں حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو نصرہ کی موت کی معزولی سے معرول کر دیا، اسکی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ سے نصرہ میں ایک جماعت حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے خلاف چلی آ رہی تھی، لیکن صولت فاروقیؓ کو بے علانیہ مخالفت کی بہت بڑی تھی، حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں اس جماعت نے قوت حاصل کر لی، سوئے اتفاق سے اسی زمانہ میں کروں نے بغاوت کی ابوموسیٰؓ نے جہاد پر وعظ کیا اور راہ ہدایت میں زیادہ یا چلنے کے مسائل بیاں کئے، بہت سے لوگ آمادہ ہو گئے، لیکن ابوموسیٰؓ کی مخالفت جماعت نے کہا کہ ہم کو جلدی نہ کرنا چاہئے، دیکھیں ہمارا امیر کس شان سے جلتا ہے، اگر اس کا قول و فعل مطابق ہے تو ہم بھی پایادہ چلیئے اتفاق سے حضرت ابوموسیٰؓ جس وقت روٹ ہوئے، ان کی سواری میں ایک عمدہ ترکی گھوڑا تھا، اور چالیس خیروں پر ان کا سامان بٹھا، ایک شخص نے بڑھ کر ماگ روک لی، اور کہا قول و فعل میں یہ اختلاف، اب ہم کو سواری دو اور خود بیدل چلنے کا ثواب حاصل کرو، حضرت ابوموسیٰؓ نے ان کی پورش دیکھ کر کڑا مارا، یہ لوگ شکایت لے کر حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے، اور ان سے ابوموسیٰؓ کی معزولی کا مطالبہ کیا، ان کے مطالبہ پر حضرت عثمانؓ نے ابوموسیٰؓ کو معرول کر کے عبداللہ بن عامر کو والی مقرر کیا،

ایران کی بغاوت | عہد فاروقی کی فتوحات میں گدڑچکا ہے کہ یہ ان کی فتح کے بعد یروگرد کو کشت
اور سارسن قصبہ

رہا، لیکن کامیابی نہ ہوئی، حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور
سلسلہ میں فارس اور کرمان سے لیکر خراسان تک سارے عجم میں بغاوت کے شعلے بکڑکھڑکھٹے
حضرت عثمانؓ نے فوراً اس کی طرف توجہ کی اور عبداللہ بن عمرؓ کو فارس کی مہم پر مامور کیا

لیکن وہ ناکام ہو کر مارے گئے، ان کے قتل ہونے کے بعد عبداللہ بن عامر والی نصرہ نے
اس مہم کو سرگرنے کا بیڑا اٹھایا اور نصرہ سے فارس پہنچا، اہل فارس نے یورپی قوت اور شجاعت
کے ساتھ مقابلہ کیا، لیکن ان عامر نے انھیں شکست دے کر فارس پر دوبارہ قبضہ کر لیا،
ولید بن عقبہ کی معرور | سلسلہ میں ایک ساریس کے ماتحت جس کی تفصیل آئندہ کسی موقع پر

آئے گی، ولید بن عقبہ والی کو نہ معرور کر دیئے گئے، اور ان کی ہلکے سید بن العاص کا تقرر ہوا،

طبرستان کی فتح | اہل طبرستان نے عہد فاروقی میں صلح کر لی تھی، عجم کی بغاوت کے سلسلہ
میں انھوں نے بھی صلح توڑ دی، اس لئے سلسلہ میں سید بن العاص نے طبرستان پر فوج کشی
کی، حضرت امام حسنؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ متعدد صحابہ اس مہم میں
شریک تھے، سید بن عامر سید محمد بن یحییٰ بن یمان کے ماتحتوں نے دولاکھ درہم سالانہ پر
صلح کر لی، حویران کے بعد یوز طبرستان کو فتح کیا،

حراسان | سید کے ساتھ ہی عبداللہ بن عامر حراسان روانہ ہوئے تھے، راستہ سے انھوں
نے حاشع بن مسعود سلمیٰ کو کرمان اور ریح بن زیاد کو سحستان کی بغاوت فرو کرنے کے لئے
بھیجا، اور حویران سے پہنچے حدود خراسان میں داخل ہو کر سارے علاقہ میں فوجیں بھینکا
انھوں نے باختر، جوہیں، سیق وغیرہ فتح کئے اور ان عامر خوف، اسفرائ اور انغیان

یہ قرضہ کر کے میثاپور کا محاصرہ کر لیا، ایک مہینہ کے بعد نیشاپور کے مرزبان نے صلح کر لی۔ یہ قرضہ کے بعد خراسان کے اور بڑے بڑے مقامات، نسا، نیشاپور، اور امیرد و غیرہ اس کی کے ساتھ قرضہ میں آ گئے،

بزد گردس زمانہ میں یہیں تھا، لغات مرو ہونے کے بعد مالوس ہو کر صبا گاہ ہسلان عرصہ تک اس کا تقاب کرتے رہے، مہینوں وہ ادھر ادھر ٹھہرنا پھر تار ہا، آخر میں ایک بھائی کے ہاتھ سے مارا گیا اس کی موت کے بعد ساسانی خاندان اور اسی کے ساتھ ان کی ریشہ و پڑ کا حاتمہ ہو گیا،

طارستان کی فتح [خراسان پر تسلط قائم ہوجانے کے بعد ابن عامر نے احف بن قیس کو طارستان بھیجا، انھیں دیکھ کر طالقان خوزجان اور فاریاب وغیرہ قرب و حور کے سارے علاقوں کے ماسد مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے آمنا آئے، لیکن احف نے ٹری خور پر جگہ کے بعد ان سے شکست دی، کچھ شکست خوردہ خون نے طالقان اور خوزجان میں اجتماع کیا، اس لئے احف خود طالقان اور فاریاب کی طرف بڑھے، اور اقرع بن حابس کو دوسری ہمت خوزجان بھیجا، انھوں نے خوزجان پہنچ کر انھیں شکست دے کر خوزجان پر قرضہ کر لیا، اسی دوران میں احف طالقان اور فاریاب کو صلحاً مطیع کر کے طح کی طرف بڑھے لیکن خجوں نہ یار کر سکے، ماوراء النہر کے بعض امراء نے ان کے پاس آکر اظہار اطاعت کیا اور قیمتی ہدایا پیش کئے،

کرمان اور عثمان | اوپر گزر چکا ہے کہ ابن عامر نے کرمان اور سجستان کی نہیں علی المرتبہ جاتبع ابن مسعود اور مدینہ زیاد کے متعلق کی تھیں، چنانچہ جاتبع نے اسی سہ میں

کرمان کے شہر سیرجان پر قرضہ کر کے یہاں کی شورش شدہ آبادی کو نکال دیا، یہاں سے ٹکڑے یہ لوگ نفص میں جمع ہوئے، جاتبع نے نفص جاکر بھی انھیں شکست دی، اور کرمان کے علاقہ پر

قبضہ ہو گیا،

دوسری طرف ربيع بن زياد بختان کی طرف بڑھے اور چھوٹی چھوٹی آماویوں کو یہ طبع کرتے ہوئے بختان کے صدر مقام زرنج پہنچے، یہاں کے باشندوں نے مقابلہ کیا اور شکست کھا کر قلعہ بند ہو گئے، ربيع نے محاصرہ کر لیا، آخر میں یہاں کے مرزبان نے محاصرہ سے گھڑ کر صلح کر لی، اور مسلمان تہرین داخل ہو گئے، زرنج پر قبضہ کے بعد ربيع ایک سال تک یہاں مقیم رہے، پھر اپنا ایک نائب چھوڑ کر اس عامر کے پاس لوٹ گئے، ان کی واپسی کے بعد ربيع کے بابتسدے اس کے نائب کو کال کر پھر باغی ہو گئے، اس مرتبہ ابن عامر نے عبدالرحمن بن سمہ کو بھیجا، انھوں نے پہنچتے ہی زرنج کا محاصرہ کر لیا، مرزبان نے پھر سرٹرال کر صلح کر لی،

کس اور دوار کی فتوحات | عبدالرحمن بڑے حوصلہ مند تھے بختان کو قافلہ زمین لالے کے بعد ہندوستان کی سمت فوجیں بڑھا دیں اور رجب سے لے کر دوار کے علاقہ تک قبضہ کر لیا دوالے کے بابتسدے کو وہ روزین جمع ہوئے، عبدالرحمن نے انھیں گھیر لیا، ان لوگوں میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی، اس لئے صلح کر لی، اس جہاڑ پر ٹھوس سونے کا ایک بت نصب تھا، اس کی آنکھیں یا قوت کی تھیں، عبدالرحمن نے اس کے ہاتھ کاٹ کر آنکھیں نخل لین، پھر مرزبان کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی صرف یہ دکھانا تھا کہ بت کچھ نفع و نقصاں نہیں پہنچا سکتے،

عرہ کی فتح | اب زابلستان یعنی غزنہ کا علاقہ سامنے تھا، کوہ روز کے بعد عبدالرحمن نے اوہر کا رخ کیا، اور غزنہ سے لیکر کابل تک کا علاقہ فتح کر لیا،

یہ تمام فتوحات ابن عامر کی امارت کے زمانہ میں ہوئی تھیں، ان کی نیکی کے بعد وہ ان کے شکرانہ میں حج کو روانہ ہو گئے،

سواحل شام پر رومیوں | اگر یہ مسلمانوں نے رومیوں کو بہیم تکتیں دے کر ان کی قوت بہت
کا حملہ کمزور کر دی تھی لیکن ہاتھوں سے نکلے ہوئے ملک کا عمال کے دل

سے نہ بھونکتا تھا، چنانچہ آخری آرمائش کے لئے ۳۱۰ء میں قیصر روم نے باجیو جازوں کے میز
کے ساتھ سواحل شام پر ہجوم کیا، امیر معاویہ اور عبید اللہ بن ابی سرح نے نہایت کامیاب فتنے
کی اور رومیوں کو نہایت فاسل شکست دی اور وہ ماحال تباہ قسطنطینیہ لوٹ گئے،

متفرق فتوحات | ان اہم سرکون اور فتوحات کے علاوہ عبداللہ بن ابی سرح اور جھوٹی لڑائیوں
اور فتحیں بھی حاصل ہوئیں، ۳۲۰ء میں امیر معاویہ نے قسطنطینیہ پر حملہ کیا، اور ۳۲۳ء میں اناطولیہ کے
قلعہ حصن المراءہ پر قبضہ کیا، ۳۲۵ء میں افریقیہ میں رومی زبردست بغاوت ہوئی، لیکن
عبداللہ نے یورپی مستعدی سے فرو کر دی، غرض دس سال کے عرصہ میں اسلامی حکومت کے
حدود ہندوستان کی سرحد سے لے کر تہائی افریقیہ کے ساحل اور یورپ کے صدر چھانک تک پھیل
دیکھ ہو گئے،

انقلاب اور حضرت عثمانؓ کی شہادت

اس دور کے ابتدائی پانچ چھ سال نہایت امن و سکون سے گزرے، فتوحات
کی وسعت، مال غنیمت کی فراوانی، محاصل و خراج کی زیادتی، وظائف کی کثرت، اور
زراعت و تجارت کی ترقی نے ملک کو فارغ المالی اور عیش و تنعم کے سامانوں سے معمور
کر دیا، اس کے ساتھ ساتھ اس کے لوازم و نتائج بنف و حسد اور رشک و رقابت کا قدم بھی
آیا، ان اندرونی تفریبات اور بیرونی اسباب نے مل کر حضرت عثمانؓ کے خلاف ایسا انقلاب پیدا
کیا جس نے نظام خلافت کو درہم برہم کر دیا، اس انقلاب کے خارجی اسباب حسب ذیل تھے

(۱) کہ اس صحابہ جو اسلام کے سچے حدیث نگار اور شہیدانی تھے، اٹھتے جاتے تھے، اور ان کی تعداد روز بروز کم ہوتی جاتی تھی، بہت سے بزرگ صعب گیری کی وجہ سے علی کاموں میں حصہ لینے کے قابل نہ رہ گئے تھے، اس کی جگہ سنی سلسلے میں بھی، جن میں ایسے اسلاف کے جیسا سچا خلوص و دلولہ تو کمال و دولت کی فراوانی نے ان میں تنگ حسد کا مادہ پیدا کر دیا تھا (۲) حضرت عمرؓ کے عاقبت ایدیت تھے، انھوں نے ایسے ہمارے میں اکابر قریش کو جن کے دلوں میں خلافت کا خیال پیدا ہو سکتا تھا، مدینہ کے باہر بہین نکلے دیا، حضرت عثمانؓ نے یہ قید اٹھا دی، یہ لوگ مدینہ سے باہر نکلے تو نائمان رسالت کے تعلق سے لوگوں نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا، بڑی بڑی جاگیروں کے مالک بن گئے، اس کا لارمی نتیجہ یہ ہوا کہ انھیں بھی اپنی جلالت شان کا احساس پیدا ہو گیا اور مفتوحہ اقوام نے ان میں خلافت کے جذبات پیدا کر دیئے، (۳) اسلام نے جن اقوام و مذاہب کو مغلوب کیا تھا، ان میں نہایت سخت معنی شتمانہ جذبات موجود تھے، انھوں نے خلافت کو درہم برہم کرنے کے لئے ساریں نہایت وسیع جال بچھا دیا (۴) قریش اپنے خاندانی اعزاز کی وجہ سے اپنے کو عام عربوں سے بلند سمجھتے اور انھیں بڑی بڑی جاگیریں ملی تھیں، ان کے اس عروہ امتیاز کو وہ توہین جن کی تواہدیں ملکوں کے فتح کرنے میں برابر کی شریک تھیں ناپسند کرتی تھیں، (۵) بنی ہاشم خلافت کو اپنا موروثی حق سمجھتے تھے، ان میں اور بنی امیہ میں قدیم جھٹک تھی جو عہد نبوی میں دب گئی تھی اس کے بعد پھر اُٹھرائی (۶) حضرت عثمانؓ بڑے نرم خور اور کنہ پرور تھے، اپنی جمیب خاص سے بنی کی بڑی مدد کرتے تھے، اسی کنہ پروری میں اپنے بہت سے امویوں کو جن میں حکومت کی اہلیت نہ تھی، یا آپ کو اس کا تجربہ نہ تھا، حکومت کے ذمہ دار عہدوں پر مقرر کر دیا تھا، ان کی بے عنوانیوں پر لوگوں کو مکہ چینی کا موقع مل گیا، (۷) اپنی فطری نرمی کی وجہ سے

حضرت عثمانؓ معمولی بے عواہیوں سے ختم ہوتی کر جاتے تھے، اس لئے ماترہ کاراموی عمال کی بے عواہیان ٹھہرتی کہیں، اور حضرت عثمانؓ کے مخالفین کو اعتراض کا موقع مل گیا، اور قریش کے ان لوہوالوں نے جنہیں اسے کوئی فائدہ نہ پہنچتا تھا، اس ملاکتہ چینی شروع کر دی اور آب کی کسمیروری کو نہایت مدناشکل میں متہور کرنا شروع کر دیا جس کا دوسروں پر نہایت ماکوار اثر پڑا،

ان حالات کی وجہ سے یہودیوں اور مجوسیوں کو حق کی حکومت اور جن کے ماس کو اسلام نے مٹایا تھا، مدللہ لینے کا موقع مل گیا، جیانیاس انقلاب کی اصل مانی ہی دونوں قومیں تھیں،

عبداللہؐ کی مسار | اس مخالفین میں سے بڑا قتلہ اگیز ملکہ دشمن اسلام ایک نو مسلم یہودی کی قتلہ اگیزی | عبداللہؐ بن سبا تھا، اسلام نے سب سے زیادہ صدمہ یہودیوں کے

مدہبی وقار کو بھیجا تھا، اس لئے وہ اسلام اور مسلمانوں کے سے بڑے دشمن تھے، اور عبدہ نموی ہی سے اس کی جھکونی کے دریے تھے، لیکن عبداللہؐ فاروقی تک ان کو اس میں کامیابی نہ ہوئی، حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب نظام خلافت میں وہ استواری مانی نہ رہ گئی اور اموی عمال کی بعض بے عواہیوں اور دوسرے مختلف اسباب کی بنا پر جن کی تفصیل اوپر گدہ چکی ہے حضرت عثمانؓ کے خلافت مکتہ چینی شروع ہوئی اس وقت عبداللہؐ بن سبا کو یہودیوں کی ایرانی عداوت نکلنے کا موقع مل گیا، یہ بڑا ذہین طماع اور سبکی دماغ رکھتا تھا چونکہ یہودی مذہب پر قائم رہ کر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا اس لئے اس نے اسلام کا لباس پہن کر حضرت عثمانؓ ملکہ درحقیقت اسلام کے خلافت ایک وسیع سازش شروع کر دی،

نئی امیہ اور نبی ہاتم بن رانی جھک چلی آ رہی تھی، گو اسلام نے اس کو دیا تھا لیکن وہ دلوں سے مٹی نہ تھی، ابن سبار نے سب سے پہلے اسے ابھارا اور محبت اہل بیت کے لباس میں اہل بیت کی حمایت کیساتھ خلفاء خصوصاً سی امیہ اور حضرت عثمان کے خلاف یر و گینڈا شروع کر دیا، اور سادہ لوح مسلمانوں کو بھینسانے اور ان میں تفریق پیدا کرنے کے لئے ان کے صفات و سادہ عقائد میں خرافات شامل کر دیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح ایک دن اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے، اور ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی حضرت علی ہیں، رسول کی وصیت کو بویہ کرنے والے ظالم ہیں، حضرت عثمان نے ظلم سے خلافت حاصل کی ہے وغیرہ، دیکھ من الخرافات تفریق کا یہ ریح بونے کے بعد اس نے نظام خلافت کو درہم برہم کرنے کے لئے یہ کامیاب طریقے اختیار کئے،

(۱) امرا المعروف اور نبی عن المسکر کے پرفریب لباس میں لوگوں کو ایسی طرف مائل کرنا،

(۲) عثمانی عمال کو ہر ممکن طریقہ سے مدام کرنا،

(۳) حضرت عثمان کی کتبہ پمادی کی داستان کو مشہور کرنا،

اس سارٹ کا حال اس نے تمام اسلامی مرکزوں میں بکھا دیا، اور ہر جگہ دعاۃ اور خطبہ

خط و کتابت کے ذریعہ سے ایسا وسیع اور منظم یر و گینڈا کیا کہ چند ہی دنوں میں سارے ملک کی مضا خراب ہو گئی،

اس سساک کا معنی جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے، مختلف اسباب اور مختلف اغراض کی کے اسباب بنایا حضرت عثمان کے خلاف ایک جماعت یہی موجود تھی اسے

حصرت عثمانؓ کو نشانہ ملامت نانے کے سے ایکس ہمانہ منایا جائے تھا، جن نچا
جاعت بن ابن سار کی دعوت بہت کامیاب ہوئی،

یہودیوں کے بعد مسلمانوں کے دوسرے دشمن اہل عجم تھے، جن کی حکومت انھوں
نے مٹائی تھی، ان کی فطرت میں شاہ پرستی تھی، ابن سبار، اہل بیت کے داعی کے
لباس میں تھا، اس لئے سرزمین عجم میں اس کی تحریک کو ٹرا دیا، وہاں گوجیوں کا نقطہ نظر
اس سے مختلف تھا، اس سبار کا مقصد مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم کرنا تھا، اور اہل عجم
چاہتے تھے کہ اسلامی خلافت ایسے موروثی قالب میں ڈھل جائے کہ ان کی خدمات
یعنی حمایت، اہلیت کے صلہ میں ان کو حکومت میں زیادہ سے زیادہ حقوق حصول ہو جائیں
اس لئے عراق وغیرہ میں ابن سبار کی تحریک زیادہ مارا اور ہوئی،

ان طبقوں علاوہ بعض مخلص مسلمان بھی اس کے قریب میں اس طرح آگئے کہ بعض
نوجوان عثمانی عمال، عہد سعادت کے فیض تربیت سے محروم تھے، اس لئے ان میں صحابہ
کرام کے جیسا اخلاص و تدین نہ تھا، پھر حضرت عثمانؓ میں فاروقی صولت نہ تھی جس سے بڑے
بڑے مدبرین ٹھراتے تھے، بلکہ آپ نظرۂ نرم خو، حلیم الطبع اور متحمل تھے، آپ میں عفو و درگزر
کا مادہ زیادہ تھا، اس لئے عثمانی عمال سے بعض بے عنوانیاں سرور ہو جاتی تھیں، گو علم کے
بعد آپ کا تدارک کرتے تھے، لیکن مخالفین کو بدنام کرنے کا ہر حال موقع مل جاتا تھا، اس
بعض مخلص اور خیر خواہ خلافت مسلمانوں کے دل میں بھی کلمہ زکیم شکوک پیدا ہو گئے،

ابن سبار نے دعاۃ اور تحریری پروپیگنڈہ کے علاوہ خود عراق اور مصر وغیرہ میں جا کر خفیہ
جاعتیں قائم کیں، سب سے اول ۳۳ھ میں عبداللہ بن عامر والی ہمسہ کو اس کی سادق
کا علم ہوا، انھوں نے اسکو ایسے بیان سے نکالا یہاں سے نکل کر وہ کوخہ پہنچا، کوخہ سے بھی نکلا گیا،

تو ان میں سے کوئی ایک مستقر نہ لیا،

عص مدکور اسباب کی بنا پر قریب قریب ہر جگہ ان سارے یرو گینڈے کا کچھ کچھ
اثر پڑا، خصوصاً عراق جس کی فطرت میں شر و فساد ہی، اس فتنہ کا مرکز بن گیا، چنانچہ
کوفہ اور نصرة میں علانیہ حضرت عثمانؓ کے مخالف پیدا ہو گئے،

کوفہ میں مخالفت | کوفہ میں انقلاب پسندوں کے سرغنہ اشتر ححمی، ابند بن کوف، ان

ذی الحکمہ، حصہ، ان الکواکیل اور عیمہ بن صانی تھے، ان کا کام حضرت عثمانؓ کو مدام
کرنا تھا، یہ لوگ در اور اسی بات پر فتنہ انگیزی کرتے تھے، ان کی آئے دن کی فتنہ انگیزیوں
سے تنگ آکر سعید بن العاص اور اسراف کوفہ نے حضرت عثمانؓ سے درخواست کی کہ کوفہ
کو اس کے شر سے بچانے کے لئے انھیں یہاں سے کھل دیا جائے، آئیے قیام ان کے
خیال سے ان لوگوں کو امیر معاویہ کے پاس تمام بھیج دیا اور لکھا کہ یہ لوگ فتنہ انگیزی کرتے
ہیں، ان کی اصلاح کی کوشش کرو، اگر مار نہ آئیں تو میرے پاس بھیج دو،

حضرت عثمانؓ کے خلاف | حضرت عثمانؓ اور آپ کے عمال کے خلاف مکہ عینی تو عرصہ
بہلا علی اقدام سے شروع ہو گئی تھی، لیکن کسی کو آپ کے خلاف اٹھنے کی ہمت

نہ ہوتی تھی، سبائیوں کی قوت مصبوط ہونے کے بعد سب سے اول سب سے میں کوفہ
کے ایک انقلابی یزید بن قیس نے اس کی حرأت کی اور سبائیوں کو لے کر حضرت
عثمانؓ سے دست برداری کا مطالبہ کرنے کے لئے مدینہ عیلا، لیکن قنقاع بن عمرو نے
پکڑ لیا، گرفتار ہو جانے کے بعد اس نے کہا میں صرف سعید بن العاص والی کا تاد لہ تھا
ہوں، اس لئے قنقاع نے اسے چھوڑ دیا، اور یزید نے خط لکھ کر کوفہ کے سب سے بڑے

سرغنہ اتر تھکی کو بلایا، اس کے کوفہ پہنچنے کے بعد یہاں تشریف فرما ہو گئی، اتر تھکی نے
 سعید بن العاص کے ایک غلام کو قتل کر دیا، سعید نے جب دیکھا کہ مفسدین نے فتنہ انگیزی
 کے لئے اس کی معزولی کو اڑنایا ہے تو انھوں نے خود جا کر حضرت عثمانؓ سے عرض کیا
 کہ وہ لوگ میرے بجائے ابو موسیٰ اشعری کو چاہتے ہیں، حضرت عثمانؓ اس واماں کے
 خواہاں تھے، اس لئے سعید کو معزول کر کے ان کی جگہ ابو موسیٰ اشعری کو مقرر کر دیا، اور
 اہل کوفہ کو لکھا کہ میں نے سعید کو معزول کر کے اس کو تم چاہتے تھے، اس کو مقرر کر دیا ہے،
 خدا کی قسم میں تم سے اپنی آبرو بچاؤں گا، تمھارے مقابلہ میں صبر سے کام لوں گا، اور
 تمھاری اصلاح میں پوری کوشش صرف کر دوں گا، (ابن اثیر ج ۳ ص ۵۷)

عالم سے حضرت عثمانؓ | لیکن مفسدین کی اصل غرض تو انقلاب برپا کرنا تھا، پھر کوہ نصراء
 کا مشورہ | سارے عراق میں یہی حال تھا، اس لئے کوئی اصلاح کار گر نہ ہوتی

تھی، جب ہر طرف سے اسی قسم کی خبریں آنے لگیں تو حضرت عثمانؓ نے امیر معاویہؓ، عبداللہ بن سعدؓ
 سعید بن العاصؓ، عبداللہ بن عامر اور عمرو بن العاصؓ وغیرہ تمام دمہ دار لوگوں کو ملا کر ان سے
 موجودہ صورت حال کی اصلاح کے متعلق مشورہ کیا،

عبداللہ بن عامرؓ نے کہا، لوگوں کو حاد میں لگا دیجئے، اس کی مستغنیات میں ان سب
 کی توجہ دوسری طرف مبٹ جائے گی،

سعید بن العاصؓ نے رائے دی کہ تشریف چند لوگوں کی وجہ سے ہے، اگر ان کے سرغنہ
 بیکڑے قتل کر دیئے جائیں تو مفسدین کا تیرازہ خود کھرجائے گا، امیر معاویہؓ نے کہا کہ ہر حاکم
 اپنے اپنے صوبہ میں امن و امان کا دمہ دار قرار دیا جائے، تمام کی ذمہ داری میں لیتا ہوں
 عبداللہ بن سعدؓ نے رائے دی کہ یہ سب بندہ رزمین زد میہ دیکر ان کا منہ بند کر دیجئے،

عمر بن العاص بولے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ آپ لوگوں کے امت کے خلاف کام کر سکتے ہیں، عدل و انصاف سے کام لیجئے یا خلافت سے کنارہ کشی اختیار کیجئے، ورنہ پھر ہمت کر کے خود میں آئے کیجئے،

حضرت عثمانؓ نے تعجب ہو کر ان سے پوچھا تمہارا میری نسبت یہ خیال ہے؟ عمرؓ فرماتا ہے، حب لوگ چل گئے تو کہا امیر المومنین لے ہو کیجئے کہا تھا وہ دراصل میرا خیال نہیں ہے، آپؓ کی ذات اس سے بلند ہے یہ میں نے اس مصلحت کی بنا پر کہا تھا کہ مخالفین میں یہ ہماری گفتگو کی تحسین تھی، اس لئے میں نے یہ باتیں کیں تاکہ وہ لوگ مجھے اپنا ہم خیال سمجھ کر راز دار بنائیں، اور مجھے آپؓ کو ان کے ترسے بیانے کا موقع ملے!

حضرت علیؓ کا سہوڑا جیسا کہ ویر معلوم ہو چکا ہے عثمانی عمال کی نصیبے عنوانیوں کی وجہ سے بعض صحابہ کو بھی ان سے شکایات تھیں، لیکن ان کا مقصد صرف عمال کی اصلاح تھا چنانچہ جب حضرت عثمانؓ کے خلاف زیادہ شور مچا، تو صحابہ کرامؓ نے اصلاح کے لئے قدم اٹھایا، اور زیدؓ، ثناءؓ، انصاریؓ، الواسید، سعدیؓ، کعبؓ بن مالکؓ اور حسانؓ بن ثابتؓ نے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ کے پاس موجودہ صورت حال پر گفتگو کرنے کے لئے بھیجا، انہوں نے حاکم کہا کہ مجھے لوگوں نے آئیے کے پاس گفتگو کرنے کے لئے بھیجا ہے، لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپؓ سے کیا کہن؟ یہ خود کسی چیز سے ناواقف نہیں ہیں، جو کچھ میں جانتا ہوں وہ آپؓ بھی جانتے ہیں، آئیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، آپؓ کی صحبت اٹھائی ہے، آپؓ کی باتیں سنی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز، قریب ہیں، ان کی دامادی کا شرف حاصل ہے، حواس ابی قحافہ اور ابن خطابؓ کو حاصل نہیں ہے، کسی امر میں

آپ یہ تقدم حاصل نہیں ہے، اس لئے آپ ان سے زیادہ عمل بالحق کے مستحق ہیں، اس خوش آئند طریقہ سے حضرت علیؑ نے ایسے خیالات پیش کئے اور اصلاح حال کے متعلق مفید مشورے دیئے، حضرت عثمانؓ نے ان کا مناسب جواب دیا اور عام مسلمانوں کے سامنے مسجد میں موجودہ حالات کے متعلق تقریر کی،

تحقیقاتی کمیٹی | اس گفتگو کے بعد ۳۵ھ میں اہل مدینہ کے مشورہ سے حضرت عثمانؓ نے انکا صحائفہ کا ایک کمیٹن مقرر کیا کہ وہ ملک کا دورہ کر کے موجودہ حالات کی تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ پیش کرے، چنانچہ علی الترتیب کو فہ بصرہ، مصر اور تمام کی تحقیقات محمد بن مسلمہ اسامہ بن زید، عمار بن یاسر اور عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق ہوئی،

ان برگون نے یہاں کے اکابر اور عوام سے مل کر حالات کی تحقیقات کی اور عمار بن یاسر کے علاوہ سب نے بالاتفاق یہ بیان دیا کہ ما انکروا سیتاً ولا انکروا اعلامہ المسلمین ولا عوامہم۔ یعنی ہمے اور ان مقامات کے سربراہ دورہ اور عام مسلمانوں نے کوئی قابل اعتراض بات نہیں پائی، حضرت عمار بن یاسر سادہ دل بزرگ تھے، وہ سائبون کے دام و رب میں مبتلا ہو گئے، استمالہ قوم مصر وقد انقطعوا الیہ منہم علی اللہ بن السوداء و خالد بن ملحہ و عیوہم، یعنی لوگوں نے (سبائی) مصر میں انہیں بھیسلا لیا اور عبداللہ بن السوداء اور خالد بن ملحہ وغیرہ ان کے ساتھ ہو گئے،

اعلام عام | حضرت عثمانؓ نے تنہا اس تحقیقات پر بس نہیں کیا، بلکہ تمام مالک محروسہ میں اعلان عام کر دیا کہ میں ہر سال حج کے موقع پر اپنے مال کے کاموں کا محاسبہ کیا کرو جسے خلافت کی ذمہ داری میرے متعلق ہوئی ہے، اس وقت سے میں نے امر بالمعروف

لے طری اور اس اثرا میں اس گفتگو کی یوری تفصیل ہو، طری ص ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ایضاً ص ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹

اور نہی عن المنکر کو اپنا شعار بنایا ہے، اور میرے یا میرے عامل کے یا جس سے معاملات بھیجے جاتے ہیں ان کا تذکرہ کرتا ہوں، رعایا کے اسی مال میں میرا اور میرے اہل و عیال کا حق ہے جو اس کے مصارف سے بچ رہے، جس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہو وہ حج کے موقع پر بیان کر کے مجھ سے اور میرے عامل سے اپنا حق حاصل کرے، یا صدقہ کر دے کہ خدا صدقہ کر لے والوں کو دوست رکھتا ہے،

یہ اعلان ایسا مٹو تر تھا کہ سارے مسلمان اسے پڑھ کر رو دیئے، اور حضرت عثمانؓ کے حق میں دعا کی!

عامل کی طللی | اس اعلان کے ساتھ ہی آپؐ نے تمام عامل کو حج کے موقع پر طلب کیا، امیرؓ عبد اللہ بن عامر وغیرہ تمام بڑے بڑے عامل حاضر ہوئے، آپؐ نے ان سے پوچھا یہ تم کاتین اور افواہیں کیسی سننے میں آتی ہیں؟ حد کی قسم مجھے حوف ہے کہ رسول اللہ صلعم کی میتیں گولی پورے کرنے والے تم ہی گنہگار ہو، ان لوگوں نے جواب دیا کہ آپؐ خود ان کی افواہوں کی تحقیقات کر اچکے ہیں، اور تحقیق کرنے والوں کا بیان بھی آپؐ کے سامنے ہو چکا ہے کہ آپؐ کے سامنے کسی نے کوئی شکایت نہیں پیش کی یہ تمام افواہیں بے بنیاد ہیں، ان کی کوئی اصل نہیں محض افواہ اور تہمت عام پر مبنی ہے حضرت عثمانؓ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو مجھے مشورہ دو کہ آخر کیا صورت اختیار کی جائے، سعید بن العاصؓ نے کہا کہ یہ ایک حقیقت سازش کا نتیجہ ہے، اس کا علاج صرف یہ ہے کہ سازش کرنے والوں کو بکڑ کے قتل کر دیا جائے، عبد اللہ بن سعدؓ نے مشورہ دیا کہ جب آپؐ لوگوں کے حقوق ادا کرتے ہیں تو آپؐ ان سے بھی ان کے فرائض کا مطالبہ کیجئے، امیر معاویہؓ نے کہا میرے رفقاء حکومت میں سب

امن و اماں ہے، وہاں ایکو کسی فتنہ کی جہر ملے گی، عمرو بن العاص نے کہا کہ آب رومی سے زیادہ کام لیتے ہیں لوگوں کو ڈھیل دیتے ہیں، عمر سے زیادہ لوگوں کو دیتے ہیں انکو عمرہ کے طریقہ کو اختیار کیجئے، سختی کے موقع پر سختی کیجئے اور نرمی کے موقع پر نرمی سے کام لیتے یہ دستورہ سنکر سیکر علم و عقو نے حواب دیا کہ ہر ہولے والے واقعہ کا ایک دروازہ ہوتا ہے جس سے وہ آتا ہے، اس امت کے لئے جس حادثہ کا خوف ہے وہ اگر رہے گا، اگر اس کا دروازہ بند بھی کر دیا جائے تو وہ برور کھول دیا جائے گا، لیکن میں اس کو نرمی سے بند کروں گا، البتہ حدود اللہ میں نرمی نہ برتوں گا، اگر یہ دروازہ بند کر دیا گیا تو مجھ پر کسی کی جحت باقی نہ رہ جائے گی، خدا جانتا ہے کہ میں نے لوگوں کی بھلائی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی، فقہ کی چٹکی چیلنے والی ہے، اگر عثمان اس حالت میں مر گیا کہ اس نے اس کی کو حرکت نہیں دی تو اس کے لئے بشارت ہے، تم لوگ لوگوں میں سکون پیدا کرو، ان کے حقوق پورے کرو، خدا کے حقوق میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرو،

غرض آپ نے سہرہ رخ کرنے کی کھل کوشش کی لیکن یہ تاہن فتنہ شیعہ خلافت کو بھجا کر رہا اس عادیہ، غلطی کے حالات لکھئے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کے ان اعتراضات پر ایک نظر ڈال لیجائے، جسکی بنا پر حضرت عثمانؓ کو مورد ظن بنایا جاتا ہے،

مخالفین کے اعتراضات | حامیان انقلاب کی جانب سے جو اعتراضات حضرت عثمانؓ کے اور اس کی حقیقت خلاف کئے جاتے تھے وہ یہ ہیں،

(۱) کہاں صحابہ کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے خاندان کے نا تجربہ کار نوجوانوں کو مقرر کیا، مثلاً معمر بن شعبہ، ابو موسیٰ اشعری، سعد بن ابی وقاصؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ ان رقم اور عمرو بن العاص کو ان کے عہدوں سے برطرف کیا گیا،

(۲) بعض اکابر صحابہ مثلاً حضرت ابوذر غفاری، عمار بن یاسر اور عبداللہ بن مسعود کیساتھ ماروا سلوک کیا گیا،

(۳) بیت المال کا رویہ بیجا طور سے صرف کیا اور اپنے اعزہ کو بڑی بڑی زمینیں دیں مثلاً مروان کو طرابلس کے مال عنایت کا یا یحوان حصہ دیدیا، عبداللہ بن ابی سرح کو جس کا یا یحوان حصہ عطا کیا، عبداللہ بن خالد کو یحسان ہر ار دیئے،
(۴) شیعہ کی چراگاہ کو اپنے لئے محفوظ کر لیا، اور عام لوگوں کو اس سے فائدہ اٹھانے سے روک دیا،

(۵) اموی عامل کی بے عنایتیوں کا کوئی تذکرہ نہیں کیا،

(۶) حدود کے احرامین تعارض برتا،

(۷) ایک مصحف کے علاوہ مائے مصاحف حلا ڈالے،

(۸) بعض بنی مدعیں جاری کین مثلاً سب رسول اور ستیجیوں کے خلاف مبنی میں دو کھائے چار رکعت نماز پڑھی،

(۹) فرائض میں تمام امت کے خلاف روایات تباہہ پر عمل کیا، حالانکہ ستیجیوں پر یہ تین کے بغیر روایتوں کو قبول نہ کرتے تھے،

(۱۰) حکم بن العاص کو جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلہ وصل کر دیا تھا دوبارہ مدینہ بلا لیا،

(۱۱) مصری وفد کے ساتھ مدعہ دی کی،

یہ وہ اعتراضات ہیں جو حضرت عثمانؓ کے مخالفین کی جانب سے آئے اور کئے جاتے ہیں لیکن ان میں سے بعض تو بالکل غلط ہیں، بعض میں واقعات کو منہ کر کے بدنامی میں پیش کیا گیا ہے، اور بعض غلط فہمی کا نتیجہ ہیں، ان کی اصل حقیقت یہ ہے ۔

(۱) پہلے اعتراض کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ اکابر صحابہ کو معزول کیا، دوسرے یہ کہ انکی جگہ ایسے حامدوں کے ماترہ کار و خواہوں کو مقرر کیا، لیکن ان میں سے ایک بات بھی قابل اعتراض نہیں، اگر کسی صحابی کی معزولی کے معقول اسباب ہوں تو اس کا معزول کرنا کوئی حرم نہیں، حضرت عمرؓ نے جن کا عدل و تدبیر مسلم ہے خالد سیف اللہ کو معزول کر دیا اور میسرہ بن ستمہ جیسے مدبر کی معزولی کی وصیت کرتے گئے،

حضرت عثمانؓ نے جن صحابہ کو معزول کیا ان کی معزولی کے معقول اسباب موجود تھے حضرت میسرہ بن ستمہ کی معزولی کے متعلق حضرت عمرؓ کی وصیت تھی، ابو موسیٰ اشجری کی معزولی کا سبب یہ تھا کہ نصرہ کی رعایا ان کے خلاف ہو گئی تھی، اور حضرت عثمانؓ سے ان کی معزولی کا مطالبہ کیا تھا، پھر نصرہ سے معزولی کے چند برسوں کے بعد ان کو کوہ کا والی بادیا، سعد بن ابی وقاصؓ کی معزولی کا سبب یہ تھا کہ انھوں نے بیت المال سے ایک رقم قرض لی تھی جس کو وہ ادا کر سکے اور ہتم بیت المال حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تقاضے پر سخت کلامی کی نوبت پہنچ گئی، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو صغیر پیری کی وجہ سے معزول کیا تھا جس کی تصریح عدل کے وقت کر دی تھی، پھر ان کی جگہ ایک صحابی ہی حضرت زید بن ثابتؓ کا تقرر کیا، عمرو بن العاصؓ کی معزولی کا سبب اوپر لکھ چکا ہے، کہ مقرر جیسے ریختہ ملک کے حراج کی آمدنی برابر کھٹی جاتی تھی، حضرت عثمانؓ کے حکم پر بھی عمرو بن العاصؓ نے اضافہ کی طرف کوئی توجہ نہ کی درآنحالیکہ اس کی گنجائش موجب تھی، چنانچہ ان کے حاشین عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے چند دنوں میں بڑھا کر دو ماہ کر دیا،

لے طری ص ۲۸۰، ۲۸۱ ایضاً ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴ ایضاً ۲۸۵، ۲۸۶ ایضاً ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹

دوسرا الزام متروک العاص پر یہ تھا کہ انھوں نے اسکدریہ کی بغاوت فرو کرنے میں یون پر بعض نارواہ یا دیتیاں کی تھیں،

اس اعتراض کا دوسرا ٹکڑا کہ صحابہ کے بجائے اپنے لوتوان اور ناتجربہ کار اعزہ کو مقرر کیا محض ایک نئے معنی مغالطہ ہے، اعمال کے عزل و نسب کا اصل معیار حکومت و جہا مانی کی صلاحیت ہے، اس اعتبار سے حضرت عثمانؓ نے جن لوگوں کا انتخاب کیا وہ ان ہمدون کے لئے موردن ترس تھے، ان کی اولوالعربی اور شجاعت نے اسلامی حکومت کے ڈانڈے، اسین، یمن اور ہمدونستان سے ملا دیئے، جن کی تفصیلات اوپر فتوحات میں گزر چکی ہیں،

یہ صحیح ہے کہ تہمت صحابیت بھی ایک رٹامیہا ہے، لیکن مذہبی اور سیاسی کسی نقطہ نظر سے بھی اعمال کے لئے صحابیت کی تہم ضروری نہیں تھی، پھر حضرت عثمانؓ کے عہد میں اکثر اکابر صحابہ عمر کے اس حصہ کو پہنچ چکے تھے جبکہ ضعف یری کی وعدہ کی رٹی مدت کی ذمہ داری سے معذور ہو چکے تھے، پھر یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ صحابہ کو معزول کر کے نامتر نوحوانون کو مقرر کیا، اس کے رجالات مثالین بھی ہیں، مثلاً کوذ سے سعید بن العاص کو معزول کر کے ان کی جگہ حضرت الامویٰ اشعریٰ کو مقرر کیا، جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے، اس لئے یہ اعتراض کہ اکابر صحابہ کی جگہ نوحوانون کا تقرر کیا، کسی حیثیت سے بھی قابل توجہ نہیں رہتا،

(۲) اکابر صحابہ سے بدسلوکی کے سلسلہ میں تہمت ہے کہ حضرت الودر غفاری کو حبلا وطن کر دیا، حضرت عمارؓ یا سر کے ساتھ سختی کی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا وظیفہ منکرو دیا،

ہیلا واقعہ بالکل غلط ہے، حضرت الودر عمارؓ کو حضرت عثمانؓ نے حلا وطن نہیں کیا تھا، بلکہ وہ خود ایک ویرانہ میں گوتہ نشین ہو گئے تھے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت الودر عمارؓ سرمایہ داری کے بھی خلاف تھے، ان کے متربن کل کے لئے کچھ اٹھا رکھنا جائز نہ تھا، وہ شام میں سرمایہ داری کے خلاف وعظ کہتے پھرتے تھے، اس لئے انہی پھیلنے کا اندیشہ تھا، اس لئے امیر معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو لکھ بھیجا کہ ان کو شام سے بلا لیجئے، حضرت عثمانؓ نے اس عام کے خیال سے اپنے پاس ملا لیا، اور فرمایا کہ آج میرے پاس رہئے، آپ کی کفالت میں کروں گا، لیکن وہ ایک لے نیاز بزرگ تھے، جواب دیا مجھے تمہاری دنیا کی ضرورت نہیں ہے اور خود مکہ کے قریب ایک ویرانہ رندہ میں سکونت اختیار کر لی ہے۔

حضرت عمار بن یاسرؓ کے ساتھ بھی کوئی سختی نہیں ہوئی، لیکن چونکہ وہ سبائی جماعت سے متاثر ہو گئے تھے، جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے، اس لئے حضرت عثمانؓ نے انکی ہمایت ضرور کی۔

عبداللہ بن مسعودؓ کا وظیفہ ضرور بد کیا، لیکن اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ نے امت کو ایک قرآن پر متحد رکھنے کے لئے عہد صدیقی کے مصحف کے سوا باقی تمام مصحف ضائع کر دیئے تھے، عبداللہ بن مسعودؓ کا غلغلہ ایک مصحف تھا، اس سلسلہ میں حضرت عثمانؓ نے ان کا مصحف بھی طلب کیا، لیکن وہ دینے پر آمادہ نہ ہوئے، اس لئے حضرت عثمانؓ کو سختی سے کام لینا پڑا، درحقیقت تمام امت کو ایک قرآن پر متحد کر دینا حضرت عثمانؓ کی ایسی خدمت ہے جس کے احسان سے امت اسلامیہ کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی ہے،

ان مسودہ کا مصحف خواہ انھیں کتنا ہی عزیز کیوں رہا ہو لیکن جس مصلحت کی بنا پر حسرت عثمانؓ نے اسے طلب کیا تھا، اس کی اہمیت کو ملحوظ رکھ کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ہنکار کرنا قطعاً نامناسب تھا،

(۳) بیت المال میں تصرف کر لے کا ارام ماکل غلط بلکہ مہل ہے جس فیاضی نے اسلام کے عہدِ عسرت میں اس کے مصالحت کے لئے اپنی لے و ریح دولت لٹائی ہو وہ بیت المال پر کیا نگاہ ڈالتا، حضرت عثمانؓ ایسے عہدِ خلافت میں بھی بڑے صاحبِ ثروت تھے انھیں بیت المال سے فائدہ اٹھانے کی احتیاج ہی نہ تھی بلکہ خلفاء میں وہی ایک ایسے سرگ تھے جو ایسے واجبی مصارف کیلئے بھی بیت المال سے کچھ نہ لیتے تھے،

اس سہرت کی بنیاد اس غلط فہمی پر ہے کہ حضرت عثمانؓ بڑے صاحبِ ثروت تھے، اور ثروت کے ساتھ حدانے فیاض بھی بنایا تھا، اس لئے وہ اپنے ذاتی رویہ سے اپنے غریب اعراء کی مدد کرتے تھے، اسے مخالفین دوسرے رنگ میں مشہور کرتے تھے اس غلط فہمی کو آپؐ نے خود ایک تقریر میں دور فرمایا تھا وہ تقریر یہ ہے،

لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنے حامداں والوں سے محبت کرتا ہوں، اور ان کو دیتا لیتا ہوں، لیکن میری محبت لے مجھے ظلم کی طرف مائل نہیں کیا ہے، بلکہ میں ان کے واجبی حقوق ادا کرتا ہوں، جو کچھ میں ان کو دیتا ہوں وہ ایسے ذاتی مال سے، مسلمانوں کا مال نہ میں اپنے لئے حلال سمجھتا ہوں نہ کسی دوسرے کے لئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکرہ و عمر کے زمانہ میں بھی اپنے ذاتی مال سے ان کو ٹریڑی رکھ رقیں دیتا تھا، حالانکہ اس زمانہ میں میں غنیمت و جوہیں تھا، اور اب حکم میں اپنی حامدانی عمر کو بیچ چکا ہوں ردگی تم ہو چکی ہے اور ابیاتام سرمایہ اپنے اہل

عیال کے سیر کر دیا ہے، تو لہجہ میں ایسی باتیں متہور کرتے ہیں، ہدایہ کی قسم میں لے
 کسی ملک پر حراج کا کوئی مزید مار نہیں ڈالا ہے کہ اس قسم کا الزام مجھ پر
 عائد کیا جائے، تو آمدنی ہوئی وہاں ہی لوگوں کی ضرورت و فلاح میں صرف
 ہوئی، میرے پاس صرف جس آتا ہے، اس میں سے بھی میں کچھ لے لیا کرتا ہوں
 سمجھتا ہوں، اے مسلمان جس مصرف میں مناسب سمجھتے ہیں صرف کرتے ہیں، اس
 میں میرا متورہ تک نہیں ہوتا، ہدایہ کے مال میں ایک یہیہہ کا تصرف نہیں
 کیا جاتا، حتیٰ کہ میں کھانا بھی اپنے ذاتی مال سے کھاتا ہوں،

بیت المال میں تصرف کے سلسلہ میں حوادث بیان کئے جاتے ہیں و نہایت
 منع شدہ شکل میں اہلی شکل میں وہ قابل اعتراض نہیں، مثلاً مروان کو طرابلس کے مال غنیمت
 کا کوئی حصہ آپ نے عطا نہیں کیا تھا، لہذا اس نے بائج لاکھ میں حریہ اچھا،

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو جس کا یا حیوان حصہ اللہ دیا تھا، لیکن جب مسلمانوں
 نے اعتراض کیا تو آپ نے واپس کر دیا، اس کی شکل بھی یہ تھی کہ عبداللہ بن ابی سرح نے
 جب طرابلس پر فوج کی تو حضرت عثمانؓ نے اس کی حوصلہ افزائی کے لئے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر
 تم نے یہ فتح سر کی تو تم کو مال غنیمت کے خمس کا یا حیوان حصہ دیا جائے گا، چنانچہ طرابلس
 کی فتح کے بعد یہ وعدہ پورا کیا، لیکن مسلمانوں کو اس پر اعتراض ہوا، انھوں نے حضرت عثمانؓ
 سے کہا، آپ نے فرمایا اگر تم لوگ رضامند ہو تو رہنے دیا جائے ورنہ واپس کر دیا جائے، تو
 راضی نہ ہوئے تو آپ نے اسی وقت عبداللہ بن ابی سرح کو واپس کرنے کا حکم لکھ دیا،
 عبداللہ بن خالد کو بھی ان کے خدمات کے صلہ میں بیاس ہزار دیئے تھے، لیکن جب

مسلمانوں نے اعتراف کیا تو اسے بھی واپس کرادیا

(۴) بقیع کی چراگاہ کو اپنے لئے مخصوص کرنے کے واقعہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ جس چراگاہیں ہمد فاروقی سے سیت المال کے مویشی کے لئے مخصوص تھیں، اس کی تصریح خود حضرت عثمانؓ نے ایک بیان میں فرمائی ہے،

”میں نے یہی چراگاہوں کو مخصوص قرار دیا ہے جو مجھ سے پہلے مخصوص ہو چکی تھیں“
میرے پاس اس وقت دواؤٹوں کے سوا کوئی مویشی نہیں ہے

حالانکہ خلافت سے پہلے میں عرب میں سترے زیادہ اوٹوں اور کربوں کا مالک تھا، اور آج دواؤٹوں کے سوا حرج کے سہرے کے لئے رکھ چھوڑے ہیں، میرے پاس ایک اوٹ اور ایک مکری تک نہیں ہیں

(۵) یہ بھی صحیح نہیں ہو کہ اموی عامل کی بے عنوانیوں کا تدارک نہیں کیا، اس باب میں آپ کے طرز عمل کا ذکر اوپر گذر چکا ہے، چنانچہ آپ کے علم میں جو بے عنوانی آتی تھی آپ اس کا تدارک فرماتے تھے، چنانچہ انقلاب کے سلسلہ میں جب مال کے خلاف شکایتیں پہنچیں تو آپ نے مالک محروسہ میں اعلان عام کر دیا کہ میں ہر سال حج کے موقع پر اپنے تمام عامل کے کاموں کا محاسبہ کیا کروں گا، میں نے آغاز خلافت سے امر بالمعروف اور ہی عن المنکر کو اپنا نصب العین بنایا ہے، میرے یا میرے عامل کے پاس جو شکایت پہنچتی ہے میں اس کا پورا تدارک کرتا ہوں میرے پاس یہ شکایت پہنچتی ہے کہ کچھ لوگوں کو مارا جاتا ہو اور گائی دیجاتی ہے اس تھکے تھکے دھم پر مجھ کو افسوس ہے جس کو اس قسم کی کوئی شکایت ہو تو میرے پاس حج کے موقع پر پیش کرے، اور مجھ سے اور میرے عامل سے اپنا حق لے یا معاف

کر دے کہ حد اعاف کرنے والوں کو دوست رکھنا ہے۔

بکسی عہدہ دار کے خلاف لوگوں کو شکایت ہوئی اور انھوں نے اس کی معرو
کا مطالعہ کیا تو آئینے فوراً معزول کر دیا، چنانچہ اہل کوفہ کی شکایت پر سعید بن العاص کو
معزول کر کے ان کی جگہ حضرت ابو موسیٰ اشعری صحابی کو مقرر کیا،

(۶) احزاب حد و میں تغافل کے دو واقعات میں کئے جاتے ہیں،

ایک یہ کہ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عید اللہ سے ہرمزان اور حنینہ کے قتل کا قصاص
لیا گیا، دوسرے ولید بن عقبہؓ پر شرانخواری کی حد میں تاخیر کی گئی،

پہلے واقعہ کی تفصیل اوپر گد رکھی ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کے سامنے عید اللہ
کا مقدمہ پیش ہوا تو آئینے صحابہ سے مشورہ کیا، حضرت علیؓ نے قصاص لینے کی رائے دی
لیکن دوسرے برگوں نے اختلاف کیا اور کہا یہ مناسب نہیں ہے کہ کل عمر قتل ہو چکے

ہیں اور آج ان کے لڑکے کو قتل کیا جائے، عمرو بن العاص نے عرض کیا امیر المومنین اگر
آپ عید اللہ کو معاف کر دیگے تو امید ہے کہ حد آئیے اس کا مواخذہ نہ کرے گا، اس

اختلاف رائے پر آئینے فرمایا کہ جو کہ مقتول کا کوئی وارث نہیں ہے اس لئے میں بحیثیت
ولی کے قصاص کو دیت سے مد لے دیتا ہوں، اور اپنی جیب حاص سے دیت ادا فرمائی

ظاہر ہے کہ اس خاص شکل میں سب سے زیادہ دانشمندانہ فیصلہ ہی ہو سکتا تھا جو عصر
عثمانؓ نے کیا، ولید بن عقبہؓ کی حد میں تاخیر ضرور ہوئی، لیکن غفلت نہیں برتی گئی، اس تاخیر

کا سبب یہ تھا کہ پوری شہادت مہیا نہیں ہوئی تھی، شہادت ملنے کے بعد فوراً حد جاری
کی گئی تھی۔

(۷) ساتواں اعتراض کہ آپ نے مصحف صدیقی کے سوا تمام مصاحف صالح کر دیئے، نہایت لغو اور بھل ہے، یہ تو حضرت عثمانؓ کی سب سے بڑی مدہی حدیث اور امت اسلامیہ پر سب سے بڑا احسان ہے کہ انھوں نے یورپی امت کو ایک قرآن پر متحد کر دیا، ورنہ دوسرے اہل کتاب کی طرح ال کا بھی حشر ہوتا،

(۸) مدعات میں صرف یہ مدعت بیان کی جاتی ہے کہ منی میں حلاتِ سنت و کحتِ نماز پڑھنے کے بجائے چار رکعتیں پڑھیں، اس کی وجہ خود عثمانؓ نے بیان فرمادی تھی کہ حبش میں مکہ پہنچا تو یہاں قیام کی نیت کر لی تھی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تنحیف کسی مقام پر اقامت کی نیت کرے اسکو مقیم کی طرح نماز پڑھنی چاہئے،

(۹) نویں الزام کے ثبوت میں کوئی واقعہ نہیں پیش کیا جاتا، آئیے کسی مسئلہ میں متواتر روایات کو چھوڑ کر روایات متادہ پر عمل نہیں کیا، ممکن ہے کسی اجتہادی مسئلہ میں آپ کی امامیہ رائے مختلف رہی ہو اور یہ کوئی قابلِ اعتراض امر نہیں ہے،

(۱۰) حکم بن العاص کو ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلا وطن کر دیا تھا، لیکن آخر زمانہ میں حضرت عثمانؓ نے آپ کے واپس ملانے کی اجازت لے لی تھی، لہٰذا حکم عام طور سے لوگوں کو نہ تھا،

(۱۱) مصریوں کے ساتھ مدہمدی کے واقعہ کی تفصیل آئندہ آئے گی،

ان الزاموں کے علاوہ بعض اور چھوٹے چھوٹے اعتراضات ہیں، لیکن وہ لائقِ اہتمام نہیں،

ان الزاموں کی حقیقت ظاہر ہوجانے کے بعد ماغزین کو پھر انقلاب کے حالات

کی جانب رجوع کرنا چاہئے، حضرت عثمانؓ کی حج سے واپسی تک کے حالات اوپر لکھے جا چکے ہیں

اکابر صحابہ سے متورہ اور خوار	مدینہ واپس تشریف لائے کے بعد حضرت عثمانؓ نے حضرت
رسولؐ کو جھوڑنے سے انکار	علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کو بلا کر ان سے متورہ کیا، ان پر گون نے

خیر خواہانہ مشورے دیئے، حضرت عثمانؓ نے ان پر کاربند ہونے کا وعدہ فرمایا اور ان پر گون نے بھی اظہارِ طمأنینہ کیا،

امیر معاویہؓ مکہ سے ساتھ آئے تھے، تمام واپس جاتے وقت انھوں نے عرض کیا کہ یہاں کی حالت قابلِ اطمینان نہیں ہے، آپ میرے ساتھ تمام چلے جائیں، وہاں آپ کا مال بیکار نہیں ہو سکتا، حضرت عثمانؓ نے جواب دیا: خواہ میرا سرش سے جدا ہو جائے لیکن میں حوالہ رسولؐ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ امیر معاویہؓ نے کہا کہ پھر آپ کی حفاظت کے لئے وہاں سے فوجیں بھیج دیں، فرمایا میں ہمایوگانِ رسولؐ کو فوج کے مصائب میں مبتلا نہ کروں گا۔ امیر معاویہؓ نے چلتے چلتے پھر کہا کہ مجھے ناگہانی حادثہ کا خطرہ ہے، فرمایا حَسْبِيَ اللَّهُ وَبِعِزَّةِ الْوَكَلَةِ؛

غرض امیر معاویہؓ مایوس ہو کر تنہا شام واپس گئے،

مدینہ پر مایوسوں کی	ادھر حضرت عثمانؓ اصلاحِ حال کی تدبیروں میں مصروف تھے دوسری
یورس	طرف کو فوج بصرہ اور مصر کے ماعی افسر بن خبیہ خط و کتابت کر کے مدینہ

پر پورش طے کر چکے تھے، چنانچہ ۳۴ھ کے آخر میں جبکہ موسمِ حج کی دھند سے مدینہ خالی ہو چکا تھا، تینوں مقاموں کے باغیوں نے حج کے بہانہ سے مدینہ کا رخ کیا اور قریب پہنچ کر مدینہ سے چند میل ماہر ٹھہرے، یہ تینوں حضرت عثمانؓ کی معزولی پر متعجب تھے، لیکن کچھ اُمید

جا کر ان سے واپسی کا سبب پوچھا انھوں نے کہا ہم کو راستہ میں ایک سرکاری کمرہ
 مصر کی طرف جاتے ہوئے ملا، ہم کو تنگ ہوا، تماشائی لی تو اس کے پاس والی مصر کے ہم
 حضرت عثمانؓ کا فرمان ملا، جس میں ہم لوگوں کو قتل کرنے اور مختلف منزلیں دیے کا حکم
 تھا، اور حضرت علیؓ اور محمد بن مسلمہ کے ہمراہ حضرت عثمانؓ کے پاس جا کر یہ واقعہ بیان کیا
 آپ نے بالکل لاعلمی ظاہر فرمائی کہ ”نہ ایسا حکم میں نے لکھا نہ کسی سے لکھوایا، اور اس کے متعلق
 مجھ کوئی علم ہے“ سب نے اس بیان کی تصدیق کی، باغیوں کو یقین ہو گیا کہ یہ مروان بن حکم
 کی شرارت ہے، لیکن وہ تو آپ کی منزلوں کا بہانہ چاہتے تھے، اس واقعہ سے ان کے
 گمان کے مطابق ایک سند بھی ان کے ہاتھ آگئی تھی، چنانچہ انھوں نے کہا کہ جس شخص
 کی طرف ایسے اہم فرامین لکھے جائیں ان پر اس کی مہر لگائی جائے اور سرکاری ہر کار
 اسے لے کر جائے اور اس کو خبر تک نہ ہو، ایسا شخص ہرگز خلافت کا اہل نہیں ہے،
 اس لئے آپ خلافت سے دست بردار ہو جائیے، آپ نے جواب دیا ”خدا نے جو
 مجھے خلعت پہنایا ہے اُسے میں اپنے ہاتھوں سے نہ اتاروں گا، البتہ جو کچھ ہو چکا اس
 پر ندامت ہے اور آئندہ اس کی تلافی کے لئے تیار ہوں“ لیکن باغی کوئی معذرت
 سننے کے لئے تیار نہ ہوئے، انھوں نے کہا کہ اگر تم خلافت سے دست بردار نہیں ہو
 تم کو قتل کر کے چھوڑ دیں گے“ اور جو شخص مزاحم ہو گا اس کا بھی مقابلہ کریں گے، حضرت
 عثمانؓ نے فرمایا کہ میں سرے سے دوں گا، لیکن خدا کی خلافت نہ چھوڑوں گا ”تم کو کسی سے
 مقابلہ اور جنگ کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ میں کسی کو تم سے لڑنے کی اجازت نہ دوں گا“
 جو ایسا کرے گا وہ میرے حکم کے خلاف کرے گا، اگر میں جنگ ہی کرنا چاہتا تو میرے
 حکم پر ہر طرف سے فوجوں کا ہجوم ہو جاتا، یا میں خود کسی محفوظ مقام پر چلا جاتا،

طبری ص ۲۹۹
 ۹۹۰
 ۲۰۲

محاصرہ | اس مرتبہ پھر حضرت علیؑ نے کسی نہ کسی طرح باغیوں کو ہٹا دیا، لیکن اس کے سروں پر خون سوار ہو چکا تھا اس لئے آپ کے واپس جاتے ہی نہایت سختی سے کاشا خلافت کا محاصرہ کر لیا، ماہر سے کوئی شے اندر نہ جانے پاتی تھی، اس وقت بھی جاسوس کی ایک جماعت آپ کی حفاظت میں سینہ سپر تھی، لیکن آپ نے ماصر اسب کو واپس کر دیا، چند نوجوان حضرت امام حسینؑ، ابن عباسؑ، محمد بن طلحہؑ اور عبداللہ بن زبیرؑ واپس نہ گئے،

آخر میں باغیوں نے یافنی تک منہ کر دیا، حضرت علیؑ اور ام المومنین حضرت ام حبیبہؑ کو معلوم ہوا تو یہ دونوں باغیوں کو سمجھانے کے لئے گئے، لیکن اب اس کا خوش اتمام حوں کی حد تک پہنچ گیا تھا، ان میں خطا و تواب کی کوئی تیز ماتی نہ رہ گئی تھی، حرم نبویؐ کا بھی ادب و احترام نہ کیسا، حضرت ام حبیبہؑ کی شان میں ناملائم الفاظ استعمال کئے اور آپ کے اوٹ کو زخمی کر کے گرادیا، چند آدمیوں نے آپ کو وہاں سے علیحدہ کیا، اس وقت مدینہ کی حالت نہایت خطرناک ہو رہی تھی، باغیوں پر کسی کا قاتل نہ رہ گیا تھا، ہر شخص کی جان خطرہ میں تھی، صحابہ بالکل مجبور و بے بس ہو رہے تھے، یہ بد امنی دیکھ کر بہت سے لوگ مدینہ سے نکل گئے، کچھ لوگوں نے گھر سے نکلنا چھوڑ دیا، حضرت علیؑ کا جب تک بس چلا وہ برابر باغیوں کو سمجھاتے رہے، لیکن آخر میں وہ بھی مجبور ہو گئے تھے، چنانچہ حضرت عثمانؓ نے حبشہ حری مرتبہ آپ کو بلا بھیجا، اور آپ نے جانے کا قصد کیا تو آپ کو زبردستی روک لیا گیا، آپ نے اپنا عامہ اتار کر قاصد کو دیا اور فرمایا جو حالت ہے دیکھ لو اور حاکم کہہ دو،

اتہم تحت کے لئے | درحقیقت یہ انقلاب انگیز شورش تھا حضرت عثمانؓ کے خلاف نہیں
تقریریں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی وحدت کے خلاف تھی، حضرت عثمانؓ

کو مسلمانوں کے لئے اس کے تباہ کن نتائج نظر آ رہے تھے، اس لئے محاصرہ کی حالت
میں بھی مسلمانوں کی شیرازہ بندی کو مار مار بجانے کی کوشش کی ایک دن قصر خلافت
کے اوپر سے تقریر فرمائی،

”لوگو! تم میرے قتل کے کیوں دریغ ہو، میں تمہارا والی اور مسلمان کھائی ہوں،
حد کی قسم جانتا کہ میرے بس میں تمہا میں نے ہمیشہ اصلاح کی کوشش کی، لیکن حال
میں اسساں ہوں، اس لئے اصابتِ رائے کیساتھ لغزشیں بھی ہوئیں،

یاد رکھو! بعد اگر آج تم نے مجھے قتل کر دیا تو میرا قیامت نہ ایک ساتھ نماز
پڑھو گے اور نہ ایک ساتھ حاد کرو گے!

یہ تقریر درحقیقت یتیم گوی تھی، چنانچہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے وحدۂ اسلامی
میں جو زخم پیدا ہوا وہ آج تک نہ بند ہو سکا،

ایک دن آپؐ نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا،

’میں حد کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں، کیا تم کو نہیں معلوم کہ حبِ رسولؐ
صلعمؐ یہ تشریف لے گئے تو مسجدِ مہم تگ تھی، آپؐ نے فرمایا اس زمین کے
مکڑے کو کون خرید کر مسلمانوں پر وقت کرتا ہے، اس کو جہت میں اس سے ہتر
مکڑے لے گی، اس وقت میں نے اس ارشاد کی تعمیل کی اور اس زمین کو خرید کر مسلمانوں
پر وقف کیا، اور آج تم اسی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے مجھے روکتے ہو، میں

حد کی قسم دے کر تم سے سوال کرتا ہوں، کیا تم کو یہیں معلوم کہ حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدیہ تشریف لائے تو یہاں میرا وہ کسے علاوہ بیٹھے یا نہ کا دوسرا کواں نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے کون حریہ کر مسلمانوں پر وقف کرتا ہے، اس وقت میں اس سے ہنسنے لگا، تو میں نے اس کو حریہ کر وقف کیا، اور آج تم مجھے اسی کنویں کے پانی سے روکتے ہو، کیا تم کو معلوم ہیں کہ میں ہی نے حیتِ عسرت کا پورا ساماں کیا تھا، اسے کہا ہاں صحیح ہے؟

لیکن کسی پر اس کا اثر نہ ہوا، اس لئے آپ نے پھر ایک دن تقریر فرمائی،
 ”میں ان لوگوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کسی کو یاد ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حراء پر چڑھے تو وہ ہلے لگا، ایسے ٹھک مار کر فرمایا حراء ٹھہر جا، کہ تیری بیٹھیر اس وقت ایک سی، ایک صدیق اور ایک شہید ہے، اور میں آپ کے ساتھ تھا، لوگوں نے اس کی تصدیق کی پھر آئیے فرمایا میں ان لوگوں کو قسم دے کر پوچھتا ہوں جو بیتہ رسول میں موجود تھے کہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے متسرکس کے یاں گفتگو کرنے کے لئے بھیجا تھا تو ایسے دستِ مبارک کو میرا ہاتھ قراؤ دے کر میری حاس سے بیعت نہیں لی، اس نے کہا ہاں صحیح ہو،
 جب آپ نے دیکھا کہ حیرہ حنیم کسی طرح آپ کے قتل سے باز نہیں آتے تو آخری تقریر فرمائی،

’لوگو! آخر کس حرم میں تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، کہ تین صورتوں کے سوا کسی مسلمان کا خون جائز نہیں، اسلام کے بعد

مسلمان مرتد ہو جائے، یا یا کدہمی کے بعد مدکاری کا مرتکب ہو یا کسی کو قتل کرے تو قصاص میں قتل کیا جائے، اور اس تینوں سے میرا اس پاک و صفا کی قسم جیسے خدا لے مجھے ہدایت دی، میں نے اسے مذہب کے مقابلے میں کسی مذہب کو پسند نہیں کیا، نہ زمانہ جاہلیت میں مدکاری کا مرتکب ہوا، اور نہ اسلام کے بعد کسی کو قتل کیا، بھرتہ لوگ مجھے کس حرم میں قتل کرتے ہوئے

حالا ثاروں کے متورے حسب مانگیوں پر کسی افہام و تفہیم کا اثر نہ ہوا اور وہ یہی خبری مقابلہ کے لئے اجازت طلبی پراڑے رہے تو ہوا خواہاں امت نے حاضر ہو کر حال کی اجازت طلب کی، حضرت زید بن ثابتؓ انصار کی جماعت کو لے کر پہنچے اور عرض کیا کہ انصار دروازہ پر حاضر اجازت کے منتظر ہیں کہ وہ دوبارہ اپنے انصار راشد ہونے کا ثبوت دیں، حضرت عثمانؓ نے فرمایا، اگر جنگ مقصود ہے تو اس کی اجازت دو گنا، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے عرض کیا کہ قصر خلافت میں ہم لوگوں کی عاصی تعداۓ اجازت ہو تو میں جانبازی کے جوہر دکھاؤں فرمایا حد کی قسم دلاتا ہوں کہ میرے لئے خونریزی نہ کی جائے،

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے عرض کیا کہ آپ امام امت ہیں، اور اس حال میں مبتلا ہیں، اس لئے تین صورتوں میں سے ایک صورت اختیار فرمائیے، آپ کے پاس کافی قوت ہے، ہم لوگوں کو ساتھ لے کر نکلے اور مقابلہ کیجئے، آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر یا بھیر صدر دروازہ کو جس پر مایوں کا ہجوم ہے چھوڑ کر ہم آپ کے لئے عقبے دروازہ توڑے دیتے ہیں، آپ سوار می ہوں کہ نکل جائے وہاں حرم میں لوگ جنگ نہ کریں گے

لے صد احمد ص ۲۳ ۲۴۲ ان سورج ۳ ق اول ص ۴۸ لے ایضاً ص ۴۹

یا بھر تمام چلے جائے وہاں کے لوگ وفادار ہیں اور معاویہ موجود ہیں، حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں مقابلہ نہ کروں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ بیلا خلیفہ نہ بنائیں چاہتا جس کے ہاتھوں آپ کی امت کی خو ریزی کا آغاز ہو، مکہ بھی نہ جاؤں گا کہ یہ خیرہ سر وہاں بھی خو ریزی سے ماز نہ آئیں گے، اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میتیں گوئی کا مصداق بنائیں چاہتا کہ قریش کا ایک شخص مکہ کی حرمت اٹھائے گا اور اس پر ساری دنیا کا آدھا عذاب ہوگا، شام کے لوگ ضرور وفادار ہیں اور معاویہ بھی وہاں موجود ہیں، لیکن دار الحجۃ اور دار رسول کو نہ چھوڑوں گا،

غرض یہی خواہ امت نے کسی درجہ پر بھی اپنے بچاؤ کے لئے مسلمانوں کی خو ریزی پسند نہ کی، بلکہ فرمایا کہ اس وقت میرا سب بڑا مددگار وہ ہے جو اپنے ہاتھ اور اسلحہ کو رو کر کچھ شہادت کی تیاری | اتنا وقت گدھ مٹاتا تھا، حاجیوں کی واپسی کا زمانہ قریب آتا تھا، اس کے علاوہ بعض مقاموں سے فوجوں کے آنے کی بھی خبر تھی، اس لئے باغیوں نے جلد سے جلد حضرت عثمانؓ کی تسبیح حیات بچھا دینے کا فیصلہ کر لیا،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میتیں کوئی کے مطابق حضرت عثمانؓ کو اپنی شہادت کا یقین تھا اب مصر و استقامت کے ساتھ ہر وقت اس کے منظر تھے، چنانچہ باغیوں کی سرگرمی دیکھ کر اپنے شہادت کی تیاری شروع کر دی، جہم کے دن سے رو رہ رکھا، ایک یا کھامہ جسے اپنے پہلے کہی یہ سینا تھا زیب تن کیا، بیس غلام آواز دے اور کلام اللہ کھول کر اس کی تلاوت میں مصروف ہو گئے، اس وقت تک قہر خلافت کے یہاں تک یہ حضرت امینؓ عبد اللہ بن زبیرؓ، محمد بن مسلمہ اور بہت سے صحابہ زاد باغیوں کو روکے ہوئے تھے، کچھ معمولی

کشت و خون بھی ہوا، اس لئے وہ صدر بھانک سے اندر نہیں داخل ہو سکتے تھے چنانچہ انھوں نے بھانک میں آگ لگا دی، اور کچھ لوگ قصر خلافت کے متصل دوسرے مکانوں کے ذریعہ سے اوپر چڑھ کر اندر داخل ہو گئے، حضرت عثمانؓ رات میں مصروف تھے لیکن ہمت نہ پیا کر لوٹ آئے، اس کے بعد محمد بن ابی بکر نے جو حضرت عثمانؓ کے رٹے دشمنوں میں تھے، جڑ کر پیشِ مبارک پکڑ لی اور گستاخانہ کلمات زبان پر لائے حضرت عثمانؓ نے فرمایا تھیجے اس کو چھوڑ دو تمہارے والد کسی ایسا نہ کرتے اگر وہ دیکھتے تو اس کو تمہارا یہ فعل کہی مینہ نہ آتا ایک روایت یہ ہے کہ وہ یہ کلمات سنا کر محبوب ہو کر لوٹ گئے ہلے

شہادت | ان کے بعد ایک غافقی بڑھکر حملہ آور ہوا اور کلام پاک کو یادوں سے ٹھکرایا، ایک دوسرے شخص کنا نہ بن ستر نے اس زور سے پیشانی پر لوہے کی لاٹ ماری کہ حضرت عثمانؓ تیوراکر ہیلو کے بل گر پڑے، زماں مبارک سے سمد اللہ کلے علی اللہ بھلا، اور انوں کا وارہ کلام اللہ کے اوراق پر جاری ہو گیا، اس کے بعد ہی عمرو ابن الحمق نے سینہ پر چڑھ کر مسلسل کئی وار کئے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ سے نہ دیکھا گیا وہ بے تاملانہ بچانے کے لئے دوڑیں، ان کی تین انگلیاں پتھلی سے اڑ گئیں، اور سودان بن حمران نے لیک کر شہید کر دیا، شہادت کے وقت آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے، فَسَكُنِيكُهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

تجیر و تکمین | یہ حادثہ جمعہ کے دن ذی الحجہ ۳۵ھ کو پیش آیا، مدینہ پر باغیوں کا قبضہ تھا، بد امنی کی وجہ سے کسی کو گھر سے نکلنے کی ہمت نہ پڑتی تھی، دو دن تک لاشِ مبارک

لے گورکھن پڑی رہی، دوسرے دن یعنی سیچر کی شام کو چند آدمیوں نے جان پر کھیل کر
 تھیرکھن کی بہت کی، شہادت کی طہارت غسل سے بے نیاز تھی علیٰ غنی حوان آلود کپڑوں
 میں چار آدمیوں نے خارہ اٹھایا، باحلاف حضرت زبیر بن عوام یا جمیر بن مطعم نے
 مار جازہ پڑھائی اور کابل سے مراکت تک کے فرمانروا کو سترہ آدمیوں کی محضر جماعت
 نے خفیہ جنت البقیع سے متصل حن کو کب میں سپرد خاک کیا، اور ماغیوں کے خوف سے
 قبر کا نشان چھپا دیا، شہادت کے وقت ۸۲ سال کی عمر شریف تھی، مدت خلافت
 بارہ سال،

صحابہ یراتر حضرت عثمانؓ کی شہادت عظمیٰ مہمونی واقعہ تھا، آپ کی زندگی میں لوگوں
 لے آپ پر نکتہ چینیاں بھی کیں، اور لختین بھی ہوئیں لیکن اس حادثہ کے پیش آجانے کے
 بعد ہر مسلمان دم بخود تھا، صحابہ مضطرب و بے تسرار اور غنائین مادم و نشیماں تھے
 حضرت علیؓ نے جس وقت یہ خبر سنی دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا "خدا یا میں عثمانؓ کے
 خون سے رسی ہوں" حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "اگر ساری مخلوق اس قتل میں
 شریک ہوتی تو قوم لوط کی طرح اس یراسماں سے پتھر برستے" حضرت سید بن زید
 نے فرمایا لوگو! اگر تمہاری مدعا علی کی سزائیں کوہِ احد تم پر پھیٹ پڑے تو بھی بجا ہے۔
 حضرت حذیفہؓ نے فرمایا عثمانؓ کی شہادت سے وہ رخنہ پیدا ہو گیا، جسے یہاں بھی بند
 نہیں کر سکتا، حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا آج عرب کی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔
 ثامہ بن عدی کو معلوم ہوا تو بے اختیار رو کر کہا کہ "آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاشی کا خاتمہ
 ہو گیا، اب مادہ شہادت کا دور شروع ہو گا۔" حضرت زبیر بن ثابتؓ کی آنکھیں اشکبار
 تھیں، حضرت ابوہریرہؓ حادثہ کا ذکر کر کے زار زار روتے تھے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

ان صحابہ میں سے
 دوسری روایت

کہ عثمان دھلے ہوئے کیڑے کی طرح پاک و صاف ہو گئے،

جس لوگوں نے کسی اتر کے ماتحت مخالفت بھی کی تھی وہ بھی منفصل ویشان تھے
حضرت عمار بن یاسر حضرت عثمانؓ کے مخالفین سے کہتے تھے کہ ہم نے ابنِ عثمان کے
ہاتھوں پر رعیت کی تھی اور اس سے راضی تھے، تم لوگوں نے ان کو تہید کیوں کیا؟
ایک شخص عبداللہ بن عکیم جو آپؐ کی زندگی میں آپؐ کی رائی کر کے لوگوں کو آپؐ کے
خلاف بھڑکاتا تھا، تہادت کے بعد اتنا مادم و ترسار ہوا کہ اس نے عہد کر لیا کہ آئندہ
کسی حلیہ کے قتل میں معاون نہ ہو گا،

تہادت کے نتائج | حضرت عثمانؓ کی تہادت درحقیقت تہا آپؐ کی شہادت
کا واقعہ نہ تھا، بلکہ وحدتِ اسلامی کی تسلسل اور مسلمانوں کے تیسارہ کی رہی کا حادثہ
تھا، اس حادثہ سے مسلمانوں میں جو تفریق پیدا ہوئی وہ تاقیامت نہ بنے گی، اور اس
وقت جو تلوار بے پیام ہوئی تھی وہ ہمیشہ بے نیام رہے گی، مسلمان، شیعہ، سنی، خارجی
اور عثمانی فرقوں میں بٹ گئے، اور جو متحدہ قوت غیر مسلموں اور اسلام کے دشمنوں
کے مقابلہ میں صرف ہوتی تھی وہ ایک دوسرے کے خلاف صرف ہونے لگی اور
عہدِ صحابہ سے جس خانہ جنگی کا آغاز ہوا، اس کا سلسلہ اب تک قائم ہے،

ارواح و اولاد | حضرت عثمانؓ نے مختلف اوقات میں متعدد ستادیاں کیں، ان
سب سے بہت سی اولادیں ہوئیں، انھیں صلح کی دو حاضر دیاں حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ
یکے مادیگرے آپؐ کے عقد میں آئیں، حضرت رقیہؓ کے لطن سے ایک صاحبزادے عبداللہ
تھے، آپؐ کی کل اولادوں کی تعداد سترہ اٹھارہ ہے،

لے یہ تمام اقوال ان صوح ۲ ق ۱ ص ۵۶ و ۵۷ سے ماخوذ ہیں،

عمر عثمانی پر تبصرہ

حضرت عثمانؓ کو اگر یہ اطمینان و سکون کے ساتھ حکومت کرنے کا موقع صرف
 پانچ سال ملا، لیکن اس قلیل مدت میں ایسے مستِ اسلامیہ کی بڑی گراں قدر خدمات
 انجام دیں، بہت سے ممالک زیرِ نگین ہوئے، نظامِ خلافت حضرت عمرؓ ہی کے رتبہ
 میں اتنا مکمل ہو چکا تھا، کہ اس میں کسی ترمیم و اضافہ کی بہت کم گنجائش تھی تاہم جو
 جو گوشہ تکمیل رہ گئے تھے، ان کی تکمیل ہوئی اور فائدہ مام کے کام انجام پائے،
 معاہدوں کا استیصال اور تمام یڑھ چکے ہوئے حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد ہی ملک کے
 مختلف گوشوں میں معاہدات بھوٹ پڑے تھے، ایران کے متعدد صوبے مانع ہو گئے،
 خراساں، آرمینیا اور آذربائیجان کے علاقوں نے اطاعت کا جوا اتار بیٹھا،
 مصر و اسکندریہ میں رومیوں نے بغاوت کیا کر دی، قیصر روم، اسکندریہ پر چڑھ آیا،
 عرض بہر طرف حملہ کیا ہو گیا تھا، حضرت عثمانؓ نے سہایت مستعدی اور سرگرمی
 سے ان تمام بغاوتوں کا استیصال کر کے دوبارہ حکومت قائم کی،

نتوحتا۔ بغاوتوں کے استیصال کے علاوہ، آرمینیا اور آذربائیجان کے غیر مستعد علاقوں
 ایتھوپیا کو یکجا، ترکستان، کابل اور سندھ میں بہت سی نتوحتا حاصل ہوئیں،
 مکرر روم کے حمیرہ قرص پر قبضہ ہوا، اسپین پر حملہ ہوا، اور اسلامی حکومت کے حدود

سدھ اور کامل سے لیکر پورسب کی سرحد تک وسیع ہو گئے،

نظامِ خلافت | جیسا کہ دیر لکھا گیا ہے، نظامِ خلافت حضرت عمرؓ کی عہد میں اتنا مکمل ہو چکا تھا کہ اس میں رتی کی گنجائش بہت کم تھی، حضرت عثمانؓ نے اس کو کافی قائم رکھا، اللہ تعالیٰ ضروریات اور حالات کے مطابق اس میں بعض تبدیلیاں کیں اور جن شعبوں میں ترقی کی گنجائش تھی، اس کو ترقی دی،

محاسبِ تورہ | اگر عثمانی عہد میں عہدِ فاروقی کی طرح تورہ کا اہتمام نہ رہ گیا تھا، لیکن فہماتِ امور میں حضرت عثمانؓ اکابر صحابہ اور عمالانِ حکومت سے مشورہ فرماتے تھے اور انقلاب کے حالات میں ملک کی صلاح و فلاح اور فتنہ و مساو کی سچائی کے لئے اکابر صحابہ اور عمالانِ حکومت سے صلاح و مشورہ کے واقعات گزر چکے ہیں،

بعض تبدیلیاں | صوبوں کی تقسیم قریب قریب وہی رہی جو عہدِ فاروقی میں تھی، البتہ تمام کے ملک کو جو کئی صوبوں میں تقسیم تھا ایک صوبہ نہادیا گیا، اور امیر معاویہ یورپ صوبہ کے والی مقرر ہوئے جس سے فتوحات کو بڑا فائدہ پہنچا، نئے مفتوحہ ملکوں میں صوبے سائے گئے،

عمال کا احتساب | عثمانی عمال کی لے عوامیوں اور اس احتساب کے سلسلہ میں ایک ان کی نگرانی | امر حاص طور سے پیش نظر رکھے کے لائق ہے، جسے بطر انداز کرتے

سے حضرت عثمانؓ کے طرزِ حکومت کے متعلق بعض غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں اگر اسے ملحوظ رکھا جائے تو بہت سے شکوک و شبہات خود بخود دور ہو جاتے ہیں وہ یہ کہ حضرت عثمانؓ فطرۃً نہایت حلیم الطبع، نرم خور اور خطایوتس تھے، آپ میں عفو و درگزر کا ہیلو غالب تھا، اس لئے آپ میں مواخذہ و احتساب کی وہ سختی نہ تھی جو

حضرت عمرؓ کا طرے اختیار تھے، اب بعض ایسے امور سے حتم یوتی و ماحاتے تھے جس پر حضرت عمرؓ سے بڑے عمدہ دار کو لے ڈالتے تھے، یہ فرق حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ میں بھی نظر آتا ہے، مثلاً حضرت خالد بن ولید سے عمدہ صدیقی میں بعض بے عنوانیاں سرزد ہوئیں، لیکن حضرت ابو بکرؓ نے انھیں نظر انداز کر دیا، اور حضرت عمرؓ کے میم اصرار کے ما و حو خالد بن ولید کو معزول نہیں کیا، لیکن جب حضرت عمرؓ حلیفہ ہوئے تو ایک دوسرے کی تنبیہ کے بعد فوراً معزول کر دیا، حضرت عمرؓ اعمال کی شان و شوکت کا سخت مایند کرتے تھے، لیکن حضرت عثمانؓ ان چیزوں سے تعرض نہیں کرتے تھے، اور اس قبیل کے معاملات میں دونوں کے طامع اور طرہ عمل میں فرق تھا،

اس طبعی فرق کی وجہ سے عمدہ عثمانی میں عمدہ فاروقی کے جیسا سمت احتساب نہ رہ گیا تھا، پھر بھی آپ کسی ایسی بے عنوانی کو نظر انداز نہ کرتے تھے جس سے اصول اسلام، اخلاق عامہ یا حکومت کے نظام پر کوئی اثر پڑتا ہو، جب کہی کسی والی کے خلاف اس قسم کی کوئی شکایت ہوتی تھی، آپ فوراً معزول کر دیتے تھے، جیسا کہ سعد بن ابی وقاص کو بیت المال کا قرض نہ ادا کرنے کے الزام میں معزول کر دیا، ولید کو شراب نوشی کے جرم میں عمدہ سے برطرف کر کے حد جاری کی، سعید بن العاص اور حضرت ابو موسیٰ استعری کو رعایا کی شکایت پر علحدہ کیا،

حج کے موقع پر تمام عامل طلب کئے جاتے تھے، اور اعلان عام ہوتا تھا کہ جس شخص کو کسی عمدہ دار کے خلاف کوئی شکایت ہو اسے پیش کرے، چنانچہ شکایتیں سنکر آپ ان کا تدارک فرماتے تھے،

حضرت عمرؓ کا طحراے اختیار تھی آپ بعض ایسے امور سے حتم پوتی فرماتے تھے جس پر حضرت عمرؓ سے بڑے بڑے عہدہ دار کو لے ڈالتے تھے، یہ فرق حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ میں بھی نظر آتا ہے، مثلاً حضرت خالد بن ولید سے عہد صدیقی میں بعض بے عنوانیاں سرزد ہوئیں، لیکن حضرت ابو بکرؓ نے انہیں نظر انداز کر دیا، اور حضرت عمرؓ کے یہم اصرار کے باوجود خالد بن ولید کو معزول نہیں کیا، لیکن جب حضرت عمرؓ حلیفہ ہوئے تو ایک دوسری تنبیہ کے بعد فوراً معزول کر دیا، حضرت عمرؓ اعمال کی شان و شوکت کا سخت مایند کرتے تھے، لیکن حضرت عثمانؓ ان چیزوں سے تعرض نہیں کرتے تھے، اور اس قبیل کے معاملات میں دونوں کے طالع اور طریق عمل میں فرق تھا،

اس طبعی فرق کی وجہ سے عہد عثمانی میں عہد فاروقی کے جیسا سمت احتساب نہ رہ گیا تھا، پھر بھی آپ کسی ایسی بے عنوانی کو نظر انداز نہ کرتے تھے جس سے اصول اسلام، اخلاق عامہ یا حکومت کے نظام پر کوئی اثر پڑتا ہو، جب کبھی کسی والی کے خلاف اس قسم کی کوئی شکایت ہوتی تھی، آپ فوراً معزول کر دیتے تھے، جیسا کہ سعد بن ابی وقاصؓ کو بیت المال کا قرض نہ ادا کرنے کے الزام میں معزول کر دیا، ولید کو شراب نوشی کے حرم میں عہدہ سے برطرف کر کے حد عاری کی، سعید بن العاصؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ استعریٰ کو رعایا کی شکایت پر علیحدہ کیا،

حج کے موقع پر تمام عامل طلب کئے جاتے تھے، اور اعلان عام ہوتا تھا کہ جس شخص کو کسی عہدہ دار کے خلاف کوئی شکایت ہو اسے پیش کرے، چنانچہ شکایتیں سنکر آپ ان کا تدارک فرماتے تھے،

سے مارا محروم میں فوجیں اتارے کی اجازت مانگی لیکن فارس کے تلخ توجہ نہ سکے اور
 اپنے اجازت نہ دی آپ کے بعد امیر معاویہ نے حضرت عثمانؓ سے درخواست کی یہ
 لے بھی پہلے انکار کیا لیکن پھر اس کے اصرار پر اس شرط کے ساتھ اجازت دیدی
 کہ بحری جنگ میں شرکت کے لئے کسی کو محصور نہ کیا جائے جو اپنی عورتی سے جانا چاہے
 وہ جاسکتا ہے چنانچہ حصول اجازت کے بعد امیر معاویہؓ نے محروم کے حریرہ قرص پر قصہ
 کیا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے قرص کی فتح سے امیر معاویہؓ اور عبداللہؓ سعد بن ابی سرح
 والی افریقہ کے حوصلے بڑھ گئے اور انھوں نے حیدر سوس کے اندر اسلامی بیڑے کو اتنی
 ترقی دی کہ وہ اس عہد کے سب سے طاقتور رومی بیڑے سے بڑھ گیا، چنانچہ ۳۱۰ھ میں جب
 قیصر روم نے چھ سو ہزاروں کے ساتھ سواہل شام پر حملہ کیا تو امیر البحر عبداللہ بن ابی سرح
 سطح سمندر پر اس کا مقابلہ کر کے رومی بیڑے کو نہایت فاش شکست دی، بحری بیڑے
 کے قیام کے بعد محروم مسلمانوں کا آماجگاہ مگیا۔

سی امیہ تلوار کے دھبی اور بڑے تپاخ اور اولوالعزم تھے، اس لئے حضرت عثمانؓ
 کے زمانہ میں قدرۃ فوجی صیغہ کو بڑی ترقی ہوئی جس کی شاہد ان کے عہد کی فتوحات ہیں
 اگر درمیاں میں سیاسی انقلاب نہ رہا ہو گیا ہوتا تو عہد عثمانی فتوحات کا دائرہ اس سے
 زیادہ وسیع ہوتا،

رفاہ عام کے کام عثمانی عہد میں رفاه عام کے بھی بہت سے کام انجام پائے، خصوصاً تعمیرات
 میں بڑا اضافہ ہوا، وفاتر کے لئے وسیع عمارتیں تعمیر ہوئیں، رعایا کی آسائش کے لئے سرک
 بنائیں اور مسافر خانے بنوائے، کوفہ میں عقیل اور اس ہبار کے مکانات خرید کر ایک وسیع

مہاں حاحہ سوایا مدینہ اور سجد کی راہ میں ایک سرائے تعمیر کرائی اور اس کے متعلق ایک مازار بسایا اور تیسری یانی کا ایک کواں کھدوایا،

مدینہ و ر | مدینہ خیر کی سمت سے تیس میں ہے اس لئے کبھی کبھی یہاں سیلاب آجاتا تھا جس سے سہر کوڑا نقصان پہنچتا تھا، حضرت عثمانؓ نے مدینہ سے تھوڑے فاصلہ پر مدینہ کے قریب سندھ مندرھوایا، اور سہر کھودا کہ سیلاب کا رج دوسری طرف پھیر دیا اس سے مدینہ کی آبادی بالکل محفوظ ہو گئی،

مسجد نبویؐ کی تعمیر | تعمیرات اور مدہی خدمات کے سلسلہ میں حضرت عثمانؓ کا سب سے روش کا زمانہ مسجد نبویؐ کی تعمیر و توسیع ہے، حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق اس کی توسیع کرائی تھی،

لیکن حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حبشہ ماکانی تانت ہوئی تو اس نے ۲۹ میں اس کی دوبارہ تعمیر و توسیع کرائی، عمارت کے لئے یونا اور تھیر لٹن نخل سے منگایا، عمارت میں مقنس تھیر استعمال کئے، ستون کو سیسے سے مصوط کیا گیا، حضرت عمرؓ کی تعمیر میں مسجد کا طول ایک سو چالیس گز اور عرض ایک سو تین گز تھا، حضرت عثمانؓ نے طول میں ۱۱ گز کا اور عرض میں ۱۱ گز کا اضافہ کیا،

ن
مصحف صدیقی کی اشاعت | مدہی خدمات کے سلسلہ میں آپ کا سب سے اہم کارنامہ مسلمانوں کو ایک قرأت اور ایک مصحف پر متحد کرنا ہے، یہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ کتنی صورت میں کلام اللہ کی تاوین حضرت ابو بکرؓ ہی کے زمانہ میں ہو چکی تھی لیکن اس کی اشاعت نہ ہوئی تھی، کلام اللہ کے بعض الفاظ کا املا اور ان کا تلفظ مختلف طریقوں سے ہو سکتا ہے

۱۱۹۱
۲۸۴۲ھ و فارار الوارح ۲۵۴۲ھ ایضاً ۲۱۴۲ھ اس اثیر ۳۳۹ھ و یعقوبی ۱۱۹۱ھ

جینا یہ مختلف صحابہ املا اور تلمع مختلف طریقوں سے کرتے تھے لیکن اس سے معنی پر کوئی اثر نہ پڑتا تھا۔
 اس لئے صحابہ میں اس حیثیت اختلاف کی کوئی اہمیت نہ تھی، لیکن اب مسلمانوں میں
 جن کی مادری زبان عربی نہ تھی، اسکی بڑی اہمیت ہو گئی، ہر مقام کے لوگ اپنی قرأت
 کو صحیح اور دوسرے کی قرأت کو غلط سمجھے لگے، حضرت حدیفہؓ نے یہاں ایک ہمارے میں تشریف
 ہوئے، انھوں نے اہل عجم کا یہ اختلاف دیکھا تو انھیں خوف پیدا ہوا کہ کہیں قرآن میں
 اختلاف نہ پیدا ہو جائے، اسی وجہ سے انھوں نے واپس آکر حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ اے ابوبکر
 اگر خدا اس کا تدارک نہ کیا گیا، تو عیسائیوں اور رومیوں کی طرح مسلمان بھی خدا کی کتاب
 میں اختلاف پیدا کر دینگے، ان کے توجہ دلانے پر حضرت عثمانؓ نے عہد صدیقی کا مدون
 کیا ہوا نسخہ جو حضرت حفصہؓ کے پاس محفوظ تھا، منکایا اس کی نقلیں کرا کے تمام ممالک اسلامیہ
 میں بھجوائیں، اس کے علاوہ اور کلام اللہ کے حونٹے تھے انھیں تلف کر دیا، اس سے
 ساری دنیا کے مسلمانوں کا اتفاق ایک قرآن پر ہو گیا،
 مودوں کی تنخواہ | مساحد کے لئے تنخواہ دار مودوں مقرر کیے گئے،

متفرق خدمات | خلیفہ وقت کا ایک اہم فرض مسلمانوں کی مذہبی تعلیم اور ان کی اخلاقی
 اصلاح و تربیت ہے، حضرت عثمانؓ مدینہ میں اس فرض کو بہت پسند فرماتے تھے
 مسلمانوں کو مذہبی مسائل بتاتے، انھیں اس کی عملی تعلیم دیتے جس کے واقعات حدیث کی
 کتابوں میں ہیں،

لے یعنی بعض الفاظ ایک سے زیادہ طریقوں سے لکھے جاسکتے ہیں، اور اسی طریقہ سے اس کا تلمع
 بھی کیا جاسکتا ہے، لیکن اس سے معنی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔
 میں اس کی پوری تفصیل ہے ۳۷ تا ۴۱ مختلف الفاظ میں ۱۶۴،

مارخ السالی کی دھ سے اہل مدینہ میں لہو و لعب کے متاعل پیدا ہو چکے تھے، چنانچہ
کبوتر مازی اور غلیل ماری خوش حال لوگوں کا دحبیب مشعلہ ہو گیا تھا، حسرت عثمانؓ نے
ان دونوں متاعل کو روک دیا،

مصل وکماں | حضرت عثمانؓ حاصل حاشیہ نشینانِ ساطِ نوت میں تھے، اس لئے شیخین
کی طرہ آئی و اسے بھی علم و عمل کا نمونہ تھی، کاں ممس جمع من العلم والعدلؓ،
آپ کو ابتدا سے لکھنے پڑھنے کا دوق تھا، چنانچہ زمانہء جاہلیت سے آپ نوتست و
خوابد سے واقف تھے،

تحریر میں ہمارت کی دھ سے کتابتِ وحی کی طیل القدر خدمت آپ سے متعلق
تھی، تشری و خطا ت میں آپ کو کوئی حاصل امتنا نہ تھا، لیکن تحریر و لکس ہوتی تھی،
آپ کی تحریر کے نمونے، بیخون میں مذکور ہیں،

مدہبی علوم میں آپ کا یا یہ بلند تھا، کاں ممس جمع من العلم والحمدؓ،
کلام اللہ کے ساتھ آپ کو حاصل صف تھا، اس کی تعلیم انھوں نے حاصل ربان ہو
سے حاصل کی تھی، ایک ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے، بعض روایتوں
سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خود بھی کلام اللہ کا ایک نسخہ مرتب کیا تھا، اس دوق نے
کلام اللہ میں آپ کا علم ہست وسیع کر دیا تھا،

احادیثِ نبوی کے بھی ممتاز حفاظ میں تھے، درووی حملہ کثیرۃ من العلماءؓ

لتاریخ الخلفاء ص ۱۶۵، ۱۶۶ تذکرۃ الحفاظ ص ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱

لیکن کلام رسول میں تغیر و تبدل کے خوف سے روایت مست کم کرتے تھے، فرماتے تھے کہ احادیث بیاں کرنے میں یہ امر مانع آتا ہے کہ ممکن ہے اور صحابہ کئے مقابلہ میں میں حدیث کو زیادہ صحیح محفوظ نہ رکھتا ہوں، اور میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ جو شخص میری طرف ایسا قول منسوب کرے گا جو میں نے نہیں کہا ہے اس کو چاہئے کہ ہم میں اپنا ٹھکانا بنانے کے لئے تیار رہے!

اس خطرہ سے آپ مست کم روایتیں کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی مرفوع روایات کی کل تعداد ۱۴۴ ہے،

فقہ میں اگر یہ آپ کا یا یہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے برابر تھا، لیکن آپ بھی محمدؐ کی حیثیت رکھتے تھے، اور دوسرے صحابہ آپ کے اجتہاد سے استناد کرتے تھے، آپ کے فقہی اجتہاد کے مست سے واقعات حدیث کی کتابوں میں یہ کور ہیں، عظم فرائض میں آپ جماعت صحابہ میں ممتاز تھے، عہد صحابہ میں اس فن کے دو بڑے عالم مانے جاتے تھے، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عثمانؓ، اسی دو بزرگوں نے اس فن کو باقاعدہ مرتب کیا، شیخین کے عہد میں وراثت کے جھگڑوں کا فیصلہ، اور اس کی مستحکات کو حل ہی دو بزرگوں نے کیا، اس عہد کے بزرگوں کا خیال تھا کہ اگر یہ دونوں اٹھ گئے تو عظم فرائض کا حاتمہ ہو جائے گا،

سیرۃ النبی | حضرت عثمانؓ عہدِ عالیت سے بڑے صاحبِ ثروت تھے، لاکھوں روپیہ کا تجارتی کاروبار تھا، لیکن زندگی کے کسی دور میں بھی آپ کا دامن تمول کے رے نتائج

لے مسد احمد ج ۱ ص ۶۵، لے بخاری کتاب العسل و مسند احمد ج ۱ ص ۶۵، لے کراچی

سے آلودہ نہ ہوا،

حیت الہی اور آپ سہایت رقیق القلب تھے، آپ کا دل ہمیشہ خوفِ الہی سے معمور
 رقت قلب رہتا تھا، جب کسی قبر کے یاس گدرتے تو اتنی رقت طاری ہوتی کہ
 واڑھی آسوں سے تر ہو جاتی ہے

مواہد قیامت کا | آخرت کے مواہد کا اتنا خوف غالب تھا کہ فرماتے تھے کہ اگر مجھ کو یہ علم
 خوف ہو کہ مجھے جنت ملیگی یا دوزخ تو میں اس کا فیصلہ ہونے کے مقابلہ میں

حاک ہو جانا پسند کروں گا، اس خوف کا اثر آپ کے ہر عمل میں نمایاں تھا،

حضرت عثمان کے ساتھ | حضرت عثمان کے ساتھ گونا گونا گون تعلقات اور آپ کے خدمات
 محنت سوی اسلامی کی نابیر رسول اللہ صلعم کو آپ کے ساتھ خاص تعلق تھا، اس

تعلق کی سبب آپ نے دو مرتبہ ان کو ایسے تشریف مصاہرت سے لوارا اور اپنی صاحبزادی
 حضرت رقیہؓ کو آپ کے ساتھ بیاہ دیا، لیکن یہ دولت بہت جلد آپ سے چھین گئی، حضرت عثمانؓ

کو اس کا بڑا قلق تھا، ان کی یریشانی کو دیکھ کر آنحضرت صلعم نے ان سے یوحیا عثمان کیا
 حالت ہے؟ عرض کی مابی است وامی یا رسول اللہ، اس سے بڑھ کر مصیبت کیا ہو سکتی
 ہے کہ ذات نبویؐ سے میرا رستہ منقطع ہو گیا، یہ سکر آئے ان کی تسکین خاطر کے لئے

دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کا عقد ان کے ساتھ کر دیا، اور فرمایا اگر میری نو زکیا
 ہوتیں اور وہ مرتی حاتیں تو میں برابر یکے ما دیگرے عثمان کے ساتھ بیاہتا چلا جاتا،

محنت رسول | حضرت عثمانؓ کو بھی ذات رسالت کے ساتھ والہانہ تعلق تھی آپ کے
 حصول رضا کے لئے اپنی کل کائنات نثار کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے تھے پھر

لے کر اعمال ج ۶ ص ۳۰۲، ۳۰۵ ایضاً ص ۳۰۵ اس میں دو روایتوں کو یکجا کر دیا گیا ہے،

صلعم کی ادنیٰ تکلیف کو دیکھ کر تڑپ جاتے تھے، ایک مرتبہ اہل بیت نوئی یرکئی دن
 حضور فاطمہ سے گزر گئے، حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا تو یحییٰ بن ہو کر رونے لگے اور اسی وقت
 کئی بورے گیسون، آٹا، کھجور، مکری کا گوشت اور تین سو نقد لے جا کر حضرت عائشہؓ
 کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ جب اس قسم کی ضرورت پیش آئے، تو عثمانؓ
 کو یاد فرمایا جائے،

احرام رسول | ذات نوئی کا اتنا احترام تھا کہ جس ہاتھ سے آنحضرت صلیع کے دست
 حق یرست یرسیت کی تھی اسے تا عمر حل نہاست سے مس نہیں کیا،

اتباع سنت ویاس | اس محنت و استراحت کا یہ فطری نتیجہ تھا کہ آپ کی زندگی سرتاپا اتباع
 فرماں رسول سنت میں ڈوبی ہوئی تھی، آپ کا فرمان ہر دم و ہر خطہ پیش نظر

رہتا تھا، آپ کے اتباع سنت کے واقعات حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں، آپ کے
 فرمان کا اتنا لحاظ رکھا کہ جان ویدی لیکن دشمنوں کا مقابلہ کرنے پر آمادہ نہ ہوئے،

اتفاق فی سبیل اللہ | آپ کا طمراے امتیاز راہِ خدا میں فیاضی ہے، جیسا خدا نے ایک
 غنی بنایا تھا، ویسے ہی آئینے اس کی راہ میں بے دریغ دولت لٹائی، اس کے واقعات

اوپر گزر چکے ہیں، دولاکھ اسیر فی مالیت کی مستقل جائداد راہِ خدا میں وقف کی تھی،
 بیاضی | آپ طبعاً فیاض و سیر خرم تھے، سیکڑوں میواؤں، تیمون اور اینے غریب اعزہ

کی یرد رت کرتے تھے، ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے تھے، آپ کی غیر معمولی فیاضی
 ہی کی وجہ سے آپ کے دشمنوں کو آپ کے خلاف غلط واقعات متہور کرنے کا موقع ملا،

جیا | آپ کا دوسرا امتیاز می وصف جیا ہے، آپ طمعا اتنے ماجیا تھے کہ رسول اللہ صلیع
 لے کر العمال ج ۶ ص ۳۷۶ ان صحیح ۲ ق آمد کہ عثمانؓ لے ان صحیح ۳ ق ص ۳۷۶ لے نہتہ
 الامار علی

آپ کی سیاحی جاری رہا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ حیدرآباد کے ساتھ تشریف لے گئے اور راولپنڈی کے کیراڑ میں مقیم ہوئے، آپ نے یہ کہا کہ تھوڑی دیر میں حضرت عثمان تشریف لائے ان کے دیکھنے کے لیے کیراڑ میں مقیم ہوئے، آپ نے کہا کہ عثمان کی سیاحی تو کبھی نہ سروسٹھل آئے۔ وہ سب صبر و تحمل اور عفو و درگزر ہے، آپ علم و عفو کا سیکر تھے، آپ اس وصف کا اتنا علم رکھتے تھے کہ لوگ اس سے راجا فائدہ اٹھاتے تھے انہی اعمال کی بے عنوانی آپ نے اپنی وصف کا ثبوت کسی حالت میں بھی علم و صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا تھا، آپ کے خلاف کتنا طوفان مچا ہوا مخالفین نے رُودِ درو گستاخیاں کیں لیکن اس سیکر علم نے یہ صبر و تحمل کے کوئی حاسب نہ دیا، اگر آپ چاہتے تو آپ کی تہادہ ہاتھ پہنچنے کی ہدایاں نہ مانتے لیکن آپ نے جان دیدی مگر صبر و تحمل کے ساتھ ساتھ۔

تو اصح | آپ کے پاس نوڈی غلاموں کی تھی یہ بھی لیکس اپنے کاموں کے لئے ان کی راحت میں غل نہ ڈالتے تھے، سب کو تھکے وقت کسی غلام کو نہ جگاتے خود ہی بانی لے کر وضو کرتے دس کیا گنا، آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں کسی غلام کو حنگ بیا کیجئے، فرمایا رات کا وقت ان کے آرام کے لئے ہے،

دریہ معاش | حضرت عثمان قرنی ملک عرب کے دولت ترین لوگوں میں تھے، لاکھوں روپیہ کا آپ کا تجارتی کاروبار تھا، ایسی غیر معمولی ثروت کی دھ سے غنی کہلاتے تھے، نقدی دولت کے علاوہ متعدد علاقے تھے، جبرین آنحضرت صلعم نے ایک جاگیر عطا فرمائی تھی، اس کے علاوہ آپ نے بعض زمینیں خریدی تھیں آپ کی

لے سحاری سابق عثمان، اسے اس سحر ۳ ق ۱ ص ۱۱۱،

دولت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ زندگی میں لاکھوں روپیہ صرف کرنے کے بعد بھی شہادت کے وقت علاوہ حامیوں کے مینتیں^{۳۵} لاکھ درہم اور ڈیڑھ لاکھ دینار نقد چھوڑے۔
 عدو لباس | آپ شروع سے لے کر آخر تک دولت و ثروت کے گوارہ میں رہے۔
 زندگی کے کسی دور میں عسرت و تنگدستی سے سائلہ نہ پڑا تھا، اس لئے سخت اور برحق زندگی کے عادی نہ تھے، آرام و آراستہ کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے، خوش خوراک و خوش لباس تھے، دسترخوان وسیع تھا، لیکن اس میں خاص اہتمام نہ تھا، اچھے لباس کے ساتھ معمولی کپڑے بھی پہنتے تھے، کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ چار یا پنج درہم کی تہمین مسجد آتے تھے۔



حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۳۵۷ء مطابق ۶۵۶ء

۳۵۸ء مطابق ۶۵۷ء

ترجمہ علی بن ابی طالب | حضرت عثمان کے بعد حضرت علی بن ابی طالب خلیفہ ہوئے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی تھے، آپ کے خاندان ہی ہاتھم کو کہہ کی تو کی وجہ سے سارے عرب میں مذہبی سیادت حاصل تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی چچا تھے لیکن آپ کو جو تعلق خاطر حضرت علیؑ کے والد ابوطالب کے ساتھ تھا وہ کسی کے ساتھ نہ تھا، ابوطالب اس زمانہ میں حکمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرف سے مشرکین مکہ کے زور میں گھرے ہوئے تھے آپ کی حمایت اور پشت پناہی کرتے تھے ان کی بیوی یعنی حضرت علیؑ کی والدہ فاطمہ بھی آپ پر بڑی شفقت کرتی تھیں، اس لئے آپ کو ابوطالب اور اس کی اولاد کے ساتھ خاص انس و محبت تھی،

ابوطالب کی مالی حالت اچھی نہ تھی، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا کا مارہلا کرنے کے لئے حضرت علیؑ کو اپنے دامن پرورش میں لے لیا تھا، اس طرح اتنا ہی سے حضرت علیؑ نے آغوشِ ہوت میں پرورش پائی، اسی کا یہ اثر تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول

اسلام کی دعوت دی تو سب سے پہلے سبھی کے لئے لیک کہا، جو مکہ حضرت علیؑ کو امتدادی
 سے تربیت حاصلی تھی، اس لئے زمانہ جاہلیت کی تمام آلودگیوں سے آپ کا دامن محفوظ
 بقول اسلام کے بعد حضرت علیؑ وعظ و سید کے علوم اور تبلیغ اسلام کے مجموعہ میں
 ہر وقت آنحضرت صلعم کے ساتھ رہتے تھے، دعوت کے چوتھے سال حب قرسی اعزہ
 کو عذاب الہی سے ڈرانے کا حکم نازل ہوا اور آپ نے اس کی تعمیل کے لئے کوہ صناعہ
 اپنے حامدان والوں کو جمع کیا، اور ان سے فرمایا کہ اے بنی مطلب میں تمہارے سامنے
 دیا اور آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں، تم میں سے کون میرا ساتھ دیتا ہے اور
 کون میرا معاویوں و مددگار بنتا ہے تو اس کے جواب میں صرف ایک آواز آئی کہ
 گوین عمر بن جھوٹا مومن اور سیری ڈالین کمزور ہیں تاہم میں آپ کا معاون و مددگار
 اور قوت مار و مومن گا، یہ آواز علی بن ابی طالب کی تھی، آنحضرت صلعم نے تین مرتبہ
 اس سوال کو دہرایا، اس کے جواب میں ہر مرتبہ علیؑ ہی کی آواز آئی اس صلہ میں آپ نے
 ان کو یہ اعزاز بخشا کہ تم میرے واسط اور بھائی ہو، یہ صرف زبانی دعویٰ نہ تھا، عمل
 کچھ اس سے بڑھ کر بھی تھا، ہجرت کے واقعات میں اس کی تفصیلات پڑھ چکے ہو،
 مدینہ آنے کے بعد ۳۳ھ میں آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ کو اپنی دامادی کا سر
 بنجا، اس وقت سے حضرت علیؑ کی مستقل زندگی شروع ہوئی ہجرت مدینہ کے بعد عروا
 کا سلسلہ شروع ہوا، حضرت علیؑ ان تمام عرواات اعداد، مدر، حندق، ہی قریطہ اور خنین
 وغیرہ میں کارہائے نمایان دکھائے، جن کی تفصیلات اوپر گزر چکی ہیں، اس لئے یہاں
 ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں، متعدد سرایا آپ کی ماتحتی میں بھیجے گئے، جن میں اپنے کام
 کے ساتھ سرانجام کو پہنچایا، آنحضرت صلعم کی آخری خدمت یعنی آپ کے غسل اور تجہیز و تکفین

و غیر کی سعادت بھی آپ ہی کے حصّہ میں، انی غرض شروع سے آخر تک آپ رسول اللہ ﷺ کے دست و مار و رہے،

آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد آپ قدرۃ خلافت موسیٰ کے متوقع تھے، اس لیے حضرت ابوبکرؓ کے انتخاب سے آپ کو آزر دگی پیدا ہوئی، لیکن بھر بہت جلد دور ہو گئی اور آپ دونوں خلفاء کے زمانہ میں مجلسِ ستوری کے رکس رہے، حضرت عمرؓ کو حصّہ کے ساتھ آپ کے معید ستورون پر نرا اعتماد تھا، آپ نے اپنے ستوروں سے خلافت اسلامیہ کو بہت فائدہ پہنچایا جس تک اس جلا حضرت عثمانؓ کی بھی حمایت کرتے رہی۔

خلافت

سیت خلافت | حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد تین دن تک منہ خلافت جالی رہی، مدینہ میں ستور قیامت یا تھا، ہر طرف مانگی چھائے ہوئے تھے، لیکن خلافت کا انتظام ہر حال ضروری تھا، اس وقت اکا رصحاء میں حضرت علیؓ ہی کی ذات ایسی تھی، جس پر سب کا اتفاق ہو سکتا تھا، چنانچہ ہما حریٰ و انصار حنّین حضرت طلّہؓ و زبیرؓ بھی تھے، آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ خلیفہ کا انتخاب ضروری ہو، حضرت علیؓ نے یہ اشارہ ٹھکروا ب دیا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں جسے تم منتخب کرو گے میں بھی اسے قبول کروں گا، ان لوگوں نے عرض کیا کہ آئیے علاوہ ہم کسی دوسرے کو منتخب ہی نہیں کر سکتے، کسی حیثیت سے آپ کے علاوہ کوئی دوسرا اس اعزاز کا مستحق نہیں ہے، حضرت علیؓ نے پھر عرض کیا کہ امیر ہونے کے مقابلہ میں مجھے وریر ہونا زیادہ پسند ہے، آخر میں لوگوں نے پھر عرض کیا کہ ہم لوگ آپ ہی کے ہاتھ

بدقسمتی سے قاتل جس جماعت سے تعلق رکھتے تھے، اس نے حضرت علیؑ کے ہاتھوں پر معیت کر لی تھی، اس لئے آگے چل کر صُحّاء کو خود اس سے تصاص لینے کا خیال پیدا ہو گیا، جس کے نتیجہ میں جنگ جمل ہوئی، جس کے حالات آئندہ آئیں گے،

امیر معاویہ کی معرونی | حضرت علیؑ کے لئے یہ ایک دستوار مرحلہ تو تھا ہی کہ آپ کی اوراں کی محالیت

محض سیاسی فروگزاشتوں سے ایک دوسری نازک صورت پیدا ہو گئی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت علیؑ عثمانی سہد کے اکتہ سال حصو صا امیر معاویہ والی تمام کے سخت خلاف تھے، اس لئے تحت خلافت یہ قدم رکھتے ہی آپ نے ان سب کو معزول کر دینے کا فیصلہ کر لیا، حضرت علیؑ کے عاقبت امین خیر خواہوں نے اس کی مخالفت کی، امیر معاویہ نے سیاست و تدبیر میں امیر معاویہ کے ہم پائے تھے، حضرت علیؑ سے عرص کیا کہ ابھی آپ معاویہ اور دوسرے عثمانی عمال کو ان کے عہدوں سے نہ ہٹائیے، جب وہ معیت کر کے آپ کی خلافت تسلیم کر لیں اس وقت حودل میں آئے کھینکا، لیکن حضرت علیؑ نے نہایت سختی سے انکار کیا، حضرت ابن عباسؓ کو خبر ہوئی تو انھوں نے بھی سمجھا یا کہ ابھی معاویہ کو معزول نہ کیجئے، اگر وہ اپنے عہدہ پر قائم رہیں گے تو پھر انھیں اس کی پروا نہ ہوگی، کہ کون خلیفہ ہے، لیکن اگر وہ معزول کر دیئے گئے، تو عثمان کے قصاص کی دعوت لے کر اٹھ کھڑے ہوں گے، اور سب تمام و عراق کو آپ کے خلاف کر دینگے، لیکن حضرت علیؑ نے ان کا متورہ بھی قبول نہ فرمایا، اور ۳۶ مین تمام عثمانی عمال کی معزولی کا فرمان جاری کر دیا، اوراں کی جگہ نے عمال مقرر کئے، اسی سلسلہ میں تمام پر سہیل س خیف کا تقرر ہوا اور وہ تمام روانہ ہو گئے

امیر معاویہؓ خود بڑے ماتریر تھے، پھر میں انہیں سال سے تمام کے والی چلے آئے تھے، یہاں ان کا بڑا اثر تھا، انہیں معرول کرنا آسان نہ تھا، چنانچہ انھوں نے سہیل بن صیف کو نام کے حدود میں نہ داخل ہونے دیا اور تمام کی سرحد توک ہی سے واپس کر دیا، امیر معاویہؓ کو معرول کر لے کے ساتھ ہی حضرت علیؓ نے ان کے یاس معیت کیلئے علیحدہ ایک خط لکھا تھا بڑے بڑے صحابہ تک حضرت عثمانؓ کی دردناک تہنات خصوصاً آپ کے قاتلون کا تہ نہ چلے سے سخت متاثر تھے، امیر معاویہؓ نے اس سے فائدہ اٹھایا اور مدینہ سے حضرت عثمانؓ کا خون آلودیرا ہوا اور نالہ کی کٹی ہوئی انگلیاں مرگا کر، دست کی جامع مسجد کے منبر پر اوپر ان کو دیا، اس تدبیر سے تمام کے مسلمانوں کے جذبات بھڑک اٹے اور حق آتے تھے اور اس منظر کو دیکھ کر راز راز رہتے تھے،

امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے قاصد کو روک لیا تھا یہ مطر دکھانے کے بعد واپس کیا، اور اس کے ہنر ابا قاصد ایک سادہ لفافہ دے کر حضرت علیؓ کے یاس بھیجا، حضرت علیؓ نے اسے کھولا تو کچھ نہ تھا، آپ کو حالات کا کچھ اندازہ ہو چلا تھا، آپ نے قاصد سے پوچھا میں کیا حال ہے، اس نے کہا تمام کے ساتھ ہر ایشیوخ عثمانؓ کے یرہن پر رہے ہیں اور قصاص لینے کا عہد کر چکے ہیں اسوقت حضرت علیؓ کے سامنے حقیقت واضح ہوئی آپ نے فرمایا خدا یا میں عثمانؓ کے خون سے بری ہوں،

امیر معاویہؓ کے مقابلہ کی | اب حضرت علیؓ کو واقعات کا پورا اندازہ ہو گیا، اس نے تیاریاں | آپ نے امیر معاویہؓ کے مقابلہ کی ساریاں شروع کر دیں، یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں کی تلواریں آپس ہی میں لے نیام ہونے والی تھیں، اس نے

اگر صحابہ اس کی ترکت کے بارہ میں متروک تھے، نہ تو ان کی مخالفت کی یا کم از کم غیر جاندار رہے، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور محمد بن مسلمہؓ بھی مدینہ میں تھے، حضرت علیؓ نے ان سے پوچھا کہ ”مجھے تم لوگوں کی جانب سے ایسی خبریں ملی ہیں، کیا واقعہ ہے؟“ حضرت سعد بن وقاصؓ نے فرمایا، اگر اس جنگ میں آپ میری شرکت چاہتے ہیں تو ایسی تلوار عنایت کیجئے جو کافر و مسلمین امتیاز کرے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ آپ ایسی جینز میں ترکت کے لئے مجھ کو مجبور نہ کیجئے جس کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ میں نہیں کر سکا، حضرت محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں ایسی تلوار کو نہ کروں کہ مقابلہ میں استعمال کروں اور جس مسلمانوں سے جنگ کا وقت آئے تو اس کو کوہ احد کے پتھر پر ٹک کر توڑ دوں، جیسا یہ کلین نے اس کو لوڑ دیا، حضرت اسامہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ مجھے اس میں ترکت سے معاف رکھا جائے، میں نے عہد کیا ہے کہ کلین ہمداد پر پڑھنے والے سے جنگ نہ کروں گا، حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ حضرت علیؓ سے اجازت لے کر مکہ چلے گئے، عرصہ اکثر محتاط صحابہ نے اس میں ترکت سے احتراز کیا تاہم بعضوں نے اپنے خدمات بھی پیش کیں، اصلاح و وقاص کے لئے | ابھی حضرت علیؓ امیر معاویہؓ سے مقابلہ کرنے کی تیاریوں میں تھے، عاکشہؓ کی آمادگی مصروف تھے کہ اس سے زیادہ صحت اور نارک صورت

حالی پیدا ہو گئی،

حضرت عاکشہؓ ہر سال حج کے لئے تشریف لے جایا کرتی تھیں، چنانچہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے زمانہ میں وہ مکہ ہی میں تھیں، یہیں آپ کو واقعہ ہمداد کی اطلاع

ٹی، اس کے بعد پیہم مدینہ میں مدامنی کی خیرین ملین، کہ سے واپسی میں راستہ میں آپ کے ایک قریبی عزیز نے اطلاع دی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے، حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اور مدینہ میں مدامنی میا ہئے،

یہ اطلاع پا کر آپؐ کہ لوٹ گئیں، اس کے بعد ہی حضرت طلحہؓ و زبیرؓ پہنچ گئے، انھوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ مدوون اور عوام الناس کے ہاتھوں بھاگے چلے آ رہے ہیں، مدینہ میں لوگ حیران و سرگرداں ہیں، ال کا حال یہ ہے کہ یہ حق کو پہچان سکتے ہیں اور نہ باطل سے گریز کر سکتے ہیں، اور نہ ال میں اپنی حفاظت کی طاقت ہے؟

یہ حالات سن کر حضرت عائشہؓ نے حضرت عثمانؓ کے خونِ بے گناہی کے قصاص اور فتنہ و مساو کی اصلاح کی دعوت دی، آپ کے واپس آنے کی خبر سن کر بہت سے مسلمان جمع ہو گئے تھے، آپ نے ان کے سامنے ایک مختصر تقریر کی،

لوگو! مختلف ملکوں کے عوام، انبیوں اور اہل مدینہ کے غلاموں نے جید معمولی ماتون پر اس شخص (حضرت عثمانؓ) کو مظلوم تہید کر دیا، ان کے پاس اس فعل کی کوئی حجت نہ تھی، انھوں نے سرکشی کر کے حرام خون بہایا، ملد حرام اور تہر حرام کو حلال کیا، ناجائز طریقہ سے دوسرے کے مال پر قصہ کیا، ہذا کی قسم عثمانؓ کی ایک انگلی ان کے جیسے سارے روے زمین کے عوام سے بڑھ کر ہے؟

اور لوگو! کو یہ کہہ کر قصاص پر ابھارا،

’من اس لئے واپس آئی ہوں کہ عہدِ مظلوم سید کر دیئے گئے، اس تورہ
عونا اور قسہ و ساد کی اصلاح اس طرح ہوگی عہد کے خون کا قصاص لیکر
اسلام کو معرکہ کرو،

حلیفہ مظلوم کے قصاص کی دعوت تھی او! ام المومنین کی رہائش سیکڑون ملک
ہزاروں سلمان سرفروشی کے لئے آمادہ ہو گئے، اس سے پہلے عبداللہ بن عامر حضرمی
والی مکہ نے اس دعوت کا جواب دیا، اموی خاندان کے وہ تمام اورد جو مکہ بھاگ گئے
تھے ساتھ ہو گئے، ایک رئیس یحییٰ بن امیہ نے چھ سواونٹ اور چھ لاکھ درہم نقد تیس
عبداللہ بن عامر نے اعلان عام کر دیا کہ جو شخص اس دعوت میں شریک ہو مایا ہے
اور اس کے پاس سواری اور راہ راہ کا سامان نہ ہو اس کو پورا سامان دیا جائے گا
چنانچہ چھ سو سواریوں اور ان کے پورے اخراجات کا انتظام کیا، صرف حریم کے
ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ دیا، کل آدمیوں کی مجموعی تعداد تین ہزار تھی، ان کے علاوہ
تمام اہمات المومنین ساتھ چلے گئے، آمادہ ہو گئے۔

اس تیاری کے بعد حضرت عائشہ کی رائے تھی کہ اصل مقصد مدینہ کے حالات کی
اصلاح ہے اور سائنی جماعت اور قاتلین عثمان کا گروہ بھی وہیں ہے اس لئے
سیدھے مدینہ چلنا چاہئے کچھ لوگوں کا متورہ تمام چلنے کا تھا، لیکن آخر میں بصرہ جانے
کی رائے قرار پائی، مدینہ جانے میں اہمات المومنین بھی ساتھ دیے گئے، آمادہ
تھیں، لیکن نصراً ارادہ ہوئے، بعد انہوں نے ارادہ ترک کر دیا، صرف حضرت حفصہؓ نے
یہاں بھی ساتھ دیا چاہا، لیکن ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے روک دیا،

درحقیقت مسلمانوں کے لئے یہ بڑی آزمائش کا وقت تھا، یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں کی تلواریں مسلمانوں کے مقابلہ میں لے نیام ہونے والی تھیں، اس لئے محتاط نزرگ اس میں شرکت پسند نہ کرتے تھے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر کو جب شرکت کی دعوت دی گئی تو انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں اہل مدینہ کے ساتھ ہوں خودہ کرینگے، میں ان کی تقلید کروں گا، یہ مسئلہ ایسا نازک تھا کہ محتاط لوگ بھی کوئی فیصلہ نہ کر سکتے تھے، ایک طرف ام المؤمنین تھیں، مطلقاً اور شہید خلیفہ کے حوں بیگناہی کی دعوت تھی، دوسری طرف خلیفہ وقت علی رضی اللہ عنہ تھے،

لہرہ کی روانگی | غرض صفر ۵۳ھ میں حضرت عائشہ مدینہ سے روانہ ہو گئیں، رحلت ہوتے وقت مسلمان اسلام کی اس نازک گھڑی پر رازدار روتے تھے، طبری کے یہ الفاظ ہیں کہ اس دن مسلمان اسلام پر اتنا روتے کہ اس سے پہلے کسی نہ روئے تھے، اس دن کا نام ہی یوم الحیب "یوم گریہ" پڑ گیا،

ص وقت حضرت عائشہ مدینہ سے مکلی بن حیب و راست مسلمانوں کا ہجوم تھا، اس ہجوم میں مخلص مسلمانوں کے ساتھ ہمت سے مقصد بھی شامل ہو گئے تھے جس کا کام جنگ کی آگ کو بھڑکانا تھا،

راستہ میں حوآب کے حیمہ پر قافلہ پہنچا تو حضرت عائشہؓ نے کتون کے بھونکنے کی آداریں سنیں، یو چھایا یہ کون حیمہ ہے، معلوم ہوا حوآب، یہ سکر فرمایا مجھے یہیں سے واپس کر دو، رسول اللہ صلم نے فرمایا تھا کہ تم ان میں سے نہ ہو جا جس پر حوآب کے کتے بھونکین گئے، لیکن جالیس آدمیوں نے قسم کھا کر شہادت دی کہ حوآب کا حیمہ

ہم اصلاح کے لئے اٹھے ہیں، جس کا خدا اور رسول نے ہر جھوٹے بڑے اور
 رں و مرد کو حکم دیا ہے، یہ ہے ہمارا وہ یکس مقصد جس پر تم کو آمادہ کر رہے
 ہیں اور جس کی برائی سے تم کو روکنا چاہتے ہیں؛

یہ خواب سر عثمان بن حنیف کے ایک قاصد عمر بن حصین الی جھگڑوں سے
 الگ ہو کر گھر بیٹھ گئے، اور عثمان بن حنیف نے رور حضرت عائشہؓ کو روکنے کا ارادہ
 کیا، بعض لوگوں کو سمجھایا کہ تمہارے اس طرز عمل سے ایسی نازک صورت پیدا ہو جائیگی
 کہ پھر اس کی تلافی نہ ہو سکے گی، جب تک علیؓ نہ آجائیں اس وقت نرمی اور صلح و اُستی
 سے کام لو، لیکن عثمان نے یہ متورہ قول نہ کیا اور روج کو تیاری کا حکم دے کر مقابلہ کیا
 نکلا، حضرت طلحہؓ و زبیرؓ بھی مقابلہ کے لئے پڑھے، اس موقع پر حضرت عائشہؓ نے میسر
 ایک تقریر کی،

لوگ عثمان پر اعتراض کرتے تھے اور ان کے عہدہ داروں کی برائیاں
 بیاں کرتے تھے، اور مدینہ اکرم سے شکایتیں میان کر کے متورہ جاتے تھے
 ہم ان شکایتوں پر غور کرتے تو عثمان کو سیکو کارڈ پر ہیر گارا اور راست ماز اور
 شکایت کرنے والوں کو گھگھارا عدار اور جھوٹا بیا تے تھے، ان کے دل میں
 کچھ تھا اور رماں پر کچھ حسب ان کی تعداد اور قوت بڑھ گئی، تو عثمان کے
 گھر میں گھس گئے اور بغیر کسی سب اور عدد کے معصوم حوں بہایا، قابلِ عزت
 تہر کی نے حرمی کی،

آگاہ ہوا کہ وہ حکام تمہیں کر رہے ہیں، اور جس کے خلاف کر رہا ہے
 وہ عثمان کے قاتلوں کی گرفتاری اور کتاب اللہ کے احکام کا احراز سے

مداواتا ہے اَلَمْ تَرَ اِیَّی الدِّیْنَ اُولَیِّ اَلْبَسَاتِیْنِ اَلْکِتَابِ یَدْعُوْنَ
 اِلَیْ کِتَابِ اللّٰهِ نہ بھیجی کیا تم اں لوگوں کو نہیں دیکھتے جس کو کتاب اللہ
 کا ایک حصہ دیا گیا ہے کہ کتاب اللہ کی حاسب اں کو دعوت دیا جاتی ہے،
 سامعین کے دلون پر اس تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ خود عثمان بن حنیف کے سامعین
 میں سے ایک جماعت نے یہ لکھ کر کہ ”ام المؤمنین یح فرماتی ہیں“ اس کا ساتھ چھوڑ دیا،
 لیکن عثمان اس وقت بھی اپنے ارادہ سے مارہ آیا، اور حضرت علیؑ کے آنے
 سے پہلے جگ ہو گئی، عثمان شکست کھا کر گرفتار ہوا، پھر حضرت عائشہؓ کے
 حکم سے رہا کر دیا گیا، عثمان کے شکست کھانے کے بعد اس کی جماعت کے بہت سے
 سائی اور تابعین عثمان کی جماعت کے آدمی پکڑ کر قتل کر دیئے گئے، اس سے نصرہ
 میں ایک جماعت حضرت عائشہؓ کے خلاف ہو گئی تھی۔

حضرت علیؑ کی تیاریاں اور گزر چکا ہے کہ حضرت علیؑ امیر معاویہؓ کے مقابلہ کی تیاریاں
 کر رہے تھے، کہ آپ کو حضرت عائشہؓ کے قصاص عثمانؓ کی دعوت اور آپ کے بصرہ جانے
 کی خبر ملی یہ اطلاع پا کر آپ نے امیر معاویہؓ کے مقابلہ کا ارادہ فی الحال ملتوی کر دیا،
 حضرت علیؑ کے لئے بھی یہ مسئلہ نہایت نازک تھا، اگر وہ خاموش رہتے تھے
 تو نظام خلافت پر اثر پڑتا تھا اور نکلتے تھے تو ام المؤمنین کا مقابلہ تھا، لیکن قیام نظم
 کے لئے ٹھننا ناگزیر تھا، پھر آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ کچھ مفید بھی ہوا خواہی کے برو
 میں حضرت عائشہؓ کے ساتھ ہو گئے ہیں، اس لئے ان کے ترک و دمانے کے لئے آپ کو
 چاروں جانب مقابلہ کا عزم کرنا پڑا، لیکن جیسا کہ آئندہ واقعات سے معلوم ہوگا کہ

لے طری ۳۱۱۹ اس تاریخ ۳۳۳ھ ۳۵۸ھ ایضاً ۳۳۳ھ اس جنگ کی تفصیلات طویل ہیں ہم نے
 صرف پتہ لکھ دیا ہے

تک آپ صلح و آنتی اور اصلاح کے خواہاں رہے حضرت عائشہؓ کی بھی یہی کوشش تھی لیکن
مقتنہ یرستون نے کامیاب نہ ہوئے دیا،

صحاح کی رو سے | حضرت عائشہؓ کی طرح حضرت علیؓ کیلئے بھی یہ دستواری تھی کہ اکثر قحط
اہل مدینہ اور اکابر صحابہ اس خانہ جنگی کے خلاف تھے، اور کم از کم خود اس میں شرکت کرنا
بسد کرتے تھے، چنانچہ جس وقت آپؐ نے نصرہ خانے کا عزم کیا تو اہل مدینہ نے اس میں
شرکت سے اپنا پہلو بچایا، حاستد الامر علی اہل المدینہ متاقلوا یعنی اہل
مدینہ کے لئے یہ مسئلہ بہت مشکل ہو گیا، اور انھوں نے پہلو بچایا

حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عمرؓ کو ملا کر ان سے فرمایا کہ میرا ساتھ دو، انھوں نے
آپؐ کو بھی وہی جواب دیا جو حضرت عائشہؓ کو دے چکے تھے، کہ میں اہل مدینہ کے
ساتھ ہوں جو وہ کرینگے وہی میں بھی کروں گا، اہل مدینہ کہتے تھے کہ یہ مسئلہ مستہ ہے
ہماری کچھ سمجھ میں نہیں آتا، جب تک بالکل واضح نہ ہو جائے ہم اس کے متعلق کوئی
فیصلہ نہیں کر سکتے،

مدینہ سے روانگی | تاہم کچھ انصار اور چند بدری صحابہ نے ساتھ دیا، اور حضرت علیؓ ربيع الاول
۳۶ھ میں مدینہ سے روانہ ہوئے، حضرت عبداللہ بن سلام صحابی کو خبر ہوئی تو انھوں
نے حاضر ہو کر آپؐ کی سواری کی رکام تھام لی اور عرض کیا امیر المومنین آپؐ مدینہ سے
نکلے اگر اس وقت نکلے تو خدا کی قسم بھرآپؐ یہاں واپس نہ آئیں گے، اور مدینہ سے مرکز حکومت
نکل جائے گا، لیکن اب اس کو ستس کا وقت گزر چکا تھا،
مدینہ سے روانگی کے وقت حضرت علیؓ کے ساتھ سات سو آدمی تھے جس میں

زیادہ تعداد اہل کوفہ اور نصرة کی تھی، لیکن راستہ میں برابر لوگ ملتے گئے،
 کوفہ اور نصرة کی مدد دینی قاری خلیفہ آئینے سر کی اور کوفہ اور نصرة سے مدد کے لئے دعا
 یہیے اور اہل کوفہ کو لکھا کہ ہمارا مقصد اصلاح ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اس امت میں بھی
 قوت و وحدت پیدا ہو جائے۔

حضرت امام حسن، عمار بن یاسر اور ہاتم بن عتبہ وغیرہ کوفہ پہنچے تو دیکھا کہ حضرت
 ابو موسیٰ اشعرئییہ وعطاکہ کہہ کر لوگوں کو اس جنگ میں شرکت سے روک رہے ہیں،
 کہ لوگو! میرا کمال و مقام عرب کی صحرا و صحاؤ کہ مظلوم تھا اسہارا یا میں اور عوفہ تھا اس
 دامن میں نیاہ لین، لوگو! حب قتلہ آتا ہے تو بیجا نا نہیں جاتا، جب گدھ جاتا ہے تب
 اس کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے، معلوم نہیں اس قتلہ کا سر حتمہ کمان سے بھونکا ہے،
 اپنی تلواروں کو نیام میں کر لو، بیرون کے بھیل اتار ڈالو، کمانوں کی تانت کاٹ دو
 لوگو قتلہ کے زمانہ میں سولے والا کھڑے ہونے والے سے، اور کھڑا ہونے والا اس
 میں ^۱ حالے والے سے بہتر ہے،

ان کے اس وعظ کا اثر برپا تھا، اس لئے حضرت حسنؑ نے انھیں مسجد سے
 نکال دیا، اور خود تقریر کر کے لوگوں کو حضرت علیؑ کی امداد پر آمادہ کیا، آپ کی تقریر پر
 دس ہزار آدمیوں نے ساتھ دیا،

حضرت عائشہؓ سے مصالحت | کوفہ کے رؤساء میں ایک ررگ قنقاع بن عمرو صحابیؓ اور
 کی کوستس | خیر خواہ امت تھے، حضرت علیؑ نے انھیں حضرت طلحہؓ و

ریر کے پاس مفاہمت کی گفتگو کے لئے بھیجا، انھوں نے نصرة جا کر حضرت عائشہؓ

کی خدمت میں عرض کیا، امان آپ کس غرض سے یہاں تشریف لائی ہیں، حضرت عائشہؓ نے فرمایا، بیٹا لوگوں میں اصلاح کے لئے، قحطاع نے کہا تو دراصل اور زبیرؓ کو ملتا کہ وہ بھی میری اور آپ کی گفتگو سن لیں، یہ دونوں برگ بلا کر آئے قحطاع نے ان سے کہا کہ میں نے ام المومنین سے پوچھا تھا کہ وہ کس غرض سے تشریف لائی ہیں، انھوں نے فرمایا اصلاح کے لئے، اب آپ دونوں کیا کہتے ہیں، ام المومنین کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہیں یا مخالفت، انھوں نے کہا تعمیل، قحطاع نے کہا تو پھر بتائے اصلاح کا طریقہ کیا ہے؟ اگر وہ ہم کو معلوم ہو جائے تو ضرور اصلاح کر دیں گے اور اگر نہیں تو معلوم ہو سکا تو کسی اصلاح نہ ہو سکے گی، حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے جواب دیا قاتلین عثمان کا قصاص اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو قرآن کو چھوڑ دیا گیا، اور اسے لیا گیا تو قرآن کو زندہ کیا گیا،

اس کے جواب میں قحطاع نے کہا کہ آپ لوگ بصرہ کے قاتلین عثمان کو قتل کر چکے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھ ہزار بصریوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا، پھر حب آپ لوگوں نے حرقوس بن زبیر کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو یہی چھ ہزار آدمی مراجم ہوئے اور آپ لوگ حرقوس کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے، گویا جس قصاص کا دعویٰ ہے اس کو خود چھوڑ چکے اگر آپ لوگوں نے حگ کا خیال ترک نہ کیا تو وہی لوگ جو آپ کا ساتھ چھوڑ چکے ہیں آپ کے خلاف لڑینگے،

غرض قحطاع نے حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ کو حگ سے روکنے کی یوری کو شش کی انکی باتیں سن کر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ پھر تمھاری کیا رائے ہے، انھوں نے کہا میرے نزدیک تو ہر طریقہ امن و سکون ہے، جب حالات سکون پذیر ہو جائیں گے تو قاتلین عثمان کو بھی پریشانی ہوگی، اور ان سے قصاص بھی لیا جاسکیگا، اس کی صورت یہ ہے

کہ آپ لوگ بیعت کر لیجئے کہ یہ امت کے لئے فال یک اور رحمت ہے، اور قصاص کی بھی یہی صورت ہے اور اگر اپنی ضدیر قائم رہے تو نہ امن و امان قائم ہوگا اور نہ قصاص لیا جاسکے گا، جس طرح آپ لوگ ہمیشہ امت کے لئے امن و عافیت کی کنجی تھے ویسے ہی اب بھی تھے، ہم کو اور اپنے آپ کو اس صحت آزمائش میں مبتلا نہ کیجئے کہ آرامیت دونوں لہر مار دے گی، اب ایک آدمی یا چند آدمیوں یا ایک جماعت کے قتل کا معاملہ نہیں، بلکہ ساری امت کا سوال ہے،

قتلع کی یہ تقریر اسی موثر اور معقول تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و رضیرتینوں نے اسے پسند کیا اور فرمایا تم بالکل سچا کہتے ہو، علیؑ کے پاس حاکران کی بھی رائے ہو، اگر وہ بھی تمہارے ہم خیال ہوں تو معاملات اصلاح پذیر ہو جائیں گے،

قتلع لے واپس ہو کر حضرت علیؑ کو یہ قرعہ سنایا، آپ سکر ہمت مسرور ہوئے اور مخلص مسلمانوں کی بڑی جماعت مصالحت کے لئے تیار ہو گئی اور قتلع نے مسلمانوں کے سامنے تقریر کی، اور ان سے کہا کہ اب معاملات روم اصلاح ہو گئے ہیں، اس میں کل لوٹ حاون گا، تم لوگ بھی واپس جاؤ، لیکن جن لوگوں نے عثمانؓ کے خون میں کسی قسم کی شرکت کی ہے انھیں ہم سے کوئی توقع رکھی چاہئے اور نہ ہمارا ساتھ دینا چاہئے۔

سایوں کی فتنہ انگیزی | یہ رنگ دیکھ کر وہ لوگ جھون نے حضرت عثمانؓ کے خلاف فتنہ میا کیا تھا، اور اب دوسرا فتنہ اٹھانا چاہتے تھے، سخت مضطرب ہوئے، چنانچہ ان کے حیدر سر غمہ، استرکھی، ابن السودار، خالد بن ولید، علی بن ہشیم، شریح بن ابی اوفیٰ وغیرہ سانی جماعت کے ارادے باہم مستورہ کیا، استرکھی

نے کہا کہ علی مدینا قصاص سے کتاب اللہ سے زیادہ واقف اور اس پر عمل بھی
ہیں اپنی وہ یقیناً خون عثمان کا قصاص لین گے، طلحہ و زبیر کی رائے ہم لوگوں کے ما
میں کھلی ہوئی ہو لیکن علی کی رائے اب تک نہیں معلوم، اگر یہ صلح انجام کو پہنچ گئی تو پھر ہم
لوگوں کی خیر نہیں، ہم میں سے کسی کی جان بچے گی، اس لئے ہمت یہی ہے کہ سب
مل کر علی کو بھی عثمان کے یاس پہنچا دیں کہ یہ قصہ ہی ختم ہو جائے، طبری کے یہ الفاظ
ہیں، داہن یصلحوا مع علی فعلی دما سافعلوا متساو علی علی مصلحہ
لعثمان، لیکن اس رائے سے لوگوں نے اختلاف کیا، دوسرے ارکان نے مختلف
رائے دیں، لیکن کسی پر اتفاق نہ ہوا، آخر میں ابن اسود نے کہا کہ علی طلحہ اور زبیر کو مرید
غور و فکر کا موقع ہی نہ دو، اور مصالحت کی تکمیل سے پہلے فوج کے عوام کو ملا کر جنگ
چھیڑ دو جب ایک مرتبہ شعلہ بھڑک جائے گا تو پھر حضرت علیؑ اپنے بچاؤ کے لئے
جگہ پر محصور ہو جائیں گے، یہ رائے اتنی صائب تھی کہ سب نے اس سے اتفاق کیا
سبائیوں کو علاوہ بھی دونوں طرف کچھ ایسے لوگ بھی تھے،

مخالفین صلح کی قہر گیری اور
حضرت علیؑ اور طلحہ و زبیر کی
مصالحہ رائے،

الگ جاری تھیں، حضرت علیؑ اس وقت ذی قادیں تھے اور بصرہ آنے کا قصد کر رہے
تھے کہ ایک شخص الوابجر بار نے حضرت زبیرؓ کو متورہ دیا کہ اس وقت جنگی مصلحت کا
تقاضا یہ ہے کہ قبل اس کے کہ علیؑ اپنی فوج سے ملیں، ایک ہزار آدمی انھیں روکنے
کے لئے بھیج دینے چاہئیں، حضرت طلحہؓ نے فرمایا جنگ کے یہ ہتھکڑے میں بھی جاتا
ہوں، لیکن انھوں نے ہم کو مصالحت کی دعوت دی ہے، پھر یہ ایک نئی صورت

حال سے جس کی نظیر اس سے پہلے موجود نہیں ہے، اس لئے بہت سوچ سمجھ کر قدم رکھے کی ضرورت ہے، جو طریق بغیر کسی معقول سد کے اقدام کر دے گا، قیامت کے دن وہ حاکم کے اس کا کوئی عذر نہ پیش کر سکے گا، اسی مصاحبت کی گفتگو ہو چکی ہے اور امید ہے کہ اس کی صورت پیدا ہو جائے گی، ہم سب کو صبر کے ساتھ اس خوش آئند وقت کا انتظار کرنا چاہئے، ایک دوسرے سے تھیں صبر سہ سہاواں لے، حضرت طلحہؓ کو بھی اسی قسم کا تہرا گیر متورہ دیا، لیکن ایسے بھی دیا ہی جواب دیا،

حضرت علیؓ کی روح کے جگمگ بھی بیشہ سستی کے لئے یحییٰ تھے، چنانچہ کو یون کی عات لے، جنگ کی اجازت طلب کی آپؐ نے فرمایا کہ ہم کو اصلاح اور آگ بھانے کی کو تش کرنی چاہئے، وہ لوگ مصاحبت پر آمادہ ہیں، ممکن ہے ہمارے ہی ذریعہ سے حگ تم کر کے اس امت کا تیرا رہ جمع کر دے، اس پر عورین مان منقری نے کہا اگر وہ پیام صلح کا جواب نہ دیں تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس وقت ہم ان کے ساتھ وہی طرز عمل اختیار کریں گے جو وہ ہمارے ساتھ کریں گے، عور نے کہا اگر وہ لوگ ہمیں یہ حق حضرت علیؓ نے فرمایا تو ہم بدافعت کریں گے، ابو سلمہؓ ددلالی نے کہا اگر ان لوگوں کے دعویٰ قصاص میں اخلاص اور حسن نیت ہو تو کیا وہ خدا کے نزدیک قابل قبول ہوگا؟ فرمایا کیون نہیں، ابو سلمہؓ نے کہا تو اس کی تاخیر میں آپؐ کے لئے کیا حجت ہے؟ فرمایا جس جیر یا کچھ پتہ نہ ملتا ہو، اس میں وہ پہلو اختیار کرنا چاہئے جو زیادہ وسیع ہو اور اس کا فائدہ زیادہ عام ہو، ابو سلمہؓ نے کہا کل حب ہم اور وہ مقابل ہونگے تو دونوں کا انجام کیا ہوگا؟ فرمایا دونوں میں سے جو بھی خالصتہً شرف و صاف دلی کیساتھ قتل ہوگا وہ حست میں جائے گا۔

ایسی جماعت کو پر امن رکھے کیلئے ایک دن آئیے اس کے سامنے تقریر فرمائی کہ ان لوگوں (حضرت طلحہؓ و زبیرؓ وغیرہ) کے بارہ میں ایسے ہاتھ اور رمان کو قاتلوین رکھو جس نے والے واقعات کا صبر کے ساتھ انتظار کرو اور پیشدستی سے بچو آج جو شخص جنگ کی ابتدا کرے گا، کل خدا کے نزدیک وہ دشمن سمجھا جائے گا،

غرض فریقین ہر ممکن طریقہ سے جنگ کی روک تھام اور صلح کی کوشش کرتے رہے اس درمیان میں بہت سے محتاط مسلمان اس جنگ سے کنارہ کش ہو گئے، چنانچہ احف بن قیس چھ سو آدمیوں کی جماعت لے کر علیحدہ ہو گئے،

صلح کا انعقاد | اب حضرت علیؓ ذی قار سے نصرہ پہنچ چکے تھے، آئیے آنے کے بعد آب اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ میں صلح کی آخری گفتگو ہوئی اور مختلف فیہ مسائل پر بحث و مباحثہ ہونے کے بعد بالاتفاق طے پایا کہ امت کی فلاح صلح ہی میں ہے، مصالحت کی تکمیل کے بعد فریقین اپنے اپنے لشکر کا ہون پر مسرور و مطمئن و ایں گئے، اور اطمینان سکون کے ساتھ سوئے،

سبائیوں کی قلعہ انگیری | سبائیوں کے لئے یہ صلح بڑی ساق تھی، اور وہ برابر اندر اندر قلعہ انگیری کی تدبیروں میں مصروف تھے، انھوں نے دیکھا کہ اگر یہ شب بخیر گزر گئی تو صبح کو صلح کا عام اعلان ہو جائے گا، اور لوگ اپنا اپنا راستہ لین گے، اس لئے انھوں نے طے کیا کہ صبح ہونے سے پہلے ہی اندھیرے میں دونوں فوجوں پر حملہ کر دیا جائے، دونوں فریق کے ساتھ قریب قریب ہر قبیلہ کے آدمی تھے، چنانچہ یہ لوگ راتوں رات بھیل گئے اور اندھیرے میں دونوں فوجوں پر حملہ کر دیا، اور صبح ہوتے ہوتے بہگتا

بیا ہو گیا،

اس غیر متوقع حملہ نے دونوں کو گھرا دیا کسی کے کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ واقعہ کیا ہے تاہم حضرت علیؓ اور عائشہؓ نے اس وقت بھی اسے روکنے کی کوشش کی، حضرت علیؓ پکار پکار کر کہتے تھے کہ ”لوگوڑک جاؤ، حضرت عائشہؓ فوراً اونٹ پر بیٹھ کر روکنے کیلئے بیٹھیں، لیکن اس ہنگامہ میں کون کسی کی سنا، اہل حقیقت کی کسی کو خبر نہ تھی، اس لئے ہر فریق نے یہی گمان کیا کہ دوسرے نے مدد دے دی کی،

غرض صبح ہوتے ہوتے رات کا دل آویز حوابِ یرِ شان ہو گیا، اور ابنِ مہدی کے یامی فوج کی قیادت پر مجبور ہو گئے، فریقین اپنی اپنی فوجیں لے کر صف آرا ہو گئے اور خوریر جنگ شروع ہو گئی،

حضرت زبیرؓ کی علیحدگی | عین ہنگامہ کا ررارِ ابنِ حضرت علیؓ کی نظر حضرت زبیرؓ پر پڑی
شہادت انھوں نے ان سے کہا ابو عبد اللہ تم کو یاد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک دن تم سے پوچھا تھا کہ تم علیؓ کو دوست رکھتے ہو؟ تم نے حواب دیا تھا، ہاں یا رسول اللہ! آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ایک دن تم ان سے ناحق لڑو گے حضرت زبیرؓ نے فرمایا ہاں مجھے یاد آگیا،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ یتیم گوئی یاد آنے کے بعد حضرت زبیرؓ نے فوراً لوٹ جانے کا قصد کر لیا اور اپنے صاحبزادے عبد اللہ سے جو اس جنگ میں اپنی خالہ حضرت عائشہؓ کی حمایت میں یتیم یتیم تھے، فرمایا کہ اس جنگ کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ یہ نہیں کر سکتا، اور علیؓ نے ایک ایسی بات دلا دی ہے جو میرے ذہن سے اتر گئی تھی

لے مندرک حاکم ج ۳ فصائلِ رسیہ،

اس لئے اب میں واپس جاتا ہوں تم بھی لوٹ چلو لیکن اچھون نے انکار کیا اور حضرت
زمیر تنہا لوٹ گئے ۱۵

وایسی میں ایک سائی عمر و بن حرموز اب کے ساتھ ہو گیا، وادی سباغ میں
نماز کا وقت آگیا تھا، حضرت زمیر نماز پڑھنے کے لئے ٹھہر گئے، ان حرموز نے بھی اقتدا
کی جیسے ہی اب سجدہ میں گئے ابن حرموز نے ایسا وار کیا کہ ایک ہی وار میں اب
شہید ہو گئے، آپ کو شہید کرنے کے بعد ایسی کارگزاری دکھانے کیلئے آپ کا سر گھوڑا
تلواریں اور رہ کوئے کر جوش خوش حضرت علی کے پاس بھیجا، آئیے فرمایا ان صفیہ کے قاتل
تجھے دوزخ کی بشارت ہو، اور حضرت زمیر کی تلوار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ
اس شخص کی تلوار ہے جس نے اس کے ذریعہ سے بارہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے
حرین و ملال کے آثار دور کئے ہیں، یہ سُس کر ابن حرموز لولا، کیا میری جان نتاری کا
یہی صلہ ہے کہ میں تو آئیکے دشمنوں کا خاتمہ کروں اور اب مجھے دوزخ کی بشارت دینے
حضرت طلحہ کی تہادت | حضرت زمیر کو واپس جاتے دیکھ کر حضرت طلحہ نے بھی واپسی
کا قصد کر لیا تھا، مروان بن حکم نے دیکھا کہ اگر یہ بھی چلے گئے تو لڑائی کا رنگ ہی بدل جائے
چنانچہ اس نے ایسا تیر مارا کہ ایک ہی تیر میں آپ کا کام تمام ہو گیا ۱۶

ام المومنین کے اوٹ کے گرد | لیکن ان دونوں نیرنگوں کے بعد بھی لڑائی کا زور ختم نہ ہوا،
حان تاروں کی جاناری | فریقین نے نہایت یامردی کے ساتھ ایک دوسرے کا

مقابلہ کیا، حضرت عائشہ فوج کے درمیاں اونٹ پر بیٹھی ہوئی حان تاروں کی حوصلہ
کر رہی تھیں، اور ہر طرف سے محل یر تیرون کی بارش ہو رہی تھی، تیروں کی کثرت سے

محل ساہی بنگیا تھا، حال نثارون نے حانیاری کا حق ادا کر دیا، قلیلہ نئی صنبہ اور اردو نے اونٹ کو اپنے حصار میں لے لیا، اس کی حفاظت میں دو ہزار سات سوازد اور دو ہزار سی صدے جانین مدد کیں، اونٹ کی ہماریکڑنا گویا موت کے منہ میں حاما تھا، لیکن حانثارون نے تانتانہ ٹوٹنے دیا، ایک گرتا تھا تو فوراً دوسرا اس کی جگہ لیتا تھا، اس طریقہ سے ۴۰ آدمیوں نے یہ سعادت حاصل کی تھی

حک کا حاتمہ | حضرت علیؑ نے دیکھا کہ جب تک اونٹ اپنی جگہ پر قائم رہے گا، اس وقت تک یہ خوریری نہیں ہو سکتی، اس لئے انھوں نے حکم دیا کہ اونٹ کے پاؤں رچی کر کے اسے گرا دیا جائے، اس حکم پر حید آدمی بڑھے اور ایک شخص عین ابن ضہ نے اونٹ کے پاؤں زخمی کر دیے، وہ بلبلا کر بٹھ گیا، اس کے بیٹھے ہی لڑائی کا رنگ بدل گیا اور حضرت عائشہؓ کی فوج کی ہمت چھوٹ گئی تھی

حضرت علیؑ نے اعلان کر دیا کہ نہ کسی بھاگنے والے کا تعاقب کیا جائے نہ کسی زخمی کو پامال کیا جائے، نہ کسی کا مال لوٹا جائے جو شخص ہتھیار ڈال دے یا گھر و روٹا بد کر لے وہ مامون ہے،

یہ اعلان ہوتے ہی آپ کی فوج نے ہاتھ روک لئے، بعض آدمیوں نے حضرت علیؑ سے سوال کیا امیر المومنین جب ان کا مال ہمارے لئے حائز نہیں ہے، تو پھر اس جنگ کیسے حائز ہوئی، فرمایا کسی مسلمان کو نہ قیدی بنایا جاسکتا ہے اور نہ اس کے مال کو غنیمت، ہاں جن اسلحہ سے جنگ کی ہے ان پر قصہ کر سکتے ہو، تم کو حکم دیا گیا ہے

لے طری ۲۲ یقونی ج ۲، ۲۱۲، ۲۱۳، طری ص ۳۱۹۸، حکم کی تفصیلات بہت طویل ہیں، انہیں بغیر ضروری سمجھ کر ہم نے قلم انداز کر کے صرف نتیجہ لکھ دیا ہے، ۵۵ اخبار الطول ص ۱۶۱ و یقونی ج ۲

اس کی تعمیل کرو، اور حس مات کو نہیں جانتے اسے چھوڑ دو،

حضرت عائشہؓ کی خدمت | اختتامِ حج کے بعد حضرت علیؓ نے فوراً حضرت عائشہؓ میں حضرت علیؓ کی حاضری کے بھائی محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ حاکر دیکھیں ام المومنین

کو رخصت کر دینا اور انھیں بیجا کر عبد اللہ بن خلف خراعی کے محل میں ٹھہرائیں،

اس کے بعد خود مزاح پر سی کے لئے حاضر ہوئے اور یوحنا امان مزاح کیسا ہے

حضرت عائشہؓ نے فرمایا اچھی ہوں، حضرت علیؓ نے فرمایا، خدا ہم دونوں کو معاف فرمائے

اس کے جواب میں حضرت عائشہؓ نے بھی یہی کلمات ارشاد فرمائے،

چند دن حضرت عائشہؓ کے آرام کرنے کے بعد حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر کو

حکم دیا کہ وہ عورت و احترام کیساتھ آئیں، اور سواری زاد راہ نقد جس فیہ جملہ ضروری

سامان آب کی خدمت میں پیش کیا، حضرت عائشہؓ کے ساتھیوں میں سے جن لوگوں

نے ساتھ مانا یا ہا، انھیں اجازت دی، انصرہ کی چالیں معر خواتین کو پہنچانے کے لئے

ہم کو اب کیا اور روانگی کے وقت خود رخصت کر لے کے لئے حاضر ہوئے،

رخصت ہوتے وقت حضرت عائشہؓ نے لوگوں سے فرمایا، میرے بھائی

محض غلط فہمی کا نتیجہ تھی، اس لئے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی سے کام نہ

لینا چاہئے، میرے اور علیؓ کے درمیان حواس و امان دین کسی کسی ہو جایا کرتی ہے اس

علاوہ کوئی رخصت نہیں تھی، وہ ان واقعات کے بعد بھی میرے نزدیک اجیار میں ہیں،

ام المومنین کے اس ارشاد پر حضرت علیؓ نے فرمایا ام المومنین سچ فرماتی ہیں، خدا کی

قسم میرے اور ان کے درمیان اس کے علاوہ اور کوئی بات نہ تھی، وہ دنیا اور آخرت

دولوں میں تمہارے نبی کی حرم ہیں،

اس خوش آئند گفتگو اور صاف دلی کے ساتھ دولوں ایک دوسرے سے حصّہ ہوئے، حضرت علیؑ نے جیڑ میل تک خود مسابقت کی، اس کے بعد حضرت حسنؑ و حسینؑ کو بھیجا، اور حضرت عائشہؓ مکہ ہوتی ہوئی مدینہ تشریف لے گئیں،

جیسا کہ اوپر کے واقعات سے معلوم ہوا ہوگا کہ اس جگہ کی تمہید غلط اطلاعات اور غلط فہمی سے شروع ہوئی، آغا رسائیوں کی فتنہ انگیزی سے ہوا، اور حاتمہ فریقین کی صفائی قلب پر، دونوں سرگون کی بیت بیک تھی، حضرت عائشہؓ کو تا عمر اس کی نسبت رہی، حب اس کا تذکرہ آتا تھا تو رارار روئے لگتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ کاش آج سے بیس برس پہلے یمن ویسا سے اُٹھ گئی ہوتی،

حکِ محل کے اختتام کے بعد حبشہ میں حضرت علیؑ کو فہ کو نہ دار الخلافۃ قرار دیا

وایں تشریف لائے، اور مدینہ کے بجائے اس کو مرکز خلافت قرار دیا، اس تبدیلی کا سبب یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت میں حرمِ نبویؐ کی ٹری توہین ہوئی، اس لئے آئندہ اس کو شرفِ فتن سے بچانے کے لئے ایسے سیاسی مرکز کو بیان سے ہٹا دینا مناسب سمجھا، دوسرا سبب یہ تھا کہ حضرت علیؑ کے حامیوں کی ٹری تعدادِ عراق میں تھی اس لئے سیاسی حیثیت سے کو نہ آپ کے لئے زیادہ اہم تھا،

اس تبدیلی سے یہ فائدہ تو ضرور ہوا کہ مدینہ سیاسی انقلابات کے مذموم نتائج سے محفوظ ہو گیا، اور اس کے بعد جو سیاسی ہنگامے ہوئے ان کا مرکز عراق

رہا، لیکن اس سے مدینہ کی سیاسی اہمیت اور مرکزیت حاتی رہی، اور حضرت علیؓ
 مسلمانوں کے حقیقی مرکز سے دور پڑ گئے، جس کے نتائج کچھ مفید نہیں ہوئے،
 عامل کا تقرر کو فہ آنے کے بعد حضرت علیؓ نے سرے سے ملک کا نظم و نسق قائم
 کیا، سہل بن ضیف کو مدینہ کا حاکم بنایا، قیس بن سعد کو مصر کی ولایت پر مامور
 کیا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بصرہ پر مقرر کیا، اشعث بن قیس کو ادربجین
 کی ولایت پر مقرر کر رکھا، یزید بن قیس ارحسی کو مدائن پر، عمر بن ابی سلمہ کو بحرین
 پر، مصقلہ بن ہبیرہ کو اردشیر خرہ پر، منذر بن جارد کو اصطخر پر، زیاد بن ابیہ
 کو فارس پر، قدامہ بن عجلان کو کسکر کے علاقہ پر، عدی بن حاتم کو ہرمسیر پر، یعنی
 ابن کاس کو سیستان کے علاقہ یزخید بن کاس کو خراسان کے صوبہ پر، اشتر نخعی کو قسطنطنیہ
 نصیبین، دارالبحر، سنجا، آمد، میا، فارقین، میت عانات اور شام کے مقبوضات پر
 مامور کیا، امیر معاویہ کے عامل ضحاک بن قیس نے انھیں روکا، انھوں نے مقابلہ کیا،
 امیر معاویہ نے عبدالرحمن بن خالد کو مدد کے لئے بھیجا، اشتر موصل لوٹ آئے، اور
 امیر معاویہ کے عامل کو آگے بڑھنے سے روک رکھا،

امیر معاویہ کو سمیت کی اور معلوم ہو چکا ہے کہ امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کی خلافت
 دعوت تسلیم نہیں کی تھی، اور آپ سے مقابلہ کی تیاریاں کر رہے تھے،
 درمیان میں حناک جل پیش آ جانے کی وجہ سے حضرت علیؓ ان کی طرف توجہ نہ
 کر سکے تھے، اس سے فراغت کے بعد آپ نے جریر بن عبداللہ نجفی کو خط دے کر
 امیر معاویہؓ کے پاس بھیجا کہ

لے عامل کی تفصیل اخبار الطوال اور لعیقہ بی سے لی گئی ہے،

حس لوگوں نے انوکڑے و عمر کے ہاتھ پر بیعت کی تھی انھوں نے میری بیعت کی
 ہے، اس کے بعد کسی کے لئے یوں وجہ کی گنجائش نہیں ہے خلیفہ کے انتخاب
 کا حق مباحرین و انصار کو ہے، ان کے اتفاق کے بعد جو شخص بیعت سے گریز
 کرے گا، اس سے زور لیجائے گی، مباحرین و انصار کی طرح تم بھی بیعت کرو،
 عاقبت و سلامتی اسی میں ہے ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ، قاتلین عثمان کو
 ہمت آنا چکے، بیعت کے بعد قاعدہ مقدمہ میں کروائیں کتاب اللہ اور سنت
 رسول اللہ کے مطابق اس کا فیصلہ کرو گھاٹا

اس وقت امیر معاویہ خید و رچند مشکلات میں مبتلا تھے، محمد بن حذیفہ جو ان کے
 شدید مخالفین میں تھے، قید خانہ سے نکل بھاگے تھے، رومی علیحدہ سوالِ ستام پر حملہ کیلئے
 فوجیں جمع کر رہے تھے، اسی درمیان میں حضرت علی کا یہ تہدید کی خط پہنچا، امیر معاویہ
 نے عمرو بن العاص کو بلا کر ان سے مشورہ کیا، انھوں نے کہا محمد بن حذیفہ کا فرار کچھ زیادہ
 اہم نہیں ہے، انھیں تلاش کر دو، اگر مل جائیں تو نہا ورنہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں
 پہنچا سکتے، یقیناً دم کے قیدیوں کو چھوڑ کر اس سے مصالحت کر لو، اس شرط کے ساتھ وہ
 فوراً آمادہ ہو جائے گا، علی بن ابی طالب کا معاملہ البتہ اہم ہے، مسلمان کسی تم کو ان کے
 برابر نہ سمجھیں گے، امیر معاویہ نے کہا انھوں نے عثمان کے قتل میں اعانت کی ہے اور
 برپا کر کے امت میں بیھوش ڈالی ہے، عمرو بن العاص نے کہا کچھ بھی ہو لیکن تم کو ان کے
 مقابلہ میں سفت اسلام اور قرابت نبوی کا شرف حاصل نہیں ہے، اور میں خواجہ تھاری
 کا میا بی میں کیوں مدد کروں؟ معاویہ نے کہا آخر کیا جانتے ہو عمرو بن العاص بوئے مصر کی
 حکومت، معاویہ نے کہا مصر بھی تو عراق سے کم نہیں ہے، عمرو بن العاص نے جواب دیا

لیکن یہ مطالبہ اس وقت ہے جب ساری دنیا سے اسلام تمہارے زیر نگین ہوگی،
 عمرو بن العاص سارے عرب میں تدبیر و سیاست میں فرد تھے، اس لئے امیر معاویہ
 ہر قیمت پر ان کے تدبیر سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے، چنانچہ بڑے غور و فکر کے بعد ان سے
 مصر کی حکومت دینے کا تحریری وعدہ کر لیا،

شام میں حضرت علیؑ کے اہل وعدہ کے بعد عمرو بن العاص نے متورہ دیا کہ بغیر کسی مقول سبب و بنیاد
 خلافت یر و پگھلا
 مکے علیؑ جیسے شخص کی مخالفت میں بڑے خطرات ہیں اسلئے پہلے عماد شام
 کو اس کا یقین دلاؤ کہ عثمان کے قتل میں علیؑ کی شرکت تھی، شام کے سب سے ماہر آدمی
 شرجیل بن سمطہ کنذی ہن پہلے ان کے دل میں یہ بات بٹھاؤ پھر ان کے ذریعہ سے
 آسانی کے ساتھ اس کی اشاعت ہو جائے گی، چنانچہ امیر معاویہ نے ان کی بتائی ہوئی
 تدبیر پر عمل کر کے شرجیل کو یقین دلا دیا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت میں حضرت علیؑ کا ہاتھ
 بھی شامل تھا، شرجیل کو اسکا اتنا یقین ہو گیا کہ انھوں نے امیر معاویہ سے کہا کہ اگر تم نے علیؑ
 کے ہاتھ پر سمیت کی تو تم کو ہم شام سے نکال دیں گے، امیر نے جواب دیا میں تو آپ کا متبع
 ہوں آپ کی مخالفت کیوں کرنے لگا،

شرجیل کو ہم خیال بنانے کے بعد امیر معاویہ نے ان سے کہا کہ یہ مسئلہ بغیرائے
 کے ہموار کئے ہوئے حل نہیں ہو سکتا، آپ تمام کا دورہ کر کے اس کی تبلیغ کیجئے، چنانچہ شرجیل
 نے تمام کے تمام شہروں کا دورہ کر کے یہاں کے عمائد و اعیان سے کہا کہ علیؑ نے عثمانؓ
 کو قتل کر کے یورے ملک پر قبضہ کر لیا ہے، صرف تمہارا ملک باقی رہ گیا ہے، وہ
 ستمیہ کف یہاں بھی آئیں گے، معاویہ سے زیادہ ان کے مقابلہ کی کسی میں طاقت نہیں ہے،

اس لئے خلیفہ مظلوم کے قصاص میں ان کا ساتھ دو، سر جھیل کے اس دورہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام کا
ملک حضرت علیؑ کے مقابلہ کے لئے امیر معاویہ کے ساتھ ہو گیا،

اور گزر چکا ہے کہ امیر معاویہ نے حضرت عثمان کے حوالہ دیر ابن اور آپ کی
بیوی نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیوں کو جامع دمشق میں آویزاں کر دیا تھا، اس کی ہائش برابر جاری
رہی، حضرت علیؑ کے خلاف ساری فوجوں کے جذبات بھڑکانے کے لئے انہیں دمشق طلب
کیا، یاہ منظر ایسا درد انگیز تھا کہ اسے دیکھ کر کوئی مسلمان متاثر ہوئے بغیر رہ سکتا تھا، لوگ
حق حوق آتے تھے اور اس سفر کو دیکھ کر زار زار روتے تھے، چنانچہ فوج سے لیکر امراء و عوام
تک سب کے جذبات بھڑک اٹھے اور اہل تمام نے قم کھالی کہ جب تک خلیفہ مظلوم
کے خون کا بدلہ نہ لے لیں گے اس وقت نہ ستر پر سوئینگے، اور نہ اپنی بیویوں کے پاس
جائیں گے،

حضرت علیؑ کو حالات کی | امیر معاویہ نے حضرت علیؑ کے قاصد جریر بن عبداللہ بخاری کو قتل
اطلاع تک روکے رکھا تھا، یہ تمام حالات مشاہدہ کرانے کے بعد

ابھین واپس کیا، انھوں نے حاکم ریان کیا کہ سارا تمام معاویہ کے ساتھ ہے، وہ لوگ عثمان
کے میرا بن پر روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علیؑ نے عثمان کو قتل کیا ہے، اور ان کے قاتلوں
کو نیاہ دی ہے، اور یہ عہد کیا ہے کہ یا اپنی جان ویدینگے یا جان لے کر رہیں گے،

حضرت علیؑ کی تیاریاں اور | حضرت علیؑ پہلے سے امیر معاویہ کے مقابلہ کے لئے آمادہ تھے
مصاحبت کی کوششیں | صرف ان کے آخری جواب کا انتظار تھا، حریر بن عبداللہ بخاری

کی واپسی کے بعد آپ کے لئے جنگ کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہ گیا، چنانچہ اسکے انتظامات

شروع کر دیئے،

پہلے کبھی جنگِ جبل کا بہاؤ ان بھی خستہ ہونے یا یا تھا کہ پھر مسلمانوں کی تلواریں کس
میں بے نیام ہونے والی ہیں، مخلص اور غیر حواہ امت مسلمانوں نے اسے روکنے
کی تدبیریں کیں اور شام کے ایک عابد و زاہد بزرگ ابو مسلم خولانی حیدر آدمیوں کو ساتھ
لے کر امیر معاویہؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم علی بن ابی طالبؓ سے
لڑنے کی تیاریاں کر رہے ہو، تم کو سبقت اسلام کا شرف حاصل نہیں ہے پھر کس بنیاد پر
تم کو ان کی برابری کا دعویٰ ہے، امیر معاویہؓ نے جواب دیا کہ میں فضیلت میں ان کی
برابری کا مدعی نہیں ہوتا، آپ کو معلوم ہے کہ عثمانؓ مظلوم شہید کئے گئے، ان لوگوں نے
کہا ہاں امیر معاویہؓ نے کہا بس ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ قاتلون کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے
ہم ان کی خلافت تسلیم کرینگے، ابو مسلم خولانی نے کہا تم اسے لکھ کر دید و میں علیؓ کے پاس
لے کر جاؤں گا، چنانچہ امیر معاویہؓ نے یہ خط لکھا،

”اما بعد حلیہ عثمانؓ تمہارے یہاں تمہاری موجودگی میں قتل کئے گئے تم ان کے گھر
کا شور و غل سنے رہے، اور ایسے قول و فعل سے نہ روکائیں سچی قسم کھا کر کہتا ہوں
کہ اگر تم سچائی اور اخلاص سے اس کی مداخلت کئے ہو تو ہم میں کوئی تمہاری مخالفت
نہ کرتا، دوسرا الزام تم پر یہ ہے کہ تم نے قاتلین عثمانؓ کو یاہ دی اور وہ اس وقت
تمہارے قوتِ ماز و تمہارے اعوان و انصار اور تمہارے مشیر کار ہیں ہم کو یہ بھی معلوم
ہوا ہے کہ تم تمہارے حوالے سے رات کرتے ہو، اگر تم اس میں سچے ہو تو قاتلون کو
قصاص کے لئے ہمارے حوالہ کر دو، ہم سب سے پہلے تمہاری سمیت کے لئے تیار
ہیں، اور اگر ایسا نہیں کرتے تو ہمارے پاس تمہارا حوالہ صرف تلوار ہی، ہمداد ہے“

کی قسم ہم لوگ سو رہے عثمان کے قاتلوں کو تلاش کر کے قتل کرینگے یا جو دھان
دے دیں گے،

ابو مسلم یہ خط لے کر کوہ گئے اور حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ
آپ خلیفہ ہیں، اگر آپسے حقوق پورے کریں تو حد کی قسم یہ منصب ہم کسی دوسرے کیلئے
یہ نہیں کرتے، عثمانؓ منطوق تمہید کئے گئے، ان کے قاتلوں کو آپ ہمارے حوالہ کیجئے،
آپ ہمارے امیر ہیں! اس کے بعد اگر کوئی شخص آپ کی مخالفت کرے گا تو ہم آپ کے درگاہ
پہنچ گئے، اور آپ کے لئے بھی دلیل اور معقول نذر ہو جائے گا،

یہ معاملہ سکر حضرت علیؓ نے ابو مسلم کو ٹھہرایا اور فرمایا کل اس کا جواب دون گا، دوسرے
دن ابو مسلم جامع کو نہ میں آپ سے ملے، یہاں دیکھا کہ دس ہزار مسلح آدمی جمع ہو گئے
ہیں کہ ہم سب عثمانؓ کے قاتل ہیں، یہ رنگ دیکھ کر ابو مسلم نے کہا معلوم ہوتا ہے نہیں
میرے آنے کا سبب معلوم ہو گیا ہے، اور اھوں نے اپنے بچاؤ کی یہ تدبیر نکالی ہے،
حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے ہر چند اس معاملہ کو سلجھانے کی کوشش کی لیکن قاتلوں کا حوالہ
کرنا میرے امکان ہی میں نہ تھا، اور امیر معاویہ کے خط کا یہ جواب دیا کہ

”عثمانؓ کے قتل سے میرا کوئی تعلق نہیں، میں نے کسی کو ان کے خلاف
نہیں بھڑکایا، اللہ جب زیادہ ہنگامہ برپا ہوا تو میں حائل بن گیا، مجھ کو
معلوم ہے کہ قاتلین عثمانؓ کے حوالہ کرنے کے مطالبہ کو تم ایسے حصول مقصد کا
دریغہ نہا جایا ہتے ہو، اگر تم اس قسمہ انگیزی اور بے راہ روی سے باز نہ آؤ گے
تو جو سلوک مانیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، وہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا،
اور عربوں انصاف کو لکھا

دنیا کی حرص چھوڑ کر ایسے طریق سے مازاؤ، معاویہ کی غلط روی میں ان کا ساتھ

دے کر اپنے اعمال پر مادیہ کر دے،

حضرت علیؓ کی روانگی | لیکن ان خطوط کا کوئی نتیجہ نہ نکلا، امیر معاویہ اپنی ضدیراڑ سے رہے

اس لئے حضرت علیؓ کو چار ونا چار مقابلہ کے لئے نکلنا پڑا، اور آپ حضرت ابو مسعود انصاریؓ

کو کوفہ میں اپنا قائم مقام بنا کر دی الحجہ ۳۶ء میں اسی ہزار فوج کے ساتھ شام کی طرف

بڑھے، اس فوج میں عام مسلمانوں کے علاوہ ستر بدری صحابہ سات سو سیت رضوان

کے جان نثار اور چار سو عام مہاجر و انصار صحابہ تھے، فرات کو عبور کرنے کے بعد زیاد بن

نصر اور تترج بن ہانی کو خید ہر اسباہ کے ساتھ آگے روانہ کر دیا،

عراقی اور شامی مقدمہ بحث | امیر معاویہ پہلے سے جنگ کے لئے نکل چکے تھے، ان کا مقدمہ

کاسامنا حالات کا یہ چلانے کے لئے ابو الاعور سہلی کی قیادت میں آگے

آگے تھا، دوسری طرف زیاد بن نصر اور تترج بن ہانی آ رہے تھے، سورہ روم میں دونوں

کا سامنا ہوا، حضرت علیؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے اتر نخی کو زیاد کی کمک کے لئے

بھیجا، ابو الاعور لوٹ گیا اور امیر معاویہ کو عراقی فوج کی نقل و حرکت کی اطلاع دی،

صعین میں تاسیون کی | یہ اطلاع جانے کے بعد امیر معاویہ نے آگے بڑھ کر صعین کے میدان

مورچہ بندی میں فرات کے ساحل پر فوجیں اتار دیں اور تمام مناسب اور اہم

جگہوں پر قبضہ کر کے مورچہ قائم کر دیا، اور ابو الاعور کو دس ہزار فوج کے ساتھ فرات کے

چشمہ پر متعین کر دیا کہ تاسی فوجیں یا نی تک نہ پہنچے یا میں،

لے اخبار الطوال ص ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳

حضرت علیؓ کا ورود | اس دوران میں حضرت علیؓ بھی پہنچ گئے اور شامی فوجوں کے قریب
یانی کے لئے تگمکت ہی فوجیں آتا ہیں شامیوں پہلے سے اہم مقاموں پر قبضہ کر کے پانی

پر ہیرالگا دیا تھا، اس لئے حضرت علیؓ کی فوج کو پانی کے لئے بڑی دستواری پیش آئی،
حضرت علیؓ نے پہلے زبانی پیام کدلا بھیجا کہ یانی کی بندش مناسب نہیں ہے، لیکن شامی
یانی دینے کے لئے آمادہ نہ ہوئے، آخر میں مجبور ہو کر حضرت علیؓ کو زوریانی لانے کا حکم دینا
پڑا، چنانچہ عراقی فوج کا ایک دستہ حیمہ پر پہنچا، ابوالاعور نے روکنا چاہا، دونوں میں مقابلہ
ہوا، عراقی دستہ نے تگمکت دے کر حیمہ پر قبضہ کر لیا، قبضہ کرنے کے لئے حضرت علیؓ
نے شامیوں کا یانی بند نہیں کیا، بلکہ ایسے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ یانی لے کر لوٹ
آئیں، اس واقعہ کے بعد فریقین میں اتنا ارتباط بڑھ گیا کہ وہ بے خوف و خطر آپس میں
ملنے جلنے اور ایک دوسرے کے شکرگاہ میں آنے جانے لگے، اور معلوم ہوتا تھا کہ
صلح ہو جائے گی،

میدان جنگ میں مصاحبت | دونوں فوجوں میں غوغا پسند عوام کے علاوہ بہت سے
کلی کو تش | فحش خیر خواہ امت علماء و صلحا اور حفاظ قرآن بھی تھے، انکی

کو تشوں سے تین مہینہ تک جنگ رکی رہی، اس درمیان میں مارہا فریقین نے جنگ
چھیڑنے کا ارادہ کیا، لیکن یہ لوگ درمیان میں پڑ کر روک دیتے تھے، التوائے جنگ
کے ساتھ صلح کے لئے خط و کتابت بھی ہوتی رہی لیکن اس کا بھی وہی حشر ہوا جو
پہلی کو تشوں کا ہو چکا تھا،

جنگ کا آغاز | جب دی الاول ۳۰ھ سے باقاعدہ جنگ چھڑ گئی جس کا سلسلہ

آخر حادی التانی تک قائم رہا لیکن کوئی بڑی خوریز جنگ نہ ہوئی، بلکہ ایک ایک دستہ میدان میں آتا تھا اور صبح و شام متوالی جھڑپ ہو جاتی تھی، رجب کا مہینہ شروع ہوتے ہی اشہر حرم کی حرمت میں جنگ روک دی گئی،

مصالحت کی آخری کوشش | التوائے جنگ کے بعد خیر خواہان امت نے پھر صلح کی کوششیں شروع کر دیں کہ شاید اسی حد پر یہ خانہ جنگی رک جائے اور مسلمانوں اور کافروں

کی قوت میں ٹکرا کر برآمد نہ ہو، چنانچہ حضرت ابوذرؓ اور حضرت ابوامامہؓ باہلی امیر معاویہؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ علیؓ تم سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں پھر تم ان سے کیوں جنگ کرتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا عثمانؓ کے خون ناحق کے لئے، ابوامامہؓ نے کہا کیا علیؓ نے عثمانؓ کو قتل کیا ہے، معاویہؓ نے جواب دیا اگر قتل نہیں کیا ہے تو قاتلون کو نیاہ دی ہے، اگر وہ انھیں ہمارے حوالہ کر دیں تو میں سب پہلے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا،

ان دونوں بزرگوں نے واپس جا کر حضرت علیؓ کو معاویہؓ کا مطالبہ سنایا، اسے سنکر حضرت علیؓ کی فوج سے بیس ہزار آدمی نکل پڑے اور نعرہ لگایا کہ ہم سب عثمانؓ کے قاتل ہیں یہ رنگ دیکھ کر دونوں بزرگ ساحلی علاقہ کی طرف نکل گئے اور اس جنگ میں کوئی حصہ نہ لیا،

خوریز لڑائیوں کا سلسلہ | غرض صلح کی جتنی کوششیں ہوئیں سب ناکام رہیں، اور اشہر حرم کے ختم ہوتے ہی حضرتؓ سے فریقین یوری قوت کے ساتھ میدان میں اتر آئے اور خوریز جنگ شروع ہو گئی جس کا سلسلہ کئی مہینے تک جاری رہا، ان کی تفصیلات بہت

طویل ہن، اور انھیں لکھنا لے کا رہے، مختصر یہ ہو کہ کئی ہینوں تک یہ جنگ جاری رہی، جن میں کم و بیش نوے مصر کے ہوئے ان میں سینتالیس سرارتامی اور پچیس ہزار عراقی کام آئے، ہزاروں عورتیں بیوہ اور لاکھوں بچے یتیم ہو گئے درمیان درمیان میں مردوں کی تحمیر و تکفین کے لئے ایک ایک دودو دن کے لئے جنگ ملتوی ہوتی رہتی تھی،

یہ طریقہ کی فیصلہ کن جنگ | ان تمام لڑائیوں میں فریقین نے نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا، دونوں کا یہ قریب قریب برابر تھا، لیکن الحریک کا آخری مصر کے بڑا خونریز تھا، اس میں رات دن مسلسل جنگ ہوتی رہی، میدان جنگ میں کشتوں کے انبار لگ گئے اور ہر طرف خون کی ندیاں بہ نکلیں، دوسرے دن صبح کو مردوں کی تحمیر و تکفین کے لئے جنگ ملتوی ہو گئی، اس سے فراغت کے بعد حضرت علیؑ نے پھرتیاریا شروع کر دیں،

اس جنگ سے قبل تک فریقین نے ٹہری پامردی سے برابر کا مقابلہ کیا تھا، لیکن یہ الحریک کے خونریز مصر کے میں شامی کمزور پڑ گئے تھے، اور عراقی بھی مسلسل جنگ سے گھبرا گئے تھے اور دونوں فریق کے عاقبت اندیش لوگوں کو نظر آ رہا تھا، کہ اگر یہ خونریز جنگ قائم رہی تو مسلمانوں کی قوت تباہ ہو جائے گی، اور ان میں غیر مسلموں کے مقابلہ کی طاقت باقی نہ رہ جائے گی، چنانچہ امیر معاویہ نے کہا کہ اگر یہ جنگ قائم رہی تو رومی سام سے ہمارے اہل و عیال کو قید کر لینگے اور فارس کے دہقان عراقیوں کے بال بچوں کو پکڑے جائیں گے،

علوی فوج کے ایک مدبر سردار امت بن قیس کنڈی نے بھی یہ خطرہ محسوس کیا اور اپنی جماعت سے کہا کہ گدستہ خونریز جنگ کے بعد اگر آئندہ پھر جنگ ہوئی تو عرب تباہ ہو جائے گا اور ہماری عظمت و حرمت اٹھ جائے گی،

لیکن حضرت علیؓ کو اس کا پورا اندازہ ہو گیا تھا کہ اب شامی کوئی دم میں میدان چھوڑنا چاہتے ہیں، اس لئے یلۃ اطریر کی صبح کو اپنی فوج کے سامنے ایک برحوش تقریر کی اور کہا لو گلاب جنگ آخری حد کو پہنچ چکی ہے، تمہارا حریف آخری سالین لے رہا ہے فیصلہ کن جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ،

عروبن العاص کی ایک تدبیر اور امیر معاویہؓ کو بھی اسی فوج کی حالت کا اندازہ ہو چکا تھا، انھوں نے عروبن العاص سے متورہ کیا، انھوں نے کہا ایسے

وقت کے لئے میں نے پہلے سے یہ تدبیر سوچ رکھی تھی کہ ہم لوگ قرآن کو حکم نانہ کی دعوت دیں، اس کے قول اور انکار دونوں صورتوں میں علیؓ کی فوج میں بیوٹ پڑ جائے چنانچہ دوسرے دن حشامی میدان میں آئے تو دمشق کے مصحف اعظم کو پانچ

شامی آگے آگے نیرے پراٹھائے تھے اور اس کے پیچھے ہزاروں قرآن نیروں پر بلند تھے، بصل بن ادہم، مترج حذامی اور ورقاد بن معمر نے بکار کر علوی فوج سے کہا، مشر عرب! خدا را اپنی عورتوں اور بچوں کو فارس اور روم سے بچاؤ، اگر شامی ختم ہو گئے تو رومیوں سے تمام کی حفاظت کون کرے گا، اور اگر عراقی فنا ہو گئے تو ہل عجم سے عراقی کو کون بچائے گا۔ آؤ ہم تم قرآن کو حکم مان لیں، اس کا فیصلہ ہم دونوں کیلئے واجب التسلیم ہو

لے احار الطوال ص ۲۱، ۲۵ طری ص ۳۳۲۹ و احار الطوال ص ۲۲۱ ۲۵ احار الطوال

یہ تدبیر کارگر ثابت ہوئی حضرت علیؑ اور ان کی فوج کے بعض دوسراقتابانہ
اصرون نے مخالفت کی حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ ٹھنڈے ہیں، لیکن ایک بڑی
جماعت یہ یہ حاد و صل کیا اس نے کہا کہ تباہیوں کو اسی کتاب کا یا ندہ نمانے کیلئے
تو ہم ان سے لڑ رہے تھے اب حملہ وہ خود ہیں اس کی دعوت دیتے ہیں تو ہم اس سے
انکار نہیں کر سکتے، بعض لوگوں نے یہاں تک کہا کہ اگر آپ نے قرآن کو حکم مانے سے
انکار کیا تو ہم آپ سے لڑیں گے اور آپ کو بھی عثمانؓ کے پاس پہنچا دیں گے!

دوسری طرف امیر معاویہؓ نے اعلان کر دیا کہ جنگ بہت طول کھینچ گئی ہے،
عمین سے ہر فریق اسے کو حق اور دوسرے کو باطل یہ تصور کرتا ہے، اس جھگڑے کو چکا
کے لئے ہم نے قرآن کو حکم مانے کی دعوت دی ہے، اگر اسے وہ لوگ قبول کریں گے
تو فہماورہ بھر ہماری حجت تمام ہو چکی، اس اعلان کے ساتھ حضرت علیؑ کو بھی لکھا کہ اس
حوریری کا مواخذہ میرے اور تمہارے سر ہے، اب میں تم کو اس کے بند کرنے
البت و محنت کو قائم کرنے اور بعض وعنا و کو بھلا دیے کی دعوت دیتا ہوں،

تجکیم کی تحریر اور حکم کا انتخاب
حضرت علیؑ نے جب دیکھا کہ انکار کی صورت میں خود ان کی فوج
میں پھوٹ پڑ رہی ہے تو چار و ناچار تجکیم کے لئے آمادہ ہو گئے اور

جنگ روک دی، آئیے بعض ہوا خواہوں یہ جنگ کا التوا سخت شاق تھا، ان میں
اور قرآن کی تجکیم پر اصرار کرنے والوں میں سخت گفتگو ہو گئی اور قریب تھا کہ عراقی فوج
آئیں ہی میں تلواریں نکل آئیں لیکن حضرت علیؑ نے معاملہ رفع دفع کر دیا،

التوا سے جنگ کے بعد طے پایا کہ دونوں فریق کی جانب سے ایک ایک حکم

مقرر کیا جائے، یہ دونوں کتاب اللہ کو رو سے جو فیصلہ کر دین وہ فریقین کے لئے واجب التمسک ہو اور جو فریق اس فیصلہ کو نہ مانے حکم اس کے خلاف دوسرے کو مدوین،

اس قرار داد کے بعد سامیون نے عمرو بن العاص کو اپنا حکم نیا، حضرت علیؓ کی جماعت میں ان لوگوں نے جو حکیم کی حمایت میں تھے اپنی جانب سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا نام پیش کیا، حضرت علیؓ کو اس سے اسلاف تھا، آئیے فرمایا مجھ کو ان پر اعتماد نہیں ہو وہ ہماری مخالفت کر چکے ہیں، لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے تھے، ان کی فہم و تدبیر بھی ہمیں بھروسہ نہیں ہے، اس لئے ان کے کاے ابن عباسؓ کو حکم نیا جاسے، لیکن جن لوگوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ کا نام پیش کیا تھا، اس تجویز پر انھوں نے یہ اعتراض کیا کہ وہ آپ کے خاص عزیز ہیں، حکم غیر متعلق شخص کو ہو جایا ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا تو پھر اشعریؓ کو نیا جاسے، اشعث بن قیس نے کہا کہ اسی نے یہ آگ بھڑکائی ہے اس لئے وہ کس طرح حکم ہو سکتے ہیں، حضرت علیؓ نے جب دیکھا کہ یہ مسئلہ بھی مختلف یہ سبھا تو جا رہا ہے اور ابو موسیٰ اشعریؓ پر راضی ہو گئے،

عمرو بن العاصؓ امیر معاویہؓ کے ساتھ ہی تھے، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ خاہ جگہ سے بچنے کے لئے نواح شام میں گوشہ نشین ہو گئے تھے، وہاں سے بلا کر لائے گئے، وہ بڑے سادہ دل بزرگ تھے، اس لئے حضرت علیؓ کے بعض مشیروں نے حضرت علیؓ سے کہا کہ ابو موسیٰؓ اس کام کے نہیں ہیں، اس لئے کسی دوسرے کو منتخب کیجئے، آپ نے فرمایا لوگ ان کے علاوہ کسی دوسرے پر راضی نہ ہوں گے،

حکیم کا معاہدہ | حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے آنے کے بعد حکیم کا معاہدہ لکھا گیا، کتابت شروع

ہونی تھی کہ حضرت علیؑ کے نام کے ساتھ امیر المومنین لکھے پر امیر معاویہؓ کو یہ اعتراض ہوا کہ اگر ہم انھیں امیر المومنین ہی مانتے تو ہجران سے خشک کیوں کرتے حضرت علیؑ کے بعض حامیوں کو اس پر اصرار تھا، آپ نے فرمایا یہ تو سنت نبویؐ ہے، حدیبیہ کے معاہدہ میں رسول اللہؐ کے نظیر مقررین کو اسی قسم کا اعتراض ہوا تھا تو آپ نے خود اپنے دست مبارک سے اسے مٹا کر محمد بن عبداللہ لکھ دیا تھا، اس لئے امیر المومنین کو کاٹ کر علی بن ابی طالبؑ لکھا جائے۔
 چنانچہ امیر المومنین کا لفظ کاٹ دیا اور ایک طویل عہد نامہ مرتب ہوا جس کا خلاصہ یہ ہے،

علی اور اس کی جماعت نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو اور معاویہ اور اس کی جماعت نے عمروں العاص کو حکم مقرر کیا ہے، یہ دونوں کسی فریق کی درعایت کے بغیر امت کی حیر خواہی کا کار کھتے ہوئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کے مطابق جو فیصلہ کر دینگے وہ فریقین کے لئے واجب التسلیم ہوگا اور جو فریق اس کے ہائے سے الکار کرے گا، حکم اور عام مسلمان اس کے خلاف دوسرے فریق کو مدد دیگا لیکن اگر یہ فیصلہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کے خلاف ہو یا کسی فریق کی حسد داری یا بی جاے تو اس کی یا نہی ضروری نہیں ہے، اس وقت ہر فریق خود اپنا فیصلہ کرنے کے لئے آزاد ہوگا، فیصلہ کے اعلان تک جنگ ماحول ہو رہے گی، اور کامل اس و امان قائم رکھا جائے گا، اگر فیصلہ کے اعلان سے قبل دونوں امیروں اور حکموں میں سے کوئی امیر یا حکم مرجائے تو اس کی جماعت کو اس کی جگہ دوسرے امیر اور حکم کے انتخاب کا حق حاصل ہوگا، دونوں حکموں کی جان اور مال محفوظ رہے گا، رمضان تک فیصلہ کا اعلان ہو جانا جائز نہیں، اگر حکم اس میں کچھ تاخیر کرنا مناسب سمجھیں تو اس مدت میں توسیع کر سکتے ہیں، اگر

مقررہ مدت میں فیصلہ نہ سایا گیا تو فریقین کو اس سرِ لوحِ کتب شروع کرنے کا اختیار دیا گیا

اس عہد نامہ پر فریقین کے تمام متنازعہ لوگوں کے دستخط ہو گئے اور تمام وعواقب کی حد پر دومتہ الاحد ل کا مقام فیصلہ کے اعلان کے لئے مقرر ہوا، تکمیل کے بعد معاہدہ کا تصدیق دونوں فریق کی فوجوں میں مندرجہ کر دیا گیا، اسے سنکر حضرت علیؑ کی فوج کا ایک حصہ حلاف ہو گیا جس نے بعد میں خارجی فرقہ کی شکل اختیار کر لی، اس کے حالات آئندہ آئیں گے،

حکیمین کی گفتگو | معاہدہ کی کتابت کے بعد دونوں حکم کی مجلسِ شوریٰ منعقد ہوئی، عمرو بن العاصؓ بڑے مدبر اور دہشتد تھے انھوں نے پہلے ہی سے تعظیم و تکریم کے ذریعہ ابو موسیٰ اشعریؓ پر اثر ڈالنا شروع کر دیا جو دغا موٹل رہتے ہر معاملہ میں جھجھکتے ابو موسیٰ اشعریؓ سے کہتے کہ آپ میرے برگ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدر صحابی ہیں، پہلے آپ اپنا خیال ظاہر فرمائیے، ہر حال دونوں میں حسب ذیل گفتگو ہوئی،

ابو موسیٰ اشعریؓ، ان العاصؓ ہم کیوں نہ ایسے شخص کو منتخب کریں جن میں خدا کی سزا ہو اور امت کی فلاح دونوں باتیں حاصل ہوں،

عمرو بن العاصؓ، کس کو،

ابو موسیٰ اشعریؓ، عبداللہ بن عمرؓ کا دامن ان ہنگاموں سے بالکل پاک ہے،

عمرو بن العاصؓ، امیر معاویہؓ پر آپ کو کیا اعتراض ہے،

ابو موسیٰؓ، معاویہؓ کا کیا رتبہ ہے، وہ کس طرح اس کے مستحق ہو سکتے ہیں؟

عمرو بن العاصؓ، یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ عثمانؓ مظلوم شہید کئے گئے، ان کے بعد معاویہؓ ان کے گھر کے متولی اور ان کے قصاص کے دعویدار ہیں،

ابو موسیٰؓ ہاں یہ صحیح ہے،

ابو موسیٰؓ نے کہا کہ معاویہؓ کا یہ حال ہے

عمر بن العاص اگر لوگوں کو اس پر یہ اعتراض ہو کہ وہ قدامتِ اسلام کے سرفراز
سے محروم ہیں تو اس کے جواب میں آپ کے پاس قرآن کی یہ دلیل موجود ہے،
مَنْ قَتَلَ مَطْلُومًا مَخْطِئًا لِدَوْلِيَةٍ
تَوَسَّعَ مَطْلُومٌ قَتَلَ كَيْفًا هُوَ مِنْهُ
اس کے ولی کو قصاص کا حق دیا ہے، سلطاناً،

اس کے علاوہ وہ رسول اللہ صلعم کے صحابی اور ام المؤمنین ام حبیبہ کے بھائی ہیں
ابو موسیٰ اس العاص حد اسے ڈرو اگر یہی سرفراز ہے اور استحقاقِ خلافت کیلئے
اسی قسم کے سرفراز کافی ہو سکتے ہیں تو خلافت کا سب سے زیادہ متحق مسلمانین کی اولاد
ابرہہ بن صباح ہوتا جن کی حکومت مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی تھی، یہ کوئی سرفراز
ہیں ہے، خلافت صاحب فضل اور اہل دین کا حق ہے، پھر سرفراز میں علیؑ اور معاویہؓ
کا کیا مقابلہ اگر میں سب سے افضل و اتم سرفراز قریبی کے حق میں فیصلہ کرے والا ہوتا تو علیؑ
کے حق میں کرتا، تمہارا یہ کہنا کہ معاویہ قصاص عثمان کے ولی ہیں، تو اس کا حق سب سے
زیادہ عثمان کے لڑکے عمر کو ہے، ماجریں اولین کے مقابلہ میں کسی طرح معاویہ کو
خلیفہ نہیں بنا سکتا، ان اگر تم جا ہو تو عہد اللہ الحبر کو خلیفہ بنا کر عمر بن الخطاب کا نام زندہ کر دو
عمر بن العاص، تو پھر میرے لڑکے عمر وین کیا خرابی ہے، اس کے علم و فضل
اور سرفراز و مناقب سے آپ واقف ہیں،

ابو موسیٰ، بیشک تمہارا لڑکا صالح اور اہل ہے لیکن اس قسم میں سرفراز سے اسکا
دائن و اعدا ہو گیا ہے، اَوْ طَيْبٌ بَنَ طَيْبٍ عَمَلٌ نَدَنَ عَمْرٌ كَوْ خَلِيفَةٍ نَادِيْنِ،

عمر بن العاص خلیفہ ایسے شخص کو ہونا چاہئے جو ایک داڑھ سے خود کھائے
اور دوسری سے دوسروں کو کھلائے،

ابو موسیٰ، اس العاص! آپس میں فائدہ جنگی اور خونریزی کے بعد مسلمانوں نے یہ معاملہ ہمارے سپرد کیا ہے، اب ان کو دوبارہ اس قسم میں نہ ڈالو،

عمرو بن العاص، ابھر آپ کیا کہتے ہیں،

ابو موسیٰ! میری رائے تو یہ ہے کہ ان دونوں کو معزول کر کے مسلمانوں کو سسرے سے خلیفہ کے انتخاب کا حق دیا جائے،

عمرو بن العاص مجھے اس سے اتفاق ہے، امت کی بھلائی اسی میں ہے،
فیصلہ کا اعلان | اس فیصلہ کے بعد دونوں حکم اسے سنائے کے لئے دو متہ الجند آئے، دونوں

مریق نے چند سو آدمی اپنی اپنی حکم کے ساتھ کر دیئے تھے، یہ فیصلہ امت کی قیمت کا فیصلہ تھا اس لئے ہزاروں مسلمان اور بہت سے اکابر صحابہ حضرت عبداللہ بن عمر، منیرہ بن شمسہ اور سعد بن ابی وقاص وغیرہ جو اس جنگ میں غیر حاضری تھے، فیصلہ سننے کے لئے آئے، بعض عاقبت مدینہ اور سمحہ روگوں کو حضرت ابو موسیٰ اشعری کی سادہ دلی اور عمرو بن

العاص کی ہوشمندی سے خطرہ تھا کہ عمرو بن العاص اس پر قائم رہیں گے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو اس خطرہ سے مطلع کیا کہ اگر آپ دونوں کسی فیصلہ پر متفق ہو چکے ہوں تو اس کے اعلان میں خود میتقدمی نہ کیجیگا، بلکہ پہلے عمرو بن العاص سے اعلان کرایگا، وہ جالاک آدمی ہیں، مجھے خطرہ ہے کہ اگر آپ نے پہلے اعلان کیا تو عمرو بن العاص دھوکا دے جائیں گے، لیکن حضرت ابو موسیٰ اشعری سب کو سچا مسلمان سمجھتے تھے، فرمایا یہ نہیں ہو سکتا، ہم دونوں ایک فیصلہ پر متفق ہو چکے ہیں۔

لے اس گفتگو میں طبری اور اخبار الطوال کے بیانات میں بعض جزوی اختلافات ہیں، ہم نے دونوں کے بیانات جمع کر کے اس کو تسکین کی ہے، لے اخبار الطوال ص ۲۱۴،

غرض مقررہ تاریخ پر دونوں کھڑے ہوئے۔ مجمع مسجد میں مصلہ عایا ہر اون مسلمان اسکے نشانی
میں جمع تھے حضرت اومویٰ بن العاصی نے عمرو بن العاص سے کہا پہلے تم سناؤ انھوں نے کہا آپ فضل
مقبوت میں مجھ سے افضل ہیں، اب کے ہوتے ہوئے میں اسکی حرمت نہیں کر سکتا حضرت اومویٰ نے یہ
یہ حادثہ جل گیا چنانچہ انھوں نے مسریر کھڑے ہو کر فیصلہ کا اعلان کیا،

اما بعد لوگو! ہم نے اس مسدیر عور کیا اس امت کے اتحاد و اتفاق اور اصلاح کی اس کے علاوہ
اور کوئی صورت نظر نہ آئی کہ علی اور معاویہ دونوں کو معرول کر کے خلافت کو شعریٰ ریچھڑ
ویا جائے عام مسلمان جسے اہل سمحین اسے تخت کر لیں اس لئے میں علی اور معاویہ دونوں
کو معرول کرتا ہوں، آسیدہ تم سے بید کرو دنیا خلیعہ سناؤ،
ان کے بعد عمرو بن العاص نے اپنا فیصلہ سنایا،

اما بعد لوگو! اومویٰ کا فیصلہ آپ لوگوں سے سنا لیا، انھوں نے اپنے آدمی کو معرول کر دیا،
بھی اسکو معرول کرتا ہوں لیکن ایسے آدمی معاویہ کو قرار رکھتا ہوں وہ امیر المؤمنین عثمان کے
اور ان کے قصاص کے طالب ہیں اس لئے انکی قائم مقامی کے سستے زیادہ مستحق ہیں،

یہ فیصلہ سن کر حضرت اومویٰ بن العاصی نے یہ غدار یہ لے ایمانی، اما متکمل تکمل علیہ علیہ اوتدیکہ
لیکھ تمھاری مثال کے کی جو کہ خواہ اس پر لادو تب بھی وہ ہانپتا رہتا ہی اور جھوڑو تب بھی ہانپتا رہتا ہی عمرو
بن العاص بولے و متکمل کمل الحجاز علی اسماء لا اور تمھاری چار پاسے (گدھا) بروکتا بے خند کی ہو،

اس فیصلہ سے حضرت علی کے حامیوں میں سخت برہمی پیدا ہو گئی شریح بن ہانی نے عمرو بن العاص سے
کوٹے برسنا شروع کر دیئے، لیکن لوگوں نے درمیان میں بڑکھڑایا، شامی اومویٰ کی تلاش میں تھے
وہ یہ رنگ دیکھ کر کہہ نکل گئے،

اس فیصلہ کے بعد امیر معاویہ کے حامیوں نے انھیں باضابطہ خط لکھ کر تسلیم کر لیا،

خارج کی سرتی | یہ فیصلہ ایسا نامہ صفانہ تھا کہ اسے کوئی حق پسند تسلیم نہیں کر سکتا تھا اس لئے
 فیصلہ کے اعلان کے بعد حضرت علیؓ نے امیر معاویہ سے مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں
 ابھی آپ اس میں متغول تھے کہ خارجیوں نے عراق میں اتنی تشرش اور مدافنی پھیلائی
 کہ آپ کو فی الحال امیر معاویہ کے مقابلہ کا خیال ملتوی کر کے ادھر متوجہ ہونا پڑا،
 اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ شروع میں حضرت علیؓ نے تحکیم کی تجویز کی مخالفت کی تھی
 لیکن پھر اپنی ہی فوج کے آدمیوں کی ضد سے اس کے قبول کرنے کی مجبور ہو گئے تھے
 پھر اسی میں سے ایک جماعت تحکیم کے خلاف ہو گئی اور تحکیم کو کفر قرار دیا، یہی جماعت
 بعد میں خوارج کے نام سے موسوم ہوئی، اسی زمانہ میں دو آدمیوں زبیر بن بروج الطائی
 اور حرقوص بن زبیر سعدیؓ حضرت علیؓ سے کہا کہ خدا کے علاوہ کسی انسان کو حکم
 نہیں بنایا جاسکتا، آپ اس غلطی سے توبہ کیجئے اور ہمارے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کیجئے
 لیکن تحکیم کا عہد نامہ لکھا جا چکا تھا، اس لئے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے خود اسکی
 مخالفت کی تھی لیکن تم ہی لوگوں نے مجھے مجبور کیا، اب عہد نامہ لکھ چکا ہوں اس کو
 نہیں توڑ سکتا، خدا فرماتا ہے کہ "تو عہد کرو اسے پورا کرو" خوارج نے ان کو بہت
 مجبور کیا، لیکن آپ آمادہ نہ ہوئے، آخرین انہوں نے دھکی دی کہ اگر آپ تحکیم کو
 تسلیم کرنے میں تو ہم خدا کے لئے ایسے لڑیں گے، آپ نے فرمایا تو تمہاری لاشیں خاک
 خون میں تڑپیں گی،

یہ واقعہ تحکیم کے قبل کا ہے، اسی وقت سے خارجی فرقہ کی بنیاد پڑ گئی، یہی فیصلہ
 کے اعلان کے بعد خارجیوں نے عبد اللہ بن وہبؓ راہی کے ہاتھوں یرمیت کر

حضرت علیؑ کی سنی مخالفت شروع کر دی، اس جماعت کا عقیدہ تھا کہ معاملات دین میں انسان کو حکم نامہ ناکسر ہے اور حکم اور اس کا معاملہ رائے سب کا غرض اور ان سے جہاد فرض ہے ان عقائد کی اشاعت کر کے کوفہ، بصرہ، مدائن اور عراق کے دوسرے شہروں میں ایک معتد بہ جماعت اپنی ہم خیال بنائی اور کوفہ کے خوارج خفیہ نہروا روانہ ہو گئے اور دوسرے شہروں کے خوارج کو اس کی اطلاع دیدی،

مدائن کے والی سعید بن مسعود کو ان کی نقل و حرکت کی اطلاع ہو گئی، انھوں نے تعاقب کیا، کرخیہ میں دونوں کا سامنا ہوا، سعید کے ساتھیوں نے کہا کہ ان کے بارہ میں امیر المومنین کا کوئی حکم نہیں ہے اس لئے اس وقت ان سے مزاحمت نہ کیجئے، پہلے امیر المومنین سے لکھ کر دریافت کر لیجئے، اس مشورہ پر سعید نے ان کا راستہ چھوڑ دیا، ہرواں میں اجتماع کوفہ سے بکھلے کے قتل ان لوگوں نے بصرہ وغیرہ کے خارجیوں کو نہروا میں اجتماع کی ضرورت دی تھی، چنانچہ بصرہ سے یانجو کی جماعت روانہ ہوئی، یہاں کے والی حضرت عبداللہ بن عباس کو معلوم ہوا تو آپ نے ابوالاسود دؤلی کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا، انھوں نے تشریف لے کر تھیں، لیکن رات ہو چکی تھی اس لئے خارجی نکل گئے، اور نہروا میں اپنے ساتھیوں سے جا ملے، راستہ میں انھیں حوسلین ملتا تھا اس سے سوال کرتے تھے کہ حکمین کے بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے، اگر وہ برأت ظاہر کرتا تو چھوڑ دیتے، ورنہ قتل کر دیتے،

خوارج کو دعوت اتحاد یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت علیؑ امیر معاویہؓ کے مقابلہ کی تیاریاں کر رہے تھے، یہ حالات سن کر آپ نے خوارج کو خط لکھا،

ہم نے جس آدمیوں کو حکم سنایا تھا، انھوں نے ایسے نص کی پیروی کر کے تکیہ کے خلاف فیصلہ کیا، اس لئے ہم نے اس فیصلہ سے رأت ظاہر کی اور آپ پھر پہلی حالت پر آگئے ہیں (یعنی حگ) ہم ایسے اور تمہارے دتموں کے مقابلہ کے لئے جارہے ہیں، حد اتم پیرحم کرے، تم بھی ہمارا ساتھ دو، ہم اس وقت تک مقابلہ کریں گے جب تک حد کوئی فیصلہ نہ کر دے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا خواجہ نے اس خط کا یہ جواب دیا،

اما بعد تم کو اس فیصلہ پر حد کے لئے ہیں ملکہ ایسے نص کے حاطر رہی ہے، اگر تم تحکم کے ماسے کی غلطی یا ایسے کھرا کر کے تو نہ کرو تو ہم تمہارے سوال پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں، اور اگر ایسا نہیں کہتے تو ہم تم سے ٹرینگے حد احیاست کرے والوں کی جال کی ہدایت ہیں کرتا،

اس جواب کے بعد بھی آپ نے تیاریاں جاری رکھیں اور صوبوں کے عامل کو اپنی فوجین لے کر آنے کا حکم دیا، آپ کے فرمان پر مثنیٰ ہزار فوجین جمع ہو گئیں لیکن اس درمیان میں خارجیوں کی فتنہ انگیزی حد سے زیادہ بڑھ چکی تھی، کسی مسلمان کی جان ان کے ہاتھ سے محفوظ نہ تھی جو شخص ان کے خیالات کی تائید نہ کرتا اسے بے دریغ قتل کر دیتے، چنانچہ ایک صحابی عبداللہ بن جناب کو اسی جرم میں تہید کر دیا، اور ان کی حاملہ بیوی کا پیٹ چاک کر کے بے دردی سے قتل کر دیا، قبیلہ طے کی کئی عورتوں کو مار ڈالا، ان کی یہ فتنہ انگیزی دیکھ کر لوگوں نے حضرت علیؑ سے عرض کیا امیر المومنین آپ اس فتنہ انگیزی کے لئے خارجیوں کو آزاد چھوڑ کر کمان کا قصد فرماتے

ہیں یہ کی عدم موجودگی میں۔ در۔ سر مو جائیں گے پہلے ان کی سر کو بی کیجے
اور انھیں میطع بنا کر مسلمانوں کو ان کے غلط سے بچائے، اس کے بعد شام کا
قصہ فرمائیے گا۔

و رت کی فتنہ انگیز یون اور لوگوں کی درخواست پر مجبور ہو کر حضرت علیؑ نے
فی الحال شام کا ارادہ ملتوی کر دیا اور خارجیوں کے مقابلہ کے لئے نہروان روانہ ہوئے
اتام حمت | خارجی یہاں پہلے سے جمع تھے حضرت علیؑ کے پیچھے ہی صف آرائی
شروع ہو گئی، جنگ چھڑے یہ پہلے آئے خارجیوں کے پاس پیام کھلا بھیجا کہ تمہارے
جن آدمیوں نے ہمارے آدمیوں کو قتل کیا ہے ان کو قصاص کے لئے ہمارے حوالہ
کر دو تو ہم تم کو تھوڑے دینگے تاہم خدا تم کو راہ راست پر لے آئے، ان لوگوں نے
جواب دیا کہ ہم نے قتل کیا ہے اور ہم تمہارا اور ان کا دونوں کا خون مباح سمجھتے
اس جواب کے بعد آپ نے حضرت الوالیوب انصاریؑ اور قیسؑ س سعدؑ
انصاریؑ کو سمجھانے کے لئے بھیجا، ان دونوں نزرگوں نے ہر خید راہ راست پر
لانے کی کوشش کی لیکن خوارج برابر اپنی ضد پر قائم رہے، آخر میں آپ خود اتمام حجت
کے لئے تشریف لے گئے اور ان کے سامنے تصریح کی،

”اے وہ گروہ جسے محض مذہب بیدار کیا ہے اور خواہش میں نے اسے مول
حق سے روکا ہے تم لوگ شمشہ اور غلطی میں مبتلا ہو، میں تم کو اس سے متنبہ کرتا
ہوں، تاکہ تم گمراہی پر قائم نہ ہو، اور ایسی حالت میں نہ مارے جاؤ کہ خدا کے
سامنے تمہارے لئے کوئی دلیل ماقی نہ رہے، کیا تم کو معلوم نہیں کہ میں نے

سرچوں سے یہ ترطالی تھی کہ وہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں گے ہیں
 تم کو اسی وقت آگاہ کر دیا تھا کہ حکیم کی تحریر محض فریب ہے لیکن تم ہی نے
 اس کے قول کرنے پر اصرار کیا، میں نے اسی ترطابہ اسے مسطور کیا تھا کہ دونوں
 حکم اس چیز کو زندہ کریں گے جسے قرآن نے زندہ کیا ہے اور اس کو ختم کرینگے
 جسے قرآن نے ختم کیا ہے لیکن حکموں نے خواہیں جس پر عمل کر کے کتابت و
 کی مخالفت کی اس لئے ہم نے اس کے فیصلہ کو رد کر دیا، اب ہم پھر پہلی حالت پر لوٹ
 خوارج نے اس کا یہ جواب دیا،

حکم نے حکم کی تحریف و تسوّل کی تھی، اس وقت کا سر
 ہو گئے تھے، اب ہم نے توہ کر لی ہے، اگر تم بھی ہماری طرح توہ کر لو تو
 ہم تمہارے ساتھ ہیں، ورنہ پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ، حضرت علیؑ نے فرمایا
 اگر میں کہہ کر افراد کروں تو گمراہی میں مبتلا ہونگا، مناسب صورت یہ ہے کہ
 تم اپنے کسی متبر آدمی کو ہمارے پاس گفتگو کے لئے بھیجو، اگر وہ مجھے قائل کر دے
 تو میں یہی علیؑ کا اعتراف کر کے توہ کر لوں گا، اور اگر وہ قائل ہو جائے تو تم کو
 خدا سے ڈرنا چاہئے،

اس تحریف و غارتگریوں نے عبداللہ بن الکوار کو گفتگو کرنے کے لئے بھیجا، دو ذونین
 مباحثہ ہوا، لیکن خوارج اپنی راے سے بالکل ہٹنا نہ چاہتے تھے، اس لئے کوئی نتیجہ نہ نکلا
 اور حضرت علیؑ کو مجبور ہو کر مقابلہ میں آنا پڑا،

جنگ شروع کرنے سے پہلے حضرت ابوالیوبؓ انصاری کو امان کا علم دے کر

اعلان کرادیا کہ تمہیں اس علم کے نیچے آجائے یا لوٹ جائے یا خارجوں کا ساتھ چھوڑ دے وہ مامون ہے، اس اعلان پر ایک خارجی مسرور فرودہ بن نوافل نجفی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہمارے یاس علیؑ سے جنگ کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، اس لئے لوٹ چلنا چاہئے اور اس وقت تک کوئی حقہ نہ لینا چاہئے جب تک ان سے لڑنے یا ان کی پیروی کرنے کے کسی ایک نتیجہ پر نہ پہنچ جائیں، چنانچہ وہ پامردیوں کو لے کر لوٹ گیا، ایک اور جماعت کوفہ و ایس علی گئی، ایک ہزار حضرت علیؑ کے جھنڈے کے نیچے آ گئے، اور عبداللہ بن وہب راسی کے ساتھ بہت تھوڑی تعداد رہ گئی،

جنگ اور نزاع | اس وقت بھی حضرت علیؑ نے اپنے آدمیوں کو جنگ کی ابتدا کرنے کی شکست سے روک رکھا، تا کہ خود خارجوں نے احکمہ اللہ کا نعرہ لگا کر

اس زور سے حملہ کیا کہ پہلے ہی حملہ میں حضرت علیؑ کا پیدل دستہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا، اور خارجی علوی فوج کے سینہ اور میسرہ پر لوٹ پڑے اور اس شجاعت اور پامردی سے لڑے کہ ان کے اعضاء کٹ کر الگ ہو جاتے تھے، لیکن اس حالت میں بھی لڑتے رہتے تھے، ایک خارجی شریح بن ابی اوفی کا پاؤں کٹ گیا وہ اسی حالت میں لڑتا رہا،

حضرت علیؑ کی فوج نے بھی پوری شجاعت سے مقابلہ کیا بالآخر ایک خونریز جنگ کے بعد خوارج کو نہایت فاش شکست ہوئی، اور وہ ایک ایک کر کے مارے گئے،

تمام کا قصد اور علوی | خارجیوں کی ہم سے فراغت کے بعد حضرت علیؑ نے اپنی فوج
فوج کی کمزوری | کو پھر امیر معاویہ کے مقابلہ کے لئے ابھارا کہ خدا نے تم کو ایک تئیں

کے مقابلہ میں کامیاب کیا ہے اب ہمیں سے اپنے دوسرے دشمن کے مقابلہ میں
روانہ ہو جاؤ، لیکن اس وقت اس کی ہمت سیت ہو رہی تھی، اشعث بن قیس کندی
نے عرض کیا، امیر المومنین ہمارے ترکش خالی ہو گئے ہیں، تلواریں کند ہو گئی ہیں،
نیزوں کے پھل خراب ہو گئے ہیں، اس لئے اس وقت گھروٹ چلئے، تاکہ ہم دشمن
کے مقابلہ کے لئے اچھی طرح تیار ہو کر لیں، ان کے اس عذر پر حضرت علیؑ نے کوچ
کا حکم دیا، مقام نجد میں فوج نے منزل کی، یہاں سے لوگوں نے اپنے اپنے گھر کا
راستہ لیا شروع کیا، اور آب کے ہمراہ ایک ہزار آدمی رہ گئے، یہ صورت دیکھ کر حضرت
علیؑ کو فہ لوث آئے،

مصر پر امیر معاویہؓ عثمانی عمال کو معزول کرنے کے بعد حضرت علیؑ نے مصر کی ولایت
کا قصہ | پر حضرت قیس بن سعد کو جو ایک مقتدر صحابی تھے مقرر کیا تھا، یہ روئے

مدبر اور مصطفت شناس تھے، انھوں نے بڑی ہوشیاری سے مصریوں سے حضرت
علیؑ کی بیعت لے لی تھی، صرف ایک مقام خربتہ کے باشندوں نے جو حضرت عمار
کی شہادت سے زیادہ متاثر تھے بیعت نہیں کی، قیس نے انھیں چھیڑنا مناسب سمجھا
اور کہلا دیا کہ ہم تم کو بیعت پر مجبور نہیں کرتے اور تمہاری ہر خدمت کے لئے آمادہ
ہیں، ان کی اس پالیسی کا یہ اثر ہوا کہ گواہل خربتہ نے بیعت نہیں کی لیکن خراج دینے
میں کوئی تاہل نہیں کیا، یہ واقعہ جنگ جمل کے پہلے کا ہے،

قیس بن سعد کے نامور مدبر تھے اسلئے امیر معاویہ جب حضرت علیؑ کے مقابلہ کیلئے

کھڑے ہوئے تو عمرو بن العاص کی طرح انھیں بھی ملانا چاہا، چنانچہ ان کو حط لکھا کہ تم بھی
 قاتلین عثمانؓ کے ساتھ ہو، اگر ان کا ساتھ چھوڑ کر طالبین قصاص کے زمرہ میں شامل ہوؤ
 تو ہم تمہارا ہر حکم ماننے کے لئے تیار ہیں، تاحیات عراق کی حکومت تمہارے لئے
 مخصوص ہوگی، تجاز کی حکومت پر تم کو اختیار ہوگا، جس کو چاہنا حاکم بنانا، اس کے علاوہ
 اور جو تم چاہو میں سب یوراکمنے کے لئے تیار ہوں، اگر تم کو یہ منظور ہے تو اپنی رائے
 اس وقت امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کی کشمکش کا آغاز تھا، ملک کی حالت بد
 تھی، اس لئے قیس نے گول جواب دیا، امیر معاویہؓ بڑے جہاندیدہ تھے وہ سمجھ گئے
 انھوں نے لکھا کہ تم نے بھی کیا جواب دیا ہے، اس سے تم کو دوست ہی سمجھا
 جاسکتا ہے کہ تمہاری طرف سے اطمینان رکھا جائے اور نہ دشمن یقین کیا جاسکتا ہے
 کہ تم سے مقابلہ کیا جائے، میرے جیسا شخص تمہارے فریب میں نہیں آسکتا، میرے
 پاس کافی قوت ہے، قیس بن سعد نے اس کا نہایت سخت جواب دیا کہ مجھ کو
 تمہاری عقل پر حیرت ہے، تم مجھ کو ایک مستحق خلافت حق کو، حق پرست سب سے
 زیادہ ہدایت یاب اور رسول اللہ صلعم کے قریب عزیز کے مقابلہ میں ایک جھوٹے
 گم کردہ راہ اور رسول اللہ صلعم سے دور شخص کی اطاعت کی دعوت دیتے ہو،
 تم مجھے اپنی قوت کی دھکی دیتے ہو، یاد رکھو کہ تم کو خود اپنے لئے بڑ جائینگے،
 قیس کا حضرت علیؓ کے ساتھ رہنا امیر معاویہؓ کے مصالح کے بالکل خلاف تھا
 ان کی موجودگی میں مصران کے قبضہ میں نہیں آسکتا تھا، انھوں نے جب دیکھا کہ قیس طبع
 اور خوف سے ان کے دام میں آنے والے نہیں ہیں تو مشہور کرنا شروع کر دیا کہ
 قیس ہمارے خاص آدمی ہیں اور شامیوں کو متع کر دیا کہ ان کو برا بھلا نہ کہو، وہ

ہمارے ساتھ ہیں، خفیہ ان کی خیر خواہی کے خطوط ہمارے پاس آتے رہتے ہیں، کچھ ہمارے ہم خیال خرمیادانوں کے ساتھ ان کا سلوک کتنا بہتر ہے، ان کے روزینے اور عطیے جاری ہیں، اس شہرت کے ساتھ اپنے نام قیس کا ایک فرضی خط بھی پڑھ کر سنا دیا، جس میں حضرت عثمانؓ کے قصاص کی دعوت پر پستیدگی کا اظہار تھا، شام کے علوی جاسوسوں نے محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن جعفر بن ابی طالب کو اسکی اطلاع دی، انھوں نے حضرت علیؓ کو پہنچا دیا، آپ کو اس کے یقین کرنے میں تامل ہوا، لیکن ان دونوں نوجوانوں نے قیس کی معزولی پر اصرار کیا، اسی دوران میں قیس بن سعد کا ایک خط پہنچا، اس میں انھوں نے اہل خرمیاد کی حالت اور ان کے ساتھ اپنے طرز عمل کی اطلاع دی تھی، اس سے گویا محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن جعفر کو قیس کے خلاف ایک دلیل ہاتھ آگئی، انھوں نے حضرت علیؓ کو مجبور کر کے قیسؓ کے نام اہل خرمیاد سے جنگ کرنے کا فرمان لکھا دیا، قیس نے جواب میں لکھا کہ آپ ایسے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دے رہے ہیں، جواب تک غیر جانبدار ہیں، همان ان کو چھیڑ گیا وہ آپ کے دشمن کے ساتھ ہو جائیں گے، میرا متورہ قول کیجئے اس سے تعرض نہ فرمائیے۔

لیکن حضرت علیؓ کی رائے پر دونوں نوجوان غالب آگئے تھے، محمد بن جعفر نے حضرت علیؓ کو مجبور کر کے محمد بن ابی بکرؓ کو مصر بھجوا دیا، قیس بن سعد کو یہ فطرۃ مانگا اور ہوا، انھوں نے محمد بن ابی بکرؓ سے پوچھا امیر المومنین نے مصر کی حکومت میں کسی اور کو بھی شریک کر دیا ہے، انھوں نے جواب دیا، نہیں حکومت آپ ہی کے ہاتھوں میں رہیگی، لیکن ظاہر ہے کہ یہ دو علی بنین چل سکتی تھیں، خصوصاً جب کہ اس ابی بکر قیسؓ کی پالیسی کے بالکل خلاف تھے، اس لئے قیسؓ مستغنی ہو کر مدینہ چلے گئے، (ابن اثیر ج ۳ ص ۷۰ و ۷۱)

قیسؓ حضرت علیؓ کے سچے خیر خواہ تھے، اس لئے مصر چھوڑتے وقت محمد بن ابی بکرؓ کو تمام نسیب و فرائض سجا کر اپنی پالیسی بتا دی،

محمد بن ابی بکرؓ بالکل ناتحررہ کار تھے، حوانی کا جوش تھا یا لیبی سے کام لینے کے بجائے خرمنا و اون پر فوج کشی کر دی، یہ لوگ بڑے تجماع و بہادر تھے، محمد کو فاش ٹکست ہوئی، ان کی اس ناتحررہ کاری سے سب سے بڑا نقصان یہ پہنچا، کہ پہلے ایک مقام کے لوگ حضرت علیؓ کے خلاف تھے، محمد بن ابی بکرؓ کے طرز عمل نے اور لوگوں کو بھی مخالفت بنا دیا، اور معاویہ بن خدیج کندی نے جو مصر کے ایک مقتدر رئیس تھے، علانیہ قصاص عثمانؓ کی دعوت شروع کر دی، اس طرح مصر کی فضا مسموم ہو گئی،

حضرت علیؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؓ نے اشتر نخعیؓ کو ان کی مدد کے لئے بھیجا، لیکن امیر معاویہؓ کے اشارے پر راستہ ہی میں ان کا کام تمام کر دیا گیا،

اشتر نخعیؓ کو ختم کرانے کے بعد امیر معاویہؓ نے مسلمہ بن خالد انصاریؓ اور معاویہ بن خدیج کندیؓ سے مصر پر فوج کشی کے بارہ مہینہ خط و کتابت کی، انھوں نے لکھا تم فوراً آؤ ہم سب تمہارے منتظر ہیں، تم کو ضرور کامیابی ہوگی، یہ جواب آنے کے بعد امیر معاویہؓ نے لوگوں کے متورہ سے عمرو بن العاصؓ کو چھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کر دیا، یہاں کا عثمانی گروہ سرحد پر ان سے مل گیا، انھوں نے محمد بن ابی بکرؓ کو لکھ بھیجا کہ مصر کے باشندے تمہارے خلاف ہو چکے ہیں اور تمہارا ساتھ چھوڑ چکے ہیں، اگر جنگ کی نوبت آئی تو وہ تم کو ہمارے حوالہ کر دیں گے، اس لئے میرا خیر خواہانہ متورہ یہ ہے کہ تم مصر چھوڑ دو میں نہیں چاہتا کہ میرے ہاتھ سے تم کو کوئی نقصان پہنچے،

محمد بن ابی بکر نے یہ خط حضرت علیؓ کے پاس بھجوایا، وہ ان سے مقابلہ کرنے کا حکم آیا، محمد بن ابی بکر چار ہزار فوج لے کر مقابلہ کے لئے نکلے، مقدمہ الحیت کی کمان کنانہ ابن نضر کے ہاتھوں میں تھی، یہ بڑے شجاع و بہادر تھے، تجماعت و بامردی کے ساتھ شامیوں کا مقابلہ کیا، جو دستہ آگے بڑھتا تھا، کنانہ اسے لپٹا کر دیتے تھے، یہ رنگ پکھ کر عمرو بن العاص نے معاویہ بن خدیج کو اشارہ کیا، انھوں نے کنانہ کو گھیر لیا اور ہر طرف سے شامی ان پر ٹوٹ پڑے، کنانہ گھوڑے سے اتر کر لڑنا شروع کر دیا، لیکن تنہا ایک شخص کا ایک حم غیر سے مقابلہ کرنا مشکل تھا، بالآخر وہ لڑتے لڑتے مارے گئے، کمانہ مصری فوج کے قوت بازو تھے، ان کے قتل ہوتے ہی مصریوں نے میدان چھوڑ دیا، محمد بن ابی بکر روپوش ہو گئے، لیکن معاویہ بن خدیج نے ڈھونڈ نکالا اور عمرو بن العاص نے نہایت بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا، اور مصر پرستہ میں ان کا قبضہ ہو گیا، امیر معاویہ نے وعدہ کے مطابق عمرو بن العاص کو مصر کا والی بنایا،

حضرت علیؓ کے مقبوضات پر
امیر معاویہ کی پیشقدمی ادا اسکے
سارا عرب و عجم حضرت علیؓ کے زیر نگین تھا، اس لئے مصر

پر قبضہ کے بعد امیر معاویہ نے حضرت علیؓ کے دوسرے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا، اس کی تفصیلات میں پڑنا بے کار ہے، مختصر حالات یہ ہیں،

سب سے اول ۳۹ء میں نفعان بن بشر کو دہزار کی جمعیت کے ساتھ عین التمر و نوا کیا، یہاں کے علوی حاکم مالک بن کعب نے شکست دی،

اسی سنہ میں سہیل بن عوف کو چھ ہزار فوج دے کر انبار و مدائن روانہ کیا،

وہ ہمت ہوتے ہوئے انار پہنچے اور یہاں کی محافظ سیاہ کے افسر اشرف بن حسان البرکی کو قتل کر کے انبار میں جو کچھ ملاوٹ لیا حضرت علیؑ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپؑ کے سید بن قیس کو سفیان بن عوف کے تعاقب میں روانہ کیا مگر وہ جا چکے تھے،

عبداللہ بن مسعود فراری کو اہل مادیہ سے مدد وصول کرنے کے لئے تیار روانہ کیا۔ یہ مرض الحاکم بتیہ ہوئے مکہ اور مدینہ پہنچے، حضرت علیؑ کو خبر ہوئی تو آپؑ نے میسب بن نجیمہ فراری کو مقابلہ کے لئے بھیجا، تیار میں دونوں کا مقابلہ ہوا، عبداللہ بن مسعود زخمی ہو کر قلعہ مندہو کی کھ شامی بھاگ نکلے، میسب نے قلعہ کا محاصرہ کر کے آگ لگا دی، لیکن پھر عبداللہ کے پناہ مانگنے پر چھوڑ دیا، اور وہ باقی ماندہ ساتھیوں کو لے کر لوٹ گئے،

اسی سنہ میں معاویہؓ نے ضحاک بن قیس کو تین ہزار سیاہ کے ساتھ واقصہ کے قریبی علاقہ میں حضرت علیؑ کے باجگزار اعراب پر تاخت کرنے کے لئے بھیجا، تعلیم پر تاخت کرتے ہوئے قطوفانہ پہنچے، حضرت علیؑ کو اطلاع ہوئی تو آپؑ نے حجر بن عدی کو چار ہزار سیاہ کے ساتھ روانہ کیا، تدمر میں دونوں کا سامنا ہوا، تجربے ان کے انیس آدمیوں کو قتل کیا، اور شامی رات کی تاریکی میں نکل گئے،

ذی الحجہ ۳۹ سنہ میں معاویہؓ نے یزید بن شحرہ راہوسی کو اپنی طرف سے امیر الحج بنا کر مکہ سے حضرت علیؑ کے عامل کو نکالنے اور وہاں کے لوگوں سے اپنی سویت لینے کے لئے بھیجا، یہاں کے علوی حاکم قثم بن عباس کو اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے اہل مکہ کو یزید کے مقابلہ کے لئے ابھارا، لیکن شیبہ بن عثمان کے سوا کوئی آمادہ نہ ہوا، اس لئے قثم نے حضرت علیؑ کو اطلاع دے کر مکہ چھوڑ دینا چاہا، لیکن حضرت ابوسعیدؓ نے روکا، اس دوران میں شامی پہنچ گئے، لیکن کسی سے تعرض نہیں کیا، قثم حضرت علیؑ

کو اطلاع دے چکے تھے، وہاں سے ریان بن صمرہ اور ابو الطفیل فوجین لے کر مقابلہ کے لئے پہنچے، لیکن ابنِ حجر نے خود ہی اعلان کر دیا کہ ہم حرم کے من دامن میں خلل ڈالنا نہیں چاہتے، اس سے البتہ جنگ کریں گے جو ہم سے لڑے گا، اور حضرت ابوسید خدری سے درخواست کی کہ میں حرم میں تفریق پسند نہیں کرتا، میرے اور قثم کے علاوہ کسی ایسے تیسرے آدمی کو امام بنا دیجئے، جس پر سب کا اتفاق ہو، یہ تجویز منظور تھی، اس لئے حضرت ابوسید خدری نے قثم سے کہا وہ الگ ہو گئے اور لوگوں نے شیبہ بن عثمان کو امیر بنایا، چنانچہ شیبہ کا حج ان ہی کی امارت میں ادا ہوا، اختتام حج کے بعد ابنِ حجر واپس گئے،

اسی سنہ میں امیر معاویہؓ نے عبدالرحمن بن قباث بن اسیم کو جزیرہ بھیجا، یہاں کے حاکم شیبہ بن عامر نصیبین میں تھے، انھوں نے کیل بن زیاد کو اطلاع دی، وہ چھ سو سواروں کا دستہ لے کر مدد کو پہنچے اور عبدالرحمن کو نہایت سخت شکست دی، شامیوں کی بڑی تعداد کام آئی، اور ان کا کل سامان کیل کے قبضہ میں آیا، اس کے بشیبت بھی پہنچ گئے، اس وقت شامی شکست کھا کر واپس جا چکے تھے، شیبہ نے بعلبک تک ان کا تعاقب کر لیا، امیر معاویہؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے فوراً حبیب بن مسلمہ کو شیبہ کے مقابلہ کے لئے بھیجا، لیکن ان کے پہنچتے پہنچتے شیبہ واپس ہو چکے تھے،

اسی سنہ میں زبیرؓ کو کل کو صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا، حضرت علیؓ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے اپنی جانب سے عبداللہؓ کو کلب اور بکر بن اہل سے صدقہ وصول کرنے کے لئے روانہ کیا، ان میں اور زبیرؓ میں جنگ ہوئی، جو فخر کام آئے

دومۃ الجندل کے ماشدے غبر جانبہ ارتھے، انھوں نے اب تک حضرت علیؑ اور معاویہؓ کی بیعت نہ کی تھی، امیر معاویہؓ نے مسلم بن عقبہؓ کو ان سے بیعت لینے کیلئے بھیجا، لیکن یہ لوگ آمادہ نہ ہوئے، حضرت علیؑ کو اس کی خبر ہوئی تو آپؑ مالک بن کعبؓ کو اپنی بیعت کے لئے بھیجا، ان میں اور مسلم بن عقبہؓ میں جنگ ہوئی، مسلم شکست کھا کر لوٹ گئے، اس کے بعد مالک نے بیعت لینے چاہی، دومۃ الجندل والوں نے کہا کہ جب تک کسی ایک شخص پر سب کا اتفاق نہ ہو جائے گا، اس وقت تک ہم کسی کے ہاتھ پر بیعت نہ کریں گے، اس جواب پر مالکؓ نے زیادہ اصرار نہیں کیا اور لوٹ آئے،

ابھی تک حجاز کی بیعت و حکومت یر خلافت کا فیصلہ ہوتا تھا، حضرت علیؑ کے قبضہ میں تھا، سہمہ میں امیر معاویہؓ نے مشورہ جفا کا ریسر بنانی اطاعت کو تین ہزار سیاہ کے ساتھ حجاز اور یمن روانہ کیا، وہ سیدھا مدینہ پہنچا، یہاں کے علوی والی حضرت ابوالوہبؓ انصاری نے حرم نبویؐ کے احترام کے خیال سے فراحت مناسب نہ سمجھی اور مدینہ منورہ کو ذرہ چلے گئے، ریسر بن اطاعت نے مدینہ میں داخل ہو کر تقریر کی کہ ہمارے یتیم (حضرت عثمانؓ) جن سے ہم نے بیعت کا عہد کیا تھا، کہاں ہیں؟ اگر بن معاویہؓ سے عہد نہ کر چکا ہوتا تو خدا کی قسم یہاں ایک بانگ کو بھی زندہ نہ چھوڑتا، جب تک تم لوگ جعفر بن عبد اللہؓ کو میرے حوالہ نہ کرو گے، اس وقت تک امان کے دروازے تمہارے لئے بند ہیں، اجابہ یہ اعلان سنا تو وہ چھپ کر حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئے اور عرض کیا اگر معاویہؓ کی بیعت کرتا ہوں تو مگر ابھی کی بیعت ہے اور اگر نہیں کرتا تو جان سے ہاتھ دھو ہوں، انھوں نے بیعت کر لینے کا مشورہ دیا، ان کے ارشاد پر جابرؓ نے بیعت کر لی، اس کے

بعد بسراہل مدینہ کے دلوں میں ہیبت بٹھانے کے لئے جذ گھرون کو سہارا کر کے مکہ پہنچا، حضرت ابو موسیٰ اشعرمی نے اس کے خوف سے مدینہ چھوڑ دیا، بسر نے بزورِ اہل مکہ سے بیعت لی، ان سے بیعت لینے کے بعد یمن روانہ ہو گیا، یہاں کے علوی والی حضرت عبید اللہ بن عباس، عبید اللہ بن عبد المدا ان کو اپنا قائم مقام بنا کر کو فہ چلے گئے، بسر نے یمن پہنچ کر عبد المدا ان اور اس کے لڑکے اور عبید اللہ بن عباس کے دو ضعیف سچوں کو قتل کیا، یہ مظالم ڈھانے کے بعد شام واپس ہوا،

حضرت علیؓ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو اپنے جاریہ بن قدامہ اور وہب ابن مسعود کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا، بسر اس وقت حرا میں تھا، علوی فوج کی آمد کی خبر سن کر بھاگ نکلا، جاریہ اور وہب، بسر کی جماعت کے چند آدمیوں کو قتل کر کے مکہ پہنچے اور اہل مکہ سے حضرت علیؓ کی بیعت لے کر اہل مدینہ سے حضرت حنؓ کی بیعت لی، اور چند دن مدینہ میں ٹھہر کر کو فہ واپس گئے،

رقیقین میں مصالحت | اس مسلسل خانہ جنگی، غوزیری اور بدامنی سے گھبرا کر حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ نے سہمہ میں صلح کر لی، اس صلح کے رو سے حجاز، عراق اور مشرق کا پورا علاقہ حضرت علیؓ کے پاس رہا اور شام اور مصر و مغرب کا حصہ امیر معاویہ کے حصہ میں آتا تھا۔ فتوحات | حضرت علیؓ کا پورا زمانہ خانہ جنگیوں میں گزرا، تختِ خلافت پر قدم رکھنے کے بعد آپ کو ایک دن کے لئے بھی اندرونی جھگڑوں سے فرصت نہ ملی، اس لئے بیرونی فتوحات کی جانب توجہ کرنے کا آپ کو موقع ہی نہ ملا، تاہم سیستان اور کابل میں بعض فتوحات حاصل ہوئیں، سہمہ میں بحری راستہ سے کوکن پر حملہ ہوا،

لے فتوح المدائن سے ایضاً،

ساروں کا استیصال مسلمانوں کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر سرزمینِ عجم میں حاجبا بنو تین
 بسا ہو گئی تھیں، کرمان اور فارس کے صوبے مانی ہو گئے تھے بعض اور علاقوں میں بھی
 بغاوت کے آثار تھے، حضرت علیؑ نے اندرونی دشواریوں کے باوجود زیاد بن ابیہ کو
 مامور کیا، اس نے بغاوت فرو کر کے باغی علاقوں کو قابو میں کیا،

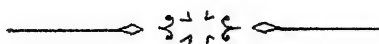
حضرت علیؑ پر قاتلانہ حملہ: سترہمین حضرت علیؑ کی شہادت کا حادثہ عظمیٰ پیش آیا، اس کی
 تفصیل یہ ہے کہ نہروان کے معرکہ میں خارجیوں کو سخت نقصان پہنچا تھا، اس لئے
 اس جماعت کے تین آدمیوں عبدالرحمن بن ملجم، رک بن عبداللہ اور عمرو بن مکرم نے
 باہم مشورہ کیا کہ نہروان کے مقتولین کے بعد زندگی بے کار ہے، معاویہ اور علیؑ
 دونوں میں سے کوئی بھی حکومت کا اہل نہیں ہے ان کی خانہ جنگی کی وجہ سے
 خلق اللہ مصیبت میں مبتلا ہے، بغیر انھیں ختم کئے ہوئے ان وسکون قائم نہیں
 ہو سکتا، چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علیؑ کو برک بن عبداللہ نے امیر معاویہ کو اور عمرو بن
 بکر نے عمرو بن العاص کو شہید کرنے کا بیڑا اٹھایا، ابن ملجم نے اپنے کام میں ایک اور
 شخص شیب بن سحرہ سنجی کو بھی شریک کر لیا اور تینوں نے ایک ہی دن رمضان
 سترہ کو نماز فجر کے وقت تینوں زرگون پر حملہ کیا، اتفاق سے عمرو بن العاص کے
 بجائے اس دن ایک اور شخص نماز پڑھانے کے لئے آیا تھا، ان کے دھوکے میں
 مارا گیا، امیر معاویہ پر اوچھا وار لگا، اس لئے وہ علاجِ معالجہ سے بچ گئے، ابن ملجم اور شیب
 ابن بجرہ دونوں حضرت علیؑ کی گذرگاہ پر چھپ رہے، جیسے ہی آپؑ فرکی نماز کے لئے
 نکلے، دونوں نے حملہ کر دیا، حضرت علیؑ کو کاری زخم آیا، آپؑ نے آواز دی تو گ دوڑ پڑے
 شیب تو نکل گیا، لیکن ابن ملجم گرفتار ہو گیا، حضرت علیؑ کے بجائے حدہ بن اسیرہ نے

نازیڑھائی، نماز کے بعد ابنِ عجم حضرت علیؑ کے سامنے پیش کیا گیا، اس سے چند سوالات کرنے کے بعد اپنے حکم دیا کہ اسے آرام سے رکھا جائے، اور لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ اگر میں اس زخم کے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکوں تو خدا کے حکم کے مطابق اس کو قصا میں قتل کر دینا اور اگر نجات پائی تو اس کے معاملہ پر غور کروں گا، اور اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ میرے بعد میرے ایک خون کے بدلہ میں مسلمانوں کا خون نہ بہانا صرف میرا قتل کیا جائے، حضرت حنؑ سے فرمایا کہ اگر میں مرا حوٰن تو ایک ضرب کے بدلہ میں قاتل کو ایک ہی ضرب لگانا اور متلہ نہ کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی نفی فرمائی ہے،

خجندہ مرآۃ تھا اس لئے بہت جلد سمیت مدین میں پھیل گئی، اور حالت خراب ہونے لگی، حضرت امام حنؑ و حسینؑ اور محمد بن حنفیہؑ کو بلا کر باہم اتحاد و اتفاق اور دین و دنیا میں خیر و برکت کے لئے وصیتیں فرمائیں، آپ کی زندگی سے مایوسی تھی، اس لئے جدب بن عبد اللہ نے یوحنا کہ آپ کے بعد ہم حنؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں، فرمایا میں تم کو نہ اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ روکتا ہوں تم لوگ اس کو زیادہ ہتر سمجھ سکتے ہو،

رحمی ہوئے کے تیسرے ۲۰ رمضان شب یکشنبہ منہ کو انتقال فرمایا حضرت حسینؑ نے غسل دیا، حنؑ نے نماز جنازہ پڑھائی اور رشد و ہدایت کے اس آفتاب عالم تاب کو کوہ کے عزمی نامی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا، انتقال کے وقت بروایت صحیح ترمذی سال کی عمر تھی، مدت خلافت ۴۴ سال ۹ مہینے،

اور لوح و اولاد | حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہ زہراؑ کے انتقال کے بعد متوہد و شاہد بنے
 کین، اور ان سے بکثرت اولادیں ہوئیں، حضرت فاطمہؑ کے بطن سے حضرت حسنؑ
 و حسینؑ و محسنؑ تھے، محسن کا انتقال بچپن میں ہو گیا تھا، اور صاحبِ سیر اولو (نور) میں
 اور ام کلثوم تھیں، ام کلثوم کا عقد حضرت عمرؓ کے ساتھ ہوا تھا، خولہ کے بطن سے محمد بن
 علیؑ تھے جو محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں، حضرت حسینؑ کے بعد یہ بڑے نامور فرزند تھے
 باقی اولادوں کی تفصیل کی ضرورت نہیں،



عہدِ رضویٰ پر ایک نظر

حضرت علیؑ کا پورا عہد خلافت خانہ جنگی اور اندرونی جھگڑوں میں بسر ہوا، ایک دن کے لئے بھی آپ کو ملکی نظم و نسق کے قیام اور بیرونی فتوحات کی طرف توجہ کرنے کا موقع نہ ملا، اس لئے تعمیری کاموں کے لحاظ سے آپ کا عہد آئیکے میسرون کے مقابلہ میں ناکام رہا، اور یہ ان حالات کا لازمی نتیجہ تھا، جن میں آپ کو منصب خلافت ملا تھا اور جو بعد میں پیش آتے رہے، ایسے مخالف حالات میں بڑے سے بڑا مدد فرما بھی مشکل سے عہدہ بردار ہو سکتا تھا، اوجس حد تک بھی آپ نے ان کا مقابلہ کیا، وہ بھی کسی دوسرے فرمانروا سے ممکن نہ تھا،

ان حالات کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے، اس لئے یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں، البتہ ان کے اسباب پر ایک سرسری نظر ڈالنا ضروری ہے، ان میں سے بعض اسباب تو وہی تھے جنھوں نے عثمانی خلافت کا لھام ہم بزم کیا تھا اور بس نئے تھے، اس کا اندازہ عہد صدیقی کے ابتدائی حالات کے موازنہ سے زیادہ صحیح ہوگا، حضرت ابو بکرؓ نے جس وقت تحت خلافت پر قدم رکھا، اس وقت سارا عرب پر آشوب ہو رہا تھا، بہت سے قبیلے مرتد ہو گئے تھے، بعضوں نے اسلام کے رکن اعظم زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا، جھوٹے مدعیانِ نبوت علیحدہ انقلاب پر آمادہ تھے

غرض عرب کی اندرونی حالت سخت تشویش ناک تھی،

لیکن ان حالات کے مقابلہ کا یوراسیا میں موجود تھا، عہد رسالت کے قرب کی وجہ سے مسلمانوں میں اسلامی روح زندہ تھی، سب کے سب ایک غرض اور ایک مقصد واسطے کلمہ اللہ ہی پر متحد تھے، ان میں کوئی اختلاف نہ پیدا ہوا تھا، حصول مقصد کے وسائل پر اختلاف رائے ہوتا تھا، لیکن اہل مقصد پر سب متفق تھے، گو غلیفہ حضرت ابو بکرؓ تھے، لیکن خلافت کا نظام ان صاحب تدبیر و سیاست صحابہ کے مشورہ سے چلتا تھا جنہوں نے شہر اسلام کو اپنے خون سے سیچا تھا، اس لئے ان کی عزیز ترین متاع اسلام تھا، ذاتی حیثیت سے حضرت ابو بکرؓ کا تعلق آپ کی نرمی اور تواضع و انکسار لوگوں کے دلوں کو مسح کرتا اور خلافت کے رکن رکن حضرت عمرؓ کا دبدبہ و شکوہ سی لوہادہ اعتدال سے ہٹنے نہ دیتا تھا،

ان سب کے بڑھ کر عربوں میں غیر عصر کی آمیزش نہ ہوئی تھی، اسی وجہ تو میں جنہوں نے مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرا مسلمان نہ ہوئی تھیں اور جو قلیل تعداد مسلمان بھی ہوتی تھی اس نے مسلمانوں میں اتنا اعتماد نہ پیدا کیا تھا کہ ان کے نظام شوری میں دخل ہو سکے۔ پھر صحابہ کے اتحاد و اتفاق اور صولت فاروقی کے مقابلہ میں مسلمانوں کے خلاف ان میں کسی سازش کی ہمت نہ تھی اور نہ کامیاب ہو سکتی تھی، اسلامی فوج میں غیر قوموں کا عنصر شامل نہ تھا، حدید الاسلام عربوں تک کی ماگ جو غیر اقوام کے مقابلہ میں متحد تھے اکابر صحابہ کے ہاتھوں میں نہ تھی، اس لئے کسی پہلو سے غیر قوموں کو دخل اندازی کا موقع ہی نہ ملتا تھا، اس لئے حضرت ابو بکرؓ نے بہت جلد مخالف حالات پر قابو حاصل کر لیا،

حضرت عمرؓ کے زمانہ تک یہ خصوصیات قائم رہیں، اس لئے اس زمانہ تک نظام خلافت کو خدشہ نہ ہونے یا نبی، حضرت عثمانؓ کے زمانہ سے ٹٹنے لگیں، جس کے نتائج انقلاب کی شکل میں ظاہر ہوئے، اور حضرت علیؓ کے دور میں قریب قریب سب ختم ہوئے۔

عہد رسالت کے بعد سے اسلامی روح مضاعف ہو چکی تھی، بہت سے اکابر صحابہ جو خلافت کے رکن اعظم تھے اٹھ چکے تھے، اور ان کی جگہ نئی بودے رہی تھی جس میں اپنے اسلاف کا ماحول اور سچا جوش و ولولہ نہ تھا، ان کے اغراض بالکل مختلف تھے، متعدد اکابر صحابہ کو حالات نے حضرت علیؓ سے جدا کر دیا تھا، حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو عشرہ مبشرہ میں تھے، آپسے الگ ہو گئے تھے، حضرت علیؓ کے ساتھ جو بزرگوار تھے ان کا دین و تقویٰ مسلم لیکن ان میں بہت کم صاحب تدبیر و سیاست تھے، پھر اپنے ضمیر کی آواز کے مقابلہ میں حضرت علیؓ صاحب تدبیر و سیاست نہ گون کا مشورہ تک نہ قبول کرتے تھے، منیرہ بن شعبہ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپ کو اعانہ خلافت میں مشورہ دیا کہ نفیر بیعت لئے ہوئے امیر معاویہ کو معزول نہ کیجئے ورنہ وہ آپ کے خلاف ایک فتنہ کھڑا کرینگے، لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا، جس کا نتیجہ جنگ صفین کی صورت میں ظاہر ہوا۔

حضرت قیس بن سعد جیسے مدبر بزرگ کو محض نوجوانوں کے ورغلانے سے مصرت ہو گیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مصر ہاتھوں سے نکل گیا، تمام عثمانی عمال کو معزول کر کے اپنی خلافت سنبھالنے لگا۔

آپ کے حاشیہ نشینوں اور مشیروں میں صحابہ کے ساتھ نوجوان نسل جدید الاسلام عربیہ، نو مسلم عجمی بھی تھے جن کے دونوں میں اسلام کے لئے کوئی تڑپ نہ تھی، بلکہ وہ صرف اپنی غرض کے لئے ساتھ تھے،

آپ میں نہ حضرت ابو بکرؓ کے جیسا تحمل اور تواضع تھا جو مخالفین کو بھی اپنا بنایا تھا

اور نہ حضرت عمرؓ کے حسیا دبہ بہ و شکوہ تھا جس سے بڑے بڑے لوگ تھراتے تھے
حضرت عمرؓ جب امیر معاویہؓ کو طلب کرتے تھے تو ان پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا، لیکن
وہی معاویہؓ آپ کے خلاف اٹھ کر ایک انقلاب عظیم برپا کر دیتے ہیں، آپ میں خود اعتمادی
بہت تھی، حورائے قائم کر لیتے تھے، پھر اس میں کسی کا مشورہ نہ قبول فرماتے تھے جس سے
بعض اوقات نقصان اٹھانا پڑتا تھا،

ان سے زیادہ آپ کو ناکام رکھنے والے وہ نو مسلم غمی تھے جو محبت اہل بیت
کی آڑ میں مسلمانوں سے اپنی قومی تباہی کا انتقام لینا چاہتے تھے، جنہیں حضرت علیؓ کیا
اسلام سے بھی کوئی ہمدردی نہ تھی، بہت سے حدید الاسلام عرب بھی اپنی غرض کیلئے
آپ کے ساتھ ہو گئے تھے، ان ہی لوگوں نے اہل بیت اور غیر اہلیت کا سوال پیدا کر کے
مسلمانوں کے اتحاد و یکجہتی کا حاتمہ کیا، حضرت عثمانؓ کو شہید کر کے مسلمانوں میں خانہ
جنگی کا دروازہ کھولا، پھر حضرت علیؓ کی لاعلمی میں آپ کے ساتھ ہو کر اختلاف کی
آگ بھڑکائی، اگر یہ عنصر نہ ہوتا تو حمل اور صفین کے واقعات میں نہ آتے، یہی لوگ
تھے جنہوں نے حضرت علیؓ کی مخالفت کے باوجود آپ کو حکیم جسی بر فریب تجویز
قول کرنے پر مجبور کیا، پھر خود ہی اس کے خلاف ہو گئے اور حضرت علیؓ کے خلاف
حاجہ جنگ قائم کیا، پھر اسی میں وہ لوگ تھے جنہوں نے امیر معاویہؓ کے مقابلہ میں آپ کا ساتھ چھوڑ دیا
غرض کسی موقع پر بھی انہوں نے وفاداری کا ثبوت نہ دیا،

ضمیر کے فیصلہ کے مقابلہ میں آپ مصلحت اندیشی کو بالکل راہ نہ دیتے تھے، گو
یہ صداقت کا بڑا درجہ ہے، لیکن اگر ان دونوں میں تصادم نہ ہو تو ایک فرمانروا کے
لئے مصلحت وقت کا لحاظ بہت ضروری ہے، لیکن آپ پر دل کے جذبات کی سچائی

کا اتنا غلبہ تھا کہ اس کچھ معاملہ میں مصلحتِ وقت کو نظر انداز فرما دیتے تھے، مثلاً عمالانِ عثمانی کی معزولی خصوصاً امیر معاویہ کی سرطرفی مصلحت کے بالکل خلاف تھی لیکن آپ نے تخت نشین ہونے کے ساتھ یک قلم تمام عثمانی عمال کو معزول کر دیا، جو کل کے کل آپ کے خلاف ہو گئے،

آپ جس تقویٰ، دینداری اور عدل کے ساتھ حکومت کرنا چاہتے تھے، حالاً کے تغیر سے لوگوں میں اس کے قبول کرنے کی صلاحیت باقی نہ رہ گئی تھی، ایک طرف آپ کے نازک سے نازک حالات میں بھی، حق و صداقت کے حادہ سے نہ ہٹتے تھے اور بیت المال کا ایک تہہ بھی بیجا نہ صرف ہونے دیتے تھے، دوسری طرف آپ کے حریتِ امیر معاویہ اپنی کامیابی کے لئے ہر جائز و ناجائز وسیلہ اختیار کرتے تھے، اور اپنے حامیوں کے لئے خزانہ کا منہ کھول دیا تھا،

آپ بیت المال کی کوئی کڑی کا حساب لیتے تھے، اس کا یہ نتیجہ تھا کہ آپ کے اعزہ خاص تک آپ کے کبیدہ خاطر ہو جاتے تھے، اور امیر معاویہ کی داد و دہش جانیں تک کا منہ بند کر دیتی تھی،

ان تمام باتوں پر مستزاد یہ تھا کہ حضرت ابو بکرؓ کا مقابلہ مرتدون، منکرینِ زکوٰۃ اور جھوٹے مدعیانِ نبوت سے تھا جن کے مقابلہ کے لئے کچھ بچہ متحد تھا، اور آپ کا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ سے تھا، خصوصاً ام المومنین کا معاملہ بہت نازک تھا جس میں بڑے بڑے صحابہ متروک ہو گئے تھے، گو امیر معاویہ کی آپ کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہ تھی، پھر بھی وہ ایک معزز صحابی اور عرب کے نامور مدبر تھے اور غلط سی لیکن عوام کو بھڑکانے کے لئے خونِ عثمان کے انتقام کا ایک ذریعہ ان کے

ہاتھ اگیا تھا، حضرت علیؑ نے ان مخالف حالات کا حتمی بھی مقابل کیا اور جس حد تک بھی نظام خلافت کو قائم رکھ کر اس کی اصلاح کی وہ دوسرے سے ممکن نہ تھا، اس پر آشوب دور میں آپؑ نے بنیادیں بھی فرو کیں، اور فتوحات میں بھی کچھ نہ کچھ اضافہ فرمایا،

نظام خلافت کی اصلاح | ان سب بڑھ کر نظام خلافت کی اصلاح ہے، حضرت عثمانؓ کے آخری دور میں اموی نوجوانوں کے غلبہ سے خلافت کا نظام خلافت راشدہ کی شاہراہ سے ہٹ چلا تھا، حضرت علیؑ نے دوبارہ اسے صراطِ مستقیم پر لانے کی کوشش کی، گو مخالف حالات نے آپؑ کو اس کا یوں موقع نہ دیا تاہم جہاں تک آپؑ کے بس تھا، آپؑ نے دوبارہ تسخیر کے دور کو زندہ کرنے کی کوشش کی،

عثمانی دور میں جو بے غنوانیاں پیدا ہو گئی تھیں انھیں دور کر کے عہد فاروقی کے نظم و نسق کو علیؑ کا قائم رکھا، اس میں کسی قسم کی ترمیم نہیں کی، نحران کے یہودیوں نے جھین حضرت عمرؓ نے حجاز سے نحرانِ جلاوطن کر دیا تھا دوبارہ حجاز میں بسنے کی درخواست کی آپؑ نے انکار کر دیا اور فرمایا عمرؓ سے زیادہ کون صاحبِ الارے ہو سکتا ہے؟ صوبوں کی تقسیم وہی رہی، البتہ عمال سب بدل دیئے تھے، اور دار الخلافہ مدینہ سے کوفہ منتقل کر دیا تھا،

فوج | حضرت علیؑ فطرۃً سپاہی اور میدانِ جنگ کے مرد تھے، اس لئے فوج کی بنیاد خاص طور سے آپؑ کی توجہ رہی جھین کے معرکہ میں اسی ہزار فوج آپؑ کے ہمراہ تھی گو سلاطینوں کی وجہ سے آپؑ کو فوجی نظام کو ترقی دینے کا موقع نہ ملا، تاہم آپؑ کے دور میں تعمیر ہوئی چھاؤنیاں قائم کیں، اور قلعے تعمیر کرائے، اصطخر کا حص زیادہ آپؑ ہی کے دور میں تعمیر ہوا تھا

صیغہ مال آپ نے صیغہ مال میں بعض ایسی اصلاحات کیں جن سے اس کی آمدنی میں اضافہ ہوا۔ آپ کے دور سے پہلے جنگلات سے کوئی مالی فائدہ نہیں حاصل کیا جاتا تھا، آپ نے انہیں قابلِ محصول قرار دیا جیاجہ صحرا سے برس سے چار ہزار سالانہ آمدنی ہوتی تھی اس کے علاوہ اور جنگل بھی تھے،

بعض چیزوں پر سے محصول اٹھا دیا، عہد رسالت میں گھوڑے زکوٰۃ سے مستثنیٰ تھے لیکن حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب اس کی باقاعدہ تجارت ہونے لگی تو آپ نے اس پر بھی زکوٰۃ مقرر کر دی لیکن حضرت علیؓ نے اسے منسوخ کر دیا،

عمال کی اخلاقی نگرانی | عہد فاروقی کی طرح آپ کو عمال کی اخلاقی نگرانی میں بڑا اہتمام تھا، وقتاً فوقتاً ان کو قیامِ عدل اور رعایا کے ساتھ لطف و شفقت کے احکام بھیجتے رہتے تھے، ان کے اعمال و افعال کا احتساب فرماتے تھے، ان کے طرز حکومت کی تحقیقات کراتے تھے، اور ان کی غلط روی کا تدارک فرماتے تھے،

مذہبِ بن جبار و دوالی اصرار کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اپنا زیادہ وقت سیر و سکا میں صرف کرتے ہیں اور فرائض منہی میں غفلت برتتے ہیں، انہیں لکھا،

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایسے ورائض جھوڑ کر سیر و سکا میں کل جاتے ہو، اور

کتوں سے کھیلتے ہو، اگر یہ صحیح ہے تو میں تم کو اس کا بدلہ دوں گا، تمہارے گھر کا

عابل بھی تم سے بہتر ہے، جیاجہ اہیں طلب کر کے معرول کر دیا،

اور ایک عامل کے متعلق مختلف شکایتیں موصول ہوئیں، اسے بڑا طویل خط

لکھا، جس کا ضروری اقتباس یہ ہے،

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم عیش و تنعم کی زندگی بسر کرتے ہو، محورات اور روغیات کا زیادہ استعمال کر لے ہو تمہارے دس حوالے پر انوارِ نعمت ہوتے ہیں، ہم پر تم صدیقین کا وعظ کہتے ہو، اور علوت میں اہلِ امانت کا عمل ہے، اگر یہ سکا تئیں سمجھیں تو تم نے اتنے نفس کو نقصان پہنچایا اور مجھے نادیدہ پر محصور کیا تم بیواؤں اور یتیموں سے حاصل کئے ہوئے مال سے عین و تنعم میں ڈوب کر حد سے صاحبین کے احقر کی توقع کس طرح رہتے ہو گناہوں سے تو کر کے اپنے نفس کی اصلاح کرو، اور حد کے حقوق ادا کرو،

تحریری ماہِ پرس کے علاوہ کمیشن مقرر کر کے عمال کے طرزِ عمل کی تحقیقات کرائے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ کتبِ مالک انصاری کو عراق کے حکام کی تحقیقات پر مامور فرمایا اور یہ ہدایت کی،

”تم حیدآدمیوں کو ساتھ لے کر عراق جاؤ اور ہر ہر صلح میں حاکم وہاں کے عمال

کی تحقیقات کرو، اور ان کی روٹس پر نظر ڈالو،

خراج کی آمدنی کا | عمال سے محاصل و خراج کی آمدنی کا نہایت سختی کے ساتھ احتساب کرتے تھے، مقررہ وقت سے اگر ذرا تاخیر ہو جاتی تو فہایتی احکام جاری کرتے

ایک مرتبہ یزید بن قیس ارجبی نے خراج بھیجنے میں تاخیر کی تو آئینے لکھا،

”تم نے خراج کے بھیجنے میں تاخیر کی، اس تاخیر کا سبب مجھے نہیں معلوم ہوا، لیکن میں

تم کو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اس سے ڈرنا ہوں کہ ایسا کام

نہ کرو، جس سے تمہارا حرر باد اور تمہارا ہمدان مظلوم ہو جائے، خدا سے ڈرو اور ایسے

نفس کو حرام مال سے پاک رکھو اور مجھ کو اس کا موقع نہ دو کہ تم سے مواخذہ کر لے یر
مخوڑ ہو جاؤں، مسلمانوں کو معرر کرو، لیکن اہل معاہدہ یر ریادتی نہ ہو، حدائے تم کو
جو کچھ دیا ہے، اس کو حصولِ آخرت کا دریغ نہ اؤ اور دنیا کا حصہ بھی وراموس نہ کرو،
ایک اور عامل نعمان بن عجلان کو جو کھرن کا حراج لیکر کمین جلد یئے تھے، لکھا،
'حسن نے امانت میں خیانت کی اور ایسے نفس اور ایسے دین کو نہ بچایا، اس نے
دیبا میں بھی ایسے کو نقصان پہنچایا اور آخرت میں جو کچھ میت آ لے والا ہے و
اس سے زیادہ تلخ، اس سے زیادہ مدحمتا نہ اور اس سے زیادہ دیر یا ہے، اشد
کا خوف کرو، تم صالح خاندان سے ہو، اس لئے حوق گمانی کا موقع دو، جھکو
جو جہلی ہے اگر وہ صحیح ہے تو اس سے تو نہ کرو اور اپنے متعلق راسے مد لے
یر مجبور نہ کرو، حراج ادا کر دو،

سیت المال کی حفاظت | بیت المال کی حفاظت میں حضرت عمرؓ ہی کی طرح اہتمام تھا
اور پر جو واقعات لکھے گئے وہ بھی درحقیقت مسلمانوں کی امانت ہی کی حفاظت کے
ہیں، ایک مرتبہ آپ کے چچیرے بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بصرہ کے بیت المال
سے دس ہزار کی رقم لے لی، حضرت علیؓ کو معلوم ہوا تو واپس کرنے کے لئے لکھا، انھوں
نے انکار کیا، ان کے انکار پر حضرت علیؓ نے ہمائس کر کے واپس کر دیا، اور اس کے
متعلق مفید نصیحتیں فرمائیں،

ابھی اور اپنے متعلقین کی ذات یر بیت المال کی معولی چیز بھی صرف نہ ہونے
دیتے تھے، ایک مرتبہ عمرو بن سلمہ اصفہان کا خراج لائے، اس میں شہد اور چرنی بھی تھی

حضرت علیؑ کی صاحبزادی ام کلثومؑ نے ماگ بھیجا، عمرو بن سلمہ نے ایک بیہوش شدہ اور ایک بیہوشی پھیری دوسرے دن حضرت علیؑ نے سنا کر کیا تو دو بیسے کم تھے، عمرو بن سلمہ سے سختی کے ساتھ پوچھا، انھوں نے بتا دیا، آپؑ نے اسی وقت دونوں بیسے مگالے اس میں سے کچھ خرچ ہو چکا تھا، اس کا اندازہ لگا کر اس کی قیمت ادا کر دی، آنحضرت صلم کے غلام ابورافع بیت المال کے نگران تھے، انھوں نے اس کے ایک موتی اپنی لڑکی کو ہینا دیا، حضرت علیؑ نے دیکھ کر حیران کیا، پوچھا یہ موتی کہاں سے آیا، میں اس کے لانے والے کا ہاتھ قلم کروں گا، ابورافع نے اپنی غلطی کا اقرار کر لیا، حضرت علیؑ نے فرمایا، تمہارا یہ حال ہے کہ اپنی لڑکی کو موتیوں سے آراستہ کرتے ہو، جب فاطمہ کے ساتھ میری شادی ہوئی ہے تو میرے پاس مینڈھے کی صرف ایک کھال تھی، جس پر رات کو سوتا تھا، اور دن کو اسی پر موٹی کو چارہ دیتا تھا، ایک خادم تک میرے پاس نہ تھا،

ذمیوں کے حقوق کا خاص لحاظ رکھتے تھے، اعمال کو ان کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کی ہدایت فرماتے تھے، ذمیوں کو ایک عامل عمرو بن سلمہ رجبی کی درشت مزاجی کی شکایت تھی، حضرت علیؑ نے ان کو لکھا، ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے علاقہ کے دیوہقانوں کو تمہاری درشت مزاجی کی شکایت ہے، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے، تم کو سختی اور نرمی دونوں سے کام لینا چاہئے، لیکن سختی ظلم کی حد تک نہ پہنچ جائے، اور نرمی نقصان کی حد تک، ان پر جو مطالبہ ہوا اسے وصول کیا کرو، لیکن ان کے

خون سے اینادہن محفوظ رکھو!

ذمیون کی آبپاشی کی ایک نہریٹ گئی تھی، یہاں کے عامل قرظہ بن کعب انصاری کو لکھا،

”تمہارے علاقہ کے ذمیون نے درخواست دی ہے کہ اس کی ایک نہریٹ کرمٹ گئی ہے، جس کا سامنا مسلمانوں کا فرض ہے، تم اسے دیکھ کر اس کو درست کر کے آمادہ کرو، میری عمر کی قم مجھے اس کا آمادہ ہونا زیادہ سید ہے، بہ نسبت اس کے کہ وہ ملک سے کل جائیں، یا عاجز و درمادہ ہو جائیں، یا ملک کی بھلائی میں حصہ لینے کے قابل نہ رہیں۔“

اہل عجم کے ساتھ اس لطف و کرم کا رتناؤ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ اس عربی نے نوشیروان کی یاد تازہ کر دی،

عدل و مساوات! آپ کے ایوان عدالت میں بلا امتیاز مذہب و ملت خویش و بیگانہ، امیر و غریب سب برابر تھے، اگر خود آپ کسی مقدمہ میں فریق ہوتے تھے تو قاضی کے سامنے حاضر ہونا پڑتا تھا اور اگر ثبوت نہ ہوتا تو مقدمہ آپ کے خلاف فیصل ہوتا، ایک مرتبہ آپ کی زرہ گر پڑی اور ایک نصرانی کے ہاتھ لگی، حضرت علیؑ نے اسے دیکھ کر بیچانا اور قاضی شمریح کی عدالت میں دعویٰ کیا، نصرانی کا دعویٰ تھا کہ وہ اس کی زرہ ہے، قاضی نے حضرت علیؑ سے پوچھا، آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے، آپ نے فرمایا نہیں، قاضی شمریح نے نصرانی کے حق میں فیصلہ دیا، اس فیصلہ کا بیڑی پر اتنا اثر ہوا کہ ہمسلمان ہو گیا اور کہا یہ تو انبیاء کے جیسا انصاف ہے کہ امیر المومنین مجھے اپنی عدالت

کے قاضی کے سامنے پیش کرتے ہیں اور قاضی امیر المومنین کے خلاف فصلہ دیتا ہے،
 مارا کی گزرائی | بازار کی بگرانی اور نرخ اور ناپ تول کی دیکھ بھال خود کرتے تھے،
 درہ لے کر بازار بکھل جاتے اور بیچنے والوں کو حسنِ معاملت اور ناپ تول میں ایما داری
 کی ہدایت فرماتے،

مصل و کمال | حضرت علیؑ نے عین سے دامنِ نبوت میں یر و رست اور تعلیم و تربیت
 یائی، جوانی میں شرفِ مصاہرت سے سرفراز ہوئے، اور وصالِ نبویؐ تک دامنِ
 دولت سے وابستہ رہے، ان خصوصیات کے ساتھ ساتھ آپؐ میں تحصیلِ علم و
 کمال کا فطری دوق تھا، اس لئے مکتبِ نبوت سے جو فیض آپؐ کو پہنچا وہ کم اور بھیجا
 کے حصہ میں آیا، قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، حلقہ دینی علوم کا دریا تھے، آپؐ کی جہالت
 علمی پر سب کا اتفاق ہے، کاب من العلوم والحل العالی، حضرت عبداللہ بن
 عباس جو خود جبرائیلؑ تھے، فرماتے تھے کہ علم کے دس حصوں میں سے خدا نے علیؑ
 کو نو حصے عطا فرمائے تھے، اور دسویں میں بھی آپؐ شریک تھے، زمانِ نبوت
 سے آپؐ کو امامد سۃ العلم و علیؑ بابہا کی سند ملی،

کلامِ الہی سے آپؐ کو خاص شغف تھا، اس کے حافظ تھے اور اس کی تعلیم
 زبانِ وحی و الہام حاصل کی تھی، کلامِ اللہ پر آپؐ کی نظر اتنی وسیع تھی کہ کسی آیت کا
 کوئی پہلو آپؐ کی نظر سے مخفی نہ تھا، آپؐ فرماتے تھے کہ قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں
 ہے جس کے متعلق میں یہ نہ جانتا ہوں کہ وہ کس بارہ میں کہاں اور کس کے متعلق نازل ہوئی

لے اس اتبرج ۳ ص ۱۶ لے اس سدرج ۳ ص ۱۸ لے تہذیب لاسمار لودی ص ۳۵ لے ایضاً ص ۳۴۶

شہ یہ روایت صحاح کی ہر گولض محبتیں اسے صیغہ ماضی میں لے اس سدرج ۲ ق ۲ ص ۱۱،

فہم قرآن اور اس سے احکام و مسائل کے استنباط کا فطری ملکہ تھا، تفسیر کی کتابیں اور احادیث کے ابواب تفسیر آپ کی روایتوں سے معمور ہیں، حصین نقل کرنے کا یہ موقع نہیں، تفسیر میں جبرائیلہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے علاوہ کوئی آپ کا ہمسر نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آئیے آیتوں اور سورتوں کی ردی ترتیب پر کلام اللہ کا ایک نسخہ مرتب کیا تھا، ابن ندیم نے فرست میں اس ترتیب کی تفصیل دی ہے،

آپ کو ذات نبویؐ کے ساتھ گونا گون خصوصیات کی بنا پر سماع حدیث کا سب سے زیادہ موقع ملا، پھر وصال نبویؐ کے بعد ۳۰ سال تک تعلیم و ارشاد کی مسند پر جلوہ گر رہے، اس لئے حفظ حدیث اور روایت حدیث دونوں لحاظ سے آپ جماعت صحابہ میں نہایت ممتاز تھے، آپ کی مرویات کی تعداد پانچ سو چھیاسی ہے، گو کثیر الروایۃ صحابہ کی مرویات کے مقابلہ میں یہ تعداد کم ہے، لیکن یہ آپ کی احتیاط کا نتیجہ ہے، آپ کے تلامذہ کا دائرہ نہایت وسیع ہے، صحابہ میں جن بزرگوں نے احادیث نبویؐ قلمبند کیں ان میں ایک حضرت علیؓ بھی تھے، چنانچہ آپ نے فقہی احکام کی اتاد کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا جس کا نام صحیفہ تھا،

کلام اللہ اور احادیث نبویؐ میں وسعت علم کے ساتھ آپ میں اسی درجہ کی ذہانت طامعی، دقیقہ منخی اور نکتہ رسی تھی، آپ کی ذہانت کے بہت سے واقعات کتابوں میں مذکور ہیں، اصول و کلیات سے فروعی اور جزوی احکام و مسائل کے استنباط کا فطری ملکہ تھا، اس لئے فقہ میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا اور جماعت صحابہ

لے ابن سعد ج ۳ ق ۲ ص ۱۱، لے فرست ان ندیم، لے بحاری کتاب العلم،

میں آپ کو امامت و اجتہاد کا درجہ حاصل تھا اکابر صحابہ فقہی مشکلات میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے، امام نووی لکھتے ہیں کہ اکابر صحابہ کا آپ سے سوالات کرنا امر مشکل مسائل میں آپ کے فتاویٰ اور اقوال کی طرف رجوع کرنا مشہور واقعات ہیں؛ حضرت عمرؓ خود محمدؐ اور امام فقہ تھے، حضرت علیؓ سے استفادہ کرتے تھے آپ کے حریف امیر معاویہؓ کو بھی آپ کی طرف رجوع کرنا پڑتا، غرض آپ کی ذات فقہ میں صحابہ کرام کا مرجع تھی، فقیہ الامت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جن کے فتاویٰ پر فقہ حنفی کی بنیاد ہے آپ کے فیض یافتہ تھے،

فقہی کمال کا ایک پہلو قضایا یعنی فصل مقدمات ہے، اس میں جماعت صحابہؓ آپ کا کوئی مقابل نہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اقصا سے لے کر صحابہؓ میں سب سے بڑا قاضی ہیں کی سند عطا فرمائی تھی، اور تصاکی خدمت ان کو سیر و فرماتے تھے، خیال نہ اہل بتن کے قول اسلام کے بعد آپ کو وہاں کا قاضی بنا کر بھیجا، اور رخصت کرتے وقت فصل مقدمات کے متعلق بعض اصول تلقین فرمائے؛

فرائض یعنی تقیم میراث کے فن میں آپ مدینہ کے ممتاز علماء میں تھے،

شیخین کے زمانہ میں اہم مقدمات میں آپ کا متورہ تبریک ہوتا تھا، آپ کی اصابت رائے سے قصاص میں بڑی مدد ملتی تھی، ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ایک پاگل زانیہ پر حد جاری کرنے کا ارادہ کیا، حضرت علیؓ نے روک دیا کہ مخزون حد تعریٰ مستثنیٰ ہو، مختلف قسم کے مقدمات میں آپ کے فیصلے کتابوں میں محفوظ ہیں جن سے آپ کی ذہانت، طباعی اور انتقال ذہنی کا اندازہ ہوتا ہے،

نصوت کا سرچشمہ آپ ہی کی ذات گرامی ہے، صوفیہ کے تمام بڑے بڑے سلسلے

لے تہذیب اسلام
ص ۳۶۶
احمد علی شاہ
ص ۹۹
۱۲

حضرت حن بصریؒ کے واسطے سے آپ ہی پر منتہی ہوتے ہیں، گو محدثین کے نزدیک حن بصریؒ کا حضرت علیؑ سے نفا ثابت ہیں ہے، لیکن ارباب تصوف کا اس پر اتفاق ہے، شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "ابواب طریقت کے نزدیک حن بصریؒ کو قاطبہ حضرت علیؑ سے نسبت ہے، محدثین کے نزدیک یہ انتساب ثابت ہیں، لیکن شیخ احمد قشاشی نے اپنی کتاب عقد الفریدی سلاسل اہل التوحید میں ایک تصنی بحث کے ذریعہ اہل تصوف کی تائید کی ہے، ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: "صوفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حن بصریؒ نے حضرت علیؑ سے بیس پایا تھا، خلافت سے پہلے آپ کو تصوف میں بہت انہماک تھا، پھر خلافت کے بعد اس کی مصروفیت کی وجہ سے اس فن کی تفصیل بیان کرنے کا موقع نہ ملا،

آپ مضاعف عرب میں تھے، آپ کے خطبات فصاحت و بلاغت اور زبان و ادب کا اعلیٰ نمونہ اور اس کا معیار ہیں، شریف رضیؒ نے معج المبلغات کے نام سے آپ کے خطبات جمع کئے ہیں، گو ان سب کا انتساب آپ کی جانب منسوب ہے تاہم ان میں بہت سے آپ کے خطبات ہیں، ان کے علاوہ طبری، انبار الطوال، مسعودی اور یعقوبی وغیرہ تاریخ کی کتابوں میں آپ کے بہت سے خطبات محفوظ ہیں، جو عربی ادب کا نصاب ہیں،

گو اس زمانے میں لکھنے پڑھنے کا زیادہ رواج نہ تھا، لیکن حضرت علیؑ تحریر میں پوری مہارت رکھتے تھے، چنانچہ جو صحابہ آنحضرت صلیم کے فرامین لکھتے تھے، ان میں ایک حضرت علیؑ بھی تھے، حدیث میں یہ کام مشہور صلح نامہ آپ ہی نے لکھا تھا، آپ کے خطوط اور

تحریرین، ادب و انشا کا دلکش نمونہ ہیں

شاعری کا نہایت ستھرا اور بیکرہ مذاق رکھتے تھے، بہت سے اشعار آپ کی جانب منسوب ہیں، بلکہ یو رامطبوعہ دیوان ہی موجود ہے، لیکن وہ شاعری کے لحاظ سے اتنا بہت ہے کہ کسی عربی شاعر کی طرف بھی منسوب نہیں کیا جاسکتا چہ جائیکہ حضرت علیؑ، لیکن اس حد تک صحیح ہے کہ آپ کو شاعری سے دوق تھا، حدیث کی کتابوں میں آپؑ کی زبان سے بعض اشعار منقول ہیں، چنانچہ معرکہ حیر کا رجز بخاری میں ہے، مستدرک نے حضرت فاطمہؑ کے مرتبہ کے چند اشعار نقل کئے ہیں، ابن رشتہ نے کتاب العہدہ میں آپ کے چند اشعار لکھے ہیں،

فن نحو کی بنیاد آپ ہی نے رکھی، ایک مرتبہ آپؑ نے کسی شخص کو قرآن عطا فرماتے سنا تو ایسے ایک شاگرد ابوالاسود دؤلی کو چند اصول تعلیم فرمائے، انھوں نے اسکی روستی میں نحو کے چند قواعد مرتب کئے، اغرض آپ کو مذہبی علوم اور اس عہد کے تمام مروجہ فنون میں کمال حاصل تھا،

سیرۃ الرضیٰ | حضرت علیؑ مطرۃ سلیم تھے، آنحضرت صلی علیہ وسلم کے آغوش میں پرورش پائی تھی، اس لئے آپ کی ذات خلق نبویؐ کا پیکر اور تعلیمات اسلامی کی تصویر تھی، رہد | آپ کے فضائل اخلاق میں سے نمایان زہد و تقویٰ ہے، آپ کی پوری زندگی اس طرح زہد و ورع میں ڈوبی ہوئی تھی کہ کسی واقعہ کو اس سے الگ کر کے دکھانا مشکل ہے، آپ کی زندگی کا ہر پہلو زہد ہی کا منظر تھا، رہد کے بارہ میں آپ کا یہ حکیمانہ مقولہ مشہور ہے کہ دنیا مردار ہے، جو اسے حاصل کرنا چاہے، اسے کتوں کی صحبت لے سحاری عروہ حیر ۲۷ مستدرک عالم ج ۳ ص ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴

کے لئے تیار رہنا چاہئے ۱

آپ پر غرت اور امارت کے مختلف دور گزرے، لیکن کسی دور میں مزخرفات دنیاوی کی جانب آنکھ نہیں اٹھائی، ابتدائی خبز برسوں کے بعد ہی آپ کو عیش و رت کے سامان میسر آ گئے تھے، چنانچہ رسول اللہ صلعم کی زندگی ہی میں آپ کی آمدنی اتنی ہو گئی تھی کہ چالیس ہزار سالانہ اس کی زکوٰۃ ہوتی تھی، لیکن اس زمانہ میں بھی فاقون کی نوبت آ جاتی تھی ۲

معمولی سے گھر کے علاوہ ساری عمر کوئی عمارت نہیں بنوائی، حضرت فاطمہؓ اپنے ساتھ جو مختصر سا ہینر لائی تھیں اس پر تاعمر کوئی اضافہ نہ ہو سکا، آپ کے ساز و سامان میں ایک مینڈھے کی کھال تھی، جو بستر کا کام دیتی تھی، اوڑھنے کے لئے ایک مختصر سی چادر تھی، کہ اگر سر جھپاتے تھے تو یاؤن کھل جاتا تھا، اور یاؤن ڈھانکتے تھے تو سر رہنہ ہو جاتا تھا ۳

کوئی ملازم نہ تھا، گھر کا سارا کام حضرت فاطمہؓ اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں، جکی پیتے پیتے ہاتھوں میں گٹھے پڑ گئے تھے، کئی کئی دن تک گھر میں چوہا نہ تھا ۴ ایک مرتبہ کئی فاقون کی نوبت آ گئی، بھوک کی حالت میں مزدوری کی تلاش میں نکلے، اور اطرافِ مدینہ میں ایک بڑھیا کا کھیت سینچ کر مٹھی بھر کھجوریں حاصل کیں، ایک مرتبہ گھر میں کچھ نہ تھا، اپنی تلوار بیچ کر خورد و نوش کا سامان کیا ۵

عادتِ ریاضت | عبادت و ریاضت آپ کی زندگی کا مشغلہ تھا، از سرین سید قرنی

۱ لہ نو دی ج ۱ ص ۳۶۶ ۲ مسد احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۳۵ ۳ تہذیب الاسما ص ۳۶۶ ۴ کمرالہمال

ج ۶ ص ۹۰ ۵ ارادۃ الجہاد ص ۱۵ مسد احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۳۵ ۶ کمرالہمال ص ۹۰

کا بیان ہے کہ سنی ہاشم میں ایسے زیادہ کوئی عبادت گزار نہ تھا، حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ وہ (علیؓ) قائم لیل اور صائم النہار تھے، بعض مفسرین کا خیال ہے کہ کلام اللہ کی اس آیت محمد رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اَيُّمِيْنَ رُكَّعًا مُّتَّحِدًا سے مراد حضرت علیؓ ہیں، آپ کی عبادت و ریاضت کے واقعات اتنے مشہور ہیں کہ ان کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں،

انفاق فی سبیل اللہ | انفاق فی سبیل اللہ آپ کا امتیازی وصف تھا، چالیس ہزار سالاً زکوٰۃ کے فخرِ آمدنی رکھنے کا وجودِ دیرِ عمرت زندگی آپ کے انفاق ہی کا نتیجہ تھی آپ کے در سے کبھی کوئی سائل ماکام و اس نہیں گیا، قوتِ لایوت تک سائلوں کو دیدیتے تھے، اور خود فاقہ سے سو رہتے تھے، کلام اللہ کی یہ آیت وَلُطْعَمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حَبِّهِمْ مِّنْ سَكِيْنًا وَبَيِّنًا وَّاَسْبَدًا اسی قسم کے ایک واقعہ یزنازل ہوئی تھی،

امانت و دیانت | آپ امین امت تھے، جس دیانت کے ساتھ آپ مسلمانوں کی امانت بیت المال کی حفاظت کرتے تھے اس کے بعض واقعات اور گزریں چکے ہیں ہر طرح کی تکلیفیں اٹھاتے تھے، لیکن اپنے حق سے زیادہ ایک جہ بیت المال سے لیا حرام سمجھتے تھے، ایک مرتبہ تیر سردی میں ایک معمولی ایرانی چادر اوڑھے تھے، پرن کانپ رہا تھا، ایک شخص نے عرض کیا امیر المؤمنین بیت المال میں آپ کا اور آپ کے اہل و عیال کا بھی حق ہے، آپ اپنے اوپر اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں فرمایا، میں تمہارے حصہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا، (یعنی اگر میں اپنے حصہ سے زیادہ لوں تو دوسرے مسلمانوں کی حق تلفی ہوگی) یہ چادر میں مدینہ سے لایا تھا،

سید مستدرک ج ۳ ص ۸۰ اسے ترمذی کتاب المناقب، سند تفسیر فتح البیال ج ۹ ص ۸۸ لکھ اس تفسیر آیت مذکورہ ابن ابی حریج ج ۳ ص ۱۵۹

آپ کی یتیمخیز دیکھ کر ایک مرتبہ آپ کے غلام قنبر نے بیت المال کے مال سے آپ کے لئے سونے چاندی کے کچھ برتن علیحدہ کر لئے اور آپ سے عرض کیا کہ بیت المال میں آپ کا اور آپ کے اہل و عیال کا بھی حق ہے، لیکن آپ کچھ باقی نہیں چھوڑتے اس لئے میں نے آپ کے لئے ایک خیر چھپالی ہے، فرمایا وہ کیا، قنبر نے عرض کیا حکم پر ملاحظہ فرمائیے، آپ نے جا کر دیکھا تو سونے اور چاندی کے برتن تھے، انہیں دیکھ کر فرمایا تیری ماں تجھ کو روئے تو میرے گھر کو اتنی بڑی آگ میں ڈھکیلنا چاہتا تھا، اور اسی وقت کل برتن تول تول کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے، اس قیل کے ہتیرے واقعات شجاعت | شجاعت و شہامت آپ کا خاص وصف تھا، غزوہ وات میں آپ کی شجاعت کے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں، آپ کی زندگی شروع سے آخر تک شجاعانہ کارناموں سے معمور ہے، اس لئے واقعات نقل کرنے کی ضرورت نہیں

سادگی | آپ کی زندگی سادگی کا نمونہ تھی، جاہ و خشم کا کیا ذکر، تکلف کا معمولی شائبہ بھی تک نہ تھا، ایسا سارا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے، حتیٰ کہ ہوتا تک خود ہی گانٹھ بیچتے، زمانہ خلافت میں تنہا بازاروں میں گھومتے پھرتے بھولے بھٹکون کو راستہ بتاتے، کمزوروں اور ناتوانوں کی مدد کرتے اور تاجروں اور دوکانداروں کو یہ آیت تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ حَقْلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا حَسَادًا سنا کر فرماتے کہ یہ آیت عادل متواضع اور صاحب قدرت والوں کے بارہ میں نازل ہوئی ہے،

باس و عدا | غذا بہت معمولی اور لباس نہایت سادہ ہوتا تھا، ایک مرتبہ عبداللہ بن

لے کر الحال ح ۶ ص ۶۴ و ۶۵ ایضاً،

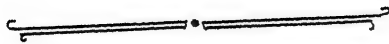
زیرِ نام ایک شخص آئیے ساتھ کھائے مینِ تمہرے ہوئے، کھانا بہت سادہ اور معمولی تھا، ابنِ زیر نے عرض کیا امیر المومنین آپ کو یزید کے گوشت کا شوق نہیں ہے فرمایا خلیفہ وقت کو مسلمانوں کے مال سے صرف دو پیالیوں کا حق ہے، ایک خود کھائے اور ایک اپنے اہل و عیال کو کھلائے اور دوسرا خلقِ خدا کے سامنے پیش کرے نصیبِ غذاؤں سے اترازا فرماتے تھے، ایک مرتبہ فالودہ کا پیالہ پیش کیا گیا، فرمایا کتنا خوشنما خوش رنگ اور خوش ذائقہ، مینِ نفس کو ایسی غذاؤں کا عادی نہ بنائیں نہ بن کرے، جس کا وہ عادی نہیں ہے،

سیرۃ المصطفیٰ پر ایک جامع	امیر معاویہ کے استفسار پر حضرت علیؑ کے ایک حاشیہ ستین
تصرہ	ضررِ صدائی نے آئیے اوصاف بیان کئے تھے، یہ آپ

کی سیرت پر ایک جامع تبصرہ ہے، ایک مرتبہ امیر معاویہ نے ضرر سے کہا علیؑ کے اوصاف بیان کرو، انھوں نے عرض کیا امیر المومنین اس سے معاف رکھا ہے امیر معاویہ نے اصرار کیا، ضرر نے کہا اگر آپ کو اصرار ہے تو سنئے،

وہ بلند حوصلہ اور نہایت قوی تھے، فیصلہ کن بات کہتے تھے، عادلانہ فیصلہ کرتے تھے، ان کے ہر سمت سے علم چھوٹتا تھا، اور حکمتِ ٹیکیتی تھی، دنیا اور اس کی دلفریبیوں سے وحشت کرتے تھے، رات کی تاریکی اور اس کی وحشت سے انس رکھتے تھے، عبرت نذر اور بہت غور و فکر کرنے والے تھے، جھوٹا لباس اور موٹا جھوٹا کھانا پسند کرتے تھے، ہم مین ہم ہی لوگوں کی طرح رہتے تھے، جب ہم کچھ پوچھتے تھے تو اس کا جواب دیتے تھے، باوجودیکہ وہ ہم کو اپنے متسرب رکھتے تھے اور خود ہمارے

قریب رہتے تھے، لیکن ہم ہیست سے ان سے گفتگو نہ کر سکتے تھے، وہ دینداروں
 کی تعظیم کرتے تھے، غریبوں کو مقرب بناتے تھے، ان کے سامنے طاقتور باطل
 میں طمع نہیں کر سکتا تھا، اور کمزور انصاف سے مایوس نہیں ہوتا تھا، بعض مواقع پر اپنی
 آنکھوں سے دیکھا ہے کہ رات گزر رہی ہے، ستارے جھللا رہے ہیں، اور وہ اپنی
 دائرہ مٹھی میں دبائے مار گزیدہ کی طرح لے قرار اور غم رسیدہ کی طرح استکبار کہہ
 رہے ہیں، اے دنیا کسی اور کو فریب دے، تو مجھ سے لگاؤٹ کر رہی ہے، میری
 مشتاق ہے، افسوس افسوس میں لے تجھے تین طلاقیں دین، تیری عمر تھوڑی اور تیرا
 مقصد حقیر ہے، ہاے ہاے، سفر طویل، راستہ وحشت ناک اور رادِ سفر تھوڑا ہے،
 یہ اوصاف سن کر امیر معاویہؓ رو دیئے اور کہا خدا اللو الحسن (علی) پر رحم کرے،
 بعد ازاں ایسے ہی تھے،



حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

۴۰ھ مطابق ۶۶۱ھ

۴۱ھ مطابق ۶۶۲ھ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت
حسنؓ آپ کے جانشین ہوئے،

ترجمہ حسنؓ | حسنؓ نام ابو محمد کسیت، ریحانۃ البنی لقب، حضرت حسنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ زہراءؓ کے بطن سے تھے، رمضان ۳۰ھ میں پیدا ہوئے
حضرت فاطمہؓ کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کل اولاد میں آپ کی زندگی ہی میں انتقال
کر گئی تھیں، اس لئے آپ فاطمہؓ اور ان کی اولاد سے بڑی محبت فرماتے تھے،
حضرت حسنؓ سے خاص طور پر بڑا انس وعلق تھا، اور ان کی بڑی ناز برداری فرماتے
حسنؓ صغرۃً نانا سے بہت مشابہ تھے، آٹھ سال تک نانا کے دامن محبت میں پرورش
پائی، سن رشد کو پہنچنے کے بعد کسی میدان میں آپ کا قدم بھیچے نہ رہا، حضرت عثمانؓ
کی مدافعت میں زخمی ہوئے، جنگ جمل وصفین میں اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ تھے
خلافت | اوپر حضرت علیؓ کے حالات میں گزر چکا ہے کہ دم آخر آپ کے لوگوں نے

حضرت حنّ کی جانشینی کے بارہ میں پوچھا تھا، آپ نے جواب دیا کہ میں نے حکم دیا ہوں
 نہ منع کرتا ہوں، تم لوگ اسے زیادہ بہتر سمجھتے ہو، گو آپ نے خلافت کی جمہوریت
 کا لحاظ کر کے حضرت حنّ کو نامزد نہیں فرمایا، اور جانشینی کے مسئلہ کو جمہور مسلمانوں پر
 لیکن اوصاف و کمالات کے لحاظ سے، حضرت حنّ جناب امیر کے خلف الصدق
 تھے، اس لئے وابستگان و اہل مرتضوی کی نظر اور کسی جانب ہیں، اٹھ سکتی تھی چنانچہ
 حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد سب سے پہلے قیس بن سعد انصاری نے بیعت کیلئے
 ہاتھ بڑھایا اور کہا میں کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور عین سے جنگ پر آپ سے
 بیعت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا ”کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کافی اور تمام شرائط
 پر حاوی ہے“

قیس بن سعد کی بیعت کے بعد تمام اہل عراق نے بیعت کی اور رمضان
 میں حضرت حنّ مسند خلافت پر متمکن ہوئے،
 یہی تقریر | تحت خلافت پر قدم رکھنے کے بعد آئیے خطبہ دیا،

”لوگو! کل تم سے ایک ایسا شخص بکھڑا ہے کہ نہ اگلے اس سے ٹھسکے نہ پھیلے
 اس کو یا سبکینگے، رسول اللہ صلعم لڑائیوں میں اس کو اپنا علم مرحمت فرما کر
 بھیجتے تھے، وہ کسی جنگ میں ناکام نہ لوٹا، میکائیل و جبرئیلؑ چپ و راست اس
 کے جلو میں ہوتے تھے، اس نے سات سو درہم کے علاوہ جو اس کی تنخواہ سے
 بچ رہے تھے، سونے یا مدی کا ایک ذرہ نہیں چھوڑا، یہ درہم بھی ایک غلام
 خریدنے کے لئے جمع کئے تھے“

امیر معاویہ کا حارحانہ | حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ہی سے حضرت امیر معاویہؓ
اقدام

والی تمام کے دل میں عالم اسلام پر حکومت کرنے کی تمنا تھی
اسکے لئے انھوں نے جنگ بھی کی لیکن حضرت علیؓ کی زندگی میں ان کی یہ تمنا پوری
نہ ہوئی، حضرت حسنؓ بڑے نرم خو، متعل مزاج، صلح جو اور امن پسند تھے، جنگ و جدل
سے آپ کو طبعی نفرت تھی، امیر معاویہؓ کو اس کا اندازہ تھا اس لئے حضرت علیؓ کی شہادت
کے بعد ان کو اپنی دیرینہ تمنا پوری کرنے کا موقع مل گیا، چنانچہ انھوں نے فوراً عراق
پر فوج کشی کر دی اور ان کا مقدمہ الجبیت عبید اللہ بن عامر کی قیادت میں عین التمر ہوتا
ہوا مدائن کی طرف بڑھا،

مقابلہ کیلئے حضرت حسنؓ کی روانگی | حضرت امام حسنؓ کو شامی فوج کی پیش قدمی کی خبر ہوئی
اور عراقی فوج کی عدلی

تو آپ نے قیس بن سعد انصاری کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ
مقابلہ کے لئے آگے بھیج دیا، اور خود ان کے عقب سے روانہ ہوئے، طبری کا بیان ہے
کہ عراقی فوج کے مدائن پہنچنے کے بعد کسی نے مشورہ کر دیا کہ قیس بن سعد قتل کر دیئے
گئے، یہ خبر اڑتے ہی عراقی فوج میں بھگدڑ مچ گئی، کچھ لوگوں نے حضرت حسنؓ کے خیمہ پر
حملہ کر کے اسے لوٹ لیا، اور جس فرش پر آپ بیٹھے تھے اسے چھین لیا، فوج کا یہ رنگ
دیکھ کر آپ مصالحت کے لئے آمادہ ہو گئے،

دنیوری کا بیان ہے کہ سابط پہنچ کر آپ کو اپنی فوج کی کمزوری اور جنگ سے
پہرتی کا اندازہ ہوا، اس لئے آپ دہین رُک گئے، اور فوج کو مخاطب کر کے تقریر فرمائی
، گویا میں کسی مسلمان کی حانہ سے اپنے دل میں کینہ نہیں رکھتا، اور تم کو اسی

نظر سے دیکھتا ہوں جس نظر سے ایسی ذات کو دیکھتا ہوں، میں تم لوگوں کے ساتھ
ایک رائے میں کرتا ہوں، امید ہے کہ اسے مسترد نہ کرو گے، جس اتحاد و یکجہتی
کو تم مایوس کرتے ہو وہ اس اختلاف اور تفرقہ سے اصل و منتر ہے جسے تم چاہتے
ہو، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے اکثر لوگ حکمت سے پہلو ہٹ کر رہے ہیں اور
مکروری دکھا رہے ہیں، اس لئے میں تم لوگوں کو تمہاری مرضی کے خلاف محو
کرنا نہیں چاہتا،

یہ خیالات سن کر لوگ ایک دوسرے کا منہ تکیے لگے، خارجیوں کی ایک عادت
بھی آپ کے ساتھ تھی، اس لئے کہا جن بھی ایسے باپ کی طرح کافر ہو گئے، ان میں سے
کچھ آدمیوں نے آپ کا مصلیٰ اور کپڑے چھین لئے، ان کا زعمہ دیکھ کر آپ گھوڑے
پر سوار ہو گئے، اور ربیعہ و ہمدان کو آواز دی، انھوں نے دوڑ کر خارجیوں کو ہٹا دیا،
اور آپ سب آبا سے مدائن روانہ ہو گئے، راستہ میں ایک خارجی جراح بن قبیصہ نے
جو آپ کی تاک میں چھپا ہوا تھا، ایک کمر حملہ کر دیا، آپ کی ران میں زخم
آیا، خارجی پکڑ کے قتل کر دیا گیا اور حضرت جن مدائن میں داخل ہو گئے، اور زخم بھر لے
تک یہاں مقیم رہے،

زخم اچھا ہونے کے بعد دوبارہ ستامی فوج کے مقابلہ کے لئے جو عبید اللہ بن عامر
کی ماتحتی میں مدائن کے قریب بڑی ہوئی تھی بکھلے، اس درمیان میں امیر معاویہ بھی جن
لے کر انبار پہنچ چکے تھے، یہاں قیس بن سعد انصاری پہلے سے موجود تھے، اب گیا
دومورچے الگ الگ تھے، حضرت جن عبید اللہ بن عامر کے مقابلہ میں امیر
ابن سعد امیر معاویہ کے مقابلہ میں، گو تارخون میں اس کی تصریح نہیں لیکن واقعات و

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ عراقی فوج میں امیر معاویہ کا مخفی اثر کام کر رہا تھا، اور اس کا ایک حصہ ان کے افسون کا شکار ہو چکا تھا، چنانچہ جب جب ایمویوں کے مقابلہ کا موقع آیا عراقیوں نے غداری کا ثبوت دیا، ایک واقعہ ابھی اوپر گزر چکا ہے، دوسرا یہ ہے کہ جب حضرت حنّٰ بن عُبید اللہؓ نے عامر کے مقابلہ میں آئے تو اس نے عراقی فوج میں اعلان کر دیا کہ میں جنگ کرنا نہیں چاہتا، امیری حقیقت تو معاویہؓ کے مقدمہ الخیش کی ہے اور وہ خود انبار پہنچ چکے ہیں، ابو محمد (حضرت حنّٰ) کو سلام کے بعد میرا یہ پیام پہنچا دو کہ وہ خدا کے لئے اپنے اور اپنی جماعت کے حال پر رحم کریں۔

یہ پیام سن کر عراقیوں نے جنگ سے ہاتھ روک لیا، حضرت حنّٰ نے یہ حال دیکھا تو جنگ کا چال ترک کر کے مدائن چلے گئے، آپ کے واپس آنے کے بعد عبید اللہؓ نے عامر نے محاصرہ کر لیا،

مصاحبت اور دست برداری | اس میں شبہ نہیں کہ حضرت حنّٰ کے ساتھ جو فوج تھی اس نے ہر موقع پر غداری دکھائی، لیکن قیس بن سعد امیر معاویہؓ کے مقابلہ میں جھے ہوئے تھے، اور ان کی ماتحت بارہ ہزار سیاہ کٹنے مرنے کے لئے تیار، ابو عریقہ کا بیان ہے کہ تمام یوں کے لئے ہماری تلواروں کی دھاروں سے خون ٹپک رہا تھا، جب ہم لوگوں کو صلح کی خبر ہوئی تو شدت غم سے معلوم ہوتا تھا کہ ہماری کمرٹ جا نیکی ہے

آپ کی ہمراہی فوج کے علاوہ چالیس ہزار کوئی آپ کے ایک اشارہ پر سرکٹنے کے لئے تیار تھے، خود حضرت حنّٰ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا، کہ عرب کے سرکبرا قبضہ میں تھے، جس سے میں صلح کرتا اس سے وہ صلح کرتے اور جس سے میں جنگ کرتا

لے یہ واقعات اخبار الطوال میں ص ۲۲۷ و ۲۲۸ سے احمد بن حنبلہ، استیعاب ص ۴۲ و مستدرک حاکم ص ۳ ترجمہ حنّٰ لے ابن عساکر ج ۲ ص ۲۱۹،

اس سے وہ جنگ کرتے تھے

لیکن جیسا کہ آئندہ چل کر معلوم ہوگا، آپ مسلمانوں کے خون کی قیمت پر خلافت خریدنا نہیں چاہتے تھے، حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد سے برابر مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہتی چلی آ رہی تھیں، ملک کا امن امان اٹھ گیا تھا، اس لئے خیر شرائط پر آپ امیر معاویہؓ کے حق میں دست برداری کے لئے آمادہ ہو گئے، اور امیر معاویہ کے پاس اپنی شرطیں لکھ کر بھیج دیں،

شرائط صلح | مختلف تاریخوں میں شرائط کی دفعات و تفصیلات میں اختلاف ہو، دیوید کا بیان اس باب میں زیادہ مستند ہے، اور قرین قیاس بھی معلوم ہوتا ہے، اس کے بیان کے مطابق مصالحت کی دفعات یہ تھیں،

(۱) کسی عراقی کو محض پرانی عداوت کی بنا پر نہ پکڑا جائے (۲) بلا استثنا سب کو اپنا دی جائے، (۳) اہل عراق کی بدذاتیوں کو انگیز کیا جائے (۴) دار الحکومت کا پورا خراج جسر حنن کے لئے مخصوص کر دیا جائے (۵) امام حسینؑ کو دو لاکھ سالانہ دیئے جائیں، (۶) دینار میں نئی ہاتھ کو بنی امیہ پر ترجیح دی جائے،

امیر معاویہؓ نے بلا کسی ترمیم کے یہ تمام شرطیں منظور کر لیں اور اپنے قلم سے اقرار نامہ لکھ کر اس پر مہر کر کے اکابر شام کی شہادتیں لکھوا کر عبید اللہ بن عامر کے ذریعہ امام حنن کے پاس بھجوا دیا،

طبری نے دور وابتین نقل کی ہیں، پہلی مستند روایت یہ ہے کہ حضرت حنن نے تین شرطیں پیش کیں، (۱) کو فہ کے بیت المال کا کل روپیہ آپ کو دیدیا جائے،

(۲) دابچہ کا خراج آیکے لئے مخصوص کر دیا جائے (۳) حضرت علیؓ پر اس طرح برسرِ علم سب و شتم نہ کیا جائے کہ حضرت حنؓ کے کانوں تک نہ پہنچے،

امیر معاویہؓ نے یہ تینوں شرطیں منظور کر لیں؛

دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت حنؓ نے جو شرطیں لکھ کر بھیجی تھیں، اس کے پہنچنے کے قبل ہی امیر معاویہؓ نے ایک سادہ کاغذ پر ہر کر کے آیکے یاں بھیج دیا تھا کہ آپ جو شرطیں چاہیں لکھ دیں، سب منظور کی جائیں گی، حضرت حنؓ کو یہ کاغذ ملا تو آپ نے پہلی شرطوں کی دو گنی شرطیں لکھ بھیجیں، لیکن امیر معاویہؓ نے انہیں نہیں مانا، اور دست برداری کے بعد کوئی شرط پوری نہیں کی، لیکن یہ بالکل غلط واقعہ ہے، تمام مورخین کا اجماع یہ اتفاق ہے، بلکہ امیر معاویہؓ شرائط کے علاوہ وقتاً فوقتاً اور بھی سلوک کرتے رہتے تھے،

بعض کتابوں میں ایک شرط یہ بھی ملتی ہے کہ امیر معاویہؓ کے بعد حضرت حنؓ خلیفہ ہون گے، لیکن یہ محض گڑھی ہوئی ہے، طبری، یعقوبی، سعدی، ابن اثیر کسی معتبر کتاب میں اس کا ذکر نہیں ہے، اور نہ آئندہ واقعات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے، یہ روایت محض حضرت حنؓ کے زہر خورانی کے واقعہ کو حضرت امیر معاویہؓ کے سر تھوپنے کے لئے گڑھی لگئی، حضرت حنؓ کا انتقال امیر معاویہؓ کی زندگی میں کئی برس پہلے ہوا تھا، اور زہر کے اثر سے ہوا تھا، اگر یہ شرط مان لی جائے تو زہر خورانی کی نسبت امیر معاویہؓ کی جانب قرین قیاس ہو جاتی ہے، لیکن اگر یہ شرط ہوئی ہوتی تو آئندہ کسی موقع پر جو بارہائش آئے، کسی کی زبان سے سنی جاتی، لیکن کہیں اس کا ذکر نہیں ملتا، یزید

کی دیکھدی کی مخالفت میں بعد اشد بن زبیر اور عبدالرحمن بن ابی بکر وغیرہ نے یہ دلیل تو دی کہ یہ طریقہ خلفائے راشدین کے طریقہ کے خلاف ہے، یا قیصر و کسریٰ کی سنت ہے یہ کسی نے نہیں کہا کہ تمہارے بعد حضرت حسن خلیفہ تھے، اس لئے اب ان کی اولاد کو ہونا چاہئے، خود حضرت حسن نے اپنے استحقاق اور زبیر کی مخالفت میں بہت سی دلیلیں دیں لیکن کسی موقع پر اس شرط کا ذکر نہیں کیا، حالانکہ زبیر کی مخالفت کی یہ بھی ایک دلیل ہو سکتی تھی، بہر حال اس شرط کی تاریخی اور عقلی حیثیت سے کوئی اصل نہیں،

شرائط کی رہائی تصدیق | شرائط صلح طے ہو جانے کے بعد حضرت حسن نے قیس بن سعد انصاری کو جو امیر معاویہ کے مقابلہ میں تھے صلح کی اطلاع دے کر انھیں مدائن واپس آئے کا حکم دیا، انھوں نے فوج کو پھڑکڑایا اور کہا اب صرف دو صورتیں ہیں یا نہیہ ایم کے جنگ جاری رکھیں یا امیر معاویہ کی اطاعت قبول کر لیں، یہ فوج بڑی سرفروں تھی لیکن اس وقت حضرت حسن کے حکم کے خلاف اڑنا مناسب نہ سمجھا، اور جنگ روک کر قیس مدائن واپس چلے آئے، اور حضرت حسن کو فہ واپس ہو گئے، آپ کے کو نہ جانے کے بعد امیر معاویہ سے یہاں آکر شرائط کی زبانی تصدیق بھی کر دی۔

مجمع عام میں دست برداری | مصالحت کے تمام مراحل طے ہو جانے کے بعد امیر معاویہ کا اعلان کے دست راست حضرت عمرو بن العاص نے ان کو

متورہ دیا کہ حسن سے مجمع عام میں دست برداری کا اعلان کرادو تاکہ لوگ خود ان کی زبان سے اسے سن لیں، امیر معاویہ کو معلوم تھا کہ حضرت حسن اپنی خوتنی دست بردار ہوئے ہیں، اور ان کی جانب سے آئندہ کوئی خطرہ نہیں ہے، اس لئے ابھین یہ سید

نہ تھا، مگر عمرو بن العاصؓ کے اصرار سے مجبور ہو کر انھوں نے حضرت حسنؓ سے دست بردار
کے اعلان کی درخواست کی آپ کو اس میں کیا غدر ہو سکتا تھا، آئیے ان الفاظ میں
اعلان فرمایا،

واللہ! لوگو! امدائے ہمارے اگلوں سے تمہاری ہدایت اور پھیلوں سے تمہاری
خونریزی کرائی، دانیوں میں سے بڑی دامائی تھوئی اور عزمین سے بڑا غم
مدعا لیا ہاں ہیں، یہ امر (خلافت) ہمارے اور معاویہ کے درمیان متنازعہ فیہ
یا وہ اس کے واقعی حقدار ہیں یا میں ہوں، دونوں صورتوں میں محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی امت کی اصلاح اور تم لوگوں کی حوری سے بچنے کے لئے اس
سے دست بردار ہوتا ہوں، پھر معاویہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "یہ حلا
تمہارے لئے حیدر ورہ سرمایہ ہے" یہ سن کر امیر معاویہؓ کو لے کر گئے اور
عمرو بن العاصؓ سے کہا تمہارا مقصد حاصل ہو گیا، تم یہی سونا چاہتے تھے!

مدینہ کا مقام | اس خاتم الفتن دست برداری کے بعد آپ کو فہ چھوڑ کر مدینہ الرسولؐ کو
گئے، اور تاعمر اپنے جد امجد کے جوار میں بسر کر دی، آپ کی مدت خلافت چھ مہینہ سے لیکر
سات مہینہ تک ہے، آپ کی تخت نشینی کا زمانہ تو رمضان ۳۵ھ متعین ہے، لیکن
دست برداری کے زمانہ میں اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ آپ ربیع الاول ۳۵ھ میں
دست بردار ہوئے، اس لحاظ سے آپ کی مدت خلافت چھ مہینہ ہوتی ہے،

قیس بن سعد اور امیر معاویہ | قیس بن سعد انصاری امیر معاویہ کے بڑے مخالف اور حصر
میں مصاحبت علیؓ کے بڑے پر جوش حامیوں میں تھے، یہ عرب کے نامور مد

تھے اس لئے امیر معاویہؓ شروع سے ان کو ملانے کی کوشش میں تھے مگر کامیاب نہ ہوئے

جب تک قیس مسر کے حاکم رہے اس وقت وہاں امیر معاویہ کا زور نہ چل سکا، ان کے ہتھے ہی مسر ہاتھوں سے نکل گیا، اس کی تفصیلات اوپر حضرت علیؓ کے حالات میں گذر چکی ہیں، حضرت علیؓ کے بعد قیس اسی طرح حضرت حسنؓ کے وفادار رہے، عراقی فوج کی قیادت ان ہی کے ہاتھوں میں تھی، حضرت حسنؓ کے حکم سے مجبور ہو کر وہ معاویہ کا مقابلہ چھوڑ کر مدائن لوٹ آئے تھے، لیکن ان کی امارت کسی طرح تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوتے تھے، ایک جماعت بھی امیر معاویہ سے لڑنے کے لئے ان کے ساتھ ہو گئی تھی، اسلئے امیر کو ان کے ملانے کی بڑی فکر تھی، اور وہ ہر قیمت پر ان کو صلح کے متشدد تھے، عمرو بن العاص نے ان سے کہا بھی کہ قیسؓ سے مصالحت کی کوشش نہ کرو، لڑ کر ان کو مطیع بناؤ، انھوں نے جواب دیا کہ ہم آسانی کے ساتھ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے، جب تک شامیوں کی ایک بڑی تعداد کو بھینٹ نہ چڑھا دیں، جب تک ان سے لڑنا ناگزیر رہے ہو جائے گا اس وقت میں ان سے نہ لڑوں گا، آخر میں، امیر معاویہ نے ان کے پاس بھی ہنر شدہ سادہ کاغذ بھیجا کہ وہ جو شرائط چاہیں لکھ دیں سب منظور کئے جائیں گے، حضرت حسنؓ دست بردار ہو ہی چکے تھے، قیسؓ نے سہارا کب تک لڑتے اس لئے آخرین انھوں نے بھی چند شرائط پر صلح کر لی، امیر معاویہ نے ان کی تمام شرطیں منظور کر لیں، اور ان کی راہ میں کوئی کانٹا باقی نہ رہ گیا،

مصالحت کے اثرات | ملک کے لئے حضرت حسنؓ کی مصالحت کے نتائج بہت مفید و نتائج ہوئے، مسلمانوں کی خوئِ نری کا سلسلہ جو مدتوں سے چلا آ رہا تھا بند ہو گیا، ملک میں امن و سکون پیدا ہوا اور جو طاقت خانہ جنگی میں پارہ پارہ ہو رہی تھی

وہ پھر دشمنوں کے مقابلہ میں صرف ہونے لگی اور بیرونی فتوحات اور اندرونی اصلاح و ترقی کا سلسلہ شروع ہو گیا، اس لئے اس سنہ کو "عام الجماعہ" یعنی اتحاد و اتفاق کا سال کہتے ہیں، لیکن شیطان علی کی جانب سے حضرت حسن کو بڑی سخت مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا، "ذیل المؤمنین" مسلمانوں کو رسوا کرنے والے، "مسود و حوہ المؤمنین" مسلمانوں کو رو سیاہ کرنے والے، "عارِ المسلمین" لوٹ مار کے القاب تھے، آپ نے نہایت صبر و سکون کے ساتھ اس تمام گستاخوں کو برداشت کیا لیکن کبھی سیاست میں حصہ نہیں لیا، وراثت | دست برداری کے نو سال بعد ششمین مدینہ میں انتقال فرمایا، آپ کی موت کے سبب کے متعلق متصور بیان یہی ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے زہر دیا تھا، بعض روایتوں میں ہے کہ امیر معاویہ کے اشارہ سے دیا گیا تھا، لیکن اس کی کوئی اصل نہیں ہے، یہ امیر کے مخالفین کا پروپیگنڈا ہے جس پر انتہا اللہ آئندہ جلد میں بحث ہوگی، لیکن اتنا صحیح ہے کہ آپ کی وفات زہر سے ہوئی تھی، زہر نہایت قاتل تھا اس لئے زہر کھاتے ہی صاحب فرات اور زندگی سے مایوس ہو گئے، حضرت امام حسینؑ کو بلا کر ان سے واقعہ بیان کیا، آپ نے رہ دیے والے کا نام پوچھا فرمایا نام پوچھ کر کیا کرو گے عرض کیا قتل کروں گا، فرمایا اگر میرا گمان صحیح ہے تو خدا بہتر بدلہ لینے والا ہے، اور اگر غلط ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی ناکردہ گناہ پکڑ جائے،

آپ کو اپنے نانا کے پہلو میں دفن ہونے کی بڑی تمنا تھی، حضرت عائشہؓ سے اسکی اجازت مانگ بھیجی آپ نے نہایت مسرت سے مرحمت فرمائی، حضرت حسنؑ احتیاطاً یہ وصیت کر دی کہ میرے بعد دوبارہ اجازت لیسنہ لیکن ہے زندگی میں میری مروت سے دے دی ہو، اگر اس وقت بھی وہ اجازت دے دین تو روضہ نبویؐ میں دفن کرنا،

مجھ کو خطرہ ہے کہ اس بن بنی امیہ مزاحم ہوں گے، اگر یہ صورت پیش آئے تو روضہ نبوی میں دفن کرنے پر اصرار نہ کرنا اور بقیع کے گور غریباں میں دفن کر دینا،
 زہر کھانے کے تیسرے دن باحتمال روایت ششم یا ششم میں انتقال فرمایا
 خارہ پر جھگڑا | وفات کے بعد وصیت کے مطابق حضرت امام حسینؑ نے دوبارہ حسرت
 عائشہؓ سے اجازت چاہی آپ نے اسی فراخ دلی سے مرحمت فرمائی، لیکن بنی امیہ کی طرف
 سے حضرت حسنؑ کا خطرہ بالکل صحیح نکلا، مروان کو اس کی خبر ہوئی، تو اس نے کہا حسنؑ کسی
 طرح روضہ نبوی میں دفن نہیں کئے جاسکتے، ان لوگوں نے عثمانؑ کو تو یہاں دفن نہ ہو
 دیا اور حسنؑ کو دفن کرنا چاہتے ہیں، یہ نہیں ہو سکتا، حضرت حسینؑ زور دفن کرنے پر آمادہ
 ہو گئے اور قریب تھا کہ بنی ہاشم اور بنی امیہ میں تلواریں چل جائیں کہ اتنے میں مشہور صحابی
 حضرت ابو ہریرہؓ پہنچ گئے اور چلائے کہ "یہ کیا تم ہے کہ ابن رسول اللہ کو نامانہ کے پہلو
 میں دفن کئے جانے سے روکا جاتا ہے" پھر حضرت حسینؑ کو حضرت حسنؑ کی وصیت
 یاد دلائی کہ اگر غزیری کا خطرہ ہو تو بقیع کے قبرستان میں دفن کر دینا، اس یاد دہانی
 پر حضرت حسینؑ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، سعید بن العاصؓ والی مدینہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قیام صحابہؓ
 کے تاجدار و علم و ردبار ہی کے پیکر کو اس کی مان حضرت فاطمہؓ زہراؓ کے پہلو میں دفن کیا
 ماتم | حضرت حسنؑ اپنے خلق عظیم کی بنیاد اتنے محبوب و مقبول تھے کہ ان کی وفات
 پر سارے مدینہ میں صعب ماتم چھ گئی، بازار بند ہو گئے، گلیوں میں سناٹا مچا گیا، بنی ہاشم
 کی عورتوں نے ایک ہمد تک سوگ منایا، حضرت ابو ہریرہؓ مسجد نبویؐ میں فریاد و فغا
 کرتے تھے اور یکا ریکار کرتے تھے کہ لوگو! آج خوب رو لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب

دنیا سے اٹھ گیا،

جنازہ میں اتنا ہجوم تھا کہ مدینہ میں اس کی مثال ملتی تھی ایک شریک جنازہ کا بیان ہے کہ اگر سوئی پھکی جاتی تو کثرت ازدحام سے زمین پر نہ گر سکتی تھی،

علیہ | حضرت امام جن صورت اور سیرت دونوں میں ذات نبوی کی تصویر تھے، ازدواح و اولاد | آپ نے بکثرت شادیاں کیں، تارخوں کے بیان کے مطابق تواریخ کی

بیویوں کی تعداد مبالغہ آمیز حد تک پہنچ جاتی ہے، لیکن اتنا صحیح ہے کہ آپ کے حوالہ عقد میں بہت سی عورتیں آئیں، ان سے آٹھ لڑکے تھے، حسن، زید، عمر، قاسم، ابو بکر، عبدالرحمن، طلحہ، عبید اللہ،

حضرت حسنؓ کا غلامان | دنیا کے تمام حکمرانوں کے کارنامے حکومت کے استحکام فتوحات کی کارنامہ وسعت اور فوجوں کی کثرت کے معیار سے جانچے جاتے ہیں اگر

اس معیار کو ذرا اونچا اور موجودہ مذاق کے مطابق کر دیا جائے تو ملک قوم کی اصلاح و ترقی اس کا پیمانہ ہو جائے گا، اس سے زیادہ بلند کوئی معیار نہیں، لیکن حضرت حسنؓ نے دنیا کے سامنے ایک نیا نمونہ پیش کیا، آپ نے نہ حکومت کی بنیاد مضبوط کی، نہ ملک

فتح کے نہ فوج و خزانہ جمع کیا، بلکہ ان تمام چیزوں کی ایک ایسی عظیم انسان حکومت کو جس کا ایک سر اسدہ تھا اور دوسرا جبرائیلؑ انسان کے خون سے بچنے اور امت کی صلاح و فلاح کے لئے جھوڑ دیا، وہ کارنامہ ہے جس کی مثال مشکل سے تاریخ پیش کر سکتی ہے

حکومت کے بقا و تحفظ اس کی توسیع کے لئے تو دنیا کا ہر فرمانروا جنگ کرتا ہے، بلکہ مقرر حکومت کی تمیز ہی جنگ کی ہولن کی اور انسانی خون سے ہوتی ہے، اپنی قوم کے

چند انسانوں کے خون سے بچنے کے لئے تختِ حکومت کو چھوڑ دینا تاریخ کے نادر واقعات میں سے ہے،

ظاہری حالات سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہے کہ آپ نے وجہ کی کمروری سے مجبور ہو کر حکومت چھوڑ دی، واقعہ یہ ہے کہ آپ کے ہونا خون میں سے ہر شخص دست برداری کے سخت خلاف تھا، چنانچہ جس وقت آپ نے دست برداری کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت حین نے عرض کیا خدا را معاویہ کی تصدیق کر کے والد کو قبر میں نہ جھٹلائے۔ آپ نے فرمایا تم خاموش رہو میں معاملات کو تم سے بہتر سمجھتا ہوں،

اس چند ہزار سیاہ کے سوا جس نے کسی محفی اثر کے تحت میں عداوت کی تھی، باقی سارا عراق آپ کے ساتھ تھا، عرب کے نامور مدبر قیس بن سودان صاری آپ کے مقدمہ میں کی کن کر رہے تھے، اور آخر آخر تک امیر معاویہ کے مقابلہ سے ہٹنے پر آمادہ نہ تھے، علاوہ چالیس ہزار آدمی آپ کے ایک اشارہ پر سرکٹانے کے لئے تیار تھے، بلکہ سارا عراق آپ کے ساتھ تھا اور صلح و جنگ میں آپ کے حکم کے تابع تھا،

لیکن مسلمانوں کی پھیلی ہوئی تاریخ آپ کی نگاہوں کے سامنے تھی، حضرت عثمان کی شہادت کے بعد سے جانہ جنگی اور غازی کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا، وہی طبع بند ہونے میں نہ آتا تھا، مسلمانوں کی قوت آپس میں ٹکرا کر پاش پاش ہو رہی تھی، ملک میں بد امنی بیاہتی، آپ نے دیکھا کہ تختِ حکومت کی قیمت میں آپ کو بھی ہزاروں مسلمانوں کی جان ادا کرنا پڑے گی، یہ سودا آپ کے لئے بہت گران تھا، آپ کے نزدیک مسلمانوں کا خون خلافت و حکومت سے زیادہ عزیز تھا، اس لئے امت کی بھلائی کیلئے

آئیے اس عظیم شان منصب کو چھوڑ دیا،

سب سے پہلی مرتبہ آپ نے جب اپنے عزیزِ خاص حضرت جعفر طیار کے صاحبزادے

سے دست برداری کا ارادہ ظاہر کیا تو اس کا سب یہ بتایا: میں نے ایک راہ سے قائم کی ہے، امید ہے کہ تم بھی اس کی تائید کرو گے، ملک میں فتنہ و فساد برابر بڑھتا جا رہا ہے، خون کی ندیاں بہ چکی ہیں، عزیز کو عزیز کا پاس نہیں، قطع رحم کی گرم بازاری ہے راستے خطرناک ہو رہے ہیں، سرحد بن بے کار ہو گئی ہیں، اس لئے بن خلافت سے دست بردار ہو کر مدینہ چلا جانا چاہتا ہوں!

ایک موقع پر جبکہ بعض لوگوں نے آپ کو خواہشِ خلافت سے متہم کیا تھا، آپ نے فرمایا: عجبے سر میرے قرضہ میں تھے جس سے میں صلح کرتا اس سے وہ صلح کرتے، اور جس سے میں جنگ کرتا اس سے وہ جنگ کرتے، لیکن میں نے خاتمۃ اللہ اور مسلمانوں کے خون سے بچنے کے لئے خلافت چھوڑ دی!

جو لوگ اس دست برداری کے زیادہ خلاف تھے وہ طرح طرح کے خطابات سے آپ کو یاد کرتے "بذل المؤمنین" مسلمانوں کو رسوا کرنے والے آپ کا لقب ہو گیا آپ جواب میں فرماتے "میں نے مسلمانوں کو رسوا نہیں کیا، البتہ ملک کی ہوس میں مسلمانوں کی غریزی پسند نہیں کی۔"

امام نووی لکھتے ہیں،

چالیس ہزار سے زیادہ آدمیوں نے حنین کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اور وہ سات مہینہ حجاز، یمن، عراق اور خراسان وغیرہ پر حکمران رہے، اس کے بعد معاویہ ان کے مقابلے میں ابن عساکر ۴۴ ص ۲۲۱ و ۲۲۲ سے متذکرہ حاکم ۴ ص ۵۰ سے استیعاب و متذکرہ حسن،

کے لئے اٹھے، حضرت حنؑ بھی نکلے، جب دونوں کا سامنا ہوا تو حضرت حنؑ کو اس کا اندازہ ہوا کہ جب تک مسلمانوں کی ٹری تعداد کم نہ آجائے گی، اس وقت تک کسی رقی کا غلبہ یا نامشکل ہے، اس لئے چند شرائط پر وہ امیر معاویہ کے حق میں دست بردار ہو گئے اور رسول اللہ صلعم کی اس پیشینگوئی کی تصدیق ہو گئی کہ میرا یہ لڑکا سردار ہے، خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دوڑے فرقوں میں صلح کرائے گا،

حقیقت یہ ہے کہ آپ کا شروع ہی سبجگ کا ارادہ نہ تھا، طبری کا بیان ہے کہ آپ کا ارادہ خنک کا تھا ہی نہیں، بلکہ شروع سے آپ نے قصد کر لیا تھا کہ اگر جگ کی نوبت آئی تو امیر معاویہ سے اپنا گذارہ مقرر کر کے ان کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو جائے۔
فضل مکمل | حضرت حنؑ حضرت علیؑ جیسے مجمع العلم کے فرزند تھے اور اسی گوارہ علم میں آپ نے پرورش پائی تھی، اس لئے آپ کو بھی اپنے اسلاف کی علمی وراثت سے حصہ ملا تھا،

حدیث میں آپ کی مرویات کی تعداد کل تیرہ ہے، جن میں سے اکثر حضرت علیؑ سے ہیں، آپ کے رمز رواۃ میں حضرت عائشہ صدیقہ کا نام بھی ہے، فقہ میں آپ کو اتاد رکھا، کہ مدینہ کی صاحبِ علم و افتا جماعت کے ایک رکن تھے، خطابت میں آپ کو کوئی امتیازی کمال حاصل نہ تھا، آپ کی طبیعت کی مناسبت سے آپ کے خطبات مناسبت، سنجیدگی اور نید و موغظت کی کتاب ہوتے تھے جن کے بعض نمونے ادھر گزر ہیں، شاعری سے ذوق تھا، ابنِ رشیق نے کتاب العہد میں آپ کا ایک شعر نقل کیا ہے:
فضائل اخلاق | مکرم اخلاق میں آپ خلقِ رسول کا نمونہ تھے،

استماع دے یا رہی | آپ کے ہٹا کر اخلاق میں استغنا و بے نیازی سرفہرست ہونے لگا
جیسے جلیل القدر منصب سے دست بردار ہو کر استغنا اور بے نیازی کا نو بلند نمونہ

آپ نے پیش کیا وہ تاریخ میں بے مثال ہے،

علم | آپ کا دوسرا امتیازی وصف ضبط و تحمل ہے، آپ کی زبان کبھی کسی تلخ اور
دشمنانہ کلمہ سے آلودہ نہ ہوئی، انتہائی عرصہ کی حالت میں بھی کسی کے متعلق "رعت النہ"
"اس کی ناک خاک آلود ہو" سے زیادہ کچھ نہ کہتے تھے،

دست برداری کے بعد مخالفین آپ کے رد و رد و مسلمانوں کے رسوا کر دیا
اور ننگِ مسلمین کہتے تھے، آپ صرف اس قدر جواب دیتے کہ میں نے مسلمانوں
کو رسوا نہیں کیا، البتہ حکومت کے لئے ان کی خور و بری پسند نہ کی،

مردانِ روبرو عام منبر پر حضرت علیؑ کو برا بھلا کہتا تھا، حضرت حسنؑ سن کر پی جاتے
تھے، اور کوئی جواب نہ دیتے تھے، ایک مرتبہ دونوں میں گفتگو ہو رہی تھی مروان نے
آپ کی شان میں نہایت درشت کلمات استعمال کئے، آپ سن کر خاموش ہو گئے،
آپ کے اس ضبط و تحمل کا مروان جیسے شخص پر بھی اتنا اثر تھا کہ آپ کی وفات کے بعد
وہ ہوتا تھا حضرت حسینؑ نے اس سے فرمایا، اب روتے ہو، ان کی زندگی میں تم نے ان کے
ساتھ کیا کیا نہ کیا، مروان نے یہاں کی طرف اشارہ کر کے کہا میں نے جو کچھ کیا اس سے
زیادہ حلیم و بردبار کے ساتھ کیا،

عبادت | خدا کی عبادت آپ کی زندگی کا شغل تھی، امیر معاویہؓ نے ایک شخص سے آپ کے
حالات دریافت کئے، اس نے آپ کے یہ معمولات بتائے، "فجر کی نماز کے بعد طلوعِ سورۃ

تک مصلیٰ پر رہتے ہیں، پھر ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے ہیں اور آنے جانے والوں سے ملتے ہیں، دن چڑھے چانت پڑھ کر اہمات المؤمنین کے سلام کو جاتے ہیں اور گھر ہوتے ہوئے پھر مسجد آ جاتے ہیں۔

سوار یون کے ہوتے ہوئے یا سیاہ حج کرتے تھے، متعدد حج پایا وہ کئے فرمانے تھے کہ مجھے خدا سے حجاب معلوم ہوتا ہے، کہ اس سے ملوں اور اس کے گھر یا وہ نہ گیا ہو اصلاح عقائد دین کی بنیاد عقائد کی درستی پر ہے، اسی زمانہ سے اہلیت کی محبت کے دعویداروں نے اہلیت کے نام سے مذہب میں حرافات داخل کرنا شروع کر دیئے تھے، جب آپ کو اس قسم کے فاسد عقائد کی اطلاع ہوئی تو آپ اس کی تردید فرماتے تھے، شیعان علی کی ایک جماعت کا خیال تھا کہ حضرت علیؑ لے عام انسانوں کی طرح وفات نہیں پائی ہے، اور قیامت سے پہلے ہی زندہ ہو جائیں گے حضرت حقؑ کو معلوم ہوا تو فرمایا، یہ لوگ جھوٹے ہیں، ایسے لوگ ہرگز تنبیہ نہیں ہو سکتے، اگر ہم کو اسکا یقین ہوتا کہ علیؑ عنقریب ظاہر ہوں گے تو ہم نہ ان کی میراث تقسیم کرتے اور نہ ان کی بیویوں کا عقد ثانی ہونے دیتے۔

فیاضی و سیریشی | فیاضی اور اتفاق فی سبیل اللہ آپ کا خاندانی وصف تھا، آپ بھی اپنی دولت خدا کی راہ میں بڑی دریادلی سے صرف کرتے تھے، عمر میں مرتبہ اپنے کل مال کا آدھا آدھا خدا کی راہ میں تقسیم کر دیا اور اس تنصیف میں اسے مبالغہ سے کام لیا کہ دو حقون میں سے ایک جو تا بھی دیدیا،

آپ کے دوست و دشمن دونوں آپ کی فیاضی سے یکساں متمتع ہوتے تھے

سید ابن عساکر ج ۲ ص ۲۰۹ تہذیب الاموال ج ۱ ص ۱۵۳ طقات ابن سعد ذکرہ علی بن یزید ص ۱۳

ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے ایک دشمن کے یاس زاد راہ اور سواری نہ تھی، اس نے اہل بدعت سے سوال کیا، لوگوں نے حضرت حسنؓ کا ہتہ دیا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے وہ دونوں چیزوں کا انتظام کر دیا، بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ اپنے اور اپنے والد کے دشمن کے ساتھ سلوک کرتے ہیں؟ فرمایا کیا ان سے اپنی آبرو نہ بچاؤں، اس قبل کے بہت سے واقعات تاریخوں میں ہیں،

اہل حاجت کی حاجت رازی | حاجتمندوں کی ضرورت پوری کرنے کو نفل عبادت پر ترجیح دیتے تھے، ایک مرتبہ آپ اعتکاف میں تھے، ایک حاجتمند آپ کے یاس آیا آپ نے اعتکاف کے دائرہ سے نکل کر اس کی ضرورت پوری کر دی اور فرمایا، میرے نزدیک کسی بھائی کی حاجت پوری کرنا، ایک مسند کے اعتکاف سے بہتر ہے،

مؤلفین کی تاریخی کتب

مرا درجہ جنگ تک کے تمام واقعات و سوانح
پر خود اس کے خطوط و رقعات کی روشنی میں تنقید
کے کئی کئی ہی قیمت للہ ص ۴۷۷
رقعات عالمگیر اس میں عالمگیر کے زمانہ تہذیب
سے مراد درجہ جنگ تک کے تمام خطوط و رقعات جمع
کئے گئے ہیں جس سے اس وقت کی سیاست و تاریخ
کے میوں حقائق کا انکشاف ہوتا ہے

قیمت ۱۷ ص ۴۷۷

مختصر تاریخ ہند اس میں ہندوستان کے مسد

ہندوستان فرما کر دواؤں اور دواؤں کے

ہندوستان کے مائے میں جو کام کئے ہیں اس کا

تذکرہ ہے قیمت ۱۷ ص ۴۷۷

ہندوستان کی کہانی یہ ہندوستان کی مختصر

تاریخ ہے جو سادہ اور سہل زبان میں لکھی گئی

ہے قیمت ۱۷ ص ۴۷۷

ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں

الو احساب مرقوم نے نہایت تلاش و تحقیق سے ہندو

کی قدیم اسلامی درسگاہوں پر ایک مقالہ لکھا تھا

وہی مقالہ اب کتابی صورت میں لکھی گئی ہے قیمت ۱۷

تاریخ اخلاق اسلامی اس میں اسلامی اصلاحی تاریخ
قرآن اور احادیث کی اخلاقی تعلیمات اور پھر
اسلام کی اخلاقی تعلیمات پر مختلف جہتوں سے
لقد و مسرہ ہے ص ۴۷۷ قیمت ۱۷
ص ۴۷۷ جلد اول اس میں صلیبیہ کے خزانے کا
سلیانی و حرا سلیانی پر اسلامی حلوں کی امداد
اسلامی حکومت کا قیام ہمدہ ہمدہ کے دوروں کا
عروج اور مسلمانوں کے مصائب و خلاطی کا مرقعہ

دکھایا ہے قیمت للہ ص ۴۷۷

ص ۴۷۷ جلد دوم یہ مسلمانوں کے تمدنی و

اقتصادی معاشی تعلیمی حالات کا مرقعہ اس میں

صلیبیہ کے معسرین، مجتہدین، علماء و مہمہ، متکلمین، ادب

شعرا کا محفل تذکرہ اور ان کی تصنیفات اور کلام کا

ذکر ہے قیمت للہ ص ۴۷۷

ہماری یاد تازہ ہے یہ ان تمام بڑی بڑی

کی مختصر اور آسان تاریخ ہے جو گزشتہ صدیوں میں

مسلمانوں نے دیا کے مختلف حصوں میں قائم

کیں قیمت ۱۷ ص ۴۷۷

مقدمہ عالمگیر اس میں عالمگیر کی ولادت سے

مسعود علی ندوی، منبر دار المصنفین اعظم گڑھ

(طالع و اساتذہ محمد اولیں واری)